تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد نہم

زوال سلطنت تیموریہ

جلد دہم

مضامین مختلفہ

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونی ورسٹی سابق پروفیسر
ورنی کیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۸ء

شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

تم روز دیکھتے ہو کہ صبح۔ دوپہر۔ شام ہوتی ہے کچھ وقت فجر اور دوپہر کے درمیان اور کچھ وقت دوپہر اور شام کے مابین گذرتا ہے اسی طرح سلطنت تیموریہ کی صبح و دوپہر و شام ہوئی۔ یگانہ روزگار دانشور فرزانہ شہریار بابر فرغانہ سے ہندوستان میں آیا یہ سلطنت تیموریہ کی صبح ہوئی یعنے آفتاب اوسکا مشرق سے طلوع ہوا۔ اور اونچا ہوتا گیا اور اپنی گرمی کو بڑھاتا اور روشنی کو پھیلاتا گیا۔ اہل فرنگ کے نزدیک شاہجہان کے عہد میں اور اہل اسلام کے نزدیک اورنگزیب کے عہد مین وہ اپنے نصف النہار پر پہنچا اور پھر وہ مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوا اپنی تیزی اور روشنی کو کم کرتا گیا یہانتک کہ نابینا شہنشاہ شاہ عالم کے زمانہ مین شام ہوگئی وہ غروب ہوگیا اوسکی روشنی باقی نہین رہی ایک زمانہ اوسکا ابتدا سے انتہاء عروج تک گذرا جسکا حال کئی جلدون میں مرقوم ہوا دوسرا زمانہ انتہاء عروج سے انتہاء زوال تک گذرا اوسکا حال اس جلد مین تحریر ہوتا ہے +

زمانہ کا دستور چلا آتا ہے کہ جن اقوام اور سلطنتون کی ترقی ہوئی اون کا تنزل ہوا۔

فہرست مضامین جلد دہم

مضامین مختلف

اورنگ زیب پر بغیر تحقیق و تفتیش کے تھوپتے ہیں میں اس بادشاہ کی ان باتون کو بہ ترتیب
بیان کرتا ہون جسکو اسباب تنزل سلطنت مغلیہ مٹھیراتے ہین بتاتا ہون کہ وہ کیسے بے اصل ہین
اول سلطنت مغلیہ کے تنزل کا سبب سے اہسلمانون کے اورسب اورنگ زیب کے تعصب
مذہبی کو بتلاتے ہین اورنگ زیب نہایت متشرع بادشاہ تھا وہ ساری عمر مین ایک کام بھی ایسا
کرنا نہیں چاہتا تھا جسکو شریعت مصطفوی عدالت کے خلاف بتلائے وہ شریعت اسلام کا
پورا پابند تھا۔ بہت سے عیسائی جو اپنے مذہب کے تعصب کی بلا مین گرفتار ہین وہ شریعت
مصطفوی کی نسبت یہ رائے رکھتے ہین کہ اس مین صلاحیت و قابلیت ہی نہیں ہے کہ اس کی
پابندی سے کوئی قوم مہذب و شائستہ ہو یا کوئی سلطنت اسپر عمل کرکے ظلم و ستم سے خالی ہوسکے
مسلمانون مین انھین بادشاہون کی سلطنت کا عروج ہوا جنھون نے اپنی شریعت اسلام
کو بالائے طاق رکھا۔ اکبر اور عالمگیر کا مقابلہ اس طرح کرکے اپنے دعوی کی دلیل پیش کرتے
ہین۔ اکبر شریعت اسلام کا پابند نہ تھا اسکے عہد مین سلطنت کا عروج ہوا۔ اورنگ زیب شریعت
اسلام کا پابند تھا۔ اوسکی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ اکبر نے شریعت کے برخلاف جزیہ
ہندوں کو معاف کیا۔ عالمگیر نے شریعت کے موافق جزیہ غیر اسلام قومون پر مقرر کیا اس
جزیہ کے باب میں ٹوڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام کے خط کا ذکر ہے جسکو اوم صاحب نے
تو بے تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جی سنگہ نے اورنگ زیب کو لکھا ہے مگر یہ راجہ جزیہ کے
حکم سے پہلے مرچکا تھا تو ٹوڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگہ نے اورنگ زیب کو
لکھا تھا۔ اودے پور سے انکا منشی اصل کی نقل ان پاس لایا تھا اونھون نے اسکا
انگریزی ترجمہ لکھا ہے مین اس انگریزی ترجمہ کا ماحصل ترجمہ کرکے لکھتا ہون +

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لئے ہے اور تمام ستائش بادشاہ کے لئے ہے جو
شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے بندہ گو حضور پر نور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ
ہے حضور کی اطاعت اور دولت خواہی کے کامون کے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے

اس اقبال اور زوال کے اسباب کو مسبب الاسباب ہی خوب جانتا ہے مسلمان یہ یقین کرتے ہین کہ یہ خدائی کارخانے ہیں اُن کو کون سمجھ اور جان سکتا ہے یہ محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ قومون کی ترقی و تنزل کا تار بندھا رہتا ہے کہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے آجاتے رہتے ہیں

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے	پس	سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے		
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے		طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے		

بہت یہان ہوئے خشک چشمے اُبل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

ابھی بشر کی عقل و دانش کی ایسی ترقی نہیں ہوئی کہ وہ ان اسباب کو بالکل صحیح صحیح دریافت کرلے ۔مگر دانشمند ارباب الرآے ان اسباب کی عالمانہ تحقیق اور حکیمانہ تدقیق کرتے ہین اور دلچسپ خرد افروز مباحثے اور دل آویز دانش آموز گفتگوئیں ارقام فرماتے ہیں۔ اسلئے میں اونکو باقی شاہان تیموریہ کے عہدون میں بیان کرون گا کہ کیوں ہند کی سلطنت مغلیہ کے کاخ بلند کی بنیادیں اندر ہی اندر ایسی ہل گئیں کہ وہ دھڑام سے گر پڑا جسکے برج و مینار آسمان سے باتین کرتے تھے اور اوس کے سونے اور چاندی کے روپہلی سنہری کلس اپنی چمک دمک ایک عالم کو دکھلاتے تھے اوسکے ستونون میں ساری دنیا کے جواہر جڑے جاتے تھے گو اسکے کلس اور جواہر اس خاک کے ملنے پر بھی کہیں کہیں اپنی درخشانی دکھاتے رہے اور کیون اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کی آنکھیں اندھی کان بہرے دانت ٹوٹے پوپلے ٹانگیں لنگڑی کمر ٹوٹی ہاتھ لنجے ہوگئے کوئی کل سیدھی نہ رہی جیتے جی مرگئی کیون اسکا حال یہ ہوگیا جیسے کوئی مردہ زمین سے نکل آئے کہ زیور پہنے ہوئے اور ہتیار لگائے ہوئے ہو مگر اسکا حال یہ ہو کہ اوسپر پھونک مار دو تو اوسکی خاک اوڑنے لگے۔ اگرچہ شہنشاہی کا سرچشمہ بزرگی دہلی بنی رہی مگر اسے میلا گدلا پانی ان باعثون سے جاری رہا جو خس و خاشاک سے بھرتے سلطنت مغلیہ کے زمانہ تنزل کی ابتدا مقرر کرنی بڑی مشکل بات ہے جو مورخ کہ اورنگ زیب کے عہد کو اسکی ابتدا ٹھیراتے ہیں وہ اپنے فرض کو نہیں ادا کرتے بہت سی ہمتیں

کے گھروں میں فلاس آگیا ہو تو واے برحال امیران سپاہ واویلا مچا رہی ہے سوداگر شکایت کر رہے ہین مسلمان ناراض بیٹھے ہیں ہندو بے نوا بے دست وپا ہو رہے ہیں۔ بد نصیب خلقت کو رات کو روٹی میسر نہیں ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو دے دے مارتے ہیں +

کس طرح اس بادشاہ کا جاہ وحشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد غایت کو پہنچ گیا ہو سخت محصول وصول کرے - اس زمانہ مین مشرق سے مغرب تک شہرت ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوؤن سے جلکر برہمنون۔ سنارون جوگیون۔ بیراگیون سناسیون سے جزیہ لے گا - اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ و نام وعزت واحتشام کا خیال کچھ نہیں کرے گا بے گناہ تارک الدنیا آدمیون پر زبردستی کریگا - اگر جناب عالی کو کتب الہامی پر ایمان واعتقاد ہو تو آپ کو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے ہندو مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہیں اوسنے انکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین - وہی سکو پیدا کرتا ہے - مساجد مین اذان ہوتی ہے بت خانون میں گھنٹہ بجتا ہے مگر دونو جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے کسی غیر کے مذہب و رسم و رواج میں دست اندازی کرنا اور اسکو بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑئے تو مصور کے دل میں کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کامون کی عیب جوئی نہ کرو +

القصہ جو ہندوؤن سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت کے لئے مضر ہے - وہ ملک کو مفلس بنائے گا وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین وآئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی تھی تو عدالت کا مقتضا یہ تھا کہ اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوؤں کا منڈ ہے جزیہ طلب کرتے بعد اسکے اس خیر خواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کر سکتے ہین - بہادر جوانمردون کو چیونٹون اور مکھیون کا ستانا زیبا نہین - یہ تعجب کی بات ہے کہ ارکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو

میری عین تمنا، دلی یہ ہے کہ میں ایسی خدمات بجالاؤن کہ جنسے بادشاہوں امیروں مرزاؤں
راجاؤں رائیوں اور ایران توران شام کے امیروں اور ہفت اقلیم کے باشندوں اور تری
و خشکی کے مسافروں کی بہبودی اور فلاح ہو۔ یہ میرا میلان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اس مین
ذرا شک نہ ہوگا مین اپنی خدمات سابقہ پر اور حضور کے تحمل پر نظر کر کے جناب عالی کی خدمت
مبارک مین حضور کے اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کے لئے چند التماسیں کرتا ہوں۔

مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندہ خیر خواہ کے استیصال کے لئے اتنی دولت خرچ
ہو چکی ہے کہ خزانہ شاہی خالی ہو گیا ہے اوسکے معمور کرنے کے لئے جزیہ لینا قرار پایا ہے

حضور کے جد اعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت
اور شفقت کے ساتھہ کی جس سے رعیت نے آسایش اور آرام پایا اور وہ خوش و خرم رہی
اوسنے عیسائی۔ موسوی۔ داؤدی محمدی برہمن لامذہب دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے
دیکھا سب پر دیا مہربانی شفقت عاطفت فرمائی۔ اس لطف و کرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو
اسکا خطاب و لقب ہوا۔ اسی طرح نور الدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شاہنشاہی
کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستون کی نیک خواہی اور خیر خواہی
کی وجہ سے فتحمند رہا +

شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہوں سے نیک نامی
کم نہین حاصل کی رحم دلی اور نکوکاری سے نیک نامی دوام پائی

یہ حضور کے باپ دادا کے رافت و کرم و عدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت
و بزرگی کے پیرو ہوئے تو جہان انہون نے قدم رکھا وہان فتح و ظفر ہمرکاب ہیں۔
بہت قلعے اور ملک اونکے قبضہ و تصرف مین آئے۔ مگر حضور عالی کے ممالک مین سے
بہت سا ملک نکل گیا اور آئندہ اور نکلنے والا ہے۔ سارے ملک مین تباہی اور غارت گری قزاقی
کا بازار گرم ہے اور کوئی اوسکی روک ٹوک نہیں۔ رعایا ویران و برباد ہو گئی۔ سارا ملک بھوکا
مرتا ہے۔ روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہین جب بادشاہ اور بادشاہزادوں

کہ بنگالہ مین قحط مین اس زکوۃ نے افلاس کی مصیبت کو اور بڑھا دیا تھا - دنیا مین یہ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کوئی نئی ٹیکس رعایا پر لگاتا ہے تو وہ ناراض ہوتی ہے اور واویلا مچاتی ہے کہ ہم پہلے ہی بھوکے مرے جاتے تھے یہ ٹیکس کس گھر سے دینگے - اس سے سارے ملک مین فتور برپا ہوگا خلقت برباد ہو جائیگی اورنگزیب نے جب جزیہ لگایا تو ہندو اوس کے پاس واویلا کرتے ہوئے جیسے ایسے موقعونپر بادشاہون پاس جایا کرتے ہین دہلی ہیں قلعہ کے نیچے گئے - بادشاہ کو گھیر لیا - بھیڑ بھاڑ مین دو ایک آدمی بھی پس گئے - یہ ایسا واقعہ عظیم نہ تھا جیسا ڈرانونا دکھایا جاتا ہے +

دوم بعض مورخ مسلمانون کی تذلیل کے لئے اس بات کے دکھانے کا قصد کرتے ہین کہ سلطنت مغلیہ کا تخت سلطنت راجپوتون کے کندھے پر قائم تھا - اکبر نے راجپوتون سے ناتے رشتے پیدا کرکے ان کے دل مین وہ مسلمانون کی محبت و موالست پیدا کی کہ اس خاندان کے بادشاہون پر راجپوت جان و مال اور اولاد کو قربان کرنے لگے - ان کے ساتھ ہوکر اپنی قوم سے لڑنے لگے - عالمگیر نے اسکے برخلاف عمل کیا تو وہ اوسکے دشمنون کے معاون ہو گئے اس لئے سلطنت کا زوال ہوا - یہ بیان غلط ہے - اول تو خود عالمگیر نے راجپوتون سے رشتے کئے اپنے بیٹے کو راجپوتون مین بیاہا - دوم مسلمان اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے حق مین مضر جانتے تھے کہ کیا راجپوت محکوم تھے یا اس رشتہ مندی کے سبب سے برابری کا دعوی کرنے لگے اور گستاخ ہو گئے وہ ان راجپوتون کی معاونت کو اپنی سلطنت کا استحکام نہیں جانتے - اور اکبر کی رشتہ مندی کو پسند نہین کرتے - ٹود صاحب لکھتے ہین کہ عالمگیر نے جودھپور مین آدمی بھیجکر بتخانے ڈھوائے اور بت تڑوا کر منگائے - اودے پور مین ہیں پجاریون کا خون کیا - غرض سارے راجپوتانہ مین تین سو بتخانے و مندر عالمگیر نے مسمار کرائے - یہ تعداد کا تعین تو صاحب ممدوح کی تحقیق کا نتیجہ ہوگا - مگر اس مین شک نہیں کہ اوس نے راجپوتانہ مین بت خانے ڈھوائے اور ان کے سوا ہندوؤن کے مقدس شہر بنارس مین بشیشورا و بندمادھو کے مندر توڑے متھرا کا مندر کیشورائے کو مسمار کرایا اور اوس کی جگہہ مسجد بنوائی - ملتان مین بھی ایک مندر توڑا - ہند مین تین دریا جمنا گنگا سندھ ہندؤن کی مذہبی پرستش گاہیں ہیں جن کے کنارونپر یہ مندر اس نے

قواب و بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہیں کی +

کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہین لکھا معلوم نہیں کہ اورنگ زیب کی زندگی مین وہ لکھا گیا یا اوسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جائے کہ وہ اوسکی زندگی مین تحریر ہوا تو یقینی اس پاس نہین بھیجا گیا۔ اگر یہ عرضداشت اس پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا۔ اس کے فرامین و خطوط و رقعات میں کہیں اس کا جواب نہیں اور مسلمانون کی تاریخون میں مذکور نہیں ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ کسی معزز و محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہیں مثلاً بعض انگریزون کو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزارون جعلی سکے بنا کر اسکو لا دئے۔ ایسے ہی ٹوڈ صاحب کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیون نے جعلی بنا بنا کے دے دئے ہونگے وہ راجپوتون کے بڑے سرپرست تھے جب تک کسی نوشتہ کی سند معتبر نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے +

مسلمانون کا جزیہ۔ مہذب قومون میں ایک وحشیانہ ٹیکس سمجھی جاتی ہے اون کو اور غیر قومون کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹیکس متعصبانہ اسلئے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانون کی عزت عظمت اور تسلط غیر قومون پر ظاہر ہو اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہین کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبراً ہے جب جزیہ دینے والا خیال کریگا کہ اگر مین مسلمان ہو جاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ مین آن کر مسلمان ہو جائیگا مگر اس جزیہ کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفوی کو ایسا سمجھنا جیسا اوپر مین نے بیان کیا فقط غیر قومون کا تعصب ملی ہی ہے۔ مین ان مباحثون کو یہان نہیں لکھتا جسکو اونکو دیکھنا ہو تو سر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی مرحوم اور نواب محسن الملک و شمس العلما مولوی شبلی اور شمس العلماء حافظ مولوی نذیر احمد کی تصنیفات مین دیکھے کہ کن براہین متین سے عیسائی متعصبین کے ان خیالات کو غلط و باطل ثابت کیا ہے عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ جب شریعت اسلام کے موافق ہندوؤن پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانون پر زکوۃ بھی لگائی تھی۔ شہاب الدین طالش تاریخ آشام مین لکھتا ہے

عیسائی مورخ اوسکو متعصب کہتے ہین اور جو کام اوسکے ایسے ہین کہ بالکل تعصب سے خالی ہیں اون کو مکر و ریائے سے منسوب کرتے ہیں اور شیعہ مورخ عالمگیر کو سراپا مکر و تزویر و با تدبیر بتلاتے ہیں اور اور عیسائی مورخ بھی اون کی اس تحریر کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور یہی جانتے ہیں

عیسائی مورخون کو سنی مسلمانون کی تذلیل و تضحیک کے واسطے ہمیشہ شیعہ مورخون کی تاریخون سے بہت دلائل و شہادتین ملجاتی ہین وہ محض بے اصل ہوتی ہیں وہ صرف باہمی عداوت و مذہبی کی وجہ سے گھڑی ہوئی ہوتی ہین۔ وہ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب جو لمبی چوڑی نمازین پڑھتا تھا اور رمضان مین روزے رکھتا تھا تراویح پڑھتا تھا اور اعتکاف مین بیٹھتا تھا اس کا سبب یہ نہ تھا کہ وہ عابد تھا جو عبادت الہیٰ کرتا تھا بلکہ وہ اس مذہب کی آڑ مین شکار کھیلنا چاہتا تھا۔ بھائیون کے خون کو اور باپ کی قید کو مذہبی چادر مین چھپانا چاہتا تھا۔ دُنیا پرستون کے نزدیک تو نماز پنجگانہ ہی ایک ہنسی کی بات ہے وہ اورنگ زیب کی حق پرستی اور خدا شناسی کو ریاکاری سے کب خالی گنتے ہیں وہ اس زاہد بادشاہی کو زہد کے سبب سلطنت کی قابلیت سے خالی سمجھتے ہیں۔ اہل فرنگ جو اس بادشاہ کی نسبت برے خیالات ظاہر کرتے ہیں اسکے کئی سبب ہین انمین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ یہان کے عیب و صواب و نیک و بد کو اپنے ملک کے عیب و صواب کے پیمانے سے ناپتے ہین مثلاً وہ اورنگ زیب کو غاصب سلطنت کہتے ہین کیونکہ انکے دستور کے موافق پسر اکبر مستحق سلطنت ہوتا ہے یہان کچھہ پسر اکبر کی قید نہین باپ کے مرنے کے بعد جو بیٹا لڑ بھڑ کر کامیاب ہوا وہ سلطنت کا مستحق سمجھا گیا دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ یہان کی بعض تحریرون کی طرز کو پوری طرح سمجھتے نہین اور جو سمجھتے ہین وہ غلط سمجھتے ہیں اورنگ زیب نے جو اپنے آخری وقت میں شاہزادون اعظم اور کام بخش و معظم شاہ کو خطوط لکھے ہین وہ سمجھتے ہین کہ اورنگ زیب ایسی حالت مین مرا جیسے بد آدمی مرا کرتے ہیں

مگر جو اونکو سمجھتے ہین وہ اون ہی سے جانتے ہیں کہ اورنگ زیب خدا پرست علی اللہ کی موت مرا وہ اپنے افعال پر بھروسہ نہین رکھتا تھا بلکہ خدا کے لطف و کرم پر نہ تھا اُس کو کہتے ہیں کہ وہ ہر دل عزیز دنیا مین نیک نیت بادشاہ تھوڑے ہوتے ہین اور اونمین بھی جو سب سے زیادہ نیک ہوتے ہوں کچھہ

مسمار کرائے ۔

دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی فاتح کسی شہر اور ملک کو اپنی جان پر کھیل کر تسخیر کرتا ہے تو وہ اوس کی جان و مال کا مالک ہوتا ہے وہ انتقام کو اس طرح بھی دکھاتا ہے کہ مفتوح جن چیزون کو مقدس جان کر اون کے آگے سر جھکاتا ہے وہ اون کو ناپاک و نجس سمجھ کر پامال کرتا ہے - ان بتون کا توڑنا اور بت خانون کا ڈھانا ہندؤں کی سرکشی کی سزا تھی - قاعدہ ہے کہ رعایا کے دل مین بادشاہ کے سو ظلم و ستم وہ نفرت و عداوت نہین پیدا کرتے جو ذرا سا مذہبی تعصب قلبی عداوت اور دلی نفرت پیدا کرتا ہے اسلئے ہندو راجپوتون کے دل ناراض ہوئے مگر یہ کہنا کہ راجپوتون کی اس ناراضی سے مسلمانون کی سلطنت مین زوال آیا غلط ہے ۔ کوئی مہم اسکی ایسی نہ تھی جس مین راجپوت اسکے ساتھ شریک نہ ہون - مآثر عالمگیری مین ہر سال کے جشن مین دیکھو کہ کتنے راجپوت راجہ و رائے اور منصب دار بنائے جاتے تھے - رقعات عالمگیری کو پڑھو کہ اوسنے اپنے بیٹون سے کتنی ہندؤنکی سفارش کی اصل حال یہ ہے کہ اورنگ زیب کی یہ پابندی مذہبی تھی جسنے اوس کے سر پر تاج رکھا اور پاؤں تلے تخت سلطنت بچھایا - اوسکی کج بیرحمی سے سلطنت میں ہندؤنکا عروج ہوتا جاتا تھا - تورانی - ایرانی - افغانی - ماوراء النہری اور غیر ملکون کے مسلمان اپنے تنزل سے اور ہندؤن کی ترقی سے زہر کھائے ہوئے بیٹھے تھے - اونھون نے اورنگ زیب کو دیکھا کہ وہ سچا و پکا دیندار مسلمان ہے - سارے مسلمان امرا اوس کے دلی خیر خواہ بنے اوسکو بادشاہ بنایا - شاہجہان جیسا بادشاہ سات برس تک قیدخانہ مین پڑا رہا کسی نے اوسکی رہائی کی پیروی نہ کی - دارا - شجاع - مراد برابر کے مدعیان سلطنت کو خاک مین ملا دیا وہ سچا دیندار تھا - اپنے دین کی پابندی سے خواہ اوسکا دنیا کا نقصان کیسا ہی ہو اوس کو وہ فائدہ سمجھتا تھا - وہ مسلمانون کی خاطرداری کے لئے جنکی عنایت سے اوسکو بادشاہی میسر ہوئی تھی ایسے احکام جاری کرتا تھا کہ ہندو اہل قلم موقوف ہون اور اون کی جگہ مسلمان مقرر ہون - گو ایسے احکام پر اوسکی تعمیل نہین ہوتی تھی مگر مسلمان خوش اور ہندو ناخوش ہوتے تھے ۔

بعض معاملات کو تو شریعت کے موافق اور بعض کو آئین و قوانین سلطنت کے موافق فیصلہ کیا کرتا تھا +
اسکی ساری تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی اوسنے کسی ہندو کو اس کی مذہب کی وجہ سے مارا ہو یا پکڑا
جکڑا لوٹا کھسوٹا ہو کسی اسکی آبائی رسوم علانیہ عبادت کی روک ٹوک کی ہو۔ اسکا سبب یہ نہیں کہتے
ہیں کہ اوسکی دادی ہندنی تھی اوسکا اخر یہ تھا کہ کسی ہندو کو نہیں مارا سارا گھونٹا چھوئی آنکھ۔
وہ اسپنے اس اصول کا پابند تھا جسکو فرمان مذکور مین خود اوسنے بیان کیا۔
اسکے ذمہ یہ بھی الزام لگایا جاتا تھا کہ اوسکی سلطنت بدگمانیون کا ایک متواتر سلسلہ تھا۔
ہر عہدہ دار کے پیچھے جاسوس لگے رہتے تھے۔ ایک مہم مین کئی شریک کئے جاتے تھے۔
یا وسکی بدظنی نہ تھی بلکہ یہ اوسکے پردادا اکبر کا ضابطہ تھا کہ ایک مہم مین دو مہتمم کار اس سبب سے
جایا کریں کہ اگر ایک مر جائے یا بیمار ہو جائے تو اوسکی جگہہ دوسرا مہتمم موجود ہو۔ اور یہ بھی کہ اگر
ایک کی نیت مین فساد آئے تو دوسرا اوسکا علاج کردے۔ اسپر اسکا عمل تھا +
عالمگیر مین ایک ملکہ خدا داد تھا کہ وہ مردم شناس بڑا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ سیمائے آدم
آئینہ حال باطن ہست۔ جب وہ کسی نوکر کی نیت بگڑتی ہوئی دیکھتا اوسی وقت تاڑ جاتا اور اسکا
علاج کرتا۔ وہ معتمد آدمیون کا قدرشناس بڑا تھا عبدالرزاق لاری کی کیسی خاطرداری فقط
اس سبب سے کی کہ وہ قابل اعتماد تھا جو مورخ یہ کہتا ہے کہ نوکرون نے اس سبب سے کہ اورنگزیب
پورا اعتبار کسی پر نہیں کرتا تھا۔ اوسکی بری طرح خدمت گزاری کی وہ اپنے اوپر ہنسواتا ہے
اگر اوس کے نوکر خدمت گزار نہ ہوتے تو کیسے اوسکو بادشاہ بناتے اور سلطنت کی وسعت
ایسی بڑھاتے جو کسی بادشاہ کو میسر نہیں ہوئی۔ انسان کے اعتماد و اعتبار کی تکمیل کا اندازہ
پیمانہ عالمگیر ذہن مین تھا اوسسے وہ آدمیون کے اعتبار کو ناپتا تھا اسلئے وہ انکو بتاتا تھا کہ
لکھتا تھا۔ آدم خوب النادر کالمعدوم سے

انچہ بر جستیم و کم دیدیم و بسیار ہست و نیست ۔۔۔ نیست جز انسان درین عالم کہ بسیار و نیست

اوسنے لکھا ہے کہ ہر چند جوہر دیانت و امانت در خلقت انسانی جبلی ہست بہر کہ حق تعالی
کرامت کردہ باشد اما ہمت و انصاف آقا را نیز دخلے ہست کہ نوکر را مرفہ الحال و از وجہ معاش

نہین کہ ہر ول عزیز بھی ہون یعنے یہ کہ بادشاہ جن کامون کو حق جانتا ہوا و نکو رعایا بھی اسلئے حق جانے کہ بادشاہ اُنکو حق جانتا ہے۔ اورنگ زیب جس کام کو اپنے مذہب کے موافق حق جانتا تھا اوسکو کرتا تھا خواہ اسے کسی کا دل دکھے یا خوش ہو۔ گو بادشاہ کو یہ بات کرنی لازم نہیں ہے اوسکو جیسا کہ ملک پر حکومت کرنے کا خیال ہو ایسا ہی اوسکو رعایا کے دل مین محبت پیدا کرنے کا بھی خیال ہونا چاہیے۔ یہ سچ ہے اُسنے اپنے مذہب کی پیروی کی کہ ملک پر سلطنت کی لیکن لوگون پر حکمرانی کرنے کی پروا نہیں کی جو مورخ اوسکو یہ کہتے ہیں کہ وہ زبردستی مسلمان کرتا تھا بڑا جھوٹ بولتے ہیں

پروفیسر ارنلڈ نے اپنی کتاب دعوت اسلام مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب کے فرامین اور خطوط رقعات کا مجموعہ جو طبع نہیں ہوا ایک صاحب کے پاس موجود ہے اس مجموعہ کو مین نے دیکھا ہے اور اوس مین ایک فرمان مین مذہبی آزادی کا وہ جامع اصول درج ہے جو ہر بادشاہ کو غیر مذہب رعایا کے ساتھہ برتنا لازم ہے واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بادشاہ کو اس مضمون کی عرضی دی کہ دو شاہی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر ہیں بادشاہ اس بنا پر برخاست کر دے کہ وہ کافر آتش پرست پارسی ہیں اور اونکی جگہہ تجربہ کار معتمد مسلمانون کو مقرر کر دے کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے + یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ (اے مومنو مت سمجھو میرے اور اپنے دشمن کو دوست) عالمگیر نے جواب لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہ دینا چاہیے اور ان مین معاملات تعصب کو جگہہ نہیں مل سکتی۔ اور مین اپنی قوم کی تائید مین۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (تم کو تمھاری راہ اور مجھہ کو میری راہ)۔ نقل کرتا ہون اور لکھتا ہون کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر وہی سلطنت کا دستور العمل بنایا جائے تو ہم کو اس ملت کے سب راجاؤن اور اونکی رعیت کو غارت کر دینا چاہیے تھا لیکن یہ کب ہو سکتا ہے۔ بادشاہی نوکریان لوگون کو ان کی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملینگے اور کسی طرح کا لحاظ نہیں ہو سکتا فقط اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس شریعت پر عمل کرکے رعیت کا انصاف کرتا تھا جسکو رعایا مانتی نہ تھی۔ ایسی عدالت رعیت اپنے حق مین ظلم و ستم سمجھتی ہے۔ یہ بات بھی اوسکی عدالت کے بیان مین دیکھہ لو کہ وہ

محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھوانا اور دکنی مراد پر پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا

ہم نے بیان کیا ہے کہ محمد اعظم شاہ مالوہ کی صوبہ داری پر بادشاہ سے رخصت لیکر گیا تھا وہ بتیس کوس پر پہنچا تھا کہ باپ کا انتقال ہوا اسکی سگی بہن زیب النسا نے قاصد کو دوڑا کر شہزادہ کو بادشاہ کے انتقال کی خبر دی شاہزادہ یہ خبر سنتے ہی راتون رات لشکر میں آیا۔ امرا نے مراسم تہنیت و تعزیت کو ادا کیا جب کفن دفن سے فراغت ہوئی تو شاہزادہ نے امراء حاضرین و خدمۂ محل کی تسلی اور تالیف قلوب کی۔ اور کمیت خزانہ و جواہر خانہ و توپخانہ اور کارخانجات کی خبر لی۔ باربردار اور مایحتاج سفر کے سرانجام کرنے کا حکم دیا منجمون کے کہنے سے جلوس کے لئے۔ دہم ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ مقرر ہوئی۔ شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد مین تھا اوسکو اپنی نیابت مین مقرر کیا اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شاہزادہ کو یہ حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر پہنچکر حکم کا منتظر رہے۔ ابراہیم خان نے احمد آباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ محمد مراد خان تم تحقیق جانو کہ ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہو گیا عالمگیر بادشاہ کی قدر خلقت نہین جانتی تھی اب اوس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ چند روز میرے باپ کو سلطنت نصیب ہو اور خون ریزی ہو۔ اب عید الضحٰے آئی ابراہیم خان ناظم کو یہ فکر ہوئی کہ خطبہ کس کے نام کا پڑھوایا جائے۔ مگر آخر کو یہ فیصلہ ہوا کہ اس سبب سے کہ عالمگیر کے واقعہ کی خبر عالمگیر نہیں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ابراہیم خان اعظم خانی کہلاتا تھا وہ چاہتا تھا کہ بیدار بخت کو حکم ہو کہ وہ آگرہ جائے تو مین اوسکے ساتھ جاؤن۔ اگر اعظم شاہ کو بیدار بخت سے دل میں وسوسہ ہوتا اور اوس کو اکبر آباد بھیجتا جہان بیدار بخت کا خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا اور وہان نو کروڑ روپیہ اور اشرفی و روپیہ غریب نواز کے کہ پانسو تولہ وزن میں تھا و طلا و نقرہ آلات غیر مسکوک کے موجود تھا وہ ہاتھ آتا۔ قلعہ دار منتظر تھا کہ وارثان ملک مین سے جو پیشتر آئے اوسکو خزانہ و قلعہ حوالہ کرے۔ یہ کام مصلحت عقل اور رائے صائب کے موافق تھا مگر تقدیر الٰہی مین کچھ اور تھا

بقدر احوال فارغ البال دارد تا ضروریات عالم التعلق خلل انداز اعتقاد او نشود + ہم
کہ مزدور خوش دل کند کار بیش +

اورنگ ٹن صاحب لکھتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کا سمندر تھا ذلیل سے ذلیل آدمی
کی فریاد اس طرح سنتا جسطرح کہ ایک بڑے امیر کی۔ سب امیر اوس سے خائف رہتے ہیں کہ وہ
اپنے کامون کو احتیاط سے کرتے ہین اور اونکو جس کسی کا دینا ہو ادا کرتے ہیں +

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانون کی نزدیک تو اورنگ زیب بادشاہ کے افعال زوال سلطنت مغلیہ
کا سبب نہین ہوسکتے - وہ تو اوسکو سب بادشاہون مین اعلی اور اکبر سے بہتر جانتے ہین ولی
سمجھتے ہین اب بھی وہ خلد آباد اورنگ آباد مین قبر مین ایسا پڑا ہے جیسا کہ تخت سلطنت پر بیٹھا
ہے اوسکی زندگی مین جو لوازم تسلیم وکورنش تخت کے آگے ادا کئے جاتے تھے اب اوس کی
قبر پر ادا کئے جاتے ہیں باقی انگریزی وشیعہ مورخ اپنے خیال کے موافق اوسکی نسبت جو بیان
بیان کرتے ہیں وہ اوپر کے بیان سے ثابت ہوا ہوگا کہ صحیح استناد و استشہاد پر مبنی نہین
اصل سبب سلطنت مغلیہ کے زوال کا یہ تھا کہ کوئی بادشاہ خاندان تیموریہ کا اسکے بعد سلطنت کے
لائق نہین پیدا ہوا - اسکے بعد جو شاہ عالم جانشین ہوا اول تو تعجب ہے کہ ایسے سنی باپ کا
بیٹا شیعہ ہو پھر اوسکی عقل ولیاقت باوجودیکہ اوسنے باپ دادا کی سلطنت کا زمانہ دیکھا
تھا ایسی نہ تھی کہ وہ اس سلطنت وسیع کا انتظام کرتا جسکو اکبر - جہانگیر - شاہجہان - عالمگیر
جیسے دانشمند بادشاہون اور اوسکے عاقل فرزانہ امیرون و وزیرون نے قائم کیا ہو
سلطنت عالمگیری کا انتظام تو وہی بادشاہ کرسکتا تھا جو دوسرا عالمگیر ہوتا - اوس کے
نالائق دیوانے بیٹون سے سلطنت نہ سنبھل سکی جسکا ناحق الزام باپ پر لوگ لگانے لگے عالمگیر
کے مرنے کے بعد خاندان تیموریہ مین ایک متنفس بھی ایسا نہ پیدا ہوا کہ اوسکی طبیعت امور
سلطنت سے مناسبت رکھتی اور دل ودماغ شاہانہ رکھتا شاہی کے اعتبار سے
وہ بالکل بانجھ ہوگیا +



فوجدار و قلعہ دار تھا اور اپنے چھوٹے بیٹے کو بطور تورہ کے اوسکے ہمراہ کیا۔ یوسف خان نے احسن خان کو سرکار کے لئے تین لاکھہ روپیہ دیکر راضی کیا۔ اور بلا کو سر پر سے ٹالا۔ پھر وہ ارکات کی طرف ملک گیری کے لئے تعین ہوا اس ضلع کا داؤد خان افغان فوجدار تھا مگر احسن خان نے یہان بڑی جان فشانی کی گو لشکر عسرت کے سبب فاقہ کی نوبت تھی باقی حال کام بخش کا اپنے محل پر بیان ہوگا + اعظم شاہ نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ کو اس شعر سے رونق دی ۔ ؎

سکہ زد درجہان بدولت و جاه   بادشاه ممالک اعظم شاه

اعظم شاہ کا جلوس +

امرای بادشاہی اور اکثر امیران ہمرکاب کی خلعت و جواہر و اضافہ و وعدہ و عید بلطف آمیز سے نوازش کی گئی ۔ وسط ذی الحجہ مین عمدۃ الملک امیر الامرا اسد خان و ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ اور اور امرای نامی جو بادشاہ مغفور کے رکاب مین تھے ان سب کو اعظم شاہ ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کے قصد سے چلا محمد امین خان و رحین قلیج خان مخاطب بہ خان دوران خان نے اعظم شاہ کے بعض وضع و سلوک سے افسردہ خاطر ہو کر ترک رفاقت کی اور اورنگ آباد مین وہ آئے اور اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے +

شاہ عالم بہادر شاہ کا حال +

شاہ عالم پاس منعم خان کو بادشاہ مرحوم نے بھیجا تھا اسنے شاہزادہ کی خدمت مین ایسی رسوخیت بہم پہنچائی کہ شاہزادہ نے لاہور مین اپنی جاگیرات کی دیوانی بھی اوسکو عنایت کی حین عالمگیر کی علالت کی امتداد کی خبر منعم خان کو معلوم ہوئی تو اوسنے باربردار و اسباب سفر مہیا کیا اور جنگ سلطانی کے لئے اونٹونکی قطارین اور توپ کشی کے لئے بیل اور ضروری محتاج براه لاہور تا پشاور مین چھپے چھپے جمع کئے کہ بروقت کام آئین پشاور مین ۷ ذی الحجہ کو بادشاہ کے مرنے کی خبر شاہ عالم کو معلوم ہوئی ۔ وہ اوسی روز کوچ کی فکر مین ہوا ۔ اور بہ امیرون اور تابعیون کی طلب مین فرمان جاری کئے اور کوچ کیا ۔ لاہور کے نزدیک منعم خان چار لاکھہ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت مین آیا ۔ اور تسلیمات سلطنت بجا لایا شاہ عالم نے بھی اوسکو وزارت کی مبارکباد دی ۔ سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور مین مقام کرکے اپنے خطبہ اور سکہ کا

کام بخش باپ سے رخصت ہو کر قلعہ پرینڈہ میں کہ چالیس پچاس کوس کی مسافت پر تھا پہنچا کہ بادشاہ
کے واقعہ ناگزیر کی خبر اوسکو ہوئی۔ محمد امین خان ایک جماعت کو ہمراہ لیکر اعظم شاہ کی خدمت
میں آیا۔ اس سے کام بخش کے لشکر مین تفرقہ و فساد پیدا ہوا۔ احسن خان باقی ہمراہی لشکر کو تسلی دیکر
قلعہ بیجاپور پر تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ کے پاس آیا تو نیاز خان قلعہ دار نے احسن خان
کی حسن سعی و تدبیر سے قلعہ کی کنجیان بھیجدین اور کام بخش کی خدمت مین آیا۔ دو مہینے بعد یہان
کے بندوبست سے خاطر جمع کر کے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کیا اور بخشیگری پر مستقل
اور حکیم محمد محسن کو قلمدان وزارت عطا کیا اور تقرب خان کا خطاب دیا اور اور امرا کو خطاب
و منصب عطا کئے اور جشن جلوس کیا خطبہ مین اپنا لقب دین پناہ پڑھوایا اور سکہ میں شعر سکوک کرایا

در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ　　　بادشاہ کام بخش دین پناہ

جب سات آٹھ ہزار سوار جمع ہو گئے تو قلعہ واکنکیرہ کی تسخیر کی طرف کام بخش متوجہ ہوا۔ سید
نیاز خان ایک دو منزل ساتھ گیا اور بعد ازان وہ اعظم شاہ کی خدمت مین چلا گیا تو کام بخش گلبرگہ
مین آیا اور قلعہ پر تصرف کیا گیا اور سید جعفر کو قلعہ دار کیا۔ اور پھر قلعہ واکنکیرہ پر متوجہ ہوا جو
عالمگیر کی وفات کے بعد پریا نایک کے قبضہ مین آ گیا تھا۔ احسن خان نے قلعہ کا بندرہ بیس
روز تک محاصرہ رکھا اور اوسکو تسخیر کر لیا قلعہ دار قلعہ چھوڑ کر ملک گیری مین مصروف ہوا
تقرب خان اور احسن خان مین ہمچشمی کے سبب سوء مزاج باہم ہوا تقرب خان نے
گلبرگہ کی قلعہ داری پر سید جعفر کی جگہ جو احسن خان کی تجویز سے ہوا تھا دوسرا آدمی بھیجا
اوس نے عمل دخل نہ دیا کام بخش یہان گلبرگہ مین آیا تو جعفر خان نے قلعہ کے حوالہ کرنے مین
چند روز ایستادگی کی جسکے سبب سے احسن خان کی بدنامی ہوئی۔ احسن خان ایک بازار
تھا جسمین محصول کی معافی کا قول دیکر رسد جمع ہوتی تھی تقرب خان نے کام بخش سے کہا کہ بازار
گنج احسن خان سے بازار شاہ گنج بادشاہی کی کساد بازاری ہوتی ہے تو کام بخش بازار احسن خان
کی آبادی کا مانع ہوا تو احسن خان نے اپنے بازار کا جھنڈہ توڑ کے تقرب خان پاس بھیجدیا۔ پھر
کام بخش نے احسن خان کی تسلی کر کے قلعہ کرنول کی تسخیر کے لئے معین کیا۔ یہان یوسف خان

روپئے اشرفیان خزانہ سے نکالی جائیں - تین شاہزادون مین سے ہرایک کو جو ہمرکاب ہین تین
تین لاکھ روپیہ دیا جائے - تین لاکھ روپیہ خان زمان بہادر کو مع پسرون کے اور ایک لاکھ روپیہ
سادات بارہ کو اور ایک لاکھ روپیہ آغر خان اور اوسکے ہمراہی مغلوں کو اور اسی طرح
اور بندہ ہاے بادشاہی کو جو ہمرکاب ہین اور نوکران سابق کو آٹھ نو مہینہ کی طلب اور
نئے ملازمون کو دو ماہہ اور توپخانہ اور تمام کارخانون کے ملازمون اور خدمتہ محل کو سہ ماہہ
دیا جائے اور ایسے ارباب طلب اور صاحب یاصنت درویشون کو بہت روپیہ دیا گیا - یون
دو کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا - خان زمان کو پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب ملا اور وزارت حوالہ کی
اور صاحب السیف والقلم وزیر با فرہنگ جملۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب دیا - فوج کا ہراول
مقرر کیا اور فوج بندی کی ترتیب دی - جرانغار و برانغار و التمش و قول و چنداول مین
امراے کارزار نامور مقرر کئے - آغر خان کو قراول مقرر کیا - بادشاہزادہ محمد عظیم آٹھہ نو کروڑ
روپیہ اور ایک قول کے موافق گیارہ کروڑ روپیہ صوبہ بنگالہ کا فراہم شدہ ساتھہ لایا تھا
اوسنے تیس ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھائی - قیاساً اسی ہزار سوار تھے +
محمد اعظم شاہ توپخانہ اور پینتیس ہزار سوار موجودی کہ بحساب فوج بندی اسی نوے
ہزار سوار ہو گئے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا - اگرچہ وہ عطاے اضافہ و ترقی مراتب اور
اور عنایات سے امرا کا جذب قلوب کرتا تھا لیکن تقسیم دادنی و طلب سپاہ و عطاے مساعدۃ
و انعام نقد مین بہ سبب خزانہ کی قلت کے امساک کو کار فرما ہوتا - اوسکو اپنی بہادری کا غرور
اتنا تھا کہ وہ عدم احتیاج لشکر اور طرف ثانی کی نامردی کے باب مین کلمات درشت
زبان پر لاتا تھا - فی الحقیقت اس وقت خزانہ بھی اس پاس نہ تھا کہ وہ کشادہ پیشانی سے
خرچ کرتا - علاوہ اسکے درشت گوئی اور کج خلقی کا بدیہ اسکا ایسا تھا کہ جس سے ہمراہیون کی خراش
خاطر اور دل افسردگی ہوئی - محمد اعظم گوالیار مین آیا - یہان اوس کو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور
محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھہ اکبرآباد مین موجود ہین - اپنی سگی بہن زیب النسا بیگم اور فضول
اسباب کو قلعہ گوالیار مین چھوڑا - کچھ روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا اور شاہزادہ بیدار بخت کو ہراول کیا

حکم دیا اور امرا نذر نیاز کے ساتھہ تسلیمات مبارکباد بجالائے شاہ عالم نے حکم دیا کہ روپئے کے وزن میں نیم ماشہ بڑھا کر میرے نام کا سکہ ڈھالا جاے - مگر اہل طلب کی تنخواہ مین داد و ستد پہلے ہی سکے کے وزن کے موافق ہوتی تھی اسلیئے یہ سکہ رائج نہ ہوا - یہاں اسکا بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا اور اس کو بست و پنجہزاری پانزدہ سوار کا منصب عنایت ہوا - اور محمد عظیم کی ہجدہ ہزاری پانزدہ سوار کا منصب غائبانہ عطا کیا اور اوسکو حکم دیا کہ وہ اکبر آباد مین بنگالہ سے آئے - بہت امیرون کو منصب عنایت کیئے اور خزانہ لاہور سے چالیس لاکھہ روپیہ لیکر کوچ کیا سہرند مین اٹھائیس لاکھہ روپیہ وزیر خان صاحب صوبہ سہرند نے پیشکش مین دیئے شاہ عالم اواخر صفر مین شاہجہان آباد کے حوالی میں آیا - بادشاہزادہ محمد عظیم الشان بیس ہزار سوار لیکر محمد بیدار بخت کے پہنچنے سے پہلے اکبر آباد مین آگیا - اوسنے مختار خان صوبہ دار کو مغلوب بیدخل و محصور کر کے اسکا مال ضبط کیا - باقی خان قلعہ دار کو خزانون کی کنجیون کے سپرد کرنے کا حکم دیا - قلعہ دار نے خزانہ کے سپرد کرنے مین یہ عذر کیا کہ اگرچہ قلعہ اور خزانے نزدیک وارث تاج و تخت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو پہلے آجائیگا اوسکو خزانے کی کنجیان اور قلعہ سپرد کر دونگا +

جب شہزادہ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مختار خان قید ہوا اور باقی خان مطیع اور اکبر آباد تسخیر تو شاہ عالم نے شادیانے بجانے کا حکم دیا - شاہجہان آباد سے تئیس لاکھہ روپیہ لیکر اوائل ربیع الاول میں اکبر آباد کی طرف کوچ کیا اور وسط ماہ مذکور مین وہ باغ دہرہ نواح اکبر آباد مین آگیا - باقی خان قلعہ دار نے قلعہ اور خزانون کی کنجیان - بادشاہ کی خدمت مین بھیجدین شاہجہان نے خزانہ مین یہان چونتیس کروڑ روپیہ جمع کیا تھا جسمین سے مہم دکن مین اورنگزیب نے بہت روپیہ خرچ کیا بعد اس خرچ کے نو کروڑ روپیہ سواء طلا آلات و نقرہ غیر مسکوک کے باقی تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیرہ کروڑ روپیہ تھا اس مین اشرفی و روپیہ غریب نواز کہ سو تولہ سے پانچ سو تولہ تک مخصوص انعام مسکوک سے تھا اور بارہ و تیرہ ماشی اشرفیان محمد اکبر شاہ کی بھی موجود تھین - شاہ عالم نے حکم دیا کہ چار کروڑ کے

اپنے تئیں تہلکہ میں ڈالے اور غالب ہے کہ اپنے غرور کی وجہ سے آرزوئے سلطنت اپنے ساتھ
لے جائے غرض جب بڑے بھائی کا یہ نامہ و پیغام اعظم شاہ پاس پہنچا تو بر آشفتہ ہو کر
اوسنے کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہیں پڑھی ہے جس میں شیخ سعدی
شیرازی نے لکھا ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دہ درویش در گلیمے بخسپند اور
آستین چڑھا کر یہ شعر پڑھا + بیت +

چو فردا بر آید بلند آفتاب — من و گرز و میدان و افراسیاب

جب بہادر شاہ کے جاسوسوں نے خبر دی کہ محمد اعظم شاہ کی فوج کا ہراول آب چنبل پر جو
اکبر آباد سے اٹھارہ کوس ہے آگیا ہے اور وہ اس دریا پر تصرف کرنا چاہتا ہے تو اوس نے
حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان داروغہ توپخانہ اور آغر خان قراول جا کر معبر آب پر
تصرف کریں اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دیں۔ ان دنوں میں شاہ عالم سے عرض
ہوا کہ محمد اعظم شاہ چاہتا ہے کہ سموگڈہ کی طرف کے گھاٹ سے اُتر کر آئے اور اکبر آباد کو
پشت کی طرف چھوڑ کر مقابلہ کرے شاہ عالم نے حکم دیا کہ سرائے حاجو کے نزدیک
پیش خیمہ کھڑا کیا جائے۔ رستم دل خان اور دو تین امیروں کو مقرر کیا کہ غنیم کی فوج کی
خبر متواتر پہنچاتے رہیں اور آپ شکار کے لئے سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد عظیم کو پیغام بھیجا کہ
کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مستعد جنگ رہے اور فوج خصم کے ساتھ مقابلہ میں مشغول ہو
خان زمان کو مامور کیا کہ فوج بندی میں مشغول ہوا ور ہر وقت محمد عظیم کی کمک کرے
اور ایسی باقی تین شاہزادوں کو جرانغار و برانغار و التمش مقرر کیا۔ اور ہر ایک کو ایک
ایک طرف بھیجا کہ وہ فوج خصم سے کارزار کے لئے مستعد رہے محمد اعظم نے اپنی فوج کی
آرایش کی اور ازراہ تہوری جیسے شیر غران گوسفندوں کے گلہ کی طرف جاتا ہے وہ شاہ عالم
کی فوج کی طرف چلا۔ شاہزادہ بیدار بخت نے سبقت کر کے پیش خانہ بہادر شاہی پر حملہ کیا
اور اوس کو آگ لگا کے جلا دیا تھوڑی سی فوج جو مقابل آئی اوسکو ہزیمت دی عظیم الشان
کہ مقدمۃ الجیش بیدار بخت تھا وہ کچھ آگے چلا اور باپ کا انتظار کیا جو شکار انگنی میں مشغول تھا

اور چھبیس ہزار سوار لیکر اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محمد اعظم کے ساتھ پچاس ہزار سوار
تھے۔ لیکن یہاں خزانہ کی تنگی کے سبب سپاہیون کے زر دینے مین امساک ہوتا تھا اور
طرف ثانی مین زرپاشی اور گنج بخشی کی شہرت تھی اکثر سپاہ اور تمن دار با نام ونشان متفرق ہوکر
شاہزادہ محمد عظیم الشان کی طرف چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ محمد اعظم شاہ کے گوالیار
مین آنے کی خبر جب شاہ عالم کو ہوئی اوسنے بھائی پاس یہ نامہ نصیحت آمیز بھیجا کہ پدر بزرگوار
نے اپنے خط مبارک سے وصیت نامہ تقسیم ملک کے باب مین لکھا ہے کہ دکن کے کل چھہ صوبون
مین چار صوبے مع صوبہ احمدآباد کے تم کو دئے جائین انکے سوا مین ایک دو اور صوبے
تمھاری تواضع کرتا ہون اور یہ نہیں چاہتا کہ مسلمانون کی خون ریزی ہو۔ اہل اسلام کے
نزدیک ایک مسلمان کے ناحق خون کے کفارہ مین خراج ملکی دیت تو اوسکی تلافی نہین ہوسکتی
باپ کی وصیت کے موافق راضی ہوکر فساد وآشوب کے دفع مین کوشش کرو اور یہ بھی کہتے ہیں
کہ اوسنے یہ پیغام دیا کہ اگر زیادہ طلبی اور بے انصافی سے ہاتھ نہ اوٹھاؤگے اور باپ کے
ارشاد کے موافق جو خداوند مجازی ہے اور جسنے خداوند حقیقی کے حکم کے موافق وصیت
کی ہے اوسپر راضی نہوگے اور اپنی شجاعت وتہوری کے اظہار کے لئے شمشیر خلاف
علاقے سے نکالوگے تو کیا لازم ہے کہ ملک فانی کے لئے جسپر باہم نزاع ہے ہم تم اپنی
شامت سے ایک عالم کو زیر تیغ لائیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم تم بنفس واحد میدان معین میں
مقابلہ مین آئیں ع + بہ بینیم کہ تا بلندی کراست + بادشاہ حقیقی کسکی اعانت کرتا
ہے۔ تم اپنی تلوار کے مقابل کسی دوسرے کی حقیقت نہیں سمجھتے تمھارے لئے اس
کارزار مین فائدہ ہے۔ پھر دیکھئے واہب منت کسکی یاوری کرے +

محمد اعظم کی شجاعت مشہور تھی۔ شاہ عالم تا مقدور جنگ مین اقدام نہیں کرتا تھا اور
مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن دشمن کے ساتھ کارزار اور مقابلہ میں
اوسکی استقامت اور حوصلہ مین خلل نہیں پڑتا تھا۔ کبھی کبھی وہ یہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا
بھائی شجاعت وپردلی مین ایسا غرہ رکھتا ہے کہ شاید حملہ اول مین تیز جلوی سے

سے بھیکا جاتا تھا ہوا کی مخالفت سے فوج خصم میں پہنچتا ہی نہ تہا چند قدم چلکر زمین پر گر پڑتا
تھا - اس گرد و باد نے اعظم شاہ کے لشکر کی آنکھوں کے آگے جہان کو سیاہ کر دیا تھا
باوجود شاہ عالم کی فوج کے غلبہ کے اولاد نعلیہ مین محمد اعظم شاہ کے حملہا ء رستمانہ نے کارنامہ
بہادری پر زخمہاے کاری سے سکہ و مُہر ختم بہادری کو لگایا - ایسی کوشش کی کہ
آج کے دن تک یہہ جنگ ہندوستان مین بہت عظمت کے ساتھ مشہور ہے - اس
اثنا مین مُنور خان بہادر اور خان عالم بہادر دکھنی نے کہ اپنے قوم کے رئیس اور شجاعت
و قوت مین جمہور مین مشہور تھے یہ کہا کہ ہم میدان رزم کو مجلس شادی اور بزم کتخدائی
جانتے ہین اور لباس زرتار پہنتے ہیں ہمارے پانچہزار سوار اپنے سردارون کے
اتباع سے دستار زرتار بادلہ سر پر پہنے ہوے اپنی خون فشانی پر اور اعدا کی جانستانی
پر مستعد ہو رہے ہین - اعظم شاہ پاس آن کر اونھون نے عرض کیا کہ ہمکو سواری اسپ کا
حکم ہو کہ ہم اپنے ہمراہیون کو لے جا کر میدان داری کی راہ و رسم اور گھوڑون کی جولانی اور
اعدا کی جان ستانی اور ولی نعمت کی راہ میں سربازی دوست و دشمن کو دکھلائیں
اعظم اونکے مخالفون کی بدگوئی کے سبب سے اونکی طرف بدگمان تھا اوس نے قبول نہین کیا
اوس نے اونکو ہاتھیون پر جنکے فیلبان سرکاری مقرر تھے بٹھائے رکھا مجبور سواری فیل
مع ہمراہیون کے لشکر محمد عظیم کے ہراول سے لڑے حسین علی خان وغیرہ اولاد سید میان مخاطب
عبد اللہ خان اپنی جمعیت کے ساتھ اونکے روبرو آئے - خانعالم کے بہت رفیق کشتہ
و زخمی ہوئے حسن علیخان اور اوسکے بھائی اور اکثر ملازم زخمہاے کاری اٹھاکر خاک و خون
مین غلطان ہوئے - خانعالم چند آدمیون کے ساتھ عظیم الشان کے ہاتھی کے مقابل پہنچا اور نیزہ
جسکو ہندی مین بلّم کہتے ہین ایسا مارا کہ اوسکی انی ہاتھی کے ہودہ کے پیچھے کے تختہ کے پار
ہوئی عظیم الشان نے پہلو تہی کر کے بچ گیا - خان عالم کو عظیم الشان کے رفقا نے مار ڈالا
اس حال مین بیدار بخت جو اعظم شاہ کا مقدمۃ الجیش تھا اس جہان فانی سے گذرا اور اوسکے
بعد والاجاہ بھی عالم جاودانی کو دوڑا - اعظم شاہ نے اپنے بیٹیون کے مرنے کی خبر سُن کر

جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو وہ مع شاہزادہ محمد معزالدین اور تمام ارکان دولت کے ساتھ اپنے فرزند کی
مدد کو آیا۔ مخالفون کے دفع کرنے مین جرأت کی۔ اعظم شاہ نے بڑے بیٹے بیدار بخت کو
مقدمۃ الجیش بنایا اور بادشاہزادہ والاجاہ کو دست راست پر تعین کیا۔ شاہزادہ عالی تبار
کو کہ خرد سال تھا اپنے ساتھ ہاتھی پر بٹھایا مقدر یہی تھا کہ ہندوستان کی سلطنت بہادر شاہ
کو نصیب ہو۔ اس اثنا میں ایسی تند ہوا اعظم شاہ کی فوج کے منہ پر اور مخالف کی پشت پر چلنی شروع
ہوئی کہ باد عاد کو یاد دلاتی تھی۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ نے ازراہ دولتخواہی عرض کیا
کہ اب دوپہر ہوگئی اور ہوا ابھی تند چل رہی ہے اور آصف الدولہ اسد خان اور آشنا نہ
گران گو ملیا رمیں ہیں اس صورت میں جنگ مین قدم رکھنا صلاح وقت نہیں ہے اور اسی قدر
غلبہ کو کہ خصم کے بیش خیمہ کو جلا دیا ہے اور آدمی کو منہزم کیا ہے فتح سمجھ کر اپنے خیمہ میں
نزول فرمائیں۔ کہ کل لشکر اور اسباب آجائیگا خاطر جمع سے مخالف پر تاخت کرینگے
اعظم شاہ کو شجاعت اور رفقائے قدیم پر ایسا تکیہ تھا کہ وہ اوسکے جواب پر ملتفت نہیں ہوا
اور جب دوبارہ اوسنے کہا تو خشونت سے یہ جواب دیا کہ بہادر جی تم اپنی جان بچا کر جہان
چاہو چلے جاؤ ہم تو اس گل زمین سے ہل نہیں سکتے۔ بادشاہون کے لئے تخت ہے
یا تختہ سپہ سالار نے کہا کہ جب حضور بندہ کی سنتے نہیں تو میں رخصت ہوتا ہون اعظم شاہ
نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ذوالفقار خان اپنے باپ آصف الدولہ اسد خان
پاس جو بنگاہ میں پیچھے تھا چلا گیا۔ اعظم شاہ نے اپنی پہلی طرح ستیز و آویز مین اصرار کیا
دوڑتا ہوا دشمن پر چڑھا مقابلہ سے مقاتلہ پر نوبت آئی طرفین کے پردلون نے مردی
اور مردانگی کی داد دی لیکن مقابل کی ہوا کی شدت نے اور گرد و غبار کی کثرت نے عرصہ
کارزار کو آدمیون کی آنکھون میں ایسا تیرہ و تاریک کیا کہ قریب سے بھی حریف و رفیق
مین تمیز نہیں ہوتی تھی۔ جو تیر اعظم شاہ کے لشکر سے آتا تھا وہ ہوا کی مدد سے محمد اعظم
کے لشکر کے زرہ و بکتر کے پار جاتا تھا اور سنگ ریزہ جو باد صرصر سے اڑ کر اس لشکر
مین آتا تھا وہ چھرّہ کی طرح چہرہ پر لگتا تھا اور برخلاف اسکے بان و تیر و گولہ لشکر محمد اعظم شاہ

ضمیمہ وزارت ہوئی - اور حکم ہوا کہ وہ کچہری مین آصف الدولہ کے داہنی طرف بیٹھا کرے اور کاغذات
مین اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے لگایا کرے +

شاہزادہ عالی تبار پر ترحم کیا اور تا دام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا اور عزت
واحترام کے ساتھہ مطلق العنان کیا بیٹون نے مصلحتاً ممانعت کی تو جواب دیا کہ اگر سلطنت
کے لئے اندیشہ دشمنی ہے تو تم میرے بڑے دشمن ہو اور وہ میری سلامتی کا خواہان ہے +
شاہ عالم نے ایک مختصر سا خیمہ کھڑا کیا - اور دو رکعت نماز شکر ادا کی - پھر عالی تبار اور محمد
بیدار بخت کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا اور سب کو گلے لگایا پدرانہ دست شفقت
اونکے سر پر رکھا اور فرزندون کی طرح پالنے کا مژدہ اونکو سنایا - پردگیان مغموم کو پیغام تسلی
دیا و پرسہ ماتم کیا - خانخانان کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جو کچھہ مجھکو ملا وہ آپ کی سعی و تردد و
جان فشانی سے ہاتھہ آیا - حکم دیا کہ محمد اعظم اور بیدار بخت اور والاجاہ کی لاشون کو غسل
وکفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین مدفون کرین - دوسرے روز خان خانان کی عیادت
کو جسکے زخم لگا تھا تشریف لے گیا اور اوسکو خانخانان بہادر ظفر جنگ یار وفادار سے مخاطب
کیا - ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا کہ ابتداء عہد تیموریہ سے کسی بادشاہ نے کسی
امیر کے ساتھہ ایسی رعایت و بخشش نہین کی اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب دیا
خانخانان نے جو دس لاکھہ روپیہ کی پیشکش دی تھی اس مین سے ایک لاکھہ روپیہ
نقد و جنس قبول کیا اور منعم خان پسر کلان خانخانان کو خان زمان بہادر سے مخاطب
کیا پنجہزاری پنج ہزار سوار کا منصب و بخشی سوم کا خلعت دیا - اور چھوٹے بیٹے کو خانہ زاد خان
بہادر کا خطاب دیا - اور چار ہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا - اور چارون شاہزادون مین سے
ہر ایک کو سی سی ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب دیا - محمد معز الدین سب سے بڑے بیٹے
کو جہاندار شاہ کا اور محمد عظیم کو عظیم الشان بہادر اور رفیع القدر کو رفیع الشان اور
خجستہ اختر کو جہان شاہ بہادر کا خطاب دیا +

بہادر شاہ کی فتح کی اور محمد اعظم شاہ کے کشتہ ہونے کی خبر جب گوالیار مین آئی تو

علی الخصوص بیدار بخت کی جسکو وہ بہت ہی عزیز رکھتا تھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
اور کہا کہ اب مجھے زندگی و فتح درکار نہیں ہے میرے ہاتھی کو بھائی کے ہاتھی کے مقابل لاؤ
دوسری طرف سے کماندار اعظم شاہ تیراندازی کیا کرتے تھے مینہ برساتے تھے اس سبب سے اعظم شاہ
کے اکثر ملازم مقتول و مجروح ہوئے - باوجود اسکے اعظم شاہ اپنی شجاعت و استقلال کو نہیں
چھوڑتا تھا - مخالف کے سر پر حملہ آور تھا - اور بڑی جرأت سے تیر چھوڑتا تھا اور شاہزادہ
عالی تبار کو کہ ہمراہ تہا شفقت اور مہربانی سے سپر کے نیچے سلا رکھا تھا - ڈیڑہ گھنٹہ دن سے
کم دن باقی تھا کہ اعظم شاہ کے رفقاے معتبر مثل امان اللہ خان و قطب خان و تربیت خان
و منور خان و راجہ رام سنگہ و راجہ دلیپ سنگہ وغیرہ کشتہ ہوئے اور اعظم شاہ کے
لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ خود بھی زخموں سے چور رہا سکرات کی حالت میں گرفتار
تھا کہ رستم دل خان نے اعظم شاہ کے ہاتھی پر سوار ہو کر اوسکا سر جدا کیا -

جب رستم علی خان محمد اعظم کا سر بہادر شاہ پاس لایا تو اوسکو اپنے دامن سے نکال کر
اوسکے رخسارہ خون آلود پر غضب سے چپکتہ بھرا - اور شاہ عالم کے ہاتھی کے پاؤں تلے ڈالدیا -
اور مبارکباد دی - بہادر شاہ نے اوسکی طرف تند نگاہ سے دیکھا اور آنکھوں میں آنسو
بھر آئے پیچھے چاروں شاہزادے و خان خانان مع بیٹوں اور امیر دکن کے دست و زبان
سے تہنیت فتح بجا لائے - آصف الدولہ اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان کے ہاتھ دستمال
سے بندھے ہوئے تھے - بہادر شاہ نے مہربانی کر کے آگے بلایا اور خود اپنی جگہ سے اٹھکر
آصف الدولہ کے دست بستہ اپنے ہاتھ سے کھولے اور ذوالفقار کے ہاتھ اپنے بیٹے معز الدین
سے کھلوائے - پدر اور پسر کی تسلی خاطر کی خلعت ملبوس خاص عنایت کیا آصف الدولہ
اسد خان سے معانقہ کیا بیٹھنے کی اجازت دی منصب ہزاری ہفت ہزار سوار دیا اور
اجازت دی کہ اوسکی سواری کی پالکی غسلخانہ کے دروازہ تک وہاں آیا کرے جہاں شاہزادہ
کی نالکی آتی ہے اور حضور کے روبرو وہ اپنی نوبت بجوائی - اور وکالت کل کا عہدہ جلیل القدر
عنایت کیا منعم خان نے خطاب جملۃ الملک اور وزارت اعظم کا عہدہ پایا - اور اکبرآباد کی صوبہ داری

بہادر شاہ کی سلطنت کا مستقل ہونا +

گو اسد خان وکیل اور منعم خان وزیر تھا مگر ان دونوں میں مراتب وکالت اور وزارت کے تعلقات
بھے نہیں بچا ہئے تھا کہ آصف الدولہ جب دیوان کرتا تو خان خانان اور امرا کے دستور
کے موافق آنکر مجرا کرتا اور کھڑے ہوکر کاغذون پر دستخط کراتا۔ ایسا کرنا منعم خان کو ناگوارا
تھا۔ آصف الدولہ عیش و آرام طلب تھا اور عالمگیر کے سفر دائمی سے زندگانی کی لذات
سے متمتع نہیں ہوتا تھا۔ تو مصلحت یہ ٹھیری کہ پدر کی نیابت وکالت صمصام الدولہ سرانجام
دے اور آصف الدولہ نواب بادشاہ بیگم کو اپنے ساتھ لیکر دار الخلافہ شاہجہان آباد
کو جائے اور ایام پیرانہ سالی کو بغیر سفر دائمی کے حرج کے فراغ خاطر سے بسر کرے۔
آصف الدولہ کی مہر بھی واثق دواوین اسناد مالی و ملکی پر مہر وزارت کے بعد لگتی تھی مگر اس کے
سوائے کوئی دخل امور سلطنت میں بجز صلاح نہ تھا۔ خان خانان نے خدمت وزارت کو بہت
نیک نامی اور نیک نفسی و بے طمعی و استقلال سے سرانجام دیا۔ اجرائے کار خلق میں اس
مرتبہ کوشش کی کہ دیوان میں بیٹھنے کے وقت سزاول تعین کئے کہ آج کے ارباب حاجت
کے کاغذ اور دستخط دوسرے روز کے لئے باقی نہ رہیں اوسنے بڑی نیکنامی اور ثواب
عظیم یہ حاصل کیا کہ اورنگزیب کے عہد میں اختہ بیگی اور متصدیون نے یہ مقرر کر رکھا تھا
کہ خوراک دواب کا سرانجام کرنا منصبدارون کے ذمے لازمی تھا۔ منصبدارون کا
حال یہ تھا کہ مشکل سے انکو روٹی ملتی تھی۔ یک نار صد بیمار بادشاہ نے خود اونکے لئے دستخط
کئے تھے جب اونکے وکیلون کو مقید کرکے خرچ دواب طلب کرتے تھے تو وہ بادشاہ سے
فریاد کرتے تھے تو داروغہ فیلخانہ اور اختہ بیگی بادشاہ سے ایسی باتین بنا دیتے تھے کہ وہ
اونکی سنتا نہ تھا۔ اس بدعت سے یہانتک نوبت آئی کہ وکیل وکالت سے استعفا دینے لگے
شاہ عالم کے عہد مین خانخانان نے یہ مقرر کیا کہ تنخواہ (نقد) جاگیر کے منصبدارون کو دیجائے
اور دواب کی خوراک کے دام جاگیر کی کل آمدنی مین سے منہا کئے جائے اور باقی کو
تنخواہ مین محسوب کریں۔ اس صورت مین دواب کا کسالہ منصبدارون کے سر سے اٹھ گیا
فی الحقیقت یہ خوراک دواب کے معاف ہونے کا حکم ہوگیا +

خیمے خیمے مین ایک ماتم حشر برپا ہوا۔ امیر الامرا اسد خان نے اعظم شاہ کی سگی بہن زیب النسا
بیگم کی خدمت مین جاکر تعزیت کی مراسم ادا کین۔ اور اوسکو اور سب کارخانون کو لیکر گوالیار
سے بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ زیب النسا بھائی کے ماتم کا لباس پہنے رہی اور آداب
تہنیت نہین بجالائی۔ یہ امر بادشاہ کو ناگوار تو ہوا اگرچہ چشم پوشی کی اور بیگم کا سالیانہ مقرر
مضاعف کیا اور خدمہ محل محمد اعظم مین سے ہر ایک کے فراخور حال یومیہ مقرر ہوا۔ اور
شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بہادر شاہ نے عہد کیا تہا کہ اگر خدا اوسکو بادشاہی دیگا تو وہ
کسی سائل کا سوال نہین رد کریگا۔ اوسنے چہوٹے بڑے نامولا کہون روپیہ کے انعام
سے اور بڑے بڑے وظیفون سے اور مراتب سہ چند و چہار چند کرنے سے اور جواہر
و فیل کے عطاء سے کام روا کیا۔ اوسنے منعم خان کو امور اد مختار کیا تہا کہ ہر کام کے
حسن و قبح کو سمجہ کر انتظام سلطنت کے لئے جو بہتر جانے وہ عمل مین لائے۔ اوسکے عہد مین
عمدہ خطاب و مناصب عطیہ مبتذل ہوگئے اور ہر کس و ناکس کو ملنے لگے اونکا اعتبار جاتا رہا

ایک نقل دل لگی کی مشہور ہے کہ کسی پیشکار نے داروغہ کی معرفت رائی کی
درخواست کی عظیم الشان کی طرف سے صاحب دستخط تہا اوسنے توقیع کیا کہ خانی بہ خانہ
رائی در سر بازار بپاش خاطر شما این گیدی ہم راے باشد۔ اسکا خطاب گیدی راے
مشہور ہوگیا جسکے سبب سے وہ بڑا جز بز ہوا پیشکش مین روپیہ دیکر اس فضیحت سے
رستگاری چاہتا تہا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا مرتے دم تک یہی خطاب رہا +

ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ بادشاہ نے اسد خان کو وکیل مطلق اور منعم خان کو
وزیر مقرر کیا پہلے بادشاہون کے زمانہ مین وکیل مطلق کو وزیر کے عزل و نصب کا
اختیار ہوتا تہا اور ارکان سلطنت وکیل کے قبضہ اقتدار مین ہوتے تہے بعض حسد پیشہ
مفتریون نے خلوت مین بادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ اعظم شاہ کا رفیق شفیق اور
مصلحت مین شریک امیر الامرا تہا تو اوسکے جواب مین بادشاہ نے فرمایا کہ اگر دکن مین میرے
بیٹے بھی ہوتے تو تقاضاے مصلحت یہ تہا کہ اپنے عمو کی رفاقت کرتے +

امیر الامرا اسد خان اور نواب کا ذکر +

طرح طرح کی خوبیان اور وصف تھی اور سراے فرداپور وسط سرحد خاندیس مین کہ پاس کتل مین واقع ہے اوسکو جاگیر ملی تھی۔ اورنگ آباد مین بائی جیپورہ اوسکا آباد کیا ہوا ہے پس اس صورت سے شاہ عالم کی سیادت مان کی طرف سے ثابت ہوتی ہے ۔

جلوس سال اول ۱۱۱۹ھ اجیت سنگہ اور درگاداس اور راجپوت +

اکبرآباد مین ۱۱۱۹ھ مین سلخ رجب کو بادشاہ کا وزن قمری ہوا

بادشاہ نے اودے پور و جودھپور کی طرف کوچ کیا صوبہ اجمیر و پرگنات و اطراف جودھپور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ راجہ اجیت سنگہ پسر راجہ جسونت سنگہ جو درگاداس کے بہکانے سے اورنگ زیب سے برگشتہ ہوگیا تھا اوس نے بادشاہ کے مرنے کے بعد از سرنو نافرمانی اور سرکشی کا طریقہ اختیار کیا مسلمانون کو ایذا پہنچائی اور گاؤکشی کو منع کیا اذان دینے کی ممانعت کی۔ اون مساجد کو ڈھادیا جو اورنگ زیب کے عہد مین بت خانون کو مسمار کرکے بنی تھین اور اپنے نئے نئے معبد خانے بنانے شروع کئے۔ رانا ے اودیپور کی فوج اور اپنے خسر جے سنگہ راجہ کی رفاقت کے زورون سے ایسا مغرور ہوا کہ قبل از فتح اور بعد از جلوس بادشاہ پاس نہ آیا۔ اسلئے ۸ شعبان ۱۱۱۹ھ راجپوتون کی گوشمالی پر بادشاہ متوجہ ہوا اور انبیر وطن جے سنگہ کی راہ سے منزل پیما ہوا۔ اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ رمضان شریف آگیا۔ مقامات کا حکم دیا۔ راجپوتانہ پایمال و غارت کرنے کے لئے فوج کو بسرفوجی شاہزادہ عظیم الشان اور ہراولی جمدۃ الملک خانخانان بہادر و صمصام الدولہ مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک و مال و جان و عیال کی خرابی بہت کی اور راجپوتون اور رعایا کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات و دہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے صاحب فوج سردار مال و عیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے جو اشجار خاردار سے پر تھے۔ اجیت سنگہ اور اوسکے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی اور مال و عیال کی امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اونھون نے خان خانان اور اوسکے بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کرکے امان چاہی اور عبودیت قبول کی اور پیغام دیا کہ خان زمان و قاضی القضات قاضی خان جودھپور مین آنکر مساجد کی تعمیر

خان خانان کے مزاج مین تصوف غالب تھا علم سے بھی بہرہ تھا اوس نے ایک کتاب علم سلوک اور تصوف مین تالیف کی اوسکا نام الہامیہ رکھا بعض مقدمات و فقرات اوسکے متکلمین کے نزدیک شرع کے خلاف تھے +

خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ روپیہ واشرفی کے سکہ مین نظم نہ ہو نثر عبارت مین شاہ عالم بادشاہ اور نام بلدہ لکھا جائے اور خطبہ مین حکم دیا کہ نام نامی شاہ عالم لفظ سید کے ساتھ پڑھا جائے - اگرچہ ازروئے تاریخ ابتداء سلسلہ صاحبقران سے بلکہ شروع سلطنت غوریون سے اسم سیادت بادشاہان سلف مین سے کسی کے نام کے ساتھ خطبہ میں اور حسب و نسب کے ذکر مین ثابت نہین ہوا ہان خضر خان جب وہ دہلی کی سلطنت پر کامروا ہوا تو روایت ضعیف کی دلیل سے اوسکے عہد کے مورخون نے اوس کو سید بنایا مگر اوسکے جد و آباء کی اصل اور اونکی اسم ملک سے اوسکی قوم افغان معلوم ہوتی - اس مورخ کے نزدیک خضر خان سید نہ تھا - لیکن بہادر شاہ نے ایک اور ہی دلیل سے اپنے تئین سید بنایا - اگرچہ اس مین اختلاف اقوال سنا گیا لیکن حاصل کلام مجمل خامہ صدق بیان کرتا ہے کہ سید میر حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں تھا اور جد مادری کے ملک اور پہاڑون مین جو توابع کشمیر سے تھے گوشہ نشین ہو اتھا - راجہ کشمیر اوسکا مرید و معتقد ہوا اپنی بیٹی کو سید شاہ میر کی خدمت مین بھیجا سید نے اوسکو مسلمان کر کے نکاح کیا - اوس سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا پیدا ہوا سید بیت اللہ چلا گیا - پھر اوسکا کچھ پتا نہ لگا کہ کیا ہوا - اسی پہاڑ مین اوسکی اولاد کی پرورش مین راجہ نے بھی کوشش کی - اہل اسلام سے اونکو پیوند دیا جب شاہجہان نے راجہ سے اوسکی لڑکی کی باج و خراج کے ساتھ درخواست کی تو راجہ نے اوسی سید کی دختر کو کہ حسن صورت و سیرت و ذکا مین موصوف تھی تحف و پیش کش کو اوسکا جہیز بنا کے روانہ کیا - شاہجہان نے معلم اور ادب دان مغلانیان اوسکے واسطے مقرر کین اور زبانون سے آشنا کیا - اور شاہزادہ اورنگزیب سے اوس کا نکاح کیا - نواب بائی بیگم اوسکا خطاب ہوا - اوسکے بطن سے شاہ عالم بہادر شاہ پیدا ہوا - اس بیگم میں

از تاریخ مظفری +

یہ ٹھیرائی کہ قلعہ کی تسخیر میں صرف اوقات نہ کی جائے حکام و عمال مقرر کر کے ملک کا بندوبست
و محصول اطراف کی گردآوری کی جائے اور مداخل جاگیر کی راہ اور رسد غلہ قلعہ دار پر مسدود
کی جائے کام بخش کے تمام کاموں کا مدار احسن خان پر تھا حکیم محمد حسن وزیر اور امیر اوسکے
اکھیڑنے کے درپے تھے مگر احسن خان اپنی مدد طالع کے بہروسہ اور نشہ جوانی اور آقا کے
کارمین تردد جانفشانی کی وجوہ سے مدعیون کے حسد کی اصلاح پر اصلا خیال نہ کرتا تھا
کبھی کبھی احسن خان و یوسف خان جو کام بخش کا تیراندازی مین استاد تھا اور ارشد خان
و ناصر خان و احمد خان و رستم دل خان ہم داستان اور ہمدم ہو کر کار سرکار کے مشورت
کے لئے خلوت کرتے تھے اور آپس مین بنیاد فلتین اور تحفہ تحائف کی نوازش کرتے +

محمد کام بخش کے مزاج مین ابتدا سے سودا کا اثر تھا - بدخواہون کے افسون کے
پھونکنے سے اسقدر اوسکا سودا بڑہ گیا کہ اوسنے اپنے پاؤن مین آپ کلھاڑی ماری جسکی
تفصیل یہ ہے کہ تقرب خان و اسدا خان و میر احمد نے محمد کام بخش کے دل نشین کر دیا کہ رستم دل
خان و احسن خان و سیف خان و احمد خان اتفاق کر کے بادشاہ دین پناہ کو مسجد جامع مین
جمعہ کے دن دستگیر کرینگے آپ انکا علاج جلد کیجئے محمد کام بخش نے صاحب غرض کی باتون
پر غور نہ کی کہ اوسکی تحقیقات کرتا - اپنے ہاتھ سے شقہ لکہہ کر رستم دل خان کو بلایا وہ آیا تو اوسکو
مع بیٹون کے کام بخش کے آدمیون نے قید کر لیا تین روز قید رکھ کر اوسکو مار ڈالا اور اوسکی بیوی
سیدہ معصومہ کو بھی جو لڑنے کو تیار ہوئی تھی ہلاک کیا اور سیف خان کے ہاتھ کٹوا - یہ جنہون
نے اوسکو تیراندازی سکھائی تھی احمد خان کو لٹا کر اوسپر گھوڑے دوڑائے مظلوما نہ
اوسنے جان دی - ارشد خان کی زبان کٹوائی اور مظلوم سرن کو ملا - احسن خان کو لوگون نے
سمجھایا کہ بھاگ کر بہادر شاہ کی عملداری مین چلا جا مگر احسن خان اپنی عقیدت اور ہمدردی
کے سبب خواب غفلت سے نہ بیدار ہوا - کام بخش نے اوسکا گھربار ضبط کیا وہ تین مہینے
تک اوسکو طرح طرح سے شکنجہ عذاب مین کھینچا - پاؤ سیر کھچڑی جس مین نمک زیادہ ہوتا کھانے
کو دیتا وہ بھی مر گیا - اس کا غلبہ سودا اور وسوسہ سفا کی درپر رہا - جب بہادر شاہ کا ایلچی اسماعیل آیا

اور بتخانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائین ذبح کرین ارباب عدالت کو تعین کرین جزیہ کے احکام مقرر کرین اور ہمارے اعمال کو معاف کرین اور جودھ پور اور اوسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی ومفتی اور مساجد مین امام و موذن مقرر کرین اجیت سنگھ و جے سنگھ باتفاق درگاداس بادشاہ پاس آئے اونکے قصور معاف ہوئے خلعت و فیل و شمشیر و بدم عنایت ہوئے +

۱۸ - ذی الحجہ کو جلوس کے سال دوم کا جشن بڑی دہوم دہام سے ہوا - بادشاہ نے فرمایا کہ محمد کام بخش کو نامۂ محبت افزا اور فرمان نصیحت و تسلی آمیز اس مضمون کا لکھا جائے کہ پدر بزرگوار نے صوبہ بیجاپور کی حکومت تم کو دی تھی ہم برادر عالی قدر کو دو نو صوبون بیجاپور اور حیدرآباد کو مع انکے کل توابع و لواحق کے دیتے ہین بشرطیکہ فرمانروایان سابق دکن کے دستور کے موافق ہمارا سکہ اور خطبہ جاری کرو اور زمان قدیم سے ان دو نو صوبون کے حکام جو پیشکش سرکار شاہی مین داخل کرتے تھے وہ بھی نور الابصار کو معاف کرتے ہین چاہئے کہ اس رعایت و عنایت کا شکریہ دل اور زبان سے ادا کرو اور طریقہ سلوک و عدالت پروری و داد گستری اپنے باپ دادا کے رویہ کے موافق رعایا و ضعفا و کافۂ انام کے لئے جاری رکھو اور سرکشون کی تنبیہ اور راہ زنون اور ظالمون کا اخراج پیش نہاد خاطر رکھو - حافظ محمد مفتی مخاطب بہ معتبر خان کو یہ خط دیا گیا - بادشاہ اواخر ذی الحجہ مین اجمیر کو چلا +

کام بخش کا حال کچھہ بیان کیا جاتا ہے کہ احسن خان عرف میر ملنگ کے حق مین مدعی بادشاہ سے باتین لگاتے رہتے تھے جس سے بادشاہ کی توجہ اوسکی طرف کم ہوتی جاتی تھی اور وہ خفیف ہوتا جاتا تھا مگر وہ سوا طریقہ فدویت و خیر خواہی کے کوئی اور ارادہ نہ کرتا تھا - وہ گولکنڈہ اور حیدرآباد کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا - حیدرآباد سے تین چار منزل پر پہنچکر رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد سے نامہ پیغام التیام افزا اور قلعہ گولکنڈہ کے حوالہ کرنے مین رسل و رسائل بہیجے قلعہ دار نے بہادر شاہ کے فرمان کا عذر کر کے قلعہ سپرد نہ کیا مگر رستم دل خان چار یا پانچ ہزار سوار لیکر کام بخش پاس آیا اور احسن خان اور اوس نے اتفاق کر کے

دو نو صوبون کا سال دوم ۱۱۱۹ھ جلوس عنایت ہونا

حال کام بخش

حال کام بخش

دو تین منزل پر بہادر شاہ آیا باوجودیکہ محمد کام بخش کا لشکر اوسکی سفاکی اور غلبہ سودا سے متفرق ہو گیا تھا۔ اور پانچ چھہ سو سواروں سے زیادہ سپاہ اوس پاس نہ تھی وہ بھی بدسلوکی و خونریزی اور گرسنگی سے اور ایک سال کی تنخواہ نہ ملنے سے نالان اور رنجیدہ خاطر تھی اور شاہ عالم بادشاہ کے ساتھہ اسی ہزار سوار جمع تھے مگر اونکے دل مین دشمن کے شب خون مارنے کا خوف و ہراس ایسا آیا کہ رات بھر سوئے نہین انہی ایام مین سیف خان عرف میر اسد اللہ کہ عالمگیر کے خانہ زادون مین سے تھا اور ایسا جنون کا نشہ رکھتا تھا کہ بادشاہ نے اوس کو لشکر سے خارج کر کے کعبۃ اللہ بھجوا دیا تھا وہان سے وہ آنکر کل صوبجات ہندوستان کا میر بحری مقرر ہوا۔ ان دنون مین پھر جنون کی شورش ہوئی۔ ذوالفقار نصرت جنگ و آصف الدولہ سے برہم ہو کر بادشاہ کے لشکر سے فرار ہوا اور راجہ جے سنگہ و اجیت سنگہ پاس پہنچا اور بانام و نشان راجپوتون سے موافقت کی اور محمد کام بخش کی وکالت و حجابت کرنے لگا اور یہ عہد و پیمان ٹھیرائے کہ محمد کام بخش راہ برار سے سرحد متعینہ راجپوتون مین آجائے تو پچاس ہزار سوار راجپوت اوسکو شاہجہان آباد مین اوس سے پہلے تخت پر بٹھا دین کہ دکن سے بہادر شاہ مراجعت کرے اور ایک دستاویز پر اس جماعت کی مہر لگوائی جو بہادر شاہ سے غبار خاطر رکھتے تھے حسن خدمت و فدویت کے اظہار کے لئے راہ گونڈوانہ و برار و چاندہ سے حیدرآباد مین وہ آیا اور محمد کام بخش کو پیغام دیا کہ مین راجپوتون مین اوسکو بالا بالا پہنچا دونگا۔ اور ستر اٹھارہ ہزار سوار راجپوتون کے نربدا تک استقبال کو آئینگے پھر حضور راجپوتون کی فوج سنگین کے ساتھہ دارالسلطنت مین پہنچکر سکہ و خطبہ جاری کیجئے اور امراء غائب و حاضر کی تالیف قلوب فرمایئے۔ بہادر شاہ کو خبر بھی نہ ہوگی اور اوسکی مراجعت سے پہلے یہ کام ہو جائینگے پھر بہادر شاہ کے مقابلہ مین آئے۔ کام بخش کو سراسر سودا اور وسواس نے مغلوب کر رکھا تھا اوسنے سیف اللہ خان کے آنے کو اور پیغام کے اظہار کو محض بہادر شاہ کے تمہید اور ساختگی جانا اصلا اسکی بات پر کان نہ لگایا اور اوسکے احوال پر متوجہ نہوا اور اوسکو اپنے پاس نہ بلایا۔ اور پیغام کا جواب دیا۔ کہ یہان سے امرا

سیف خان کی کارستانی +

تو بعض بد سرشت ہرزہ گو ہمراہیون نے اوسکی خاطر نشان کیا کہ معتبر خان ایک جماعت سرہنگون کی ساتھہ لایا ہے اور مقصد فاسد رکھتا ہے کہ اُنکو دین پناہ تک لائے کامبخش نے بے سوچے سمجھے حکم دیدیا کہ ایلچی کے ساتھہ جتنے ہمراہی آئے ہیں اونکے نام لکھہ کر لائین کہ مین ہر ایک کا یومیہ نقد و خوراک مقرر کرون اس یومیہ کی شہرت سے حافظون اور طالب العلمون نے ایلچی پاس آمد و رفت کرکے اپنا نام ایلچی کے ہمراہیون مین لکھا دیا۔ ان سب کو جو پانچسو آدمیون کے قریب تھے دعوت مین بلایا۔ اُن مین سے دس دس آدمیون کی جماعت کو دست بستہ ہر محلہ و بازار مین بھیجا کر تیغ سے بیدریغ قتل کرایا ہر چند لوگون نے واویلا مچائی کہ ہم ایلچی کے ہمراہیون مین سے نہیں ہیں لیکن کسی نے کچھہ نہ سنا۔ ملا سعد الدین مفتی حیدر آباد سے جو ایک فاضل متدین تھا معلوم مقتولون کے باب مین فتوی مانگا تو اس خدا پرست حق گو نے بے باکانہ و بے محابا جواب مین کہا کہ موافق شرع محمدی محض از راہ سوء ظن و گفتہٴ مدعیان جرات اقدام بر خونریزی مسلمانان نمودن باعث ندامت باز خواست روز جزا است +

کامبخش کی خونریزی اور ظلم کے سبب سے اکثر فضلا و شرفا نے حیدر آباد کا رہنا چھوڑ دیا مال و عیال لیکر جہان جان بچا سکے چلے گئے جب کامبخش کو انکے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی تو اطراف شہر مین چوکی مقرر کی ایلچی کو ذلیل کر کے مقید کیا۔ بہادر شاہ کے نامہ لطف آمیز کے جواب مین کلمات خصومت انگیز لکھے۔ جو بہادر شاہ نے اپنی مہربانی کا جواب نا مہربانی سنا تو وہ مہم کامبخش کے لئے چلا اور جب اجین کے قریب آیا تو راجہ جے سنگھ اور راجہ جیتیہ جو اکبر آباد مین آنکر بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے تھے۔ بادشاہ کے قریب شکار کے بہانے سے سوار ہوئے اور جو اسباب اوٹھا سکے اوسکو اوٹھایا پرانے خیمون کو چھوڑا بعض خیمون کو آگ لگائی اور اپنے وطن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اونکے اسطرح چلے جانے پر کچھہ خیال نہ کیا۔ اوائل جمادی الاولی مین برہانپور مین وہ آیا۔ تمام رات مینہ برستا رہا اور دریاء تاپتی کہ قلعہ کے نیچے بہتی ہے ایسی طغیانی مین آئی کہ تین چار روز بمجبوری مقام کرنا پڑا۔ جب دریا کا پانی اوتر گیا کہ وہ پایاب ہوئی تو برہانپور سے ایک کوچ ایک مقام کرکے آخر شوال مین حیدر آباد کے

نجیبہ کھل گیا اور اسی تکلیف مین جان آفرین کو جان سپرد کی ۔ اسکا بیٹا فیروزمند بھی مرگیا ۔
بادشاہ نے دونو کی لاشون کو شاہجہان آباد مین ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنے کے لئے
بھیجدیا ۔ فرزندان کامبخش محی السنتہ وغیرہ کو مثل عالی تبار مطلق العنان رکھا اور تین روز
تک اسم تعزیت ادا کین اور نوبت نہ بجوائی +

ارادت خان شاہزادہ کامبخش کا حال یہ لکھتا ہے کہ اوسکا حافظہ بڑا قوی تھا وہ
عالم تھا اور خوش تحریر منشی تھا ظاہری کمالات اعلیٰ درجہ کے رکھتا تھا ۔ مگر اس کے مزاج
مین وہم و وسوسہ ایسا تھا کہ اوسکی نوبت جنون پر پہونچ گئی تھی ۔ بہت کم ایسا اتفاق
ہوا کہ وہ اپنے باپ پاس ایک مہینہ رہا ہوا ۔ اور کوئی بداطواری ایسی نہ کی ہو کہ اوس پر
لعنت ملامت نہ ہوئی ہو اور بے عزت یا مقید نہ کیا گیا ہو بعض کام اوسنے ایسے برے
کئے ہین کہ مین اونکو بیان کرنے کے لائق نہین سمجھتا ۔ خیالات باطل اور جنون کے سبب سے
کوئی حماقت ایسی نہ تھی جو اوسنے نہ کی ہو ۔ اوس کے خوشامدیون نے اوس سے کہا کہ
کبھی نہ کبھی اسکا بڑا بیٹا بھی شہنشاہ ہوگا تو وہ حسد کے مارے اس معصوم بچے کے مارنے
کی فکر مین ہوا گو اس گناہ کو اورنگزیب کے خوف سے نہ کرسکا ۔ مگر بیٹے کو ہمیشہ قید مین رکھا
فقیرون کے بچون کی طرح اوس کو بری خوراک کھلائی اور بری پوشاک پہنائی غرض
اوسکو اس طرح رکھا کہ اوسکی زندگی موت سے بدتر تھی ۔ اسی جنون کے سبب سے اوسنے
ناحق بدگمانیان کرکے حرم کی بیگمون کو بڑی بے رحمی سے بری طرح مخفی مار ڈالا ۔
اوسنے اپنے نوکرون اور مصاحبون پر وہ ظلم و ستم کئے جو پہلے نہ کبھی دیکھے تھے
نہ سنے تھے +

عالمگیر کے مرنے کے بعد سلطنت کے کامون مین انقلابات عظیم ہوگئے تھے اور
تمام تعلقات کی صورت بدل گئی تھی اور مرہٹون سے جو سلطنت تیموریہ کے تعلقات
تھے وہ بالکل کایا پلٹ ہوگئے تھے اونھون نے ایک نئی مستقل صورت پیدا کی ۔ جبکہ اورنگزیب
بیجاپور کی سلطنت فتح کررہا تھا تو اوسوقت مرہٹے اوسکے جان نثار خدمت گزار دوست تھے

زبان کاٹنے اور اقسام سیاست سے مارنے کی تدبیر حسن تردد و تحقیقات کا شجر کوئی اونہیں لائیگا
بار بار اوسنے درخواست کی مگر اوسکو کامبخش نے اپنے پاس نہ آنے دیا کچھ یومیہ مقرر کردیا
باوجود اس بے بضاعت ہونے کے کہ اصلا لشکر و خزانہ پاس نہ تھا۔ فقیرون اور مجنون
کے فالون نے اوسکی فتحمندی کی شہرت اڑا رکھی تھی وہ دو تین کوس حیدر آباد سے تین چار
سو سوارون کے ساتھ بہادر شاہ کے لشکر کے انتظار میں بیٹھا۔ دہم ذی القعد سنہ ۱۱۲۰ کو بادشاہ
کا خیمہ حیدر آباد سے تین کروہ پر لگا۔ بادشاہ نے رفیع الشان و جہاں شاہ اور خانخانان
اور امیرون کو بھیجا اور فرمایا کہ تا مقدور جنگ مین سبقت نہ کرین اور کامبخش کو گھیر لین ایسا
نہ ہو کہ وہ مارا جائے اور مسلمانون کی خونریزی ہو غرض دونو لشکرون مین محاربہ صعب ہوا
محمد کامبخش مغلوب ہوا اور میدان دار و گیر مین اکثر اوسکے معتبر و عمدہ رفیق کشتہ و زخمی ہوئے
اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔ محمد کامبخش ایسا مردانہ لڑا جیسا سلاطین تیموریہ و بابریہ کو
سزاوار ہے اور زخمی ہوکر ہنجیدہ ہوا۔ ملازمان بہادر شاہی اوسکو جس حال مین تھا
مع بیٹون کے بادشاہ پاس لائے۔ بادشاہ اوسکو دیکھکر رویا اور اوسکو اپنے خیمہ کے متصل
احترام و اکرام کے ساتھ جگہ دی اور یونانی اور فرنگی جراح اوسکے علاج کے لئے بھیجے
مگر کامبخش علاج کا مانع ہوا۔ دسکو کچھ ہوش آیا اور آنکھین کھولین۔ اوسکی حقیقت حال کو
جب بادشاہ سے بیان کیا تو شاہزادہ جہان شاہ کو اوسنے عیادت کے لئے بھیجا۔ بھتیجے نے
چچا سے کہا کہ ابا جان کا دل نہ چاہتا تھا کہ جناب ایسے زخمی ہون تو چچا نے آشفتہ ہوکر کہا
کہ تمکو بھی باپ کے مرنے کے بعد یہی معاملہ بھائیون سے پیش ہونے والا ہے تم اپنی فکر
کرو پھر بادشاہ خود بھائی کو دیکھنے آیا۔ اور اوسنے یہ کہا کہ نمیخواستم کہ باین حالت شمارا
ببینیم۔ اما مقدر چنین بود۔ محمد کامبخش نے اس بے طاقتی کی حالت مین کہا کہ آن قبلہ بکدام
صورت مرا میخواستید کہ ببینید بار التخت است و یا تختہ۔ بعض یہ لکھتے ہیں کہ اوسنے یہ کہا کہ
من ہم نمی خواستیم کہ بشہرت ہیچ ہنری و بے غیرتی اولاد تیمور دستگیر گردد۔ شاہ عالم نے
اوسکو دو چمچہ شوربہ پلایا اور وہ بہت رویا۔ کامبخش ایسا غصہ مین آیا کہ تمام زخمون کا

راجہ ساہو نبیرہ سیواجی کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اورنگ زیب اوسپر بہت عنایت کرتا تھا اور یہ نام بھی اوسی کا رکھا ہوا تھا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ اوس سے رابطہ خاص رکھتا تھا۔ اور قدیم سے اوسکے احوال پر متوجہ تھا۔ اوسنے اعظم شاہ سے جب وہ سرحد دور آ پر آیا سفارش کرکے اوسکو مطلق العنان کرادیا۔ وہ پچاس ساٹھ آدمیون کے ساتھ جو اوسکی رفاقت کرسکے موہن سنگہ زمیندار پاس آیا۔ یہ زمیندار سرکار بیجاگڈہ و پرگنہ سلطان پور نذربار مین مشہور مفسد پیشہ تہا۔ اوسنے راجہ ساہو کا کچھ سرانجام کار کیا ــــــ اور اپنے متعلقہ اور سلطان پور سے عزت کے ساتھ باہر کردیا۔ یہانسے وہ ایک نامور مرہٹہ معروف بانڈا پاس گیا وہ ایک مشہور مفسد پیشہ تھا پرگنہ سلطان پور مین گڈھی کو کرمندہ اسکے تصرف مین تھی بندسورت سے وہ برہانپور تک تاخت و تاراج کرتا تھا سلطنت کی افراتفری مین۔

اورنگ زیب کے فتح کئے ہوئے موروثی قلعے اوسکے ہاتھ آگئے تھے بعض مرہٹون کے سردار راجہ ساہو کے ساتھ اس سبب سے متفق ہوئے کہ وہ راجارام کی بیوی تارا بائی سے نفاق رکھتے تھے۔ راجہ ساہو نے فوج عظیم فراہم کی اول نواح احمد نگر مین آیا۔ ایک روایت ہے کہ وطن کے چلنے کے وقت اس کل زمین کی جہان اورنگ زیب کا واقعہ ہوا تھا جا کر زیارت کی نقد و طعام فقرا کو تقسیم کیا بیس ہزار سوار مرہٹہ فراہم ہوئے۔ اوسنے اورنگ زیب کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ خلد آباد کی طرف چلا جب اسکی فوج پیش آہنگ اورنگ آباد کے قریب آئی ہر چند راجہ ساہو اور اوسکے ہمراہی بھائی بند تاخت و تاراج کا ارادہ نہیں رکھتے تھے لیکن مرہٹون کو لوٹ کا چسکا ایسا منہ کو لگا ہوا تھا کہ وہ کب دست اندازی سے باز رہ سکتے تھے۔ اورنگ آباد سے منصور خان اور اور متعینہ نکلے اور اونہون نے برج و بارہ کا بندوبست کیا اور اس جماعت کے رفع شر مین کوشش کی۔ اور راجہ ساہو نے بھی اپنے آدمیونکو منع کیا۔ راجہ ساہو بزرگون کے مزارون اور اورنگ زیب کی قبر کی زیارت کرکے اپنے قلعون مین چلا گیا +

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کل دکن کا صوبہ دار تھا اور اوسکی میر بخشی گری بھی

راجہ ساہو کا زور پکڑنا +

[illegible] +

بعد اوسکے وہ ذات الجنب کی طرح بادشاہی اضلاع کے ہمسایۂ بد ہو گئے پھر اپنے مذہب وقوم کے آزاد کرنے والے اور مسلمانون کی پیش قدمی کے پیچھے ہٹانے والے آخر کو سلطنت مغلیہ سے چوتھ لینے والے یا مالک ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ کمزور ہو کر قریب المرگ تھی مگر مرتے دم تک اپنی نخوت و تکبر سے ہاتھ نہین اوٹھایا۔ اور مرہٹون کو اپنے آگے کچھ نہ گنا۔ عالمگیر کے مرنے کے بعد کسی مسلمان بادشاہ نے اس قوم کے مطیع کرنیکا ارادہ نہین کیا۔ مرہٹے بادشاہون کی اولاد کو آپس مین لڑا لڑا کر اپنی قوت اور سلطنت کو بڑھاتے رہے اور بادشاہی فوجون کے سامنے اپنی بہادرانہ کوششین دکھاتے رہے۔ مرہٹون کو خواہ لٹیرا سمجھو خواہ قزاق جانو اور کوئی بُرا نام رکھو مگر جو اونہون نے اپنی قوم اور مذہب کے آزاد کرنے مین بہادرانہ اور مردانہ کوشش و سعی کی اور قومی ہمدردی کے جوش و ولولے ہندؤن مین پیدا کئے وہ ایک کارنامہ اونکا تاریخ مین ہمیشہ قابل ستایش و یادگار رہے گا۔ اب آیندہ حال جو مرہٹون کا لکھا جائے گا وہ اس بیان کی تصدیق کریگا +

نیما سیندھیا (نیا جی سیندھیا) کہ مرہٹون کے سردارون مین نامور سرفوج تھا۔ اور اوسنے تاخت و تاراج سے صوبہ مالوہ تک خرابی پھیلائی تھی۔ اس زمانہ مین نصرت جنگ ذوالفقار خان کی تجویز اور دستگیری سے اوسنے توبہ کی اور بادشاہ کی درگاہ مین آیا اور محمد کام بخش کی جنگ مین شریک ہوا اور اس وسیلہ سے اوسکی مع بیٹون اور اوسکی اقوام کے شفاعت ہوئی اوسکو ہفت ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب اور دو لاکھ روپیہ نقد اور خلعت وغیرہ مرحمت ہوا اور اوسکے بیٹون اور پوتون مین ہر ایک کو منصب پنج ہزاری اور چار ہزاری عنایت کیا جنکا مجموعہ چالیس ہزار اور پچیس ہزار سوار ہوتے ہین۔ اور اوسکی درخواست اور بخشی الممالک کی التماس سے پہلے کہ اسناد منصب تیار ہون بلکہ پہلے اس سے کہ عرض مکرر ہو حکم فرمایا کہ صوبہ اورنگ آباد اوسکی تنخواہ مین مقرر ہو جہان ہزار کے قریب چھوٹے بڑے منصبدار بدلے گئے +

خطابات و بہادر شاہ کی دریا دلی و رزقی +

ابتدا سے عہد خاندان تیموریہ میں یہ مقرر تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہ عطا کیا جاتا تھا ایک دو
لفظ کا فرق اس مین کیا جاتا تھا۔ اس عہد مین صفدر خان بابی متعینہ احمد آباد کا یہ خطاب موروثی
تھا وہ دوسرے شخص کو عطا ہوا تو صفدر خان بابی نے اپنے خطاب کی بحالی کے لئے عرضی
بھیجی تو اوسکے اوپر یہ دستخط ہوئے کہ بحال بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد۔ اس روز
سے ایک خطاب کا دو تین آدمیون کے ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب و نوبت و
نقارہ و فیل جیغہ و سرپیچ کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا ان دنون مین اخلاص خان
جدید الاسلام کہ حلیہ فضیلت و دیانت سے آراستہ تھا اور متصدی گری مین اور حساب میں
بڑی سختی کرنے مین مشہور تھا۔ وہ عرض مکرر کی خدمت مین معزز ہوا۔ بادشاہ دریادل بدون
مراتب کے ملاحظہ کے عطائے منصب و اضافہ مین آب سیل کی طرح الیسا رائگان ہوا تھا کہ
اخلاص خان اجرا عرض مکرر کا متحمل نہ ہوا۔ اوسنے جملۃ الملک سے التماس کی کہ بادشاہ
اقلیم بخش کی ہمت کی موافق دولت سلطنت ہفت اقلیم کا وفا کرنا خیال محال اور دور از عقل ہے
تمام عالم بیش طلب ہے اس صورت میں بادشاہ عالم نواز کی شجر فیض بخشی کا ثمر یہ ہوگا کہ تمام
منصبدار اور خانہ زاد با نام ونشان بے جاگیر ہونگے اور قلمرو ہندوستان کی دولت عشر عشیر
بادشاہ کی اس ہمت کے لئے وفا نکریگی صلاح دولت و تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ اس بارہ
مین تدبیر و بندوبست کیا جائے کہ آب سیل کا سد راہ ہو کہ وسعت ہندوستان کے
مداخل کا سربسر ہونا بخشش خرچ کے لئے کم و بیش ہو سکے۔ اگرچہ کافہ انام کے نزدیک
اخلاص خان کے بخل و شرارت و حسد کی شہرت ہوئی اور فی الواقع مانع خیر و نافی رزق
خلق اللہ کا ہونا بدترین صفت مذموم ہے لیکن بعض نکتہ سنج منصف بیشون کے نزدیک
اوسکا سخن راست تلخی آمیز تھا۔ اخلاص خان چاہتا تھا کہ جسوقت یادداشت منصب وزیر
کے نزدیک عرض مکرر کے دستخط کے واسطے آئے تو چاہیئے کہ بعد تحقیق و غور اصل و نسل و
پایہ و مراتب صاحب منصب کے دستخط کرے۔ خانخانان نے اسوقت اس رزق خلق کی اسناد
کے بند کرنے کی بدنامی اپنے لئے پسند نہین کی اور اخلاص خان کو تحقیقات کی تکلیف دی

اوسکو سپرد تھی اوسکی وساطت سے راجہ ساہو کے وکیل نے درخواست کی کہ چھہ صوبون کی
سردیس مکھی کا فرمان مجھہ کو اس شرط سے مل جائے کہ وہ ویران ملک کو آباد کرے۔ اس
سبب سے کہ جملۃ الملک معظم خان خانان نے صوبہ برہان پور اور نصف صوبہ برار کو جو دفاتر
مین برلہ بایان گھات کے نام سے موسوم تھا اور یہی نام اوسکا لوگ لیتے تھے۔ موافق
سررشتہ قدیم فاروقی و محمد اکبر بادشاہ کے دکن کے چھہ صوبون سے نکالکر شاہجہان آباد
کے توابع صوبون مین داخل کیا تھا جو اصل ہندوستان زبان زد خاص و عام ہے و
چاہتا تھا کہ امور ملکی و مالی کا اختیار عزل و نصب حکام اپنے بڑے بیٹے مہابت خان کو
سپرد کرے۔ اس سبب سے ذوالفقار خان اور معظم خان کے درمیان لوگون مین مشہور ہوگیا
کہ آپسمین سوء مزاجی ہوگئی اور بخشی الملک نہین چاہتا تھا کہ کل مقدمات ملکی اور مالی دکن مین
کوئی دوسرا شخص دخیل اور صاحب اقتدار ہو۔ راجا رام عموی راجہ ساہو کی زوجہ تارابائی
تھی اوسکے بطن سے دو بیٹے راجارام کے خرد سال تھے۔ عالمگیر کے عہد مین لشکر کشی و سرکشی
دس سال تک رہی اوسکے بعد اوسنے صلح کی التماس اس شرط سے کی کہ نو روپیہ فیصدی
سردیسمکھی اوسکو عطا کی جائے۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عالمگیر نے بسبب بعض شرطون کے
اس درخواست کو قبول نہین کیا تھا۔ ان دنون مین اوس نے جملۃ الملک کی وساطت سے یہی درخواست
پھر کی کہ نو روپیہ سردیس مکھی کا فرمان اوس کے بیٹے کے نام عطا ہو جسمین چوتھہ کا کچھہ نام نہو
تاکہ وہ مفسدون کو دفع کر کے ملک کا بندوبست کرے۔ اس سبب سے کہ صمصام الدولہ ذوالفقار خان
بہادر راجہ ساہو کا طرفدار تھا اس بارہ میں گفتگو مخالفانہ دونو امیرون کے درمیان واقع ہوئی۔ بادشاہ نے
اپنی وسعت خلق سے دل مین یہ مقرر کر رکھا تھا کہ ادنیٰ اعلیٰ مین کسی ایک شخص کی التماس کو رد
نہ کریگا چنانچہ مدعی و مدعا علیہ اپنے مقصد و مدعا عرض کرتے جنمین صبح و شام کا سا تفاوت ہوتا
دونو کی التماس قبول ہوتی حکم ناطق فرمایا جاتا۔ مقدمہ سردیس مکھی مین بھی جملۃ الملک اور
میر بخشی دونو کی درخواست کے موافق عطائے فرمان کا حکم دیا۔ مگر آپس کی پرخاش کے موافق
مقدمہ سردیس مکھی دونو کے نام ملتوی رہا +

سردیس مکھی کے باب میں ذوالفقار خان اور جملۃ الملک کا اختلاف رائے رہا +

بادشاہ کے خصائل اور دربار کا حال جو بلادست خان نے لکھا +

شاہ عالم سخی رحم دل عالی دماغ خوش اخلاق جوہر شناس تھا - وہ اپنے باپ دادا کی
سلطنتوں کو دیکھ چکا تھا کہ سیاست و قدرت شاہانہ کس طرح صحیح صحیح طور پر استعمال میں لائی جاتی
آخر پچاس سال سے وہ خود بھی حکومت کرتا تھا جب وہ بادشاہ ہوا تو زمانہ نے ایک نئی رونق
پائی سب درجے کے آدمی علی قدر حال اوسکی مہربانی سے مستفید ہوئے - اوسکی فیاضی اور
اور دریا دلی نے خلقت کے دل سے اورنگ زیب کی ساری خوبیوں کو محو کر دیا بعض
تنگ دل بخیل حسد اور احسان فراموشی کے سبب اوسکی سخاوت و دریا دلی کو کہتے ہیں وہ بیجا
اسراف اور دولت کا رائگاں کرنا تھا - لیکن حقیقت میں ہر فرقہ اور سب درجہ کی لیاقت کے
آدمیوں اور وضیع و شریف و عالم و سخنور نے بادشاہ کے تخت سے ایسا فیض پایا جو اس عہد سے
پہلے زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا اور نہ کان نے سنا تھا - جو کمالات و صفات اوسکی ذات میں تھے
وہ بیان نہیں ہو سکتے - وہ بہادر ایسا تھا کہ جنگ میں اعظم شاہ سے جسکی شجاعت کی دھاک
تھی تن تنہا لڑنے کو مستعد تھا - اسکے چاروں بیٹے بڑے صاحب قدرت تھے اور بہت
فوج اپنے پاس رکھتے تھے وہ اونکو اپنے پاس رکھتا تھا - ایک لمحہ اون پر بدظن نہ ہوا -
اور اونکو وزراء اعظم کے اختلاط و تعلقات پیدا کرنے سے منع نہیں کیا - خاکسار نے جیسا کہ
اورنگ زیب سے اپنا فرض سمجھ کر عرض کیا کرتا تھا بادشاہ سے بھی معروض کیا کہ ان صاحبزادوں سے
احتیاط کرنی اور خبردار رہنا ضرور ہے تو اوسنے مجھے جواب باصواب یہ دیا کہ میں نے ان شاہزادوں
کے بیٹوں کو جو اوسکے ساتھ معرکہ جنگ میں مقتول ہوئے اجازت دی کہ وہ اوس کے حضور
میں مکمل مسلح حاضر ہوا کریں چھوٹے بچوں کو میں نے اونکے ماؤں پاس رکھا اور اونکو
کچھ نہیں ستایا اور جب وہ بالغ ہوئے تو میرے ساتھ شکار میں اور میری سیر و تفریح
میں بے روک ٹوک شریک ہوئے جب اوروں کی اولاد کے ساتھ میرا یہ نیک سلوک تھا
تو اپنی اولاد کے ساتھ کیوں نہ ہو شاہ عالم کا دربار شاہجہان کے دربار سے بھی ایک
درجہ بڑھا ہوا تھا - ستر شاہزادے جنہیں اوسکے بیٹے پوتے بھتیجے ہوتے اوس کے تخت
کے گرد اس طرح بیٹھتے - اوس کے دائیں طرف بڑا بیٹا جہاندار شاہ مع اپنے تین بیٹوں کے

اخلاص خان نے ملامت وطعنون کے خیال سے اس بات کو قبول نہین کیا اور خدمت سے استعفا دیا اور اوسکی جگہہ مستعد خان عرف محمد ساقی مقرر ہوا اور یہ انتظام ہوا کہ جسوقت یاد داشت منصب عرض مکرر کے لئے آئے تو مستعد خان کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ صاحب منصب ملازم بادشاہ کی بندگی کی قابلیت رکہتا ہے یا نہین اور کس سبب اور وسیلہ سے اوس نے منصب اضافہ پایا ہے۔ کوئی شخص پایہ ومراتب سے زیادہ اور قبل از ایام میعاد مقرری کے اضافہ نہ پائے اور اسی طرح یومیہ وجہ معاش کی تحقیق کی جائے ان امور کے تجسس وتفحص کے بعد جنمین بہت دیر لگے گی۔ لفظ صحیح کا نشان مستعد خان یاد داشت منصب اضافہ ویومیہ ووجہ معاش پر کردے۔ زیادہ تر بادشاہ کی محل جہر پرور اور راتہ الحبیب اور مقربان حضور سزا ول شدید مقرر کہتے کہ یادداشت بے تحقیق کی کاوش کے بدون مستعد خان کے دستخط ہوجاتے بلکہ باضابطہ وبے ضابطہ اجرائے کار مین فرو را تفاوت ہوتا اور بادشاہ کے دستخط کا اعتبار نہین رہا۔ بادشاہ اپنے متصدیون سے فرمایا کرتا کہ سپاہی کا مر آپس مین مل گئے ہین جو نہین جانتے ہین عمل مین لاتے ہین۔ ہمارا فقط اعتبار رہ گیا ہے خلق کے مطلب قبول کرنے کے سوا ہم کو کوئی اور چارہ نہین ہے وہ صائب کا شعر ورد زبان رکہتا تھا۔ بیت

ہر کہ اینجا دست رو بر سینۂ سائل زند + راحیب جنت گذارد چوب پیش روز با

ہر چند سخاوت وہمت ووسعت خلق وعیب پوشی خلق وخطا بخشی مین ایسا بادشاہ زمانہ ماضی مین از روے تواریخ خصوص خاندان تیموریہ مین کمتر نظر آتا ہے مگر بے عیب خدا کی ذات ہے وہ کاروبار سلطنت اور ملک کی خبرگیری اور امور ملکی کے بندوبست مین مستغنی و بے خبر وبے پروا تھا کہ ظریف فسوخ طبعون نے اوسکی تاریخ جلوس (شہ بے خبر) کہی راتون کو جاگتا۔ دو پہر دن چڑھے تک سوتا جس کے سبب سے خلق العہد کو سفر کے دن تکلیف ہوتی کہ اونکو اپنے خیمون کے شل نہ ملتی اور دربار معلے کے نقارے بجانے اور کچہریوں اور بازارون مین رات بسر کرتے +

ارادت خان نے بادشاہ کی خصائل اور اوسکے دربار کا حال یہ لکھا ہے +

مسافرون اور رعایائے اطراف پر رہزنی و دست اندازی شروع کی ؞

فوجدار اور زمیندار اوس کے پکڑنے کی فکر مین ہوئے پاپ رائے کو اوسکی خبر ہوئی تو وہ ذلکت رائے زمیندار پرگنہ کولاس سرکار ایلکنڈل پاس چلا گیا اور جماعہ داری کی نوکری اوسکی کرلی چند روز بعد وہ چناہنونت ایک اور زمیندار کے جماعہ دار کا ہم مصلحت ہوا اور اوسکو اپنا شفیق رفیق بنایا۔ پھر ان دونون نے اس ضلع کے مسافرون پر دست اندازی شروع کی ذلکت رائو کو جب اوسکی خبر ہوئی تو اوسنے دونو کو مقید کرکے شکنجہ سیاست مین رکھا ایک دو مہینے کے بعد ذلکت رائو کا بیٹا بیمار ہوا۔ اوسکی بیوی نے اپنے بیٹے کی شفا کے لئے تمام قیدیون کو چھوڑ دیا پاپ رائے بھی قید سے خلاص ہوا موضع شاہ پور پرگنہ پرگنڈا سرکار بھونگری (بھونگری اوس خط پر واقع ہے جو حیدرآباد اور ورنگل کے درمیان کھینچا جائے اور اور مقامات جنکا ذکر آئیگا وہ اس خط کے شمال مین واقع ہیں) میں چلا گیا اور یہان ایک بڑے مشہور مفسد سردار کے ساتھ انباز و دمساز ہوا اور اپنے پاس بڑی جمعیت فراہم کی اور شاہ پور مین ایک پارچہ زمین سنگلاخ پر گڈھی بنائی اور اطراف کو تاخت و تاراج کیا۔ جہان کسی متمول زن مقبول و مال ہنود و مسلمین کو سنتا اوپر تعدی کرکے متصرف ہوتا اشرافون اور بیوپاریون کی ایک جماعت بادشاہ پاس استغاثہ کے لئے آئی اور رستم دل خان پاس اسکی تنبیہ کا حکم لائی حکم پہنچنے کے بعد پرگنہ کلپاک مین جو شاہ پور سے سات آٹھہ کوس تھا رستم دل خان فوجدار نے قاسم خان افغان کو شائستہ جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ پاپ رائے کو پکڑے۔ وہ پاپ رائے کی تادیب اور استیصال کی فکر مین رہتا تھا۔ وہ اوس کے ساتھ کبھی کبھی شوخی کرتا تھا۔ ایک دن اوسنے پرگنہ کلپاک کے ایک موضع پر تاخت کی قاسم خان اوسکی تنبیہ کو آیا اور ان دونو کے درمیان ایک جنگ واقع ہوئی جب پاپ رائے کے بہت آدمی مارے گئے تو وہ بھاگ گیا اور پارچہ کوہ قلب مین چلا گیا۔ قاسم خان اوسکے پیچھے گیا کہ ایک گولی اوسکے ایسی لگی کہ وہ مرگیا۔ باقی فوج نے ہزیمت پائی پھر رستم دل خان

اور اوسکا تیسرا بیٹا رفیع الشان مع اپنے تین بیٹون کے اور بیدار دل جو اوس کے بھتیجے
بیدار بخت کا بیٹا تھا اوسکے بائین طرف عظیم الشان مع اپنے دو بیٹون کے - جہان شاہ مع
اپنے بیٹے کے اور اعظم شاہ کا صرف ایک بیٹا عالی تبار جو زندہ رہا تہا وہ عظیم الشان کے بائیں
طرف اور کچھ دائیں طرف سے آگے کام بخش کے دو بیٹے - ان شاہزادون کے پیچھے سکندر
عادل شاہ بیجاپور اور قطب شاہ گولکنڈہ کے بیٹے بیٹھتے - یہ بادشاہ وہ تھے جنکو اورنگزیب نے
مغلوب کیا تہا - چاندی کے کٹہرہ میں ہفت ہزاری سے سہ ہزاری تک امرا کھڑے رہتے اس
دربار کی شان و شکوہ بیان میں نہیں آسکتی عیدین اور اور جشنون میں بادشاہ اپنے ہاتھ سے
امیرون کو اونکے درجے کے موافق عطر و پان دیتا - اوسکے عطیات و انعامات شاہانہ ہوتے جب وہ
اپنے گھر میں ہوتا تو دینداروں کی طرح سادہ لباس میں ہوتا اور جماعت کے ساتھ نماز کبھی قضا نہ کرتا
سفر کے اندر اکثر تعطیلون اور جمعون میں وہ خود نماز دربار کے خیمہ میں پڑھاتا - اور قرآن کی
سورتیں ایسے خوش لہجے اور قرائت میں پڑہتا کہ بڑے فصیح اہل عرب بھی اوسپر فریفتہ ہو جاتے
وہ آخر شب کی عبادت کو کبھی ترک نہیں کرتا اور بعض دفعہ ساری رات نمازین پڑھا کرتا اور دعائیں
مانگتا - اول شب مین اوسکے پاس فضلا و علماء دینی کی ایک جماعت جمع ہوتی - وہ حدیثون کو
خود بیان کرتا اوس کو بہت حدیثیں یاد تھیں اور علم فقہ خوب جانتا تھا - اوس نے تمام فرقون کے
مذہبون کی تحقیقات کی تہی اور آزاد خیالون کی کتابین پڑھی تھین اور ہر ایک فرقہ کے عقائد سے
واقف تھا - اس سبب سے متعصب دینداروں نے اوسکے مذہبی رایون پر بدعتی ہونے کا الزام
لگایا - اسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی قابلیت پر وہ حسد کرتے تھے - اوسکے اوصاف لکھنے کے لئے تو
کتابین چاہئیں اسلئے مین نے اوسکا ایک جزو بیان کر دیا +

پاپ رائے سیندھی فروشون کی نسل میں تھا - اوسکی بہن بیوہ صاحب مایہ تھی اوس سے ملنے وہ
گیا پانچ چار روز اوسکے گھر میں رہا - اوسکی نقد و جنس کی مالیت کو تاکا چند پیادے اپنے رفیق کئے
اور اپنی بہن کو پکڑ کر طرح طرح کے ظلم و سیاست سے اوسکے تمام اعضا کو جلا کر جو نقد و زیور اوس کے پاس
تھا لے لیا - اور بہت سے پیادے نوکر رکھ لئے اور ایک پارچہ کو ہ پر جا کر اوسکو اپنا ملجاء و پناہ بنایا اور

پاپ رائے کی بغاوت +

سولہ گروہ پیرہے ۱۲ ربیع الاول کو کہ لوگ فاتحہ درود میں مشغول تھے حملہ کیا اور اوسکو فتح کرلیا
ہوتا مگر وہ ہاتھہ نہ آیا قصبہ اورپینٹھہ کو لوٹ لیا اور دو تین ہزار عورت مرد کو پکڑ کر لے گیا اور
اوسنے یہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی مسلمان عورت کو پکڑ کر لائے تو پانچ روپیہ انعام پائے اور
کسی مشہور خاندان قضات و مشایخ کی عورت کو گرفتار کرکے لائے تو پانچ ہون انعام
پائے - مارکنڈا کے قریب شاہ پور سے چار کوس پر ایک قلعہ بنایا اور ذخیرہ وافر اور
مایحتاج اوسمین جمع کیا - جیسے ویسے فسادوں کو امتداد ہوا اس ضلع کے پاس اور دور کے
رہنے والوں کو خواب و خور کا آرام حرام ہوا اور عروس وشادی کی رسم اوٹھہ گئی جہان
وہ کسی بالغ نابالغ دلھن کو سنتا تو اوسکو راہ میں میانہ سے یا خانہ سے بلوالیتا -
قاضی جنکی جورو اوسنے چھین لی تھی اور مظلوم بہادر شاہ پاس آئے روز انہ مشعلیں روشن
کرکے عرض کیا کہ بادشاہ خود جاکر اس کا فر کا استیصال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ مناسب
نہین ہے کہ مین ایک سیندھی فروش کی تنبیہ کے لئے جاؤن یوسف خان صوبہ دار مقرر
ہوا کہ اس مفسد کا استیصال کرے - پاپ رائے نے فوج آنے سے پہلے قصبہ کلپاک کا محاصرہ
کیا جو شاہ پور سے آٹھہ کوس تھا جب سپاہ آئی تو وہ شاہ پور کو بھاگ گیا اور اوسکے بہت
آدمی مارے گئے قلعہ شاہ پور میں اسکا خسر مقید تھا فقط اوسکی بیوی کو اجازت تھی کہ
آٹھہ پہر مین اوسکو ایک دفعہ کھانا کھلاوے اوسنے اپنی بیوی سے تین چار سوہن
کھانے میں چھپا کر منگائے اور اونسے اپنی اور چند اور قیدیون کی بیڑیان کاٹین
پاپ رائے مچھلی کے شکار کو دو کوس پر گیا تھا کہ ان قیدیون نے قلعہ کے نگہبانون کو مارا
اور کلپاک کے زمیندار کو پہلے سے کہلا بھجوایا تھا کہ جب ہم توپ چھوڑیں تو تم آجانا -
پاپ رائے یہ خبر سنکر شاہ پور کے دروازہ پر آیا اور اوسکو جلایا مگر دروازہ اس حکمت سے
بنایا گیا تھا کہ دروازہ چوبی جل جائے تو ایک پارچہ تختہ آہن و سنگ اوپر سے گر کر
اوسکا قایم مقام ہو جائے - اسلئے دروازہ کے جلانے سے کچھہ فائدہ نہ ہوا - اسی عرصہ
مین دلاور خان کلپاک سے سپاہ لیکر آیا - پاپ رائے سے لڑائی ہوئی - دلاور خان قلعہ میں داخل ہوگیا

نے ایک فوج بھیجی مگر فائدہ مرتب ہوا۔ تو خود اوسنے آنکر شاہ پور کا محاصرہ کیا۔ باپ راے اور
سرداد و مہینے محاصرہ میں رہے اور جنگ کرتے رہے آخر کو بھاگ گئے۔ رستم دل خان نے
گڈھی کو مسمار کیا اور مراجعت کی تو باپ راے اور سرداؔنے آنکر نام گڈھی کی جگہ پختہ
گڈھی بنالی اور اس مین مصالح جنگ فراہم کیا۔ اس گڈھی کے بننے سے عوام مین مشہور ہوا
کہ رستم دل خان اپنی گرمی بازار کے لئے باپ راے کی تنبیہ و استیصال مین واقعی تن دہی
نہین کیا۔ غرض یہ مقدمۂ فساد کو طول ہوا اور نوبت یہ آئی کہ شاہ پور سے بیدرہ بیس کوس تک
کوئی شخص رات کو آرام سے نہیں سوتا تھا۔ سردا اور پیر دل خان جماعہ دار زمین سے سراایک کو
دن سپہ گری کا دعوی تھا اونمین یکیکی ہوئی اور اوسکا انجام یہ ہوا کہ دونو آپس مین لڑکر
مارے گئے سردا کے مرنے کے بعد باپ راے کو اور زیادہ استقلال ہوا۔ فوج اور ذخیرہ کو بڑھایا
اور قلعون کی تسخیر مین کوشش کی۔ رستم دل خان نے اسپر چڑھائی کی اور شاہ پور
کا محاصرہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ دار و مدار کرکے کچھہ روپیہ لے لیا اور مراجعت کی۔ اب
باپ راے قلعہ ورنگل کی تسخیر کے فکر مین ہوا وہ شاہ پور سے سولہ سترہ کروہ تھا قصبۂ مذکور
مین بہت تجار مایہ دار رہتے تھے لاکھون روپیہ کے امتعہ اور بیش بہا قالین تھین۔
بست و دہم محرم سنہ کو مسلمان اور ہنود تابوتون کے گشت مین مصروف تھے کہ باپ راے
دو تین ہزار پیادے اور چار پانچسو سوار لیکر قلعہ ورنگل پہنچا۔ اور اوس نے قلعہ کو لے لیا
اور قصبہ کو لوٹ لیا لاکھون روپیہ نقد و جنس اوسکو ہاتھ لگا اور سنگین بیش بہا قالینون کو
کاٹ کر دست بدست لٹیرے لیگئے بارہ ہزار مرد و زن و اطفال اوسنے قید کئے۔ اور قصبہ
کو ایسا لوٹ لیا کہ اسمین آدمیون کو خاک پر بٹھا دیا قاضی کی بیوی کو اپنی بیوی بنا یا اور
اوسکی بیٹی کو رقاصون کو تعلیم کے لیے دیا۔ قاضی کو کچھہ دنون قید رکھہ کے چھوڑ دیا
اب اوسکی سواری کے ساتھہ سات سو بندوقچی چلتے تھے اور بندوق مین دو خزانے
تھے دس بارہ ہزار بیل غلہ کے بنجارون کے پکڑ کر قلعہ مین اونکا غلہ ذخیرہ کیا اور بیلون کو قلعہ انی
کے لیے بھیجدیا کہ اونکے واسطے زراعت کو سر سبز کرین پھر اوسنے قلعہ بھونگر (جو حیدر آباد

لشکر بھیجا جسکا نتیجہ کچھ نہ ہوا محمد شاہ کی تاریخ مین اسکا بیان ہوگا +

سوانح سال سوم ۱۱۲۱ھ

۱۸ - ماہ ذی الحجہ کو سال سوم جلوس کا آغاز ہوا جس کے انعامات کی تفصیل بیان نہین ہو سکتی شاہزادون کو فرمایا کہ نالکیون مین جو تخت روان کی طرح مرتب ہوئین تھین سوار ہون اور محمد اعظم شاہ و بیدار بخت و کام بخش کے بیٹون کو خلعت دئے اور دربار مین بیٹھنے کا اور سواری مین گھوڑون پر سوار ہوکر ساتھ چلنے کا حکم دیا - جملۃ الملک خان خانان اور بخشی الملک ذوالفقار خان کو حکم دیا کہ وہ حضور مین اپنے آگے نوبت بجوائین ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ ہم خانہ زادون اور شاہزادون مین یہی فرق نقارہ بجانے کا ولی نعمت کی رکاب مین ہے اسلئے مین اوسکے قبول کرنیسے انکار کرتا ہون خانخانان کو حضور مین نقارہ بجوانے کی آرزو تھی اور اوسکی جملۃ الملک سے سوءمزاجی تھی اسلئے یہ انکار ہوا +

بادشاہ نے اول ربیع الاول ۱۱۲۱ھ مین دار الخلافہ کے قصد سے کوچ کیا - وسط جمادی الاول ۱۱۲۱ھ کو اورنگ آباد مین آیا اور آخر مہینے مین یہان سے کوچ کیا - آخر رجب مین بادشاہ برہانپور مین آیا یہ مشہور شکارگاہ اور سیرگاہ ہے یہان رہنے کا ارادہ تھا کہ راجپوتون کے فساد کی خبر آئی کہ جبتک کام بخش کی مہم مین مصروف ہوا تو نواح اجمیر مین راجپوت اور اونہون نے شورش کی اور صوبہ اجمیر سے تھانون اور فوجدارون کو اوٹھا دیا سید حسین خان بارھہ صوبہ دار اجمیر اونکی تادیب مین مشغول تھا - راجپوتون نے اطراف سے ہجوم کرکے مقابلہ کیا سید حسین خان نے کارزار صعب کے بعد بہت راجپوتون کو مارا اور کئی ہزار زن و فرزند راجپوتون کے پکڑ لئے - بت خانے مسمار کئے چارون طرف سے راجپوت مور و ملخ کی طرح جمع ہوئے سید حسین خان مع احمد سعید خان فوجدار میرٹھ سنگھلانہ و غیرت خان فوجدار نارنول جو حسین خان کے برادر حقیقی تھے اور اور فرزندون و خویشون و ہمراہیان اور بندہ ہائے بادشاہی مین سے مارے گئے جب بہادر شاہ نے یہ سنا تو برہانپور مین اوسنے توقف مناسب جانا اوائل شعبان ۱۱۲۱ھ کو یہان سے کوچ کیا - آب نربدا پر ماہ صفر

باب رائے کی فوج متفرق ہوئی وہ قلعہ کے ریگیشتان میں آیا - نو مہینے اس قلعہ کا محاصرہ لشکر شاہی نے کیا - یوسف خان نے قلعہ کے اندر باپ رائے کے آدمیون کے ساتھ سازش کی - وہ جوق جوق قلعہ سے نکل کر یوسف خان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے - یوسف خان بیٹھ پر کوٹ و بارہ و برج اطراف قلعہ کو اپنے تصرف مین لایا - باپ رائے قلعہ سے باہر موضع حسن آباد مین جو اسکا آباد کیا ہوا تھا چلا گیا - وہان ایک تاڑی فروش نے پہچانکر اوسکو پکڑوا دیا وہ یوسف خان کے روبرو لایا - اوسکے بند بند جدا کئے گئے - اوسکے اعضا حیدرآباد کے دروازہ پر لٹکائے گئے اور سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

دہقان سال خوردہ چہ خوش گفت با پسر کاے نور چشم من بجز از کشتہ ندروی

اس سال کا آخر سانحہ یہ ہے کہ قلعہ قندھار کا قلعہ دار ضابط سلطان حسین شاہ ایران کی طرف سے گرگین خان تھا - اسکا نہایت معتمد نوکر میر اویس افغان تھا قلعہ کے ایک دروازہ کا بندوبست اوس کے سپرد تھا کبھی کبھی قلعہ دار اور میر اویس کے درمیان ناخوشی ملال افزا ہوتی تھی پھر بسبب ظاہر رفع کدورت ہو جاتی تھی - اسکا ذخیرہ افغان کے دل مین جمع ہوتا جاتا تھا اسلئے دغا دیکر گرگین خان کو مار ڈالا اور قلعہ پر اپنا عمل دخل کر لیا - مصلحتہً خطبہ بہادر شاہ کے نام کا پڑھوایا کہ بدنامی رفع ہو اور بندوبست کا استحکام ہو - اور کلید طلائی اور عرضداشت بادشاہ پاس بھیجدی - بہادر شاہ نے شاہ ایران کے ساتھ نامہ و پیغام و تحفہ تحائف بھیجکر موروثی اتحاد از سر نو پیدا کر لیا تھا - فی الحال تقاضائے مصلحت وقت یہ جانا کہ خلعت و فرمان - آفرین باد - اور سند قلعہ داری مع عطائے منصب پنجہزاری میر اویس پاس ارسال کیا اور خفیہ تجار کی زبانی پیغام سلطان حسین شاہ ایران کو کہلا بھیجا کہ افغان نے جو نمک حرامی پر جراءت کی ہے اوس سے مجھے ملال خاطر ہوا اور اوس نے بہت برا کیا - آپ کو اسکے فساد کے رفع کرنے کے لئے جلد کوشش کرنی چاہیے - ہم اوسکی کمک نہیں کرینگے اسلئے آپ خاطر جمع رکھئے - شاہ ایران بھی بندوبست سلطنت سے بے خبر تھا - اصلا فوج کشی و تعین لشکر و مردم کشی پر راضی نہ ہوا قلعہ قندھار کی تسخیر کی کچھ تلافی نہ ہوئی - دو برس بعد

سنہ ۱۱۲۰ھ +

وہندوکی باہم کچھہ تمیز نہین اس مین دونو ایک ہین - انکا مذہب ایسا ہی تھا جیسا کہ سائین کبیر کا - اونکے مذہب کا خاص مطلب صلح کل تھا - وہ دونو ہندو مسلمانون کو متحد کرنا چاہتے تھے - وہ توحید کے معتقد تھے - اونکے نزدیک جیسا کہ وید و پران ایسا ہی قرآن وغیرہ کسی مذہب سے پرخاش کرنا اپنے مذہب مین کفر جانتے تھے - انکا یہ قول تھا کہ انسان پر خدا کی پرستش فرض ہے مگر پرستش الٰہی کی ظاہری صورت کی پابندی کی چندان ضرورت نہین - الٰہی فقرا کے کلمات خواہ ہندو ہون یا مسلمان ہون ایسے ہوتے ہین کہ مذہبی عناد و فساد کو بالکل دور کرتے ہین - معراج کے باب مین گورو کا یہ دوہرہ ہے ؎

نانک تنھہ مین در نہیں نبی گیو کس بار ✤ جیسے پچھہ سے اپچھہ - نکس جات ہے پار

ترجمہ اے نانک آسمان مین دروازہ نہین نبی کیونکر چلا گیا + جیسے عینک سے نگاہ پار جاتی ہے + نانک نے مذہب مین کوئی حصہ مسلمانون کے مذہب سے اخذ کیا ہے - کوئی ہندؤن کے مذہب سے + مسائل توحید قرآن و وید سے اخذ کئے ہین - اور گائے کی تعظیم اور بتون کی تکریم یہ ہندؤن کے پرانون سے استنباط کی - مذہب مین کوئی بات ایجاد نہین ہوئی + گرو نانک نے چار بڑے بڑے سفر کئے ہیں اور انہین فقرا و صوفیہ سے تحقیقات مذہب کی ہے ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۹۴۶ھ ۱۵۳۹ء کو اونھون نے دنیا سے سفر کیا - اونکی پاکبازی اور راستبازی مین دونو ہندو مسلمانونکو اتفاق ہے - سیتمبر خالصہ مین لکھا ہے کہ جب بابر سے گرو نانک ملے تو اونھون نے اوس کو ہندوستان فتح کرنے کی اور اوسکی سات پشت تک ہندوستان میں فرمانروائی رہنے کی دعا دی تھی - بابر نے اونکی بھنگ کے قدح اور جواہر وغیرہ کی توضع کی انکو قبول کرنے سے اونھون نے انکار کیا - بابر نے اونکی بڑی تعظیم و تکریم کی +

نانک شاہ کے دو بیٹے تھے ایک سری چند جسنے اپنی زندگی درویشی مین گذاری اور نہ جورو کی نہ باپ کی جانشینی کی - دوسرا لکھمی چند تھا وہ دنیا کے مال و عزت کو عزیز رکھتا تھا - کرتار پور مین اوسکی زمینداری تھی - ہمیشہ حکمرانی و شکار افگنی اور باغ و راغ کی

مین آیا - گنداکبرپور پر مقام کیا عید فطر کے بعد آب نربدا سے عبور کیا جب سرحد اجین پر پہنچا تو اوسنے خبر سنی کہ اطراف نواح دار الخلافہ اور پنجاب مین سکھون نے فساد مچایا ہے مینے التزام کیا کہ اگر کوئی شاذونادر ہندؤن کی تصنیف کی ہوئی تاریخ ہاتھ آجائے تو اس مین سے بعض واقعات تاریخی کو نقل کرتا ہون کہ جس سے مسلمانون کے بیان سے اونکا مقابلہ ہو جائے - اختلاف اور اتفاق اون کا کھل جائے سکھون کی کتابین بہت سی ہین جنمین اونھون نے مسلمانون سے اپنی لڑائیون کا حال لکھا ہے شمشیر خالصہ ان سب کی جامع ہے مصنف بھائی گیانی سنگھ گیانی نے مسلمانون کے ساتھہ جو سکھون کو معاملات پیش آئے مذہبی پیرایہ مین بیان کئے ہین اور کشف خرق عادت کو دخل دیا ہے جنکو مذہب سے تعلق ہے تاریخ سے تعلق نہین ہے غرض اسمین سے بعض مضامین ان چند صفحون مین گھٹا بڑھا کر لکھتا ہون +

سکھون کا بیان

سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ع کو موضع تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین گورونانک پیدا ہوئے + انکی پیدائش کی جگہہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوئی ہے جہان میلا ہوتا ہے اونکے باپ کا نام کالو چند بیدی تھا جو قوم کا کھتری تھا سکھے حسب نسب کو راجہ رام چندر سے سکھہ ملاتے ہین - اونکے لڑکپن کی حکایات معجزات اور کرامات سکھہ بہت بیان کرتے ہین اور اونکو اوتار مانتے ہین یہ باتین تو اعتقادات کی ہین مگر یہ سب مانتے ہین کہ وہ لڑکپن مین وجاہت اور لیاقت رکھتے تھے - ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات مسلمان یہ کہتے ہین کہ سید حسن درویش نے کہ صاحب کشف و کرامات تھے گورو پر نظر توجہ کی اور اونکی صحبت کی برکت سے گورو جی باپ دادا کے آئین و مذہب سے برگشتہ ہوئے اور فقراء صوفیہ کے زمرہ مین آئے اور مسلمان فقرا کی اقوال سے اپنی پنجابی زبان میں گرنتھہ کتاب بنائی سکھہ یہ کہتے ہین کہ وہ ہندو و مسلمان فقرا کی صحبت مین رہے اور بعض سے وہ خود مستفیض ہوئے اور بعض کو اپنے سے مستفید کیا گرو نانک موحد صوفی تھے اور فرقہ صوفیہ میں مسلمان و

گوروکی بد دعا سمجھ کر اس پاس گیا اور عرض کیا کہ مین آپ کا خادم ہون مجھ پر نظر کرم رکھئے
گوروجو گوئندوال مین باولی کھدواتے تھے اس مین طاہر بیگ نے بڑی مدد دی اور جب وہ
قلعہ چیتور کے محاصرہ مین گیا تو اکبر کو صلاح دی کہ آپ گوروکی منت مانینگے تو قلعہ فتح ہوجائیگا
اکبر بادشاہ نے جیسے بائیس صوبے مقرر کئے تھے۔ گوروجی نے بائیس منجے یعنے گدیان مقرر
کین سمت ۱۶ مین گنگا اشنان کے لئے جمنا کے عبور کرنے پر گورو سے محصل نے حسب دستور سوار و پیدہ
فی کس محصول مانگا۔ گوروجی نے محصول دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم فقراء سے تو
دہرم راج بھی محصول نہین مانگتا تم کیونکر لے سکتے ہو جب اسکی خبر اکبر بادشاہ کو ہوئی
تو اوسنے فوراً معافی محصول کا حکم بھیجدیا جاتری سردار کا اشنان کرکے چلے گئے نہ آنے
مین محصول دیا نہ جانے مین۔ بہت لوگ اونکے ساتھ سکھ بن کر بے محصول چلے گئے
اکبر بادشاہ نے بھگوانداس کھتری کو گوروجی پاس چیتور کی دعا کے لئے بھیجا اوھون
نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پھوٹے گا تو قلعہ چیتور گڑہ ٹوٹے گا۔ اکبر نے کاریگرون کو
بھیجکر سمت ۱۶۲۱ مین باولی کا کڑہ توڑ وادیا تو اوسی وقت چیتور گڑہ فتح ہوگیا۔ تو بادشاہ نے
اس پاس تحائف اور نذر نیاز بھیجی +

جب اکبر بادشاہ سمت ۱۶ مین لاہور آیا تو قصبہ گوئندوال مین گورو امرداس جی
پاس گیا بلکہ پرگنہ جھبال کے بارہ دہات کی آمدنی گوروجی کو دینی چاہی مگر وہ انہون
نے لینی نامنظور کی +

یہ گورو ۶۲ برس کی عمر مین گورو انگد کی خدمت مین آئے۔ بارہ برس اونکی خدمت
کی پھر اونکے استقبال کے بعد ۲۲ برس گدی نشین رہے۔ ۹۵ سال ۳ ماہ ۱۳ یوم کی عمر
مین انتقال کیا +

گورو رام داس ۲۵ کاتک بدی نوچ سمت ۱۵۹۱ مطابق سنہ ۱۵۳۳ مین لاہور مین شیر شاہ کے
زمانہ مین ہرداس سوڈہی کے گھر مین پیدا ہوئے۔ گورو امرداس نے اپنی
بیٹی کا بیاہ اون سے کیا +

گورو رام داس ۴ گورو ۲۰ کی جانشین +

مشغول رہتا - ابتک ویسکی اولاد کو صاحب زادہ کہتے ہیں +

گورو نانک کے جانشین گورو انگد ہوئے - وہ سکندر لودھی کے زمانہ مین سمت ۱۵۶۱ مین
ضلع فیروزپور مین پیدا ہوئے - سمت ۱۵۸۸ مین گورو نانک کے چیلے ہوئے - اونھون نے اپنے
گورو کی پوری پیروی کی - گورمکھی حرفون کو ایجاد کیا - اور جنم ساکھی کتاب لکھی - ہمایون
بادشاہ جب شیرشاہ سے شکست پاکر بھاگا ہے تو وہ اس گورو سے ملنے گیا - اوسنے تعظیم نکی
تو ہمایون نے اوسکے تلوار مارنے کا ارادہ کیا تو گورو نے کہا کہ یہ شمشیر شیرشاہ پر کیون نچلائی
وہان سے بھاگ آئے اب فقیرون پر تلوار چلاتے ہو تو بادشاہ نے اوسنے معافی مانگی
تو گورو نے کہا کہ چند سال بعد پھر تم ہندوستان کے بادشاہ ہوجاؤگے - اور اکبر کے
پیدا ہونے کا مژدہ سنایا

یہ گورو سمت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۲ع مین بمقام کھنڈور ۳۵ سال ۲ ماہ ۹ یوم کی عمر مین
گدی نشین ہوا - ۱۲ سال ۹ ماہ ۲ یوم گدی نشینی کی اور ۴۸ سال ۱۱ ماہ ۵ یوم کی عمر
مین سفر آخرت کیا +

گورو انگد +

یہ گورو سکندر لودھی کے وقت مین ۹ بیساکھ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۸۹۸ہ ۱۴۶۹ع کو
موضع باصر پرگنہ امرتسر مین تیج بھان بہلے کھتری کے گھر مین پیدا ہوا - سمت ۱۶۰۹ مین
گورو انگد نے امرداس کو گورپائی کی گدی پر سرفراز کیا - اس گورو نے قصبہ
گوئیند وال کو آباد کیا +

ایک دفعہ گوبندا مرداے کھتری کے بیٹے نے حاکم لاہور کے روبرو گوروجی پر یہ نالش
کی کہ گورو کو فقیر سمجھکر اس گانو مین ٹھیرنے کو مکان دیا تھا مگر اب وہ مالک بن کر بیٹھا ہے اور
نکالنے سے نکلتا نہین - گوروجی نے اپنے داماد کو جوابدہی کے لئے بھیجا مرزا جعفر بیگ
حاکم نے گورو کو لاہور مین طلب کرکے ثبوت طلب کیا - گورو نے غصہ مین آنکر کہا کہ گردن
ٹوٹے زمین سے گواہی لے - حاکم گوبند وال گیا اور تحقیق سے مدعی کا دعوی باطل ٹھیرا -
وہ اولٹا جاتا تہا کہ گھوڑے سے گرکر گردن ٹوٹ گئی - اسکا بیٹا مرزا طاہر بیگ اس واقعہ کو

اس گورو کے زمانہ مین بڑی رونق ہوئی۔ سائلوجی نے ۲۲ ذاتون کے آدمیون کو لاکر اسمین
بسایا۔ سمت ۱۶۴۹ مین قصبہ ترنتارن مین گورو ارجن نے ایک تالاب کھدوایا اوسکی اینٹون کے
پزاوے پرتھی چند گورو کے بڑے بھائی کے بہکانے سے امیر الدین پسر فرید الدین حاکم وقت
اپنے مکان کے بنانے کے کام مین لایا۔ گورو ارجن لاہور مین آیا تو حسن خان حاکم شہر اوسکی
خدمت مین آیا اور معتقد ہوا۔ اس نے اس باولی کے کھدوانے مین بڑی امداد کی جو
گوروجی لاہور مین ولی بازار مین کھدوائی تھی۔ پرتھی چند بڑا بیٹا گورو رامداس کا گدی کے
نہ ملنے سے اپنے بھائی گورو ارجن کا بڑا دشمن تھا۔ موضع ہیہر مین جاکر آباد ہوا۔ یہ موضع
اوسکے دوست خلجی خان نے آباد کیا تھا۔ یہان اوسنے امرت سر کے تالاب کی نقل اوتاری
اور کہا کہ یہی تیرتھ نجات دیگا۔ پرتھی چند نے خلجی خان کو جو اس ملک کا حاکم تھا بہت کچھ رشوت
دیکر اپنا مددگار بنایا اور گورو ارجن پر دعوی دائر کیا جسکا اکبر شہنشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ باپ جسکو
جو رتبہ دے گیا ہے وہ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ پرتھی چند ہمیشہ خلجی خان کی امداد سے گورو ارجن کو
ستاتا تھا۔ اس اثنا مین وزیر خان حاکم لاہور جلندہر کے مرض مین مبتلا ہوا تو وہ حضرت میان میر
کے ارشاد سے گورو ارجن پاس آیا اور اونکے علاج سے وہ اچھا ہو گیا۔ اس سبب سے وہ ان کا
معتقد ہو گیا +

آخر مین خلجی خان نے پرتھی چند و گورو ارجن کا آپسمین یہ فیصلہ کیا کہ تمام سکھی سیوکی کا
مالک تو گورو ارجن کو بنایا اور باقی گورو چک کے کل زمیندارہ وغیرہ کی وراثت مع کچھ حصہ اس
شہر کے جو اکبر شاہ دے گیا تھا پرتھی چند کو دیا۔ اس اکبر شاہ کی سند مین چودہ ہزار بیگہ غیر مزروعہ
اراضی ستلج کے کنارہ پر مندرج تھی۔ پرتھی چند نے اپنی دشمنی نہ چھوڑی۔ وہ چندو لال قوم
کھتری بادشاہی دیوان پاس گیا۔ اوسکی اور گورو ارجن کی اس بات پر عداوت ہو گئی تھی کہ دیوان
اپنی بیٹی کی سگائی گورو ارجن کے بیٹے ہرگوبند سے چاہتا تھا اور گورو ارجن نے کسی خاص وجہ سے
اوسکو نامنظور کیا تھا۔ اس دیوان کے ذریعہ سے اکبر بادشاہ کو یہ شک لایا کہ گورو ارجن ڈاکوؤن
اور رہزنون کو اپنے پاس رکھتا ہے ہمیشہ ڈاکہ زنی کے مال سے گذارہ کرتا ہے جس کے

سمت ۱۶۳۲ مین جب اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا تھا تو گورو سے ملنے آیا۔ اور موضع سلطان ونڈ وتونگ وغیرہ قصبات گردہ نواح کی زمین گوروچک کے ساتھ شامل کرکے گوروجی کو دیدی اور سند معافی لکھ دی۔ امرت سر اسی زمین پر گوروجی نے آباد کیا +

گورو رام داس کے تین بیٹے پرتھی چند و مہادیو اور ارجن تھے۔ گوروجی ارجن کو گدی پر بٹھا کے ساون سمت ۱۶۳۸ مین دنیا سے چل بسے۔ عمر ۴۹ برس ۱۱ ماہ ۱۴ دن کی تھی +

گورو ارجن بیساکھ سدی ستمی سمت ۱۶ مطابق ۱۵۶۳ء کو اکبر بادشاہ کے عہد مین موضع گوبندوال مین گورو رام داس کے گھر مین پیدا ہوئے۔

سمت ۱۶۳۸ کو گورو یائی کی گدی مین اونھون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا لوگون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ اس گورو کے عہد سے سکھون مین فقیری کے ساتھ دنیاداری شروع ہوئی۔ گورو رام داس کی اولاد مین مسند گورو یائی کے لئے ہمیشہ جھگڑے و فساد ہوتے رہے۔ دولت کی محبت بھی پیدا ہوگئی۔ سکھون کی پوتھیون مین لکھا ہے کہ دنیا کی دولت گورو نانک سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔ اور گورو انگد سے چھ کوس پر۔ اور گورو امرداس کے دروازہ پر۔ اور گورو رام داس کے قدمون پر۔ اور گورو ارجن کے گھر مین تھی +

گورو ارجن سے پہلے کسی گورو کے عہد مین گورون کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہین ہوتا تھا۔ گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک مسند یعنی کارکن مقرر کیا کہ وہ دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کیا کرے۔ جب سال ختم ہوتا تو یہ مسند (کارکن) اپنے اپنے علاقہ کے سکھون سے کار بھیٹ (چندۂ مذہبی) لاکھون روپیہ گورو ارجن پاس لاتے اور سکھون کے گروہا گروہ گورو ارجن کی زیارت کو آتے اور نقد و جنس نذر مین دیتے اور گورو اونکو خلعت و دستار رخصت کے وقت دیتے۔ یہ طریقہ دسوین گورو تک جاری رہا +

گورو ارجن نے امرت سر مین تالاب کے اندر جو مندر بنایا اوسکی بنیاد میان میر فقیر سے رکھوائی۔ اوسی مندر کو احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۸ مین ڈھایا تھا۔ شہر امرت سر کو

گورو ارجن بادشاہ اکبر کے عہد مین +

دو لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل کرو ورنہ جان سے مارے جاؤ گے۔ اوسکے جواب مین گورو نے کہا کہ
کہ ہم فقراء پاس سوا خدا کے نام کے کوئی اور دولت نہین ہے اور نہ حضور کو پچاس ہزار روپیہ
مین نے دیا ہے۔ یہ کسی دشمن نے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ بادشاہ نے گورو کو حوالی مین چندو
چندو لال گورو کو اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری لڑکی سے اپنے لڑکے کا بیاہ قبول کیجیے نہیں
آپ بری طرح مارے جاینگے۔ گورو نے یہ رشتہ کرنا منظور نہ کیا۔ اوس نے گورو پر گرم ریت ڈلوایا
اور دیگ آہنی مین بند کیا پھر گائے کی کھال مین گورو کو سینا چاہا۔ گورو نے کہا کہ مجھے دریائے
راوی میں اشنان کر آنے دے پھر جو تو کہے گا مین قبول کرونگا۔ چندو لال نے اپنے آدمیون
کی حوالات مین اشنان کو بھیجا۔ وہ اشنان کرکے جیٹھ سدی چوتھ سمت ۱۶۶۳ مطابق ۱۶۰۶ع
پرلوکگون ہوئے۔ ۴۳ برس کی عمر تھی۔

گورو نانک کی ولادت سے ۲۰۶ برس بعد سمت ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۹۵ع اساڑھ میں گورو ہرگوبند
وہ گورو ارجن کے بیٹے تھے۔ وہ ۱۱ سال کی عمر مین سمت ۱۶۶۳ مین گدی پر بیٹھے۔ اب گورو نے
فقیرانہ طریقے کے خلاف کمر مین دوہری تلوارین باندھین اور تمام سپاہیانہ کرتبون مین مہارت
پیدا کی۔ باپ کے مرتے ہی چندو لال سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ سکھون کو فن سپہ گری کی
طرف راغب کیا۔ عمدہ گھوڑون اور ہتیارون کے نذر مین آنے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ غرض
تھوڑے دنون مین ظاہری اسباب درست کرکے اپنے تئین فقیر سے راجہ بنالیا۔ سمت ۱۶۶۵ مین
دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ بنوا کے اسکا نام اکال بنگاہ رکھا۔ دونو وقت اوس پر
دربار کرنا شروع کیا اور یہین بیٹھکر دینی و دنیاوی مواعظ سکھون کو سناتے اور سکھون کے
مقدمات کا فیصلہ کرتے۔ انکا خطاب سچا بادشاہ ہوا۔ گورو جی کی شاہانہ شان دیکھکر پرتھی چند
سودی کا بڑا بیٹا مہربان چندو لال پاس دہلی گیا۔ اور اوسکے توسل سے بادشاہ کے گوش گذار
کیا کہ گورو ہرگوبند پاس ہتیارون اور ڈاکوؤن کا جمگھٹ لگا رہتا ہے۔ اور سکھون کو سپہ گری سکھاتا
ہے کہ بادشاہی ملک مین فساد پیدا کرین۔ وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ گورو کو حاضر کرے۔ وہ
گورو گوبند کے پاس امرت سر مین آیا۔ اور گورو اوسکے ساتھ دہلی گیا۔ ایک سو سوار ہمراہ تھے

گورو ہرگوبند بادشاہی شان

سبب سے سمت ۱۶۵۷ مین صلحی خان تعینات کیا گیا ۔ مگر اوسکو گوئندوال مین ایک نوکر نے مارڈالا تو دیوان چندو لال نے اکبر بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ گورو ارجن نے سازش کر کے اوسکو قتل کرایا ہے تو بادشاہ نے غصہ مین آ کر صلحی خان حاکم لاہور کو گورو ارجن کی تنبیہ کے لئے فرمان لکھا صلحی خان بھتیجہ مین پرتھی چند پاس آیا ۔ دونو شکار کھیلنے گئے کہ صلحی خان کا گھوڑا ایک جانور کے اڑنے سے بھڑک کر جلتی آگ مین جا پڑا اور صلحی خان مرگیا +

سمت ۱۶۵۹ مین اکبر بادشاہ لاہور مین آیا ۔ تو قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور مین دیوان چندو لال سفی بادشاہ سے یہ کہا کہ گورو ارجن نے گرنتھ کو مرتب کیا ہے اور اوسکو کہتا ہے کہ مین نے الہام الہی سے لکھا ہے اسمین مذہب اسلام کی تحقیر کی ہے اور پیغمبران خدا کی تضحیک اور بت پرستی کی تعریف ۔ بادشاہ نے گورو ارجن کو بلایا کہ وہ گرنتھ لیکر آئے مگر گورو کسی سبب سے خود نہ گئے مگر اپنے سیوکون بھائی گورداس جی اور بابا بدھا کو گرنتھ کے ساتھہ بھیجدیا ۔ اکبر نے کئی جگہ سے گرنتھ کو سنا ۔ اور چندو لال کے بیان کو جھوٹا جانا اور اکیاون اشرفیان گرنتھ پر چڑہائین اور گورو ارجن کے پاس جانے کا وعدہ کیا ۔ اور اوسکو خلعت بھیجا

سمت ۱۶۶۲ مین تو وہ گورو ارجن پاس گیا اور اوسکے کلام سے مستفید ہوا ۔ گورو جی کی سفارش سے کل پنجاب کا لگان بوجہ قحط سالی اس سال کے لئے معاف کردیا ۔ بلکہ بہت سا غلہ و کپڑا غریبون کو تقسیم کرنے کا حکم دیدیا ۔ شہنشاہ اکبر کی اس مہربانی سے گورو ارجن کی بزرگی کا بڑا شہرہ ہوگیا +

جب نورالدین جہانگیر بادشاہ ہوا اور اوس کا سرکش بیٹا خسرو ترن تارن مین آیا تو وہ گورو سے امداد کا خواہان ہوا تو گورو نے پانچہزار روپیہ اوس کو دیا جسکو دشمنون نے پچاس ہزار روپیہ بنا کر بادشاہ سے شکایت کی ۔ جب خسرو پکڑا آیا اور قتل ہوا تو دیوان چندو لال نے گورو جی کو بھی اوسکے معاونون مین بیان کیا ۔ تو بادشاہ نے گورو جی کو بھی طلب کیا تو وہ اوسکو پیغام اجل سمجھہ کر اپنے بیٹے گورو ہر گوبند کو گدی نشین کر کے لاہور آئے ۔ اور چندو لال نے گورو کو بادشاہ پاس پہنچایا ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم نے خسرو کو پچاس ہزار روپیہ دیا تھا اس جرم کا جرمانہ

بادشاہ کے ساتھہ وہ دکن کے سفر مین ہمراہ تھا۔ گورو کے پیٹ مین اوسکے ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا۔ جیسے وہ جانبر نہ ہوا۔ اور کاتک سدی پنچمی سمت ۱۷۶۵ کو گورو نے اس دنیا سے انتقال کیا۔

بابا بندہ بہادر +

گورو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بھیجا۔ بابا بندہ قوم کا رجپوت تھا۔ پہلے اسکا نام نرایت داس بیراگی تھا جسب وہ ناندیر صوبہ دکن مین گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکھا جسکی لڑائیون کا حال مسلمان بادشاہون سے آگے تاریخ مین لکھا جائیگا

سکھون کے حال کا خلاصہ دسوین گرو تک +

اب سکھون کے گروؤن کا سلسلہ دسوین گرو گوبند پر ختم ہوا۔ ان کے آخر زمانہ تک سکھون کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ جبتک گورو تک سکھون کا فرقہ فقیری کے لباس مین رہا تو مسلمان بادشاہون نے اون کے گروؤن پر ہمیشہ مکرمت و عاطفت شاہانہ کی کبھی اونکے پاس خود جاکر اونکے قدر و عزت کو بڑھایا کبھی اونکو اپنے پاس بلایا۔ پانچوان گورو ارجن کو چندو لال نے قتل کیا جسکا سبب وہ ہوا جو بیان چھٹے گورو ہرگوبند نے جہانگیر کے بیٹے خسرو پر مہربانی کرکے اپنے تئین گوالیار مین قید کرایا۔ جہانگیر نے اوسکا قصور یہ بیان کیا ہے کہ اس گورو نے خسرو کے راج تلک لگایا تھا۔ مگر پھر اس گورو پر باوجود اس قصور کے کیسی کیسی مہربانیان کین اُنکا ذکر اوپر ہوا شاہجہان سے گورو کی بے احتیاطیون کی ہندوون امداو سکے بھائی بندون نے اس قدر شکایتین کین کہ وہ اوس سے ناخوش ہو گیا۔ دارا شکوہ پر گورو ہر رائے نے عنایت کرکے اورنگ زیب کو اپنا دشمن بنایا۔ تیغ بہادر کو اورنگ زیب نے قتل کرایا۔ گورو گوبند نے تو مسلمانون سے لڑنے کا بیڑا اوٹھایا اوسی گورو کی عقل و دانش نے سکھون کو ایک فرمان روا قوم کچھہ دنون کے لئے بنایا +

سکھون کا فرقہ مدت تک مرنج مرنجان رہا اور صلح کل کی صورت مین پرورش پاتا رہا مگر اب وہ ایک جنگی قوم ہو گئی اور مسلمانون کی سلطنت مین اوسنے جاہ و جلال کا کمال دکھایا

گورو تیغ بہادر کا بیٹا گورو گوبند باپ کا جانشین ہوا۔ یہی گورو ہے جسنے سکھون کو فرمانروا بنایا۔ اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپے ہوا۔ اپنے دادا گورو ہرگوبند کی طرح عمدہ عمدہ گھوڑے بہم پہنچانے اور ہتیار تیار کرنے کے لئے سکھون کو لکھہ بھیجا۔

اب اوسنے سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے اپنے تئین بادشاہ بنایا۔ چارون طرف سے اونکی زیارت کو آدمی آئے اور گھوڑے اور ہتیار نذر کے لئے لائے اور کالے خان نجابت خان حیات خان بھیکن خان کو مع پانچ سو سوارونکے نوکر رکھا۔ اس گورو کو جیسا کہ سکھون کو پیشہ سپہ گری سکھانے کا شوق تھا ایسا ہی علم کی تعلیم کا بھی خیال تھا سنسکرت طلبہ کو پڑھوا تا تھا بہت سے کوہستانی راجہ دس ہزار سپاہ سے گورو گوبند پر حملہ آور ہوئے اور گورو نے ان سبکو شکست دیدی۔ اور لوہ گڈھ۔ انند گڈھ۔ پھول گڈھ۔ فتح گڈھ کے نامون سے قلعے جا بجا تعمیر کرائے۔ اور تھوڑے دنون مین اچھا سا ٹھاٹھہ شاہانہ بنالیا جب اورنگ زیب نے کوہستانی راجاؤن کی تنبیہ کے لئے فوج بھیجی ہے تو گورو گوبند بعض راجاؤن کا طرفدار ہوا لشکر شاہی سے لڑا مگر کبھی فتح ہوئی کبھی شکست پائی۔ اسکے ساتھہ سپاہی ایسے ہمراہ تھے جو اپنے گورو پر جان نثار کرنے کو اپنی عزت سمجھتے تھے خوب جان لڑا کر لڑتے تھے اس سبب فتح زیادہ اور شکست کم ہوتی تھی۔ گورو گوبند نے اپنی لڑائیون کا حال خود بچتر ناٹک مین لکھا ہے۔ گورو گوبند نے اورنگ زیب کی فوج سے بڑی شکست انندپور مین پائی جہان سے وہ مجبور ہوکر بھاگا۔ اور راہ میں بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ گورو جی کی والدہ مع گورو کے بیٹے زور آور سنگہ اور اوسکے چھوٹے بھائی کے اپنے قدیمی رسوئیہ برہمن کے گھر مین جاکر چھپیں (رسوئیہ نے یہ دیکھہ کہ مال جی پاس ہے بہت سا) جانی خان ہورنڈہ کو خبر کردی اوسنے اونکو جاکر گرفتار کرلیا اور تمام مال اسباب چھین لیا اور دونو بیٹون کو دیوار مین زندہ چنوا دیا۔ گورو کی ما ایک برج سے گرکر مرگئی۔ اورنگ زیب اس گورو کی شجاعت اور کامیابی سے ایسا گھبرایا کہ اوسنے مصالحت کرلی۔ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا معاون بنایا سکھہ کہتے ہین کہ گورو گوبند کے تیر سے اسکا بھائی اعظم شاہ لڑائی مین مارا گیا تھا۔

[illegible]

جلاوت پیشہ نے عیال اور ناموس کو جمع کیا اور سکھون کے دفع مین کوشش کی اونکی حیا ان مضرت جانی و مالی اور بے ناموسی نہین ہوئی جب سکھون کو مال وافر نقد و زیور اقمشہ بہا گھر سے ہاتہہ آئے تو اونہون نے اطراف کا بندوبست کیا جلال خان فوجدار جلال آباد (مظفرنگر) کے نام تہدید آمیز حکم بہیجے۔ قصبہ جلال آباد کو جلال خان نے آباد کیا تہا۔ وہان حصار قائم تھا اور رعایہ دار افغان بہت وہان سکونت رکھتے تھے۔ اس ضلع مین جلال خان شجاعت و تہوری مین بہت مشہور تھا جب بندہ کا خط اس پاس آیا تو خط لانیوالون کو تشہیر کر کے نکال دیا۔ اور برج و بارہ کا بندوبست کیا اسباب جنگ مصالح نام و ننگ کا تہیہ کیا اور سپاہ کو سکھون سے لڑنے کے لئے بہیجنے کا ارادہ کیا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بندہ کی فوج تین کوس پر آگئی ہے اور سکھون نے توابع جلال آباد کے دو مواضع میں گڑہیون کا محاصرہ کیا جو خوب آباد اور تجارت کے مال سے بھری ہوئی تھین جلال خان اس خبر کو سنکر تین چار سو سوار افغان اور قریب ہزار کے برقنداز تیر انداز بسرداری غلام محمد خان اپنے پوتے کے اور ہزبر خان بنی عم کے محصورون کی کمک کو سکھون کے دفع کرنے کے لئے بہیجے۔ چار پانچ سو برقنداز تیر انداز اور بہت سی رعایا طرح طرح کے ہتیار اور فلاخن لیکر سکھون سے لڑنے کے لیے نکلی خوب لڑائی ہوئی۔ ہزبر خان اور ایک جماعت کثیر افغانون اور رعایا کی کشتہ ہوئی لیکن آخر کو پیاپے حملے کر کے افغانون اور شرفا نے سکھون کو مار کر بھگا دیا۔ پہر تین دفعہ جلال خان اور بندہ کی لڑائیاں ہوئین دو دفعہ مین سکھون کو شکستین ہوئین۔ مگر جلال آباد کے محاصرہ مین وہ جمے رہے سب طرف سے مور و ملخ کی طرح ستر اسی ہزار سکھ پیادہ و سوار فراہم ہوگئے اور اپنے ساتھ دو تین سو مورچال روان ساتھ لائے جو چوب کے تختون سے بنائے ہتے اور اونکے پایون مثل رابہ کے لگائے تہے اور جلال آباد کو نگینہ کی طرح چارون طرف سے گھیر لیا۔ افغانون نے بہی ایسی بہادری دکھائی کہ بیان نہین ہوسکتی محاصرین مورچالون کے ساتھہ پائے دیوار مین دروازہ کے نزدیک آئے اور اونہون نے تیر و گولہ بندوق و سنگ پھینکا اور فتح در شن پکارتے ہیں پچاس ساٹھ سو کلنگ اقسام حربہ لیکر پائے حصار کھودنے کے لئے آئے اور زینے لگائے

وزیر خان کے ایک بندوق لگی جسسے وہ مرگیا اور اسلام کی فوج کو شکست ہوئی اور سکھون کو
تمام مال اسباب ہاتھی گھوڑے اوسکے ہاتھہ آئے سپاہ اسلام سوار جان اور بدن کے کپڑون
کے کچھہ اور نہ لے جا سکی اور سوار پیادے سکھون نے بہت مارے۔ اور بندہ تعاقب کرتا ہوا
شہر سرہند مین آیا اور سرہند ایسا شہر تہا جو تجارت کے مال سے بھرا ہوا تھا اور جسکے صراف
مالدار اور اہل پیشہ مایہ دار تہے۔ ہر قوم کے شرفا خصوص اعیان صلحا و فضلا بہت شہر مین رہتے
تہے کسی کو جان و مال و عیال باہر لے جانیکی فرصت نملی۔ وہ سب وزیر خان کے مرنے
کی اور لشکر اسلام کے غارت ہونے کی خبر سنکر بدحواس ہوئے اور محصور ہو گئے۔ ایک دو
روز دست و بازنی لاحاصل کی آخر کو قہر الہی مین گرفتار ہوئے سکھون نے مال لوٹا۔
مردونکو مارا۔ وضیع و شریف کے اطفال و عیال کو اسیر کیا۔ تین چار روز تک ایسا بیداد و ظلم
کیا کہ حاملہ عورتون کے پیٹون کو چاک کیا جو بچہ زندہ نکلا تو اوسکو زمین پر پٹک کر مردہ کیا
عمارات کو جلایا فقیر و غنی کو ہم صورت بنا دیا جہان مسجد اور بزرگون کے مقبرے اور مزار
دیکہے اونکو توڑا ڈھایا اکھیڑا مزارون مین سے مردون کی ہڈیون کو نکالا اور مردون کی
لاشون سے وحشیانہ عوض یہانتک لیا کہ اونکی بوٹیان کرکے کوے چیلون کو کھلائین سرہند
کے تاراج کے بعد تمام پرگنات مین تحصیل باج و خراج کے لئے اپنے عمال تعین کئے ان کا
نوشتہ تہدید آمیز علی محمد خان فوجدار سہارنپور پاس گیا سرہند کے باشندونکے حال سننے سے
اوسکے ہوش و حواس اوڑے ہوئے تہے۔ ہرچند شرفا اور افغانون نے جمع ہوکر استقامت کیلئے
اور برج و بارہ کے مستحکم کرنے کے واسطے کہا مگر وہ مال و عیال سمیت شاہجہان آباد کو بھاگ گیا
قصبے کے آدمیون نے باہم اتفاق کرکے کل اطراف مین مورچال باندہے سکھون سے اونھون
نے بہادرانہ جنگ کی اور قالب مکانون کی پناہ مین بیٹھہ کر تیر و گولے مار کر بہت سکھون کو
مارا۔ شرفا کی ایک جماعت نے اپنے عیال و ناموس کو مار کر تردد نمایان کیا اور بہادرانہ جان
دی مگر قصبہ کے بڑے حصہ مین مال و عیال ضایع ہوئے۔ عورتون نے اپنے ناموس کا
پاس کرکے اپنے تئین ہلاک کیا اور قید ہونے سے کنوئون میں گرنا پسند کیا لیکن بعض شرفا

سرہند سے لائے تھے اور ان پاس مصالح قلعہ افزا اور تختے تہا اور ریت بھرے تھیلے مورچال باندھنے کے لئے اور سرب بارود بہت سا لدا ہوا اونکے ہمراہ تھا۔ لوٹتے مارتے قصبہ راہوں (جالندہر کے دوآب مین ہے) مین کہ سلطان پور سے سات کوس ہے وہ آئے اور لنگر اقامت ڈالا۔ ایک زمینون کا پڑاوو تھا اوسکی تمام امینوں سے اپنے لشکر کی پناہ کے لیے ایک گڈھی بنالی اور اطراف مین مورچال بناکے کارزار کے لئے مستعد تھے۔ اور فوج طلایہ کو روانہ کیا اور اطراف کے پرگنات کے چودہریون اور قانون گویون کے نام اطاعت وتہدید کے حکام بھیجے +

شمس خان کے داہین اور باہین طرف کی ہزار مسلمان جلادت شعار غزا اور جہاد کے لئے جمع تھے اور شہادت کی آرزو مین وہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے تھے کہ ہزیمت پانے اور شمس خان کے کشتہ ہونے کی حالت مین ہم سب کی جان ومال وعیال مہلکہ تلف مین آئین گے بہیئت مجموعی ذوق وشوق وانتعاش کے اظہار مین اللہ اکبر کہتے ہوئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور مردانہ وار پیش قدم ہوتے تھے۔ جب سکھون سے گولہ رس فاصلہ پر آئے۔ پہر دن چڑھا تھا کہ توپ بندوق کی آوازین بلند ہوئین۔ ایک بار گی قریب دس بارہ ہزار کے گولہ اور سنگ فلاخن اولون کی طرح لشکر اسلام پر برسے۔ مگر وہ لشکر اسلام پر کارگر نہ ہوئے کہ کوئی نامی آدمی مارا جاتا۔ شمس خان تیز جلوی کو اور بارود کے بیفائدہ صرف کرنے کو تاکید سے منع کرتا تھا۔ اور قدم بقدم آگے جاتا تھا۔ سکھون کے شلک کے اول اور دوم کے تمام ہونے کے بعد فوج اسلام جرات کرکے آگے بڑھی پرگنات اطراف سے چالیس پچاس ہزار مسلمان آنکر رفیق ہوگئے تھی صدائے تکبیر بہت افزا بلند کرکے سکھون پر یورش اور تاخت کی اور پیہم حملہ کرکے بہت سکھون کو قتل اور زخمی کیا سکھ مغلوب ہوکر قلعہ راہون مین چلے گئے۔ جو جنگ سے پہلے ان کے تصرف مین آگیا تھا۔ اس مین محصور ہوکے اور بندوق اور بان مارنے لگے۔ اسباب جنگ کا سابق ذخیرہ وماکولات کہ راہون کے پہلے آدمی چھوڑ کر جان سلامت لیکر بھاگ گئے تھے وہ قلعہ مین موجود تہا۔ چندروز اس گڈھی مین استقامت کے ساتھ محصور رہے راتون کو قلعہ سے نکلکر بہیأت مجموعی لشکر اسلام کے اطراف پر حملے کرتے تہے اور گھوڑے اور آدمیون کو ضایع کرتے تہے طرفین پر غاص کر سکھون پر کار تنگ ہوا۔ رات کو سکھون نے گڈھی

اور دروازون کے جلانے میں حد سے زیادہ شوخی کی - افغان دروازون کو کھول کر ہاتھون
مین ننگی تلوارین لئے ہوئے اور منہ پر سپرین لگائے ہوئے نکلے اور سکھون پر حملہ کیا اور
ہر حملہ مین سو دو سو سکھون کو کشتہ و زخمی کیا - مسلمان بھی مارے گئے - راتون کو بھی سکھون پر
حملہ کرتے - بیس روز رات دن محصورون پر خور و خواب و آرام حرام رہا - آخر کو سکھ کئی ہزار
قتل ہوئے اور کچھہ فائدہ نہ حاصل کر سکے محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے - اور سلطان پور اور پرگنہ
دوآبہ جالندہر کی تسخیر کے درپے ہوئے اور اپنے دستور کے موافق شمس خان کے نام پروانہ
لکھا کہ اطاعت قبول کر بعض فرمایشون کا سرانجام کرو اور خزانہ موجودہ لیکر استقبال کو آؤ - یہ پروانہ
دو سکھون کے ہاتھہ بھیجا - شمس خان نے شرفا و متدارون سے مشورہ کیا - سب شرفا نے اوسپر فاتحہ
خیر پڑھی کہ اوسکی رفاقت کرینگے اور شہادت پانے کی نیت سے رفاقت اور اتفاق بے نفاق
کی کلام الہی پر قسم کھائی - شمس خان نے بندہ کے فرستادون کے سامنے باہر خیمہ نکالنے کا حکم دیا
اور جواب تہدید آمیز لکھا کہ ہم جلد آتے ہین - بندہ کی فرمایشون مین ایک یہ بھی تھی کہ سرب و
بارود بھیجدو - کچھہ سرب و بارود بھیجدیا اور لکھا کہ بازار کے تاجرون اور بارود خانہ
سرکار مین یہ دونو چیزین بہت موجود ہین مگر باربردار اور سواریاں شرفا و رفقا کے لئے بہت درکار
ہین وہ حاصل نہین - اسلئے زیادہ سرب و بارود نہین بھیج سکا جسقدر باربرداری
بھیجدوگے اسی قدر وہ بھیجدی جائیگی - شمس خان نے چار پانچہزار سوار اور تیس ہزار
پیادے برقنداز و تیر انداز اور اسلحہ دار پرانے اور نئے اطراف کے زمیندارون کی
رفاقت سے جمع کئے اور سب اقوام کے شرفا و رعایا اور اہل کسب نے جنمین زیادہ تر جلاہے تھے
شہادت کی آرزو مین رغبت و خواہش سے کمر بستہ ہوئے - اور جان و اہل و عیال سے ہاتھہ
دھوکر پیمان رفاقت کلام اللہ کی کفالت پر آپس مین باندہا اور خرچ مین بھی شریک ہوئے
ایک لاکھہ آدمیون سے زیادہ جمع ہوئے اور بڑے دبدبہ کے ساتھہ سلطان پور سے نکلے
سکھون نے شمس خان کے جرأت پر اور ایسی فوج و مصالح جنگ کے ساتھہ آنے پر اطلاع
پائی تو وہ بھی ستر اسی ہزار سوار اور پیادون سے چلے اونکے ساتھہ توپین تھین جو دو

سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت
سے بیدار ہوئے - رسولون کے درمیان مین ڈالکر خانخانان معظم خان بہادر کی معرفت
اپنی تقصیرات کو معاف کرایا - بادشاہ کو سکھون کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے بہادر شاہ نے راجپوتون
کی بعض شرائط کو جو اوسکو پسند نہ تھین - بہ تقاضاء وقت منظور کر لیا - اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ
جے سنگہ و راجہ اجیت سنگہ اور رانا اودے پور کے اور راجپوتون کے وکیل سرسواری ملازمت
کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اوسی روز پہنکر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کر کے
بادشاہ پاس آئیں - تمام بانام و نشان راجپوتون کی تیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت نے
صحلہ بنا کے اور اپنے ہاتھون کو رومال سے باندہ کے سرسواری ملازمت کی اور عطاء خلعت
واسپ و فیل سے مفتخر ہوئے اور مرخص ہوئے -
راجپوتون کا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے - ٹوڈ راجستھان
اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کس استناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ
لڑنیکے لئے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگہ اودے پور نے ایک مخفی عہد نامہ کر لیا جس کی
شرائط ٹوڈ راجستھان مین یہ لکھی ہیں -
اول شاہجہان کے زمانہ مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہوئے
دوم گائے کشی ممنوع ہو +
سوم شاہجہان کے زمانہ مین جو اضلاع رانا پاس تھے وہ سب بدستور اوسکو دئے جائیں +
چہارم ساری مذہبی رسوم اور عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی +
پنجم رانا جس شخص کو برطرف و خارج کریگا تو بادشاہ اوسپر مہربانی نہیں کریگا +
ششم دکن کی خدمت کے لئے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے -
رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے
انمین کبھی انحراف نہیں ہوگا -
مارواڑ کے راجہ اجیت سنگہ نے انھیں شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لئے

فرار کیا۔ اور شمس خان نے کئی کوس تعاقب کیا۔ ایک توپ و چند شتر لدے ہوئے بہیر کے اوسکو ہاتھ آئے۔ اور اوسنے سلطان پور کو مراجعت کی مگر دوسرے روز ہزار کے قریب سکھون نے آن کر راہون سے شمس خان کے تہانہ کو اوٹھادیا اور اپنا تھانہ حصار مین قایم کیا۔ اور پھر اوسکے بعد سکھون نے حوالی لاہور کے پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی۔ لاہور کی اطراف مین عجب واویلا و تزلزل ہوا۔ اسلم خان کہ دیوان شاہزادہ اور نائب صوبہ لاہور تھا۔ اوسنے برج و بارہ کا بندوبست کیا اور کاظم خان دیوان بادشاہی اور حکام کے ساتھ اتفاق کرکے اہل اسلام و ہنود کے ازدحام کے ساتھ باہر آیا اور شہر سے تین چار کوس پر خیمہ لگایا اور سکھون کے لشکر طلایہ کے دفع مین کوشش کی۔ اگرچہ لاہور کے آدمی ضرر جانی و مالی سے محفوظ رہے لیکن اطراف لاہور شالامار تک کہ لاہور سے دو کوس پر ہے بہت خراب ہوئے۔ القصہ آٹھہ نو مہینے کے عرصہ مین دار الخلافہ شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور سواد دار السلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات و معموری سکھون کی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوئے۔ اور بے شمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا قصبہ و دیہات سادہورہ و کرنال میں لاہور سے زیادہ خرابی ہوئی۔ یہان کے فوجدار نے بقدر حالت سعی کی اور جان دی۔ سود و سو ہندو و مسلمان جو سکھہ گرفتار کرکے اونکو ایک جا بٹھا کر قتل کرتے۔ سکھہ ہندؤں سے مذہب مین ایسے جدا ہوگئے تھے کہ وہ اونکی بھی ایذا اور قتل مین کوشش کرتے تھے۔

جب بادشاہ نے ان سکھون کے فساد کا حال معروض ہوا تو اوسکے چہرۂ حال پر ملال ظاہر ہوا لیکن صلاح و صواب دولت اسمین سمجھی گئی کہ سکھون کا فساد مٹانا۔ راجپوتون کی سرکشی اور شورش کے مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے۔ بہادر شاہ جسوقت اس طرف توجہ کرے گا تو او نیم جھاڑو بھیر دیگا لیکن راجپوتون کی تنبیہ اور تادیب کو اور فسادون کے رفع کرنے پر مقدم جانا اسلئے بادشاہ اجین سے راجپوتانہ کی طرف متوجہ ہوا۔

محمد مراد خان صوبہ دار اجمیر اپنی اجل طبعی سے مر گیا۔ جب بادشاہ اجمیر میں آیا تو اوسنے اودے پور اور جودہ پور کی طرف افواج بھیجیں کہ ملک و مال کو پایمال اور اطفال و عیال کو قید کرین

اور خطیب کو اپنے پاس سے ہمراہ کیا جسوقت شاہزادہ مسجد مین داخل ہوا بیگناہ خطیب کو پہلے اسکے کہ کلمہ معلوم زبان سے نکالے ایک جماعت نے اسپر ہجوم کرکے مار ڈالا - اسی طرح احمد آباد مین ایک خطیب کو مار ڈالا غرض اہل سنت وجماعت نے بادشاہ کے اس حکم کو چلنے نہین دیا اور بادشاہ کے مرنے کی وہ دعائین مانگنے لگے -

تلسی بائی ایک مرہٹن تھی وہ پندرہ سولہ ہزار سوار لیکر اس قصد سے آئی کہ برہانپور سے چوتھ لے برہان پور سے سات کوس پر قصبہ نانند پر تھا اوسکی سرائے مین بہت سے قافلے اور رعیت کے آدمی پناہ گیر تھے اس سرا کو اوسنے محاصرہ کرلیا اور میر احمد خان صوبہ دار پاس پیغام بہیجا کہ گیارہ لاکھ روپیہ چوتھ کا بہیجدو تو سرائے جسکا محاصرہ ہورہا ہے اور شہر برہان پور لوٹ مار سے بچ سکتے ہین - میر احمد خان اس پیغام کے آنے سے پہلے اس جنگی کے باب مین فکر میں تھا کہ عورتون کے مقابلہ سے مردون کا منہ چھپانا عورت بننے سے بدتر ہے - وہ ۹ محرم کو اپنی اور نواح کے فوجدارون کی جمعیت آٹھ نو ہزار سوارونکی لیکر برہان پور سے برآمد ہوا - طفر خان فوجدار پرگنہ جامود کو جو سب فوجدارون مین زیادہ بہادر تھا ہراول بنایا - تلسی بائی نے یہ خبر سنکر تین چار ہزار سوار اپنے بہیر بنگاہ کی نگاہ بانی کے لئے چھوڑے اور چار پانچ ہزار میر احمد خان کے مقابلہ کے لئے بھیجے - اور باقی فوج مرہٹہ کو شہر برہانپور کے پورون کو لوٹنے کو بہیجا ولنہ کی میر احمد خان نے دو تین روز تک خوب تردد کیا اور خود اور اوسکے بیٹے زخمی ہوئے - برہان پور کے محاصرہ کی خبر سن کر اس طرف مراجعت کی - اس مراجعت مین ہر جگہ اوسکو دشمن نے گھیرا وہ اوسنے لڑا - طفر خان بھی لڑکر زخمی ہوا اور آخر شب مین جب اوسنے مرہٹونکا غلبہ دیکہا تو بہ تقاضائے مصلحت اپنی جان بچانے کے لئے وہ میر احمد خان کے بیٹے کو ہمراہ لیکر شہر مین چلا گیا - چنداول کے بہت سے آدمی مارے گئے - باقی نے بھاگ کر اپنی جان بچائی بہت آدمی قید ہوئے - میر احمد خان تنہا لڑتا رہا اور زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا اور درخت کے نیچے اپنے تئین گھسیٹ کر پہنچایا اور وہان مرگیا - بہت امیر قید ہوئے - انمین شرف الدین نے تو ال (؟) کر اپنے مرہٹی زبان مین گیت گاکے بارہ سو روپیہ دیکر چھوٹے اور یہ کہا کہ مین مشہور منصب دارون مین تھا یہہ

فوج دینے کی شرط قائم رہی۔ جے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی شرطین لگائیں اوسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس راجہ نے خودمختاری کا دعویٰ نہیں کیا تھا مگر بادشاہ کی مخالفت مین اعظم شاہ سے موافق ہوگیا تھا چنانچہ اسکی دارالسلطنت مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا۔ اور اس امدادی فوج کی حکمرانی اسے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا۔

جب کہ پورٹس کے زمانہ مین بادشاہی فوج نربدا پر پہنچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونو نے اپنی اپنی فوجین لیکر الگ ہو گئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہو گئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اوسنے ان راجاؤن سے اتفاق توڑنے کا قصد کیا۔ راجپوتون کی مملکت مین اب تک نہ پہنچا تھا کہ ناگاہ اسکو یہ پرچہ لگا کہ سکھون نے سرہند قبضہ کیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اوسکو راجپوتون کے مقدمہ مین تدابیر مجوزہ کی تعمیل و تکمیل کی فرصت نہ ملی۔ بہادر شاہ نے اس سبب راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتون کی فریبی چالون کا کھٹکا مانع و مزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونو راجاؤن سے ملاقات کے لئے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستہ پر واقع تہا۔ یہ راجہ اپنی فوجون سمیت آئے ۔ غرض کہ ساری درخواستین راجپوتون کی منظور ہوئین ۔ یہ صلح ۱۷۰۹؁ع مین ہوئی +

سوانح سال چہارم ۱۷۰۹؁ع-۱۷۱۰؁ع ۱۱۲۱؁ھ

سال چہارم کے جشن کے انفراغ کے بعد بادشاہ لاہور کی سمت مین چلا۔ ۶ ربیع الاول کو راوی کے کنارے پر آیا اور لاہور مین داخل ہوا۔ شیعہ مورخ لکھتے ہین کہ بہادر شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اوسنے بعض علماء کو جو اثنا عشری مذہب رکھتے تھے بلایا اور اونکی صلاح سے یہ حکم فرمایا کہ کہ خطبہ مین خلفاء راشد کے ذکر مین حضرت علی کے نام کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ داخل کیا جائے اس حکم سے علماے اہل سنت و جماعت نے اسقدر بلواے عام کیا کہ یہ حکم جاری نہو سکا اور بادشاہ نے اس کلمہ کے اظہار پر ایسا اصرار کیا کہ بادشاہزادہ عظیم الشان کو جامع مسجد مین بھیجا

کئی لڑائیان ہوئین اور بادشاہی آدمی اور سکھ بہت سے مارے گئے اور سکھ ہزیمت پاکر لوہ گڈھ مین چلے گئے جو قلب پہاڑون مین راجہ برفی کے تعلقہ کے نزدیک تھا اور اس مین ساٹھ ستر ہزار سوار و پیادہ محصور ہو سکتے تھے۔ وہ برج بارہ کے درست کرنے مین مشغول ہوئے اور بنجارون مین ہزار بیل تاخت کرکے حصار مین غلہ کا ذخیرہ جمع کر لیا۔ بادشاہی لشکر نے اوسکا محاصرہ کیا۔ اور مورچال باندھے۔ بندہ اپنے معتقدون کو یہہ سمجھا کر جنگ و محاربہ کی ترغیب و تحریص دیتا کہ جو کوئی تم مین سے اس جنگ مین مارا جائیگا وہ بلا فرصت و فاصلہ ایام صورت امرد و ریش دار مین عود کریگا اور حیات ابدی اور درجات دنیوی مین ترقی پائیگا چیلے اوسکی باتون کو سچ جانتے تھے۔ اور حصار سے نکل کر سچا بادشاہ کی فتح درشن کا آوازہ لگاتے ہوئے خوب لڑتے تھے۔ اور روز بہت قتل ہوتے تھے اور مسلمان بھی کشتہ ہوتے تھے۔

سکھ سوا ان ہنود کے جو اونکے ساتھ شریک تھے سارے ہندؤن کو مسلمانون کے ساتھ واجب القتل جانتے تھے۔ مصاف دیدگان رزم پر ظاہر ہے کہ اگر دو تین ہزار سوارون مین سو دو سو سوار بھی ایسے ہوتے ہین کہ جو سر شجاعت و ارادت رکھتے ہین اور جانفشانی مین حق نمک کی مراعات کرتے ہین تو اس کی فتح و فخر کا سبب ہوتے ہین۔ چہ جائیکہ سکھون مین بہت ہی کم سوار اور پیادے ایسے ہونگے کہ وہ دل و جان سے اپنے گرو پر گوسفند کی طرح قربان ہونے کو کمال مراد اور آرزوئے دل نہ جانتے ہون ادھر یہ ارادت ادھر طمع زر و اقسام امتعہ و زیور جو تاراج مین ہاتھ آتا تھا۔ یون اس فرقہ گدا پیشہ کا تسلط و غلبہ بڑھتا گیا۔ محاصرہ مین طرفین نے جلادت و دلیری کی داد دی۔ اسکا امتداد ہوا قلعہ کا ذخیرہ ختم ہوا سکھون کا ایسا تنگ حال ہوا کہ وہ قلعہ کے اوپر سے ہاتھ اور آنکھون کے اشارون سے لشکر شاہی کے بقالون کو بلاتے اور دو تین روپیہ سیر غلہ خریدتے اوپر سے چادرین پھینک دیتے اور اس مین غلہ بند ہوا کے رسیون سے کھینچ لیتے اور ساگ پات دو دو مٹھی آپس مین بانٹ لیتے تین چار ہزار سکھ فاقونسے مر گئے سواری اور بار برداری کے

اپنے اوپر سے بارہ سو روپیہ کا صدمہ اوتار تا ہون محمد تقی جو قید ہوئے اُنہون نے اپنے
تئین نہین چھپایا اور اپنے تئین منصب دار صاحب اسم و رسم بتایا تیس ہزار روپیہ
دیکر چھٹکارا پایا +

بہادر شاہ دہلی کے قریب آیا اور محمد منعم خان و رستم دل خان و چوڑامن جاٹ کے ساتھ
بڑی بھاری فوج روانہ کی کہ سکھون کا استیصال کرین اور انکے تھانون کو ڈھادین اور اپنے
تھانے قایم کرین - شاہ آباد (مصطفےٰ آباد) سادہورہ اور قدیم آبادیون کو جنکو سکھون نے
ویران کیا ہے آباد کرین - باوجودیکہ بادشاہ اس ضلع مین موجود تھا - اور سکھ پہلے فرار
ہو چکے تھے مگر اپنی شوخی سے باز نہین آتے تھے - دہم شوال ۱۱۲۲ھ کو سادھورہ سے
چار یا پانچ کوس پر بادشاہ کا خیمہ آیا - رستم دل خان اور فیروز خان میواتی کو بھیجا کہ لشکرگاہ کے
لئے جگہہ تلاش کرین - راہ مین سکھون کے تیس چالیس ہزار سوار و پیادے بے شمار دس بارہ
کوس سے فتح درشن کہتے ہوئے سیل کی طرح ناگہان فوج بادشاہی کے مقابل آئے سکھون
کے حملون سے لشکر شاہی کا تیلا حال ہوا - بہت آدمی زخمی و کشتہ ہوئے - فیروز خان میواتی
کی خاص و عام جماعت اور کچھہ سادات بارہ ہاتھی گھوڑون سے پیادہ ہوئے اور سکھون کے
مقابل ہوئے - بہادرانہ حملے کرکے سکھون کو ہزیمت دی اسکے بعد بادشاہ سادہورہ مین
اس قصد سے گیا کہ سکھون کی تنبیہ اور اخراج کے لئے سپاہ مقرر کرے - چار یا پانچ روز
بہادوٹ کا مینہ دھوان دھار برسا اور سردی بڑی شدت سے پڑی کئی ہزار آدمی خاصکر
دکنی جو اس سردی کی تاب نلائے مرگئے - سواری اور باربرداری کے گھوڑے بہت
مرگئے جنکی گندہ بو سے زندہ لوگون کو رہنا دشوار ہوا - لوگ کہتے تھے کہ سکھون نے جادو کیا اور
ایسی بیہودہ باتین کہتے تھے - یہ خبر بھی آئی کہ سکھون نے کہین اور اطراف کی بادشاہی
فوج پر تاخت کرکے ایک دو نامی فوجدار مار ڈالے - جملۃ الملک خان خانان کو ایک بیٹے کے
ساتھہ و حمید الدین خان بہادر و رستم دل خان و راجہ چتر سال و فیروز خان میواتی و چوڑامن
جاٹ اور باقی سرداروں کو بسرداری شاہزادہ رفیع الشان سکھون کے استیصال کے لئے بھیجا

فتحیابی کے ساتھہ کام کو ختم کریگا۔ اوسنے اپنی بدنصیبی سے ایک تنگ راہ جو قلعہ سے کوہستان کو جاتی تھی بند نہ کی تھی گیا تو اوسکو معلوم ہی نہین ہوئی یا وہ جانتا تھا کہ وہ راہ بھی اوسکے کسی چال کے درمیان جاتی تھی۔ رات کو بندہ نے تبدیل لباس کیا۔ اور معلوم قلعہ سے باہر چلا گیا۔ خانخانان نے صبح کو حملہ کرنا شروع کیا۔ اور تھوڑی لڑائی کے بعد قلعہ کو لے لیا۔ تلوار اوسکے ہاتھہ مین تھی اور بہت خوش تھا کہ بندہ کو زندہ یا مردہ بادشاہ پاس لیجاؤن۔ اور مین نے جو قلعہ پر بادشاہ کی باوجود ممالعت کے حملہ کیا ہے جس سے وہ ناخوش ہوا ہے۔ وہ اس خدمت سے خوش ہوجائیگا۔ مگر کون اس مایوسی اور غم کو بیان کرسکتا ہے کہ وہ چیز جسپر تمام امیدین منحصر تھین وہ ہاتھہ سے ایسی نکل گئی کہ کہین اوسکا پتا بھی نہین لگا۔ ایک لمحہ کے لئے تو اوسکے بالکل حواس بادشاہ کے خوف سے جاتے رہے۔ یہ خوف بیوجہ نہ تھا۔ یہہ دستور ہے کہ بادشاہ کے خیمون کی طرف فتح نمایان کے بعد نقارہ فتح بجتا ہوا چلتا ہے بادشاہی حکم آیا کہ نقارہ نہ بجے اور خانخانان بادشاہ کے حضور مین نہ آئے۔ وہ مایوس ہوکر اپنے خیمہ مین گیا۔ مگر بادشاہ عالم اوسکے پہلے خدمات پر نظر کرکے چند روز بعد پھر اوسپر مہربانی کرنے لگا۔ مگر یہ وفادار وزیر بادشاہی ناحسا منندی کے غم سے فارغ نہ ہوا اور اس غم پر یہ اور طرہ چڑھا کہ اوسکے اکھیڑنے کے لئے تینون شاہزادے اور امیر الامرا یہ تدبیرین کرنے لگے۔ یہ زہر آلود تیر اوسکے کلیجہ مین چھبتا تھا۔ اب دنیا کی کوئی چیز اوسکو خوش نہین کرتی تھی جیکے ہیچ کارہ ہونے کا تجربہ اوسنے خود کرلیا تھا ذلت مذکورہ سے اوسکی صحت مین خلل آیا۔ چند روز مین صاحب فراش ہوا سنہ ۱۱۲۳ھ مطابق ۱۷۱۲ مین حضرت عزرائیل کو روح اپنی نذر کی۔ ایسا وزیر مدتون مین بھی کوئی نہین پیدا ہوا فقط وہ صوفی مزاج اور فقیر دوست تھا۔ اوسنے اپنی حکومت کے عالم مین خلق کو کوئی ایذا نہین پہنچائی اس کی وزارت مین کسی مسلمان کو ضرر نہین پہنچا۔ ہر شہر مین اوس نے سرا اور مسجد و خانقاہ بنوانے کے لئے اور زمین اور تعمیر کیواسطے پیشگی روپیہ بھیجدیا۔

اب خانخانان کی وفات کے بعد اس باب مین اختلاف رائے ہوا کہ اوسکے عہدہ

چہار پائے ذبح اور بن ذبح کئے کھا گئے - ایک کھتری جسکا نام کلا بو تھا اور تنبا کو فروشی اسکا پیشیہ تھا - اپنے پیر و مرشد پر جان نثار کرنے کے لئے بندہ کا لباس فاخرہ پہنا اور بندہ کے مکان مین بیٹھا اور بندہ مع فوج کے لشکر شاہی پر ایک طرف حملہ کرکے کوہستان راجہ برفی کی طرف باہر چلا گیا - فوج شاہی نے گڈھی مین جا کر کلا بو کو زینت کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھکر مقید کیا - خوشی خوشی خانخانان پاس لائے - چارون طرف سے صداے مبارکباد بلند ہوئی - جب خانخانان پاس وہ اجل رسیدہ آیا اور تحقیقات حال ہوئی تو معلوم ہوا کہ باز اڑ گیا اور اوسکی جگہ اُلّو ہاتھ لگا - اسنے خانخانان کو شرمندگی ہوئی اوس نے اپنے سب ہمراہی سردارون کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہوکر راجہ برفی کے کوہ مین جائیں اور بندہ کو پکڑ کر لائین اور اگر وہ ہاتھ آئے تو راجہ برفی کو پکڑ لائین - چنانچہ یہ راجہ حضور مین پکڑا آیا - اس راجہ اور اس مرید کو پنجرہ آہنی مین بند کرکے قلعہ شاہجہان آباد مین بھجوا دیا +

سکھون مین ڈاڑھی اور سر کا منڈانا گناہ عظیم ہے - بادشاہ کے دربار و دفتر و لشکر مین مخفی سکھ بھی نوکر تھے - اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ سارے ہندو اپنی ڈاڑھیان منڈائیں ناچار سکھون کو بھی ڈاڑھی منڈانی پڑی چند روز حجامون کا استرا خوب چلتا رہا - بعض صاحب اسم و رسم ریش دارونکی ڈاڑھی صفاچٹ ہوئی +

چین قلیچ خان بہادر صوبہ دار اودہ بہادر شاہ کی بعضی وضع سے اور خلف عہد و قرار سے جو ابتدا مین ہوئے تھے اور بادشاہ کے اور سلوکون سے ملال خاطر رکھتا تھا اور اکراہ کے ساتھ اوسنے اودہ کی صوبہ داری منظور کی تھی - اس زمانہ مین اُس نے زمانہ کی سفلہ نوازی اور بادشاہ کی ناقدردانی کے سبب اپنے منصب و خدمت سے استعفا دیا اور گوشہ نشین ہوا - اور اپنا نقد و جنس فقرا و مساکین مین تقسیم کیا - ایک دن مین پانچ لاکھ روپیہ فقرا مین خیرات کر دیا -

ارادت خان لکھتا ہے کہ منعم خان خانخانان نے اس قلعہ کو جس مین سکھ تھے محاصرہ کیا اور یہ یقینی سمجھکر کہ بندہ اسکو ہاتھ لگ گیا سپاہ کو حملہ کرنے سے منع کر دیا کہ وہ صبح کو خود

منعم خان خانخانان کی وفات + چین قلیچ خان

بھائی چاند خان جسکو اوسنے سپاہ مین اپنا نائب مقرر کیا تھا اور تورانی افسر اُسے چھوڑ کر بادشاہ پاس چلے گئے تھے - ان واقعات کے سبب اوسنے وزیر کے اقرارون کے سبب سے احمد آباد کی صوبہ داری گجرات مین قبول کی - بادشاہ پاس خبر آئی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ نے گجرات مین وفات پائی - کہتے ہین کہ متصدیان سرکار نے نولاکھہ روپئے نکال کر روپیون کی جگہہ پیسے رکھدیے فیروز جنگ اس تغلب پر مطلع ہوا تو اوسنے اپنے عمل و تدبیر سے سارا روپیہ لوگون سے اگلوا کے خزانہ مین داخل کر دیا فضلائے لاہور نے ایسی شورش پیدا کی تھی کہ فقط وصی خطبہ مین نہ داخل ہوسکا بادشاہ نے فضلائے لاہور کی حاضری کا حکم دیا تو یار محمد و محمد مراد تین چار مشہور فاضلون کے ساتھہ بادشاہ کی خدمت مین بتنبیہ خاطر حاضر ہوئے بادشاہ نے خود حضرت امام اعظم کے قول کے موافق گفتگو کی حاجی یار محمد نے بادشاہ کے قول کو بہت گستاخانہ اور بیباکانہ رد کیا - بادشاہ نے برآشفتہ ہوکر فرمایا کہ تو بادشاہون کے غضب سے نہین ڈرتا - حاجی یار محمد نے جواب دیا کہ مین اپنے خدا سے چار چیزون کی عطا کی آرزو رکھتا تھا اول تحصیل علم دوم حفظ کلام اللہ سیوم حج چہارم شہادت الحمد للہ کہ اللہ تعالے نے تین نعمتین مجھے عطا کین آرزو دے شہادت باقی ہے امیدوار ہون کہ بادشاہ کی توجہ سے اس مین کامیاب ہون - اس مباحثہ مین کئی روز لگے - ایک لاکھہ آدمی جنمین بعض افغان تمن دار بھی تھے حاجی محمد یار سے متفق ہوئے شاہزادہ عظیم الشان بھی خفیہ اس جماعت کا طرفدار تھا آخر کو جب حیدر نے خطبہ کے لئے عرضی دی تو بادشاہ نے اوسپر دستخط کئے کہ عالمگیر کے زمانہ کی طرح خطبہ پڑھا جایا کرے - اس طرح جھگڑا ختم ہوا کہتے ہین کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور دو اور فاضلون کو جنسے وہ آشفتہ خاطر تھا ایک قلعہ مین بھیجدیا +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۲ھ

جلوس کا سال پنجم ۱۸ - ذی الحجہ کو منعقد ہوا ۱۴ - محرم کو بادشاہ کے مزاج مین خلل پیدا ہوا حکم ہوا کہ شہر کے سارے کتے شہر سے باہر نکالے جائیں - اس زمانہ کی خلقت

وزارت اور صوبہ داری دکن پر کون شخص مقرر ہو عظیم الشان جو سلطنت مین صاحب اختیار تھا
اور سعد اللہ خان کو جو دیوان تن اور خالصہ تھا دونو یہ رائے دیتے تھے کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونو بیٹے
مجتبی الملک اور صوبہ داری دکن پر مامور ہون ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لیے چھوڑنا پسند نہین
کرتا تھا۔ اوسنے بادشاہ سے التماس کی کہ جب حضرت بادشاہ نے خانخانان سے وزارت کا
وعدہ کیا تھا ہم عذر نہین کر سکتے تھے لیکن اب میرا باپ جب تک عہدہ وزارت پر بدستور
سابق نہ مقرر ہو مجھے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے اسپر عظیم الشان نے
کہا کہ ذوالفقار خان چاہتا ہے کہ باپ کو وزارت ہو اور خدمات مذکور اوسکے نام پر
ہون - بادشاہ ان دونو درخواستون مین سے کسی کی درخواست کو رد نہین کر سکتا تھا
آخر کو وزارت کے باب مین یہ تجویز ہوئی کہ جب تک کوئی مستقل وزیر مقرر ہو سعد اللہ خان
پسر عنایت اللہ خان جو دیوان تن اور خالصہ مقرر ہوا تھا وہ وزارت کا کام شاہزادہ
عظیم الشان کی نیابت مین سب کام اوسکو دکھا کر کرے +

وزارت کے باب مین جو قرار پایا +

غازی الدین فیروز جنگ بہادر نے ملک دکن مین اپنا بڑا اعتبار اور تسلط پیدا کیا تھا۔
وہ تورانی مغلون کا سردار تھا - بڑی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا - اعظم شاہ سے وہ جدا ہو گیا
تھا معظم شاہ کے انتقام سے اسلئے بہت ڈرتا تھا کہ اوسنے عالمگیر کو اوسکے قید کرنے کی اوسوقت
صلاح دی تھی کہ وہ گولکنڈہ کے سامنے تھا وہ فتح نصیب تھا غنیم پر زیادہ غلبہ پاتا
تھا - بڑا تجربہ کار مدبر تھا گو آنکھون سے اندھا تھا مگر وہ آدمی کے دل کو دیکھ لیتا تھا - اوسکی
بڑی آرزو تھی کہ مین کسی شہزادہ کو بادشاہ بناؤن - کام بخش کی ایسی بیوقوفیان دیکھکر
جنسے وہ برباد ہوا اوسنے اوسسے کنارہ کشی کی منعم خان خانخانان نے غازی الدین
سے خط و کتابت کی اور اوسکی بہت تسلی و تشفی کی کہ بہادر شاہ اسپر عنایت اور شفقت
کریگا - اس تجربہ کار مدبر نے زمانہ کے انقلابات کو آنکھین کھولکر خوب دیکھا تھا وہ چاہتا
تھا کہ بادشاہ پہلے باتون کو بھول جائے اور مجھے تکلیف نہ دے آیندہ میری زندگی عبادت
الہی مین آرام سے بسر کرنے دے - اسکا بیٹا چین قلیج خان مدت سے ناراض تھا - اسکا

غازی الدین خان فیروز جنگ کی وفات +

مقام کا حال جان سکتا ہے جو اوسکے پیش نظر ہو۔ پس مین کس طرح سے یہ کہہ سکتا ہون
مین نے دونو طرف کی صف بندی کو دیکھا ہے جو کوسون مین پھیلی ہوئی تھی - ایک مصنف نے
اورنگ زیب کے روبرو اوسکی ایک لڑائی کا حال پڑھا تو آخر کو بادشاہ نے ارشاد کیا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ لڑائی کے وقت تو کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایسا ذرا ذرا سا
جنگ کا حال دیکھا ہے مین خود ہاتھی پر سوار تھا اور فوج پر حکمران مگر مین نے تو ان حالات
کی ایک تہائی بھی نہین دیکھی جو تو نے بیان کی اب ہم اوسے انتخاب کر کے بعض واقعات
لکھتے ہین جو پہلے بیانون سے کچھہ اختلاف کچھہ اتفاق رکھتے ہیں +

اعظم شاہ +

اعظم شاہ کو اورنگ زیب کے مرنے کی خبر اراکین سلطنت نے دی جو اوسکے خیر خواہ تھے
وہ احمد نگر کے لشکر شاہ گاہ مین ۳- ذی الحجہ کو آیا - بہت سے امرا جو اوسکے دلی خیر خواہ تھے
اس پاس آئے - بعض امرا نہ اوسکے نیک خواہ تھے نہ بد خواہ بعض اوس سے نفرت رکھتے
تھے مگر اوسکی حکومت کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے سوا اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا - اُس سے
ملنے مین ان تین مغل امرا نے فیروز جنگ و چین قلیچ خان و محمد امین خان نے تامل کیا -

۱۰- ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ کو اعظم شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور مراسم جلوس کی
تقدیم ہوئی اوسنے امرا کو بقدر اونکی حالت کے عطیئے عطا کئے مگر چند ہی انہین اُس سے
خوش ہوئے - جب اعظم شاہ شہزادہ تھا تو بہت سے امرا اوسکے دلی خیر خواہ تھے اور جانتے تھے
کہ اس مین سلطنت کرنے کی پسندیدہ لیاقتین سب طرح کی موجود ہیں - مگر جب وہ تخت سلطنت پر
بیٹھا تو اوس کے کل اوضاع و اطوار کے سبب سے اوسکی نسبت کل امرا کی رائیں بدل گئیں
وہ بڑے بڑے امیرونکی عزت نہیں کرتا تھا - سپاہ کے خرچ مین خست ایسی کرتا تھا کہ
گویا اوسکو سپاہ سے کبھی کچھہ کام ہی نہیں پڑیگا - یہ خبط اوسکو اپنے اس بیہودہ یقین سے
پیدا ہوا تھا کہ کسی شخص کو اسے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہین ہے - اور اوسکا بڑا بھائی
شاہ عالم ہندوستان کی یہ سلطنت عظیم الشان چھوڑ کر کسی اور اقلیم مین اپنی جان و
عزت بچانے کے لئے چلا جائیگا اور اسی زمانہ مین اوسکو اپنے بیٹے بیدار بخت پر حسد

یہ یقین کرتی تھی کہ بادشاہ کو سوداعلما ہنسن کے آثار دعوت وسحر سے ہوا ہے۔ اس حکم سے
کہیں گشتی نظر نہیں آتا تھا دور کے قصبات و دیہات میں وہ تھے۔ دوسرا حکم والا یہ ہوا کہ ہندو
اپنی ڈاڑھی منڈائیں اور آئندہ کوئی ہندو ہرگز ڈاڑھی نہ رکھے۔ تیسرا کام اوسنے اپنے
آئین کے خلاف یہ کیا کہ علما پر عتاب حطاب کیا اور جا بجا محبوس کیا پھر مزاج پر خفقان
کا غلبہ ایسا ہوا کہ دارالسلطنت لاہور میں ۱۹ محرم ۱۱۲۴ھ کو جہان سے رخصت ہوا اور اوسکی
نعش شاہجہان آباد میں حضرت قطب صاحب کے احاطہ کے باہر دفن ہوئی۔ تاریخ تولد بادشاہ
معظم تھی اس حساب سے ۷۲ سال کی عمر ہوئی۔ اور سلطنت کی مدت پانچ سال ۲ ماہ تھی

مین نے بہادر شاہ کی سلطنت کا بیان زیادہ تر منتخب اللباب خافی خان اور تاریخ مظفری
سے لکھا ہے اور اسمین کچھ اور حالات بھی اور تاریخون سے بڑہائے ہین۔ اب مین بطور
ضمیمہ کے بعض واقعات تاریخ ارادت خانی سے نقل کرتا ہون۔ ارادت خان شاہ عالم بہادر شاہ
کے عہد مین دوآب کا حاکم تہا اور وزیر معظم خان کا دلی دوست تھا وہ فرخ سیر کے زمانہ مین امیر
وہ بڑا مشہور شاعر تھا اوسکا دیوان ہے۔ اسکا نام مبارک اللہ ارادت خان اور تخلص واضح
تھا وہ اپنے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ اب ہجری ۱۱۲۶ھ مین ۴۸ برس کی ہے اس تھوڑے
عرصہ مین دنیا کے معاملات مین یہ انقلابات سلطنتون کی بربادی۔ شاہزادون کا مرنا۔
پرانے شریف و امیر خاندانون کا مٹنا۔ لایق آدمیون کا تنزل اور نالائقون کی ترقی
مین نے ایسے دیکھے ہین کہ تاریخ مین ہزار برس کے اندر بھی اس کثرت سے متواتر ایسے
حادثات نہین بیان ہوئے۔ میرا ارادہ یہ نہین ہے کہ مین تاریخ لکھون بلکہ مین ان
حادثات و واقعات کو بیان کرتا ہون جنکو مین نے بچشم خود دیکھا ہے اور اون مین
شریک رہا ہون۔ ارادت خان نہایت عمدہ و معتبر سپاہی دانش مند فرزانہ تھا۔ تاریخ کو
بے تکلف عبارت مین سچ سچ لکھتا ہے۔ وہ جہاندارشاہ اور فرخ سیر کی لڑائی کے باب مین
لکھتا ہے کہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جب کارزار شروع ہوتی ہے تو ایک آدمی کے
واسطے یہ ناممکن ہے کہ وہ میدان جنگ مین طرفین کا سارا حال دیکھے وہ صرف ایسے

حوالی آگرہ مین آیا تو اوسنے عالمگیر کے مرنے کی خبر سنی تو باپ کے لئے اس شہر کے لینے کیواسطے گیا جب چنبل کے کنارہ پر بیدار بخت پہنچا اور اعظم شاہ گوالیار مین آیا عظیم الشان نے محتشم خان کو آگرہ سے بڑی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا کہ وہ بیدار بخت کو دریا سے پار نہ اُترنے دے - بیدار بخت اولوالعزم تھا اور باپ کا رقیب تھا سلطنت کا خواہان تھا اعظم شاہ ایک بے باک متہور تھا اور اپنے اوضاع مین عاقبت بینی اور دور اندیشی کرتا تھا اور زمانہ حال کے سوا کچھہ اور آگے نہ دیکھتا تھا ہندوستان کے مرچھون کے تاؤ دینے والون لاف زنون کی اگر سفر مین بیٹا تاخیر کرتا تھا تو اوس کی تضحیک کرتا اور کہتا کہ تو دشمن سے نامردی کرتا ہے اسلئے بیدار بخت نے چنبل سے پار اترنے کا اور محتشم خان کے مورچالون پر حملہ کرنے کا جو ارادہ کیا تو اوس تدبیر کو تجربہ کار ہوشیار سپہ سالار ذوالفقار خان نے ناپسند کیا - بعض امیرون کی راے تھی کہ ذوالفقار خان دغا بازی کرتا ہے اب انہون نے بیدار بخت کو یقین دلایا کہ وہ شاہ عالم سے خط و کتابت رکھتا ہے اور تاخیر کی صلاح اسلئے دیتا ہے کہ معظم شاہ نزدیک آجائے تو وہ اپنے منصوبون کو پورا کرکے اوس سے جا ملے

دوسرے دن یکایک صبح کی نماز سے پہلے جنگ کے لئے کوچ کا نقارہ بجا اور بیدار بخت نے جنگ کا پورا سامان کیا - اور ہاتھی پر سوار ہوا ہمیشہ وہ لڑائی مین فیل نشین ہوتا تھا مین بھی جلدی سے اوسکی ہمراہی کے لئے گیا تو مین نے اوسکو دیکھا کہ چہرہ غصہ سے بھرا ہوا ہے اور پکار پکار کر ذوالفقار خان کو دغا باز مکار جھوٹا اور اسی طرح کے بُرے الفاظ اپنے ہاتھی کے گرد ادنی نوکرون سے کہہ رہا ہے +

اعظم شاہ اور اوسکے بیٹے بیدار بخت مین جو اختلاف تھا اس مین حق باپ کی جانب مین تھا - بیدار بخت باپ کا رقیب تھا اور اس تاک مین لگا رہتا تھا کہ کسی طرح باپ کو تخت سے اوتارون - ایکدن اوسنے مجھہ (ارادت خان) سے پوچھا کہ اگر باپ بادشاہ ہو اور وہ اپنے بیٹے کی جان لینی چاہے اور بیٹے کو باپ کا یہ ارادہ بتحقیق معلوم ہوگیا ہو تو بیٹے کو اپنی حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہیے تم کوئی ایسی مثال پہلے جانتے ہو مین نے کہا کہ

اس سبب سے پیدا ہوا کہ دادا اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا - وہ قدیمی ارکین سلطنت کے حقارت کرتا تھا اور برسر دربار رکھتا تھا کہ وہ اپنی خدمات کے لایق ہنین ہے اعظم شاہ اپنا شا تھا ٹھہ ساتھ لیکر آگرہ کی طرف با قاعدہ منزل بہ منزل تومری گھاٹ کی طرف چلا - یہہ را کوہستانی تھی اور درختون سے بھری ہوئی راہ مین بڑے بڑے فاصلون مین پا ہنین ملتا تہا - دو روز کے اندر بہت سے مرد عورت بچے جانور پیاسے مر گئے -

بیدار بخت کو دادا سے بڑی محبت تھی اور دادا کو اسسے - وہ باپ کے حکم سے فوراً گجرات سے اپنے نوکر تین ہزار سوار لیکر چلا - اور اپنے ہی خزانہ کے بتیس لاکھہ روپیہ ساتھ لئے - بادشاہی خزانہ کے بیس لاکھہ روپیون کو اسنے ہاتھہ ہنین لگایا - اپنی فوج ودولت کو بھی ہنین بڑہایا باوجودیکہ آسانی سے وہ اپنی سپاہ کو بہت بڑھا سکتا تہا اور صرافون اور مالگزارون سے ایک کروڑ روپیہ لے سکتا تھا - خزانہ و فوج کے بڑہانے مین اوس کو یہ اندیشہ تھا کہ باپ کو اوسکی وفاداری اور خیر خواہی مین شبہ پیدا ہوگا بیدار بخت نے اجین کے باہر ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ پر خیمے ڈالے وہ شہر کے اندر ہنین داخل ہوا امان اللہ خان صوبہ دار مالوہ اوس پاس آیا اور اجین مین بیدار بخت نے ایک ہفتہ چند روز باپ کے آنے کے انتظار مین قیام کیا - تو باپ نے بیٹے کو یہ فرمان بھیجا کہ کسواسطے تو نے جلدی کر دشمن کے روکنے لئے ستلج ملین کشتیان ہنین ڈبوئیں گو غنیم کا یہ حوصلہ ہنین ہے کہ وہ مقابلہ کرے مگر تو خطاء عظیم کا مرتکب ہوا - بیدار بخت باپ کے حکم کے موافق آگرہ کی طرف چلا ذوالفقار خان و رام سنگ ہاڈا زمیندار کوٹہ و دلیپ بندیلہ و امین اللہ خان کو اعظم شاہ نے بھیجا کہ وہ شاہزادہ کی حرکات کو بھی دیکھین اور اوسکی مدد بھی کرین - یہ سب اعظم شاہ کے پاس سے چلکر بیدار بخت سے ملے مرزا راجہ جےسنگہ اور خان عالم سردار دکنی اور اوس کا بھائی منور خان اور راو رام اچھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اعظم شاہ کے حضور سے بیدار بخت پاس آئے +

شاہزادہ اعظم شاہ کو اورنگ زیب نے حکم بھیجا تھا کہ وہ بنگالہ سے اس پار آئے جب وہ

اسکا جواب دونگا - یہ سنکر پیغام بر چلا گیا - اعظم شاہ نے صبح کو کوچ کیا جاجو اور آگرہ کے درمیان بنجر زمین مین جہان پانی نہ تھا خیمہ زن ہوا جسسے سپاہ کو بڑی تکلیف ہوئی - اُس دن خبر آئی کہ شاہ عالم سات کوس پر خیمہ زن ہے اور کل اسکا ارادہ حرکت کرنے کا ہے - مگر یہہ معلوم نہین کہ کس طرف کا ارادہ ہے -

ارادت خان کہتا ہے کہ ان دو بھائیون کی لڑائی کا حال جو میری آنکھون کے سامنے گذرا اوسکو بیان کرتا ہون شاہزادہ بیدار بخت ہراول تھا وہ ضروری احکام دیکر چلا - اعظم شاہ قول مین تھا - اسکا لشکر بھی اوسکے بعد روانہ ہوا - ابتک ونکو یہ نہ معلوم ہوا کہ غنیم کا مقام کہان ہے اور شاہ عالم کا ارادہ کیا ہے - بیدار بخت ایک گاؤں پر پہونچا جسکے نیچے ندی بہتی تھی اور اوسکا پانی صاف تھا اور اوسکے گرد کنوئے بھی تھے - اوسوقت افواج متفرق تھین اور کسی سردار کو فوج کی ترتیب کا خیال نہ تہا جس طرف اسکا جی چاہتا تھا جاتا تھا - یہ دیکھہ کر مین نے شاہزادہ سے کہا کہ بڑا لشکر پیچھے دور ہے اور سامنے ملک چند میل تک بے آب ہے اور دن بھی نہایت گرم ہے - ترتیب بغیر غنیم کے مقام وحرکت معلوم ہونے کے اپ کہان چلے جائینگے - مین نے اسکو بتلایا کہ آپ کے ملازم کیسے پراگندہ پھر رہے ہین ذوالفقارخان بائین طرف ایسا ترچھا گیا کہ نظر نہیں آیا - آپ کو یہان مقام کرنا چاہئے کہ غنیم کی خبر آئے لشکر کے لئے یہان پانی کافی ہے توپخانہ آجائیگا - وقت آنا مل جائیگا کہ بادشاہ آجائیگا - اور لشکر مرتب ہوجائیگا - اگر غنیم چڑھ کر آئیگا تو آپ کو یہ فائدہ رہے گا کہ آپ اچھی زمین پر اوترے ہوئے ہین اور یہان پانی بکثرت ہے - بیدار بخت نے کہا کہ آپ کی تدبیر راست ہے آپ جاکر میرے باپ سے کہئے مین اوس کے حکم کی تعمیل کرونگا شاہ عالم کو بھی ہمارے لشکر کی راہ پر اطلاع نہ تھی جہان وہ اوترا تھا وہان پانی کم تھا - اوسنے آج صبح کو اپنے بڑے لشکر کو منعم خان کے ساتھہ بھیجا اور خود اپنے بیٹون کے ساتھہ اپنے نوکرون کو لے کر جمنا کے کنارہ پر شکار کھیلتے گیا - پیشین خیمہ دستور کے موافق پہرہ چوکی کے ساتھہ رستم دل خان نے ہمراہ روانہ کیا باتفاق سے وہ

سوال کی ضرورت نہین ہے آپ کے دادا کا طریقہ اپنے باپ کے ساتھہ کافی مثال ہے۔ بادشاہون
کو بضرورت ایسے کام کرنے جائز ہین جو اورون کے لئے جائز نہین ہین۔ پھر ایک دن
اوسنے مجھہ سے یہ پوچھا کہ مین باپ کو کس طرح گرفتار کرون۔ اسکا جواب بھی مین نے دیدیا
بیدار بخت چنبل سے کسی پایاب مقام سے پار اترگیا جو دشمن کو معلوم نہوا اعظم الشان کی
افواج دریا کے کنارہ پر ایک مقام مین پڑی ہوئی تھی وہ اپنا توپخانہ مختلف مورچالون مین
چھوڑکر آگرہ کو بھاگین وہ اپنی جان بچانے سے خوش تہین۔ ذوالفقار خان جو شاہزادہ
کو دریا کے پار جانے کے لئے منع کرتا تھا وہ مجبوری شاہزادہ کو ظفر جو سفر سے ہوئی
سیار کبا د دینے آیا۔ کچھہ دنون بعد اعظم شاہ قریب آیا۔ بیدار بخت نے ایک کوس سامنے
جاکر باپ کے خیمون کے لئے جگہہ تجویز کی اور جب باپ آیا تو دو کوس اوسکے استقبال
کے لئے گیا۔ باپ نے بیٹے کو بہت پیار کیا گو اوسکو وہ اورنگ زیب کی محبت کے سبب اپنا رقیب
جانتا تہا۔ مدتون کے بعد بیٹے کو دیکھا تھا۔ اب قابت کی حد پر پدری شفقت نے غلبہ کیا
اوسپر بہت عنایت کی اور ایک شاہانہ خلعت عطا کیا +

تقدیر الہی مین تو شاہ عالم کو سلطنت ملنی تھی اعظم شاہ ایسا شیخی وگھمنڈ مین آیا کہ اُسکو
یقین تھا کہ اگر اوسکے بھائی کے ساتھہ لاکھون تور اور سلح ہون تو بھی اوسکو میدان جنگ پر
اوسکے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوگی جو لوگ شاہ عالم کے قریب آنے کی خبر لاتے تو وہ
اونکو نامرد احمق کہہ کر دھتکار بتا دیتا اسکو سچی خبر سنانے سے بڑے بڑے افسرون کی جان
نکلتی تھی اسلیئے اعظم شاہ کو شاہ عالم کے نزدیک آنے کی خبر نہ ہوئی جب شاہ عالم متھرا مین
آیا تو اوسنے ایک بڑے مشہور درویش کے ہاتھہ اعظم شاہ کے پاس یہ خط بھیجا کہ خدا کے
فضل سے ہم ایسی موروثی وسیع سلطنت کے وارث ہوئے ہین جسمین بہت سی مملکتین ہین
ہم تم آپس مین ایک دوسرے پر تلوارین نہ کھینچین اسمین عدالت اور عزت وشان ہے۔
سلطنت کو آپس مین ہم تقسیم کرلین گو مین بڑا بھائی ہون مگر مین اوسکا اختیار تم کو سپرد کرتا
ہون۔ اعظم شاہ بڑا متکبر مغرور تھا اوسنے جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو کل میدان جنگ مین

بچاس ہزار سوارون کا معلوم ہوتا ہے یہ بات مین کہہ ہی چکا تھا کہ اور گرد اوٹھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ دوسری سپاہ پاس آتی ہے مین نے شہزادہ سے کہا ابھی دشمن کچھہ فاصلہ پر ہے آپ اتنے مین لڑائی کی تیاری کر لیجے شاہزادہ نے مجھہ سے کہا کہ تم جاکر میرے باپ کو غنیم کے نزدیک آنے کی خبر کردو مین جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوکر اعظم شاہ کی طرف چلا مین نے اپنی راہ مین سپاہ کی بڑی بے ترتیبی دیکھی امان اللہ خان جو ایک عمدہ نامور سپہ سالار تھا اور شاہزادہ والاجاہ کا ہراول تہا تین سو سوارون کے ساتھہ جاتا تھا جو پراگندہ تھے اعظم شاہ ڈیڑہ کوس پیچھے تھا اور اوسکی سپاہ تین حصون مین منقسم تھی مجھے معلوم نہین ہوتا تھا کہ اعظم شاہ کس حصہ مین ہے۔ توپ خانے دکن مین چھوڑ آئے تھے جب یہ سالار نے توپ خانون کے حکم کی درخواست کی تو اعظم شاہ بہت خفا ہوا اور غصہ مین آنکر چلایا کہ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ مین توپون کو ایک لڑکون کے کھیل کے میدان پر چلاؤن گا مین تیغ تلوار ابھی میان سے نہین نکالونگا اپنے عصا سے اوسکا سر پھوڑ دونگا +

اعظم شاہ نے جب مجھے دیکھا تو اشارہ سے بلایا مین نے پاس جاکر کہا کہ شہزادہ حضور کو اطلاع دیتا ہے کہ غنیم پاس آگیا ہے۔ اعظم شاہ ایسا چونکا کہ جیسے کسی بچھو نے اوسکو کاٹا اور چہرہ غضبناک بنایا اور آنکھین دکھائین۔ یہ اوسکی عادت تھی جب غصہ آتا تہا تو وہ اپنی آستین کو کھینچا کرتا تہا اوسکو کھینچکر چلایا کہ غنیم میرے پاس آگئے مین نے کہا کہ ایسا ہی ظہور مین آتا ہے تو اوسنے اپنا جنگی ہاتھی منگایا اور ایک خمیدہ عصا کو پکڑ دیکر غضبناک اپنے تخت پر بیٹھا اور طنزاً کہا کہ تم ڈرو نہین مین اپنے بیٹے پاس آتا ہون۔ مین نے کہا کہ وہ بھی حضور کا بیٹا ہے وہ ڈرنا جانتا ہی نہین۔ اوسنے تو فقط دشمن کے قریب آنے کی اطلاع دی ہے حضور اپنے لشکر کے ساتھہ آگے بڑہین۔ اور لڑائی کے دن جو بادشاہ کی جگہہ ہوتی ہے وہان کھڑے ہون۔ یہ سن کر مین بیدار بخت پاس آیا۔ نواوس کے ملازم کے جو پاس کھڑا تھا گولی لگی اور وہ مر گیا۔

غنیم کی افواج کے دو غول ہماری جگہہ سے گولہ رس مقامون پر کھڑے ہوئے۔ ایک غول کا سردار

اسی راہ پر آیا جسپر ہمارا لشکر پڑا ہوا تھا +

جب مین نے بیدار بخت کا پیغام اعظم شاہ کو دیا تو اوسنے کہا کہ بیٹے سے کہدو کہ مین اس پاس آتا ہون مین اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ شاہزادہ نے اس گانون کو چھوڑ دیا اور آگے گیا مین اوسکے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ لشکرگاہ مین فتح کی مبارکباد و تہنیت کا غل ہو رہا ہے شاہزادہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ مین آپ کو فتح کی مبارکباد دیتا ہون مینے کہا کہ بغیر جنگ کے فتح کیسی ہوئی۔ یہ سنکر شاہزادہ نے ایک ہرکارہ کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھہ تونے دیکھا ہے ارادت خان سے وہ بیان کر تو اس احمق نے یہ کہا کہ مین نے دیکھا کہ شاہ عالم کا ہاتھی خالی ہے اسکے ساتھہ چند آدمی آگرہ کو بھاگے جاتے ہین شاہزادہ نے کہا کہ ہمارے جرانغار نے دشمن کو شکست دی اور اوسکے تمام خیمے ڈیرے چھین لئے۔ اس خیالی فتح کا سبب تھا کہ شاہ عالم کا بیش خیمہ ہمارے جرانغار کی طرف آیا اوسکے ساتھہ آدمی کم تھے جرانغار نے حملہ کرکے بیش خیمہ چھین لیا — ہاتھی جو بھاگتا ہوا دیکھا تھا وہ رستم دل خان کا تھا جو بیش خیمہ کا سردار تھا۔

اب شاہزادہ نے مجھے حکم دیا کہ میرے باپ کو اس فتح کی اطلاع دو مینے انکار کیا اور کہا کہ بھلا یہ بھی کوئی فتح ہے کہ جسکی اطلاع دیکے منشی اڑوا دون۔ اوسپر شاہزادہ مجھپر خفا ہوا اور چلایا کہ کیا تیری اس کہنے سے مراد ہے مین نے کہا کہ سپاہیون کے خیمون ڈیرون کے لئے ایسے اتفاق ہوتے ہی رہتے ہین اور ایسی شیخی کی فتح پھر نہ ہوگی حضور کی فوج نے غنیم کے بیش خیمہ کو لوٹا ہے اونکے حال پر افسوس ہے جنہون نے یہ کام کیا ہے اب اگر کوئی بڑا کام پیش آئیگا تو وہ لوٹ کے مال سے لدے ہوئے ہونگے اور بیکار ہونگے۔ ان باتونکو سنکر غصہ ہوکر وہ چلایا کہ تم ہمیشہ ایسی اندیشہ ناک بدفالی کیا کرتے ہو اوسنے اپنے دیوان کے داروغہ قاسم خان کو حکم دیا کہ اعظم شاہ کو میری اس فتح کا مژدہ سنادو۔ آدھہ گھنٹہ گذرنے نہ پایا تہا کہ ہماری داہنی طرف بڑی خاک اڑی مین نے یہ دیکھکر شہزادہ سے کہا کہ ہماری فتح عظیم کا نتیجہ اور شاہ عالم کی پرواز دیکھو سامنے گرد کا بادل

نامور جنگی بہادری وکارنامے تمام شاہون کے عہد مین مشہور رہی اپنے ہاتھیون سے اوترے اور پیادہ لڑنے کو تیار ہوئے - اب لڑائی دست بدست خنجرون اور شمشیرون نسے شروع ہوئی اور طرفین کے بہت آدمی تلف ہوئے حسین علی خان کے کئی زخمہائے کاری لگے اور خون کے نکلنے سے وہ ضعیف ہوگیا - آخر کو ایک بندوق کی گولی اور کئی تیر سینہ کرت کے لگے جسنے وہ فوراً اپنے ہاتھی پر مرگیا - اعظم شاہ کے بہت زخم لگے تھے مگر اب تک وہ زندہ تھا شاہ عالم کی فوج کی طرف سے خاک کا گرد وآبادا وسکی طرف آیا اور اوسمین سے شاہزادہ عظیم الشان معزالدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ نمودار ہوئے - اعظم شاہ کے زخم کاری ایسا لگا کہ وہ مرگیا - اور شاہزادہ والاجاہ بھی خواب عدم مین سویا - رستم دل خان جو شاہ عالم کے پیش خیمہ کا سردار تھا صبح کو بیدار بخت کے لشکر نے اوسکو شکست دی کر راہ بند کردی تھی تو وہ اعظم شاہ کی ملازمت کے لیے اوسکے ہاتھی کے ساتھہ اس جنگ مین تھا جب اوسنے اعظم شاہ کو مردہ دیکھا تو اوسنے ہاتھی پر چڑہ کر اعظم شاہ کا سر کاٹ لیا اور شاہ عالم کے خیمہ گاہ کی طرف بڑے انعام کی اُمید مین دوڑا دوڑا آیا - سر کو شاہ عالم کے قدمون تلے رکھا - وہ بھائی کے سر کو خون آلود دیکھہ کر بہت رویا رستم دل کو سوائے گالیون کے کچھہ اور نہ دیا منعم خان نے مردہ شاہزادون کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا اور اہل حرم کا نہایت اعزاز و احترام کیا - گو اوسکے ایک زخم کاری لگا تھا جس سے اوسکو بڑی تکلیف تھی مگر اوسنے اوسکو چھپایا اور رات تک میدان جنگ کا انتظام رکھا اور فوج کو لوٹ سے روکا -

شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر

اب مین کابل سے شاہ عالم کے سفر کا بیان کرتا ہون اور ان واقعات کا ذکر کرتا ہون جو لڑائی کے دن تک واقع ہوئے +

اورنگ زیب نے اپنے مرنے سے کچھہ پہلے شاہ عالم کا دیوان منعم خان کو مقرر کیا تھا اور شاہ عالم کابل کا حاکم تھا یہ منعم خان بڑی قابلیت اور لیاقت کا آدمی تھا بڑا مدبر - کامون مین مستقل برمل دیانت دار اوسکے کام کرنے سے پہلے نالائق امرا کی ترقی سے شاہزادہ کے سارے کارخانے

عظیم الشان تھا اور دوسرے غول کا افسر منعم خان جسکے ساتھ شاہزادہ معزالدین جہاندار شاہ
اور جہان شاہ تھے - ہماری سپاہ کی صفین کھلی پڑ گئیں پیچھے ہاتھیون کے مویشیون اور بہیر
کا ہجوم اس قدر تھا کہ اوسے لشکر کی عافیت تنگ تھی اور وہ اوس کو بیکار کرتی تھین
اب شاہ عالم کے توپخانہ نے ہمارے لشکر پر بارڑین مارنی شروع کین جس سے
بہت آدمی کشتہ ہوئے - اور شاہ عالم کے بیٹون نے بڑھ کر بندوقون کی گولیوں کا
مینہ برسا دیا - ہمارا لشکر بھی توپون کی مار سے طیش مین آیا اور اوسنے بارڑین مارین -
خان عالم بہت تیزی و تندی سے دشمن کی طرف بڑھا - جتنا وہ دشمن کے قریب ہوتا گیا اوتنے
اوسکے ہمراہی پیچھے رہتے گئے - تین سو سے زیادہ آدمی اوس کی ہمراہی مین نہ رہے جب
مین نے یہ حال دیکھا تو جان لیا کہ اب سب کچھ گیا - یہ بہادر جوانمرد شاہزادہ عظیم الشان
کے ہاتھی پاس گیا - اور ایک نیزہ شاہزادہ کے لگایا مگر وہ بچ گیا اوسکی نوکری ران مین
لگا - شہزادہ نے ایک تیر اوسکی چھاتی مین ایسا مارا کہ وہ فنا ہو گیا - غنیم کے ایک گروہ نے
بسرداری بازخان افغان ذوالفقار خان پر حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹھا کر واپس گیا
اور بازخان کے زخم کاری لگے - تقدیر الٰہی سے رام سنگھ ہاڈا اور دلپت اوبندیلہ جنکی
کارگزاری اور بہادری پر ساری جنگ کا مدار تھا توپ کے گولے سے مر گئے - اونکے ساتھ
راجپوتون کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنے مردہ سردارون کی لاشونکو ساتھ لیکر چلے گئے
ذوالفقار خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ استقلال سے قائم رہا جب عظیم الشان کی کل
فوج نے اوسپر حملہ کیا تو وہ سید مظفر کو سپاہ کا اہتمام دیکر اعظم شاہ کے مقام کے پیچھے
حمیدالدین خان کے ساتھ گیا - ہاتھی سے نیچے اوترکر گھوڑے پر سوار ہو کر گوالیار اپنے
باپ اسد خان پاس چلا گیا - اوسکے بھاگنے سے اعظم شاہ کے لشکر کو شکست ہو گئی -

اعظم شاہ کے ہمراہی اور ذاتی ملازم سواریوں سے اوترے اور اوتھون نے اپنے
ترکش زمین پر رکھ دئے اور دشمن کے حملہ کے انتظار مین بیٹھے اور اپنے ولی نعمت پر
جان نثار کرنے کو تیار ہوئے سید عبداللہ اور اوسکا بھائی حسین علی خان سادات بارہ کے

جب اورنگ زیب کے مرنے کی خبر منعم خان پاس لاہور مین آئی تو اوسنے ڈاک مین شاہ عالم کو یہ خبر بھیجی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو لاہور کی طرف بے خوف و خطر بغیر کسی تیاری کے سفر کرو یہان لاہور مین توپخانہ اور سارا سامان تیار اوسکو ملے گا۔ اس دانشمند وزیر نے بہت سے دریاؤن پر پل بندھوائے جسکے سبب سے شاہ عالم کی سپاہ کو دریاؤن کے پار جانے مین ایک روز کا توقف نہین ہوا لاہور مین اوسکو بڑا توپخانہ اور سب سامان اسکا تیار ملا۔ اوسنے تمام سپاہ کی تنخواہ تقسیم کر دی اور پہلی بھرتی کے سپاہیون کو پیشگی تنخواہ دینے مین بہت روپیہ صرف کیا۔ شاہ عالم بہت جلد دہلی کی نواح مین آیا اور منعم خان ایک منتخب سپاہ کے ساتھہ شہر مین داخل ہوا۔ محمد یار خان جو شاہجہان آباد کا حاکم تھا وزیر کی بہادری سے اور شاہ عالم کے آنے سے ایسا خائف ہوا کہ اوسکو اپنی سلامتی کے لئے کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ وہ قلعہ کو چھوڑ دے اوسنے قلعہ حوالہ کیا جسمین اکبر کے عہد سے خزانہ جمع ہو رہا تھا۔ پھر منعم خان شاہ عالم سے پہلے آگرہ مین گیا باقی خان قدیمی بادشاہی ملازم تھا اور یہان قلعہ دار تھا اور اوسنے عظیم الشان کو قلعہ کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا جب اوسکو یہ تحقیق ہو گیا کہ شاہ عالم نزدیک آگیا ہے تو پھر اوسنے مقابلہ کرنا پسند نہین کیا اور یہ اوسنے پیش کیا کہ اگر منعم خان اکیلا قلعہ مین آئے گا تو مین اوسکو قلعہ حوالہ کر دونگا منعم خان نے ذرا اوسکے کہنے پر اعتبار نہین کی خندق اور گھڑکی درمیان ایک کم عرض تختہ دھرا ہوا تھا جسپر سے ایک آدمی جا سکتا تھا اوسپر سے قلعہ کے اندر گیا۔ بعد کھانا کھانے کے اوسنے خزانہ پر مہرین لگائین اور قلعہ مین مختلف مقامات پر اپنے پہرے جمائے اور آدہی رات کو عظیم الشان سے ملنے گیا جسکا خیمہ چھہ کوس پر تھا۔ اسمین کچھہ شبہ نہین ہے کہ شاہ عالم کو سلطنت فقط منعم خان کی شجاعت اور فرزانگی اور حسن تدابیر سے ملی +

بہادر شاہ بیمار تھا اوسکے بستر سے جہاندار شاہ عظیم الشان لگے بیٹھے تھے کہ عظیم الشان نے ایک خنجر میان سے نکالا اور اوسکے لوہے اور جوہر کی تعریف کرنے لگا۔ جہاندار شاہ یہ دیکھہ کر ایسا بدحواس ہوا کہ بے تحاشا بھاگا خیمہ کے دروازہ کی ٹکر سے پگڑی گری جوتیان

پریشان اور ابتر تھے اوسنے آنکو سب کو جلا دیدی اور درست کردیا فضول سپاہ آخوز کی بھرتی
جمع ہو رہی تھی جنکی تنخواہ کے لئے ملک کی آمدنی کافی نہ تھی سپاہ کو پوری تنخواہ ملتی نہ تھی
اسلئے وہ ناراض ہمیشہ بغاوت کیلئے پلی بیٹھی رہتی تھی - اوسنے شاہزادہ کی سپاہ کو
کم کردیا - ہمیشہ اونکو باقاعدہ تنخواہ تقسیم کرنی شروع کی جسکے سبب سے اوس کو ناخوش یا شتر
بےمہار ہونے کے لئے کوئی عذر نہ رہا جب اورنگزیب کی علالت کا حال سنا تو اعظم شاہ
کے حق میں منصوبوں کے روکنے کے لئے منعم خان نے یہ اشتہار دیدیا کہ شاہ عالم سلطنت
کے لئے بھائی سے لڑنے کا نہیں بلکہ اوسکے ہاتھ سے بچنے کے لئے وہ ایران میں چلا
جائیگا - بہت دنوں پہلے شاہ عالم نے یہ خود شہرت دی تھی اور ایسا اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا
کہ اوسکے بیٹے جو ساتھ رہتے تھے وہ اوسکو یقین کرتے تھے اور اندیشہ ناک تھے منعم خان
نے مجھ سے اصل حال یہ کہا کہ میں نے بادشاہ سے ایکدن یہ پوچھا کہ یہ مشہور ہے کہ حضور کا
ارادہ ایران جانے کا ہے اور یہ امر ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ شاہزادوں نے جو آپکے بیٹے
ہیں مجھ سے قسمیں کھا کھا کر کہا ہے کہ یہ بات سچ ہے - تو شاہ عالم نے جواب دیا کہ اس شہرت
میں میرا ایک منصوبہ عظیم مخفی ہے جسکے سبب سے میں نے اس شہرت کو پھیلایا ہے اور محنت
کی ہے کہ اسپر یقین کیا جائے اول میرا باپ فقط ذرا سے شبہ پر مجھے نو برس مقید و
محبوس رکھا - اب اگر اوس کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے ذرا سی بھی اولوالعزمی کی ہے تو
وہ فوراً مجھے غارت و برباد کردے گا - دوم میرا بھائی محمد اعظم شاہ میرا بڑا قوی دشمن
ہے اور بڑا بےباک بہادر ہے اور سارا اپنے زور کو میری بربادی کے لئے کام میں لاتا ہے
اس شہرت سے میرے باپ کی خوشی اور میرے بھائی کی تسلی ہوگی کہ وہ اپنے تئیں محفوظ
سمجھے گا - مگر میں اس قادر مطلق خدا کی اور اس قرآن کی جسپر میرا ہاتھ ہے قسم کھا کر
کہتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ ایک دوست بھی نہ ہو تو بھی میں اکیلا اعظم شاہ سے لڑونگا خواہ
کچھ ہی ہو - اس راز کو میں نے اپنی اولاد سے بھی چھپایا ہے اب اس کو تجھ سے کہتا ہوں
اسکو کسی پر ظاہر نہ کرنا +

اور تعلق رکھتا تھا +

ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

شاہ عالم بادشاہ کی وفات سے ایک ہفتہ کے بعد چارون بھائیون کے درمیان تقسیم ملک و مال کے باب مین پیغام رسل و رسائل شروع ہوئے - ذو الفقار خان بہادر فی الحقیقت جہاندار شاہ کا طرفدار تھا - وہ چارون بھائیون مین سے ہر ایک کی طرف سے آمد و رفت کرتا تھا - جہان شاہ کے مقربون نے مکرر یہ مصلحت بتلائی کہ ذو الفقار خان کو اس آمد و رفت مین گرفتار کرکے مقید کرنا چاہیے جس سے جہاندار شاہ کے پر و بال شکستہ ہون مگر جہان شاہ کو اوسپر جرائت نہین ہوئی - مخالفون نے قابو پاکے جہان شاہ کے باروت و توپخانہ مین آگ لگادی - اول یہ قرار پایا کہ دکن تو جہان شاہ کو ملے - ملتان ٹھٹہ و کشمیر رفیع الشان کو دیا جائے اور باقی صوبے ہندوستان عظیم الشان و جہاندار شاہ کے درمیان آپسمین منقسم ہون - مگر آخر کو ملک و خزانہ کی تقسیم نہ ہوئی اور آپس مین نزاع ہوگئی - ان ایام آشوب مین میرزا صدر الدین محمد خان صفوی بخشی عظیم الشان سے برگشتہ ہوکر جہان شاہ کے روبرو جاتا تھا کہ جہان شاہ کے لشکر کے آدمیون نے غلط گمانی بدظنی سے اسقدر اسکو مارا کہ وہ مرگیا - اس اثنا مین رفیع الشان نے حکیم الملک پسر محمد محسن خان سے جو اس کا ہمدم و ہمراز مصاحب تھا کسی تقصیر پر ایسا خفا ہوا کہ اوسکو لشکر کے نقد و جواہر حرمتی کے ساتھہ لے لیے - عظیم الشان نے کچھہ تبدیل مکان کیا موضع بودرانہ مین جو شہر سے تین چار کوس تھا آیا - اوسکے لشکر کی ایک طرف راوی پشت پناہ تھا - لشکر کے دونو طرف خندق کھودنے کا حکم دیا - دوسری طرف عظیم الشان کا لشکر اوترا ہوا تھا وہ بسبب نظامت بنگالہ صاحب استطاعت تھا - اور باپ کے عہد مین مدار المہام صاحب دستخط بادشاہ تھا اور اور اسباب سلطنت اوسکے تصرف مین تھا - اب تینون بھائی بسبب عدم استطاعت متفق ہوکے باہم شریک ہوئے - اور آپسمین عہد و مواثیق ہوئے کہ عظیم الشان پر فتح پانے کے بعد ملک کو برابر تقسیم کرینگے اور ہر ایک اپنی ممالک متعلقہ پر فرمان روا ہوگا - چار یا پنج روز تک تینون بھائی

عظیم الشان کی شکست و رحلت +

بھولا۔ رسون پر گر پڑا۔ نوکرون نے انکا اسکا لباس درست کیا۔ بھاگا بھاگ اپنے خیمہ مین آیا
اس بات کا چرچا خیمون مین پھیلا۔ امیر الامرا نے عظیم الشان پاس عنایت اللہ کو بھیجا اور
اوسنے پوچھا کہ مین آپ کے ایسے موقع پر کیا خدمات بجا لاؤن۔ اسکا جواب ایسا نامعقول دیا کہ امیر الامرا
نے ناراض ہوگیا۔ وہ پہلے بھی عظیم الشان سے اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ اوسپر خانخانان
وجاہت خان کو ترجیح دیتا تھا۔ امیر الامرا نے قسم کھائی کہ مین تینون بھائیون کی مدد کرکے
عظیم الشان کو تباہ کرونگا اور سلطنت اور دولت کو اوسکے سوار اور بھائیون مین تقسیم کرونگا +

بہادر شاہ کے بیٹے

معز الدین جہاندار شاہ سب بیٹون مین بڑا تھا۔ وہ خفیف العقل و عیش دوست تھا۔
سلطنت کے کامون کے کرنے مین اپنے اوپر تکلیف نہین گوارا کرتا تھا اور نہ کسی میر کو
اپنا یار مددگار و خیر خواہ بنانے کی پروا کرتا تھا۔ اوس سے چھوٹا بیٹا عظیم الشان تھا وہ مدبر اور
خلیق تھا کہ لوگون کا دل اوسکی طرف کھنچتا تھا۔ اورنگ زیب کی مدبرانہ یہ حکمت تھی کہ وہ
پوتوا پر بہت مہربانی اور شفقت کرتا تھا اور سلطنت کے معاملات عظیم اونکے سپرد کرتا تھا
اوسکے بیٹے بادشاہی حاصل کرنے مین اولوالعزمی کرتے تھے۔ اوسکا علاج اورنگ زیب نے یہ
نکالا تھا کہ انہی گھرون مین اونکا دشمن پیدا کر دیا تھا۔ بیدار بخت اپنے باپ اعظم شاہ کا
رقیب اور عظیم الشان اپنے باپ شاہ عالم کا حریف تھا جسکو اورنگ زیب نے تین اضلاع
بنگالہ و بہار۔ اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا تھا جہان سے وہ بہت سی دولت اور سپاہ لاکر
باپ کے ساتھ جنگ مین شریک ہوا تھا گو اوسنے لڑائی مین بڑی بڑی خدمات کین تھین
مگر باپ اوسکو اپنا رقیب و حریف ہی سمجھتا تھا۔ تیسرا بیٹا رفیع الشان تھا جو باپ کے ہمراہ ہمیشہ
رہتا تھا اور اوسکا بڑا لاڈلا تھا۔ بڑا ذہین تھا علوم دینیہ مین مہارت رکھتا تھا منشی تھا فقہ خوب
جانتا تھا مگر وہ بھی عیش کا بندہ تھا۔ موسیقی کا اور دربار کی شان و شکوہ کا بڑا شوقین تھا۔
نہ وہ سلطنت کے کامون پر توجہ کرتا تھا نہ اپنے گھر کے انتظام پر۔ خجستہ اختر جہان شاہ سب مین
چھوٹا بیٹا تھا۔ شاہ عالم کی تخت نشینی سے پہلے وہ معاملات ملکی پر بہت توجہ کرتا تھا اور آخر
کو تمام کاروبار و اختیارات سلطنت مین وہ بڑا دخیل تھا۔ وہ منعم خان سے بہت محبت اور

فوج بھاگ گئی جہان شاہ و فرخندہ اختر کی لاشون کو بادشاہ پاس ذوالفقار خان لایا - اور
خجستہ اختر زندہ مع اپنے چھوٹے بھائی کے گرفتار ہوا معز الدین کی صدائے شادیانۂ فتح بلند ہوئی

رفیع الشان کا مرنا +

رفیع الشان باوجود قلت سپاہ اور عدم استعداد کارزار پر متوجہ ہوا - کمال جرأت و
جلادت کی داد دی اور کشتہ ہوا - معز الدین نے بعد فتح کے بھائی کی نعش کو
شاہجہان آباد مقبرہ ہمایون مین دفن کرنے کے لئے بھیجدیا - رفیع الشان کے تین بیٹے
زخمی زندہ رہے محمد ابراہیم - و رفیع الدولہ - و رفیع الدرجات -

معز الدین کا بادشاہ ہونا +

معز الدین ۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ کو ہمایون سے فارغ ہوکر باون برس کی عمر مین تخت
سلطنت پر بیٹھا اور جہاندار شاہ اپنا خطاب لکھا - محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت کہ
نو دس برس کے لڑکے تھے اور جہان شاہ کے دونو بیٹون اور رفیع الشان کے بیٹونکو
شاہجہان آباد کے قلعہ کو روانہ کیا حکم دیا کہ رستم دل خان و الہ وردی خان اور
مخلص خان کے بند بند جدا کئے جائین اول دو کے ظلمون سے خلقت نالان تھی
مگر تیسرے کی تقصیر نہین معلوم ہوئی کہ کیا تھی - حیات خان وغیرہ انیس امیرون کو
پابزنجیر قید کرنے کا حکم دیا اور اونکے گھرون کو ضبط کرلیا - عظیم الشان کے مفقود الاثر
ہونے کے بعد محمد کریم بھاگ کر کسی مفلس کے گھر مین جاکر چھپا تھا اوسنے اپنی انگوٹھی
بیچنے کے لئے بھیجی تھی اوسکے سبب سے وہ گرفتار ہوا اور قتل ہوا -

جہاندار شاہ کے عہد ناپائدار مین فسق و فجور کی بنیاد پوری مستحکم ہوئی قوالون
اور کلاونتون و ڈوم ڈھاریون کے گانے اور راگ کا بازار گرم ہوا - قریب تھا کہ قاضی
قرابہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہو +

آصف الدولہ اسد خان بہادر کو وکالت کے عہدہ پر اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان
کو وزارت کے عہدہ پر سرفراز کیا - اور وجہ اسکی یہ تھی کہ ذوالفقار خان دانشمند فطرتی تھا
اور سازشون اور جوڑ توڑ کرنے کا اوستاد تھا - وہ اول ہی جہاندار شاہ کے ساتھ بھاری
مہمات مین اسلئے شریک ہوتا تھا کہ وہ سب شاہزادون مین زیادہ بیوقوف اور احمق تھا

گھوڑون پر سوار ہوکر آدھ کوس سے عظیم الشان کے لشکر پر گولے اور بان مارتے اور عظیم الشان کے توپخانہ سے تینون بھائیون کے لشکرون مین گولے آتے اور گھوڑے اور آدمیون کو ضائع کرتے - صف کے قریب طبل مخالفت بجا اور لڑائی شروع ہوئی عظیم الشان ایک ہاتھی پر سوار تھا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہوگیا - بعض کا قول ہے کہ توپ کے گولہ سے اُڑگیا - ایک روایت یہ ہے کہ جب اوسنے دیکھا کہ اوسکو ہالہ کی طرح گھیر لیا ہے اور افواج کی چار موجہ سے جہان پر ہونا ممکن نہین ہے تو وہ دریا مین گر پڑا اور پھر اوسکا کوئی نشان نہین ظاہر ہوا + ایک بھائی مرا تین بھائی نقارے بجاتے ہوئے اپنے مکانون مین آئے - ایک سو اسّی ارابے خزانے کے جنمین اسّی ارابے اشرفیون کے اور سوا ارابے روپیون سے بھرے ہوئے تھے معزالدین جہاندار شاہ کو ہاتھ لگے بھائی چاہتے تھے کہ وہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین تین حصے معزالدین اور دو حصے دونو بھائیون کو دئے جائین - اسی سبب سے آپس مین نفاق ہوا +

دوسرے روز معزالدین اور جہان شاہ کے درمیان مصالحہ کے پیغام سلام ہوئے مگر کچھ فائدہ اوس سے نہین ہوا آپسمین خونریزی پر آمادہ ہوئے - دونون مین فوج کشی ہوئی رفیع الشان کنارہ کش ہوکر دونو بھائیون کے جنگ کے نتیجہ کا منتظر رہا - ایک دفعہ جہان شاہ کے لشکر نے معزالدین کے لشکر کا عرصہ تنگ کیا اور وہ اپنے معشوق دلربا جانی لال کنور سے جدا ہوا اور دشمن کے غلبہ سے اینٹ کے پزاوون مین جا کر چھپا جہان شاہ کی فتح کا غل ایسا مچا کہ بعض جگہ اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر اس اثنا مین ناگاہ جہان شاہ کا بڑا بیٹا فرخندہ اختر کشتہ ہوا جس سے جہان شاہ کو بڑا اضطراب ہوا ہر چند دوستون نے سمجھایا کہ اب عنقریب حسب دلخواہ فتح ہوتی ہے مگر اوسنے کہا کہ مین فرخندہ اختر کے لئے سلطنت چاہتا تھا اب مجھے فتح درکار نہین ہے - یہان بھی وہی حال ہوا جو اعظم کا بیدار بخت کے مرنے پر ہوا تھا - وہ ہاتھی پر سوار ہوا - گولہ کے لگنے سے مارا گیا -

بعد اسکے یہ خیال ہوا کہ بادشاہ خفیف العقل ہے کہیں اس عورت کے بہکانے مین آنکر مجھسے زیادہ ملال نہ پیدا کرے جیسے وہ انتقام کے درپے ہو۔ اس خیال سے وہ ذوالفقار خان پاس بھی گیا اوسنے چین قلیچ خان کے آنسو پونچھے اور اوسکا ممد و معاون ہوا۔ ایک اور یہ معاملہ ہوا کہ خوشحال خان نے کسی بھلے مانس کی بیٹی کو زبردستی بلانے کا ارادہ کیا۔ اس بھلے مانس نے نالش کی۔ ذوالفقار خان نے خوشحال خان کو خوب پٹوایا اور سلیم گڑھ کے قلعہ مین قید کر دیا۔ اس بادشاہ کی ایک اور حکایت شہرہ شہر نقل مجلس ہوئی کہ بادشاہ اکثر اوقات اپنی معشوقہ ہمدم کے ساتھ رات کو رتھہ مین سوار ہو کر چند خواصون کو لیکر سیر و تفرج کے لئے بازار اور خرابات خانون مین تشریف لیجاتا۔ ایک رات کو دونو ہمدم جانی سوار ہوئے اور دونو نے اس قدر شراب پی کہ بالکل دونو بدمست ہو کر دولتخانہ بادشاہی کے دروازہ پر آئے۔ لال کنور ایسی بیہوش بد مست تھی کہ اوترنے کے وقت اصلا بادشاہ کی طرف متوجہ نہ ہوئی۔ بیہوش اپنے بستر پر چلی گئی شراب کے نشہ مین سو گئی۔ بادشاہ بھی اپنے حال کی خبر نہ تھی رتھہ مین بیہوش پڑا رہا۔ رتھہ بان رتھہ کو اپنے مکان مین لے گیا اور اوس کو کھولدیا صبح کو جب بادشاہ کی خواصون نے لال کنور پاس بادشاہ کو نہ دیکھا اور لال کنور کو خبر ہوئی کہ بادشاہ معلوم نہین کہان ہے تو وہ بڑی سراسیمہ ہوئی۔ رونے پیٹنے لگی اور بادشاہ کی ڈھونڈ ڈھونڈ مچی تو بادشاہ سلامت رتھہ مین ملے۔ اور بہت افعال اوسنے ایسے کئے کہ اون کے لکھنے سے بھی شرم آتی ہے +

صوبہ دکن مین ذوالفقار خان کا نائب داؤد خان پنی بہادر اور ذوالفقار خان کا دیوان باختیار سبھا چند تھا۔ ان دونو کے سبب کوئی لکھتا ہے کہ انتظام رہا خافی خان لکھتا ہے کہ نائب کے ظلم سے اور دیوان کی ہرزہ گوئی جو اوسکی تکیہ کلام تھی خلقت رنج و پیچ و تاب مین رہتی تھی۔

جب اورنگ زیب نے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا ہے تو اوسنے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا۔ اثناء راہ مین دادا کے مرنے کی خبر سنی تو وہ باپ کے ساتھ

سلطنت کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ اوسی کو سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھہ مین کٹ پتلی کی طرح
رہے گا جو ناچ نچاؤن گا ناچے گا چنانچہ سارا اختیار سلطنت اوسی کے ہاتھہ مین تھا اور وہ
بادشاہ کی حقیقت کچھہ نہ سمجھتا تھا۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی مین آگیا۔ اگر وہ ذوالفقار خان
کی رائے پر چلتا تو وہ مصائب نہ دیکھتا جو اوسکو پیش آئین۔ ایک کسبی لال کنور تھی بادشاہ
اوسکے عشق مین مرتا تھا۔ اب وسکو امتیاز محل کا خطاب عطا کیا۔ اور بادشاہانہ سواری کا سامان
عنایت ہوا۔ لال کنور کے سگے بھائی خوشحال خان کو صوبہ داری اکبرآباد اور منصب
پنجہزاری سہ ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور اوسکے چچیرے بھائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا
ذوالفقار خان نے ان خطابون کی اسناد دینے مین چند روز عمداً نہ لکھے تو بادشاہ کی خدمت مین
لال کنور نے ذوالفقار خان کی شکایت کی جہاندار شاہ نے ذوالفقار سے سبب پوچھا کہ برادران
لال کنور کی اسناد دینے مین تعویق کا سبب کیا ہے۔ بادشاہ کی خدمت مین ذوالفقار خان
گستاخ تھا اوسنے جواب دیا کہ ہم خانہ زاد رشوت ستان ہین بغیر رشوت لینے کے ہم کسی کا کام نہین
کرتے۔ جہاندار شاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ لال کنور سے کیا رشوت لوگے تو اوسنے عرض کیا ہزار
طنبورے جنپر استادون کی نقاشی کا کام کیا ہو بادشاہ نے کہا طنبورے کیا کروگے ذوالفقار خان
نے کہا جب قوال صوبہ داری کا کام کرین تو ہم خانہ زاد بیٹھے کیا کرین طنبور اور ڈھول ہی
بجایا کرین بادشاہ نے ہنس کر اپنا حکم منسوخ کیا عجب عجب حکایتین مشہور ہین معلوم نہین سچ یا
جھوٹ۔ ایک کنجڑن کا اقبال چمکا۔ وہ لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی اسکا نام زہرہ تھا اوسکی ڈیوڑی
مین بھی سوار اور پیادے چلنے لگے۔ ایک دن کا اتفاق ہے کہ زہرہ اور چین قلیج خان کی
سواریان آمنے سامنے آگئین چین قلیج خان نے اپنے آدمیون سے کہا کہ سواری کو موڑ کر
اور طرف زہرہ کے آدمیون سے بچکر چلو۔ مگر زہرہ کے آدمیون نے اوسکے ہمراہیون کو
ایسا گھیرا کہ وہ کسی اور طرف سے نہ جا سکے اسپر یہ اور طرہ ہوا جب چین قلیج خان کے ہاتھی
کے برابر زہرہ کا ہاتھی آیا تو وہ پردہ اٹھا کر پوچھنے لگی کہ چین قلیج خان پسر گور توہی۔ اس کہنے سے
چین قلیج خان کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے زہرہ کی اور اوسکے ساتھہ کے آدمیون کی خوب گت بنی

ان دونون مین عظیم الشان وجہان شاہ بہادر ورفیع الشان کی جہاندار شاہ کے ہاتھہ سے
مارے جانے کی خبر فرخ سیر پاس آئی حسین علی خان کا سگا بھائی سید عبد اللہ خان
الہ آباد مین مستقل صوبہ دار تھا جو عہود و مواثیق ہوئے تھے وہ سید حسین علی خان نے
اپنے بھائی کو لکھے عبد اللہ خان نے اول اول طرف ثانی کے غلبہ پر نظر کر کے چند در چند اندیشے
کر کے اس بات کے قبول کرنے مین تامل کیا اور بھائی کو بھی سمجھایا کہ آپ رفاقت کی
عزیمت کو فسخ کیجئے لیکن حسین علی خان اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہوا اور جواب مین لکھا
ع هرچه بادا باد ما کشتی در آب انداختیم + جب عبد اللہ خان نے بھائی کا یہ اصرار دیکھا تو
برادر مشفق کی محبت کے سبب سے فرخ سیر کے ساتھہ ہوا - جب ان دونو بھائیون نے فرخ سیر
کی رفاقت کے لئے کمر باندھی تو اس مہم عظیم کی استعداد مواد کے لئے وہ دل مستعد ہوئے
جو امید و بیم سے بھرا ہوا تھا - فرخ سیر کے مقربون نے اس بیت کے مطابق عمل کیا +

دو دل یک شود بشکند کوہ را — پراگندگی آرد انبوہ را

دونو بھائیون کی بہادری اور شجاعت کے سبب سے فرخ سیر کو اطمینان ہوا احمد بیگ
کوکہ معز الدین جہاندار شاہ نے فرخ سیر کی طرف رجوع کی - اسکا سبب یہ تھا کہ جہاندار شاہ
نے کوکلتاش خان کو بہت بڑھا دیا تھا ہمہ خان کہ عظیم الشان کے جان نثارون
مین تھا وہ محرک ہوا کہ فرخ سیر عظیم آباد سے شاہجہان آباد کی طرف چلے - جب
جہاندار شاہ کو فرخ سیر کے ساتھہ سادات بارہ کے متفق ہونے کی خبر پہنچی تو اسی سال کے
ربیع الثانی مین وہ لاہور سے دار الخلافہ مین آیا - راجی محمد خان جو منعم خان بہادر شاہی کا
آوردہ تھا اور شجاعت بھی کچھہ رکھتا تھا اوسکو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا اور عبد اللہ خان
کو بدل دیا - اور سید عبد الغفار کو کہ شجاع نامور تھا اس کا نایب قرار دیا اور الہ آباد بھیجدیا
سید عبد الغفار نے اکثر وصاحب فوج زمینداروں کو اپنے ساتھہ رفیق کیا اور آٹھہ ہزار سوار
اور چار ہزار پیادے ہمراہ لیکر صوبہ الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا - جب وہ قصبہ کڑہ مانک پور کے
پاس آیا تو عبد اللہ خان نے اپنے بخشی ابو الحسن خان کو چار ہزار سوار اور تین ہزار پیادون

عبد اللہ خان اور عبد الغفار خان کی [illegible] عبد الغفار خان کا [illegible] +

آگرہ مین لڑکر فتحیاب ہوا دکن مین باپ کے ساتھہ کام بخش سے لڑنے گیا۔ پھر باپ کے ساتھہ عظیم الشان
لاہور مین آیا۔ اِس عرصہ مین فرخ سیر اپنی جگہ سے نہین ہلا جب لاہور سے اوسکے دادا
بہادر شاہ نے بلایا اور بنگالہ مین اوسکی جگہ عزالدولہ خان جہان بہادر کو مرحمت ہوئی
تو فرخ سیر بنگالہ سے کوچ کرکے عظیم آباد مین آیا۔ بعض وجوہ کے سبب سے اوسکو سفر کرنا
شاق تھا۔ برشکال کا اور اپنی بیوی کے وضع حمل کا بہانہ بنا کے عظیم آباد مین رہا۔
یا اس سبب سے نہیں گیا کہ باپ اوسکے بھائیون احمد کریم و محمد ہمایون کی نسبت اُسکی قدر کم کرتا تھا۔
بعض مورخ لکھتے ہین کہ جہاندار نے جعفر خان صوبہ دار بنگالہ کو لکھا تھا کہ فرخ سیر کو گرفتار
کرکے بھیجدے اسلئے وہ راج محل سے عظیم آباد مین گیا۔ یہان بعض ریاضی دان درویشون کے
محمد رفیع منجم نے اوسکو یہ مژدہ سُنایا کہ وہ اس سرزمین مین بادشاہ ہوگا۔ اسلئے بھی وہ
اس بلدہ مین زیادہ ٹھیرا۔ ان ہی دنون مین دادا کے مرنے کی خبر آئی تو پہلے اس سے
کہ باپ اور چچاؤن مین سلطنت کا مقدمہ فیصل ہوا اپنے باپ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ
چلوایا۔ اور باپ پاس جانے کے لیے بعض اپنے مقربون سے مشورہ کیا تو مشائخ و محمد رفیع
منجم مانع ہوئے کہ یہ حرکت نہ کرنا جب تک اپنے نام کا خطبہ و سکہ نہ جاری کرا لو اس سرزمین
سے حرکت کرنا مناسب وقت نہین ہے۔ صوبہ بہار مین عظیم الشان کی طرف سے سید حسین علی خان
نائب تھا اور وہ اس صوبہ کے بعض پرگنات کے متمردون کی سرزنش مین مصروف
تھا اس خبر کے سننے سے کہ فرخ سیر نے باپ کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا تو فرخ سیر کی
موافقت مین جب تک اور بھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر پہنچے مضائقہ کیا۔ اس بات سے
فرخ سیر کو وسوسہ عظیم ہوا۔ بہار مین سید مذکور کا تسلط بالکل تھا خطوط معذرت آمیز اور
پیغام محبت انگیز سید حسین علی خان پاس بھیجے اور والدہ فرخ سیر نے حسین علی خان کو
اپنے پاس بلایا۔ اور مان بیٹون نے بڑی منت سماجت کی۔ اور دونون نے سخت قسمین کھاکر
عہد و پیمان کیا کہ اگر فرخ سیر بادشاہ ہوگا تو حسین علی خان مدار المہام ہوگا +
بعض مورخ لکھتے ہین کہ فرخ سیر کی بیٹی نے بھی سید کی گود مین بیٹھہ کر باپ کی اعانت کیلئے منت سماجت کی

امانت خان کو دخل نہ دیا۔ گفتگو کی نوبت فوج کشی پہ پہنچی۔ امانت خان نے رحیم بیگ کو سارنگ پور
مین بھیجا تھا کہ دلیر خان افغان اور راجہ نے چار پانچ ہزار سوار لیکر اوسکو اوٹھا دیا اور تھانہ مین
بہت آدمیون کو مار البعض کو اسیر کیا۔ امانت خان یہ خبر سُن کر سوار ہوا اوس کے
پاس کل تین ہزار سوار تھے جنمین سے چار پانچ سو تھانہ مین مارے گئے تھے وہ اس فوج کے
ساتھ جدید الاسلام سے لڑنے آیا وہ باوجود اسلام کے قبول کرنے کے ایسا متعصب
ہندو تھا کہ مسلمانون کو مالی اور جانی ضرر زیادہ ایام کفر سے پہنچاتا تھا۔ اس کے پاس دو بڑے
سردار دولت محمد رہیلہ اور دلیر خان تھے۔ نالہ سارنگ پور پر کہ اجین سے چار پانچ منزل ہے
اسلام خان کا لشکر آیا اور امانت خان سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور تیر اندازی اور
برق اندازی سے ایک قیامت برپا ہوئی۔ آخر کار راجہ گولہ سے مارا گیا۔ اس کے لشکر کو
شکست ہوئی۔ ہاتھی گھوڑے بے شمار اور خیمے با تکلف اور زر وافر امانت خان کی سرکار
مین داخل ہوا۔ اور سارے لشکر نے تخت وتاراج سے ذخیرے جمع کئے۔ پھر امانت خان
رام پورہ مین جہان اسلام خان کا وطن تھا گیا تو اوسکی بیوہ رانیون نے عرض کیا کہ راجہ اپنے
کئے کو پایا ہم بیواؤن سے لڑنا بزرگون کے طریقہ کے خلاف ہے۔ بعد ازان جہاندار شاہ
نے امانت خان کو بدستور سابق احمد آباد مین صوبہ دار کر دیا جسکا سبب معلوم نہیں + محمد فرخ سیر
شاہجہان آباد کی طرف کمال بے ستعدادی کے ساتھ چلا اوسکے ساتھ سید عبد اللہ خان و
سید حسین علی خان وصف شکن خان نائب اڈلیسہ و احمد بیگ و خواجہ خان وغیرہ تھے
جنکی ساری فوجین ملکر تیس ہزار سوار اور پیادون سے زیادہ نہ تھیں خرچ کی ایسی تنگی تھی کہ
عظیم آباد کے سوداگرون سے تین لاکھ روپیہ کی جنس قرض لی تھی۔ اسی اثنا مین چھبیس
لاکھ روپیہ اطراف بنگالہ سے فرخ سیر کے ہاتھ لگ گیا۔ جب جہاندار شاہ نے سنا کہ فرخ سیر
عظیم آباد سے چلا ہے تو اوس نے اپنے بڑے بیٹے عزیز الدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ اور
شائستہ توپخانہ کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ خواجہ حسن خان نبیرہ کوکلتاش
کو پنج ہزاری سے ہفت ہزاری بنا کے خان دوران خان کا خطاب دیا اور بادشاہزادہ

کے ساتھ اوسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا سرای عالم کے نزدیک جو دو تین کروہ بارہہ سے ہے دونو
لشکر اوترے چند روز سوال جواب مین گذرے جمادی الاولی کے آخر مین عبد اللہ خان کے
بھائی سیف الدین علی خان و سراج الدین علی خان و نجم الدین علی خان و رتن چند دیوان
تین چار سو تازہ دم سوارون کے ساتھ ابو الحسن کے ساتھ متفق ہوئے اور سید عبد الغفار
کے حملہ مردانہ سے سادات بارہ کا باوجود شجاعت کے ایسا عرصہ تنگ ہوا کہ قریب تھا کہ
ابو الحسن خان کی فوج کے پیر اکھڑ جائین اور لشکر کو ہزیمت ہوجائے لیکن عبد اللہ خان کے تینون
بھائیون اور ابو الحسن و رتن چند نے جان سے ہاتھ دہو کر میدان مین پاؤن جمایا سید عبد الغفار
نے اونکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ سراج الدین خان ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا بعض
لکھتے ہین کہ توپ خانہ کا دہوان ایسا گھر اکہ لڑائی مین ایک دوسرے کی صورت مطلقاً نہین معلوم
ہوتی تھی کہتے ہین کہ گرد اور باد تند ایسی چلی کہ دوست دشمن معلوم نہوتے تھے غرض اسی
حالت مین سید عبد الغفار کے کشتہ ہونے کی جھوٹی خبر دونو لشکرون مین اڑ گئی۔ اسکے
لشکر کے آدمیون نے کچھ تحقیق نہ کیا اور بھاگ گئے۔ ہرچند عبد الغفار نے غل مچایا کہ
اے حق ناشناسو مین زندہ ہون مجھے تنہا چھوڑ کر کہان جاتے ہو مگر کسی نے نہ سنا
نہ کوئی الٹا آیا۔ ناچار سید عبد الغفار نے ننگ فرار کو اختیار کیا اور شاہجہانپور مین چلا گیا
لشکر سادات بارہ مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا۔ جب یہ خبر معز الدین جہاندار شاہ
کو پہنچی تو اوسنے ارکان سلطنت سے استصواب کرکے عبد اللہ خان کے چار ہزاری منصب پر
دو ہزاری کا اضافہ کرکے صوبہ الہ آباد کی صوبہ داری پر فرمان بحالی مع خلعت بھیجدیا +
سربلند خان فوجدار کڑہ دس بارہ لاکھ روپیہ جمع کرکے جہاندار شاہ پاس آیا اور مورد
آفرین ہوا۔ احمد آباد کی صوبہ داری پر مقرر ہوا۔ احمد آباد کا صوبہ دار امانت خان
مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ امانت خان اوجین مین آیا۔ انقلاب سلطنت کے فساد سے
اوجین کو اسلام خان عرف رتن سنگھ دبا بیٹھا تھا۔ ذو الفقار خان نے راجہ کو لکھ بھیجا کہ
امانت خان کو عمل دخل نہ دو پا راجہ نے ایسا نوشتہ جعلی بنا لیا تھا یا زیادہ سرے سے راجہ نے

امانت خان صوبہ دار مالوہ اور اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی +

باندہ کے ایک پہر دن سے تین پہر رات تک اعزالدین کی فوج پر گولہ اندازی کی ۲۹ ماہ مذکور
شاہزادہ بجاے اسکے کہ لڑتا حسن خان خاندوران خان سے مشورہ کرکے جسقدر جواہرات و
اشرفیان اوٹھا سکا لیکر اور سارے کارخانجات بادشاہی کو چھوڑ کر ایک پہر رات رہے
بھاگ گیا اور لشکر مین ایسا تزلزل پڑا کہ لشکر کے عمدہ سردارون کو مایحتاج کے اوٹھانے کی
بھی فرصت نہ ملی ۔ ایک روایت یہ ہے کہ شاہزادہ نے بددل و افسردہ خاطر ہو کر یہ حرکت اسلیے
کی کہ جہاندار شاہ اپنی معشوقہ و منکوحہ لال کنور کے اغوا سے اوسکے ساتھ جو زوجہ اولی کے
بطن سے تھا بدسلوکی کرتا تھا اور خاندوران خان کا اس مہم میں صاحب مدار ہونا اور اوسکے
ساتھ بیدماغی کرنا ناگوار تھا ۔ فرخ سیر کا لشکر جو بے طعمہ باز کی طرح شکار کا انتظار کر رہا تھا
شاہزادہ کے بھاگنے کی خبر سنتے ہی سامان لشکر کے لوٹنے کے لئے دوڑا ۔ اور بہت مال و اسباب
اوسکے ہاتھ آیا ۔ جو جماعت فقر و فاقہ کی آگ سے جلتی تھی ہر جنس کے ذخیرے وافر جمع کر لئے اور
شاہزادہ اعزالدین کمال سراسیمگی سے اکبرآباد گیا ۔ لشکر فرخ سیر مین مبارکباد کی صدا خیمہ بخیمہ تال
اور مردنگ کے ساتھہ بلند ہوئی ۔ قلیچ خان نے کہا کہ شاہزادہ کو جہاندار شاہ کے آنے تک اکبرآباد مین
ٹھیرنا مصلحت ہے ۔ جہاندار شاہ ۱۰ جمادی الاول کو شاہجہان آباد مین داخل ہو کر فتح پسر کا
منتظر تھا جب اوسکی شکست کی خبر پہنچی تو اوسکی عقل و ہوش جو عشق کے تاراج سے بچے تھے
وہ بھی جاتے رہے ۔ تہیہ اسباب جنگ مین مشغول ہوا ۔ وسط ذیقعد ۱۱۲۳ھ مین شاہجہان آباد
چلا ۔ ذوالفقار کی سپاہ بیس ہزار سے کچھہ زیادہ تھی کوکلتاش کے پچیس ہزار سوار تھے مجموعہ
کل سپاہ کا اسی ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادہ کے قریب تھا ۔ لشکر کوچ بکوچ فرخ سیر کے
مقابلہ کے لئے سموگڈہ مین اکبرآباد کے متصل آیا ۔ اس طرف سے فرخ سیر دو سپہ سالار بارہ کے امرا
کے ہمراہ ایسی جمعیت کے ساتھہ کہ افواج جہاندار شاہ کے سوم حصہ کی برابر تھی ۔ کمال بے سامانی
کے ساتھہ دو روز کی مسافت ایک روز مین طی کر کے جمنا کے اس طرف لشکر جہاندار شاہ کے
مقابل اوترا ۔ عبداللہ خان نے آخر شب پانزدہم ذی الحجہ کو ایسے معبر کی تحقیق کر کے جس کا پانی
قد آدم سے کم تھا سرا روز بہانی سے جو شاہجہان آباد کی طرف اکبرآباد سے چار کوس ہے

اور تمام فوج اور توپ خانے کا اختیار اوسکو دیا۔ اگرچہ ذوالفقار خان شاہزادہ کی تنک حوصلگی
و عدم تجربہ و سوے مزاجی و افسردہ خاطری پر اور خواجہ حسن خان کی حسب و نسب و سلوک و
درشت خوئی پر مطلع تھا اوسنے بادشاہزادہ کے ساتھ خواجہ کے بھیجنے کو راے سلیم کے
خلاف جانکر بادشاہ سے عرض کیا لیکن اس سبب سے کہ کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان
مین ہمچشمی کی عداوت اس درجہ پر پہونچی تھی کہ کسی بات اور مصلحت مین انکی رایون
مین اتفاق نہ ہوتا تھا اور بادشاہ کا ایمان تھا کہ وہ کوکلتاش خان اور لال کنور کی خاطر دہی
کرے اسلئے وہ ذوالفقار خان کی کچھہ نہ سنتا تھا۔ قلیج خان بہادر خلف الصدق
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جو شجاعت کارطلبی و راے صائب و اکثر کمالات
انسانی مین نادر العصر تھا اور بہادر شاہ کے عہد مین بادشاہ کی دون پروری اور بیخبری
کے سبب سے ترک منصب کرکے گوشہ نشین ہوا تھا۔ بتقاضاے مصلحت کارفرمایون نے اوسکی
استمالت کرکے منصب پنجہزاری کا اوسکو دیا اور شاہزادہ کی کومک کے لئے مامور ہوا
وہ بسبب عدم سرانجام سفر شاہزادہ کے ساتھہ نہ جاسکا مگر پیچھے آیا جب وہ اکبرآباد مین آیا
تو اوسنے سُنا کہ سرداروں کی ناموافقت کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر کا حال ابتر ہورہا ہے
اوسنے یہ مصلحت جانا کہ اکبرآباد مین چند روز توقف کرے اور دیکھے کہ کیا ظہور مین آتا
ہے۔ اس طرف عبداللہ خان و حسین علی خان کے ساتھہ فرخ سیر کوچ بکوچ چلا آتا تھا
چھبیلہ رام ناگر کہ کوڑہ و کڑہ کا فوجدار تھا اپنے تعلقہ کے پرگنات کا خزانہ لیکر بادشاہ
کی خدمت مین آیا مگر جب اوسنے دیکھا کہ شاہزادہ نے اختیار ہے اور خاندوران خان بالکل
مختار ہے تو وہ خزانہ سمیت محمد فرخ سیر پاس چلا گیا جب اعزالدین قصبہ کھجوہ کے پاس
قریب آیا اور اوسنے سنا کہ فرخ سیر تین منزل پر ہے تو اوسنے یہیں اقامت کی اور لشکر کے
گرد خندق عمیق کھدوانے کی تیاری کی۔ اس خبر کے سُننے سے فوج حریف دلیر ہوئی اور پہلے سے
زیادہ جلد چلنے لگی۔ ۲۸ جمادی الاول کو خندق سے دو کروہ پر فرخ سیر کے پیش خانے کے
جھنڈے نصب ہوئے سید عبداللہ خان نے اطراف کی دیہات کی دیواروں پر مورچل

اور دفعتہً جان کے خوف سے جگہ کو خالی کیا۔ جہاندار شاہ نے ہرچند چاہا کہ دشمن کے مقابل ہو مگر اوس کی سواری کا ہاتھی لال کنور کے ہاتھیون کے طرح شوخی و اضطراب کرنے لگا اور فیلبانون کے اختیار مین وہ نہ رہا۔ اسی اثنا مین عبداللہ خان کے متفرق آدمیون نے داہین باہین طرف سے کچھ کچھ ملنا شروع کیا جسسے تقویت ہوئی اور اس امداد غیبی سے بہادرون نے قدم جرأت آگے رکھا۔ اور اس سبب سے جہاندار شاہی لشکر مین اکثر آدمیون کا پاؤن ایسا اکھڑا کہ پھر نہ جما۔ سب اس طرح پریشان ہو گئے جیسے کہ ہوا سے بادل ہوتے ہین۔ اس حال مین کوکلتاش خان نے چاہا کہ جہاندار شاہ کے پاس جائے اس ضمن مین علی اصغر خان و چھبیلہ رام ناگر جو کمین گاہ مین بیٹھے تھے بہ ہیأت مجموعی کوکلتاش پر دوڑے اور سر راہ اوسکو روکا اور زخمی کر کے اوس کو مار ڈالا۔ رضا قلیخان میر آتش اس جنگ مین کوکلتاش کا ہم عنان تھا وہ بھی مارا گیا۔ اعظم خان برادر کوکلتاش زخمی ہو کر جہاندار شاہ پاس گیا۔ مگر کام ہاتھ سے جا چکا تھا کچھ فائدہ نہوا۔ یہانتک کہ جہاندار شاہ کا ایسا قافیہ تنگ ہوا کہ خود فیل زنانہ کی عماری مین بیٹھا۔ اور جب آفتاب مین زردی آگئی تو اکبر آباد کی راہ لی ذوالفقار خان میدان جنگ مین ایک پہر تک لڑتا رہا۔ آدمیونکو جہاندار شاہ اور اوس کے بیٹے اعزالدین کی جستجو کے لئے آدمی بھیجا اور اوسکو انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ پدر اور پسر بھی ایک ہاتھ آجائے تو بہادری کر کے دشمن کے صفوف مقابل کو پرے ہٹا دے۔ لیکن اس کو نہ شاہ ملا نہ شاہزادہ۔ ناچار آخر کار مایوس ہو کر اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ فرخ سیر نے جب ذوالفقار خان کا استقلال دیکھا تو وہ گھبرایا اور اوسکو پیغام بھیجا کہ سلطنت کا دعویدار تو بھاگ گیا۔ اب تم کو کیا دعویٰ ہے۔ اگر سلطنت کا دعویٰ رکھتے ہو تو یہ ایک اور بات ہے لیکن اگر کسی اور کو بادشاہ چاہتے ہو جہاندار شاہ نہ ہوا تو فرخ سیر ہوا۔ ذوالفقار نے جب یہ پیغام سنا اور بادشاہ اور اوسکے بیٹے کا پتا نہ لگا تو میدان جنگ کو چھوڑ دیا۔ اوسکے بعد فرخ سیر کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے عبداللہ خان کے آدمی لاشون کے درمیان حسین علی خان کی تلاش مین گئے۔ وہ زخمون مین چور چور بھیلون کی دست اندازی سے ننگا غش مین پڑا تھا مگر جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کی آواز

دلدم سے عبور کیا۔ اور جہاندار شاہ کی فوج کے عقب مین فروکش ہوا اسعرصہ مین بہر بعد فرخ سیر بھی
اس جسر سے گذرا اور حسن علی خان اور چھبیلہ رام ناگر کہ جہاندار شاہ کی فوج کے انسداد راہ
کے لئے بطریق چنداول تھا دریا کے اس طرف دل جمعی کے ساتھ شاہانہ روز مین ساری سپاہ کے
ساتھ اوترا۔ جہاندار شاہ کے سردارون کو اس وقت اس ماجرے سے اطلاع ہوئی کہ مخالف کی
فوج ناگاہ عقب سے نمودار ہوئی۔ اسلئے اونسے جو پہلے مورچال باندہے تھے وہ بیکار ہوئے
اب اوسے پشت کی طرف توجہ کرنی پڑی اور از سر نو افواج کی ترتیب اور توپخانہ کے آگے لیجانے کا
اہتمام کرنا پڑا مگر اس کام کی مہلت اونکو نہ ملی۔ کوکلتاش خان و محمد راجی خان و اسلام خان
جانی خان و محمد امین خان و اعتماد الدولہ و قلیچ خان و جان نثار خان وغیرہ میمنہ مین اور
ذوالفقار خان و عبدالصمد خان اور ایک اور جماعت میسرہ مین قایم ہوئی۔ روز چہارشنبہ
دہم ذی الحجہ ۱۱۲۳ھ کو ایک پہر دو گھڑی دن رہے اول سید عبداللہ خان نے جہاندار شاہ کی
فوج پر حملہ کیا اور جہاندار شاہ کی طرف سے بھی ایک فوج نام آورون کی جماعت کے ساتھ مقابل
ہوئی سخت جنگ ہوئی صف شکن خان جو فیل پر حسین علی خان کے ساتھ بیٹھا تھا اور فتح علی
داروغہ توپخانہ پسر بہادر خان رہیلہ و میر اشرف خان برادر میر مشرف خان بہت بہادرون کے
ساتھ کام آئے۔ جہاندار شاہ کی طرف جانی خان شاہجہانی و مختار خان ایک جمع کثیر کے
ساتھ جان نثار ہوئے جب حسین علیخان نے عرصہ کارزار کو اپنے اوپر تنگ دیکھا تو [illegible]
کے متہورون کی طرح ہاتھی سے کودا اور سادات بارہ کی ایک جماعت لیکر رستمی کی اور
زخمہائے کاری اوٹھا کر حالت غش مین معرکہ مین زمین پر گرا۔ جہاندار شاہ کے ہان فتح کا
شادیانہ بجا۔ اس ضمن مین عبداللہ خان ایک پشتہ پر چڑہا کہ جہاندار شاہ کی فوج پر مشرف
تھا اور ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا اوسنے دیکھا کہ جہاندار شاہ اپنی عقب سپاہ سے
غافل ہے سادات بارہ جلونریز ہوکر جہاندار شاہ کی زنانہ سواریون کے ہاتھیون کی طرف
دوڑے اور ایک آشوب و شیون وہان پیدا ہوا۔ جہاندار شاہ خبر کی تحقیق ہی مین تھا کہ لال کنور
اور نغمہ سرایان و خواجہ سرایون کے ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش سے ناچنے لگے

اور استقلال کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوا - اور بند وبست سے خاطر جمعی کے ساتھ محصول محال و ذخیرہ
قلعہ مین جمع کیا - اسکی غدر کی حقیقت بہادر شاہ کو معلوم ہوئی اور محمد رضا نے خود بھی
لکھا کہ مین قلعہ پر حضور کے متصدیون کے بے بندوبستی سے متصرف ہوا ہون - دیکھون کہ اس
قلعہ سے مجھے کون باہر نکال سکتا ہی - بہادر شاہ اور عظیم الشان دونون نے فرخ سیر کو لکھا کہ
محمد رضا کی تنبیہ و تادیب کریں اور قلعہ کو اس کے تصرف سے نکالیں محمد فرخ سیر نے اپنی ہمراہی
صاحب الیون سے مشورہ کیا اس قلعہ کا محاصرہ مصالح و تردد طلب تھا اور بہرا قدام
اندیشہ صائب کے بے مدد متعذر تھا - لاچین بیگ قلماق فرخ سیر کے معضوب نوکرون مین تھا
جسکو برطرف کردیا تھا - وہ جانبازی کرکے بندق کی امید مین آیا - اور ایک مقرب کی معرفت
عرض کیا کہ اگر شاہزادہ محمد فرخ سیر یہ شہرت دے کہ ورنان عفو جرایم اور آفرین باد کا محمد رضا کی
جرأت و جلاوت و رشادت پر اور قلعہ کو بدستور رکھنے کا مع خلعت و نشان آیا ہے اور
بندہ کے ہمراہ اوسکے پاس بھیجے تو جسوقت مین یہ نشان اوسکو دونگا تو اوس کو مار ڈالونگا
اگر مین جانبر ہون تو اوسکے صلہ سے سرفرازی پاؤن اور اگر میرا سر صدقہ ہو تو میرے فرزند
اوسکے نتائج سے سربلند ہون - یہ مصلحت ارکان دولت نے پسند کی - لاچین بیگ کو خلعت
ونشان دیا گیا کہ محمد رضا پاس لے جائے وہ یہ لیکر پہنچا - گفتگو کے بعد محمد رضا نے لاچین بیگ
کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی نشان و خلعت کی تعظیم مین وہ مصروف ہوا - کہ لاچین بیگ
نے کاردازلکی سے اُسکا کام تمام کیا - لاچین بیگ کو اوسکے نوکرون نے زخمی کیا مگر اوس کی
جان بچگئی - فرخ سیر نے اوسکو بہادر دل خان کا خطاب بادشاہ سے عرض کرکے دلایا -
فرخ سیر کا یہ منصوبہ عاقبت بخیر باپ دادا کے نزدیک مستحسن ہوا - ان ہی ایام مین بہادر شاہ بادشاہ
کے مرنے کی خبر آئی محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر بدون اس تحقیق کے کہ بھائیون کے درمیان
کیا انفصال مقدمہ ہو عظیم الشان کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اوسکے نام کا سکہ جاری کیا
اور اپنے ہمراہیون سے صلاح کی کہ مین عظیم الشان پاس جاؤن یا نہ جاؤن بعض مثل طلب
درویش اور محمد رفیع منجم مانع آئے - اونھون نے کہا کہ حضور کا اس مکان سے حرکت کرنا

پہنچی تو اس مژدہ سے وہ مردہ زندہ ہوگیا۔ اوسکو اوٹھاکے بھائی پاس لائے۔ جہاندار شاہ نے
رات اکبرآباد مین بسر کی اور تغیر ہیات کرکے آخر شب مین مستورات کی سواریون کے ساتھ شاہجہان آباد
روانہ ہوا اور اوسکے ایک پہر پیچھے ذوالفقار خان بھی دارالخلافہ مین آیا۔ جہاندار شاہ سیدھا
آصف الدولہ اسدخان پاس گیا اور معاونت و مصلحت کار کا طالب ہوا۔ ذوالفقار خان نے بھی باپ
سے التماس کی کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن کی طرف لے جائے اور پھر لشکر جمع کرکے تلافی کیجئے
اسدخان جہان دیدہ اور تجربہ کار اور مدبران روزگار کا سردار تھا اوسنے کہا کہ سپاہ اور توپخانہ
کی گردآوری خزانہ کی امداد بغیر نہیں ہوسکتی اور خزانہ سے ایک مہینہ کا خرچ وصول ہونا
دشوار ہے اسلیئے سوا شورش فتنہ و خرابی خلق و خونریزی سپاہ کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ آب
از جوے رفتہ باز آمدن امریست متعذر الوقوع بیٹے کی اس عزیمت کا مانع ہوا اور اوسنے
کہا کہ اولاد تیموریہ میں سے جو شخص تخت فرمانروائی پر قدم رکھے ہم پر اوس کی اطاعت واجب
ہے۔ اگرچہ اس معنی کا حسن عقل سلیم و راے صحیح پر پوشیدہ نہین ہے۔ اسدخان کو بیٹے کا
اس حرکت سے باز رکھنا سب طرح سے مستحسن الوجوہ تھا لیکن مآل کار سے وہ واقف نہ تھا
کہ قضا نے اوسکو غافل کیا۔ آصف خان نے جہاندار شاہ کو قلعہ مین نظربند کیا۔

ذکر سلطنت محمد فرخ سیر

۲ رجب ۱۰۹۵ھ کو فرخ سیر پیدا ہوا جب بہادر شاہ نے اپنے بیٹے عظیم الشان کو صوبہ
بنگالہ سے طلب کیا تو عظیم الشان نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین نائب مقرر کیا اور خود
باپ پاس گیا اور اوسکے ساتھ ہوکر اعظم شاہ سے لڑا اور اوسکو مارا۔ بہادر شاہ ہندوستان کا
بادشاہ ہوا۔ جب ۵ جلوس مین بہادر شاہ لاہور مین تھا اور صوبہ بنگالہ مین اعزالدولہ خانخانان
صوبہ دار مقرر ہوا تو فرخ سیر حضور مین طلب ہوا اور وہ ۲۴ برس کی عمر مین صوبہ بہار مین
آیا اور یہان جس سبب سے مقیم ہوا وہ ہم نے اوپر بیان کردیا۔

ان ہی ایام مین محمد رضا مخاطب بہ رعایت خان جو بہادر شاہ بادشاہ کے منصوبون
مین تھا اوسنے دکن سے صوبجات مشرقی مین آکر قلعہ داری رہتاس کا ایک جعلی فرمان بنالیا

رہتاس پر فرخ سیر کی فتح +

+ فرخ سیر کی ... [illegible]

پٹنہ سے دارالخلافہ کی طرف فرخ سیر دو سپہ سالارون اور صف شکن خان و خواجہ عاصم
اور رفیقون کے ساتھہ چلا اوسکی کل سپاہ پچیس ہزار سوار تھے اور خرچ کی بہت تنگی تھی محمد
عظیم الشان کی جاگیر کے بنگالہ کے صوبون سے اٹھائیس لاکھہ روپیہ عبداللہ خان کے اور پچیس
لاکھہ روپیہ فرخ سیر کے ہاتھہ آئے تھے۔ اور دو تین لاکھہ روپیہ کی جنس تجار پٹنہ سے قرض
لی تھی۔ جہاندار شاہ نے یہ سنکر کہ فرخ سیر پٹنہ سے چلا ہے اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو پچاس ہزار
سوارونکے ساتھہ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے مقرر کیا۔ خواجہ احسن خان مخاطب خاندوران خان
کو شاہزادہ اور تمام فوج کا اختیار دیا اور توپخانہ سنگین ہمراہ کیا قلیج خان بہادر پسر غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ نے بہادر شاہ کے عہد مین استعفا دیکر گوشہ نشینی اختیار کی تھی اوسکو شاہزادہ کی مدد
کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ پیچھے روانہ ہوا۔ جب وہ آگرہ مین آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ شاہزادہ جمنا پار چلا
گیا ہے اور سردارون کی آپس کی نا اتفاقی کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر مین جوتیون مین
دال بٹ رہی ہے تو اوسنے آگرہ مین توقف کیا۔ شاہزادہ اعزالدین قصبہ کھجوہ مین آیا اور
اوسنے سُنا کہ محمد فرخ سیر تیرہ چودہ کروہ پر ہے تو اوسکے دل مین شمشیر سادات کا خوف پیدا
ہوا اور اواخر شوال مین اوسنے منزل کھجوہ مین اقامت کی اور اپنے خیمہ اور لشکر کے خیمون
کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مورچال باندھے۔ یون دشمن کو اپنے اوپر دلیر کیا جب
ایک دو کوس کے فاصلہ پر سید عبداللہ خان حسین علی خان کے پیش خانہ کے جھنڈے
نصب ہوئے۔ فوجون مین کچھہ مقابلہ نہ ہوا مگر اعزالدین کی فوج پر سید عبداللہ خان نے
اطراف کے دیہات کی دیوارون پر مورچال باندہ دیکے تیسرے پہر سے رات کے تیسرے پہر تک توپین
ماریں شہزادہ اعزالدین لال کنور کی ناموافقت کے سبب سے باپ کی نظر سے گرا ہوا تھا اور اس مہم مین
خاندوران خان کے تسلط کے سبب سے بالکل بے اختیار رہتا تھا۔ ان وجوہ سے زیادہ بیدل اور دل باختہ
ہوا۔ خاندوران خان کی پیشانی سے نامردی ٹپکتی تھی۔ ان دونون مین مشورہ ہوا اور دونون
ایسے ڈرے کہ اپنی مقدور کے موافق جواہر و خزانہ اشرفی اٹھایا اور باقی تمام خزانہ و خیمہ و توشک خانہ
و کارخانجات بیوتات چھوڑکر تین پہر رات گئے بھاگ گئے۔ اکثر عمدہ امرا اپنی مایحتاج ضروری بھی

جب تک صاحب سکہ وخطبہ نہون صلاح دولت نہین ہے ان ہی دنون مین حسین علی خان
بارہ پٹنہ مین عظیم الشان کا نائب تھا اور سرکشون کی سزا کے لئے پرگنات مین گیا ہوا تھا
جب اوسنے یہ خبر سنی کہ اور بھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر آنے بغیر فرخ سیر نے عظیم الشان کا
سکہ وخطبہ جاری کیا تو اوسکو فرخ سیر کی طرف سے ملال ہوا اور ایسے ہی فرخ سیر کے دل میں
سادات بارہ کی ذاتی شجاعت کا اور صوبہ مین حسین علی خان کے تسلط کا وسوسہ عظیم پیدا ہوا
نامہ وپیغام مودت التیام بھیجکر سید کو مستمال کیا اور اپنے پاس بلایا اور والدہ فرخ سیر حسین علیخان
سے ملتجی ہوئی اور فرخ سیر کی زبانی قول اور عہد اور ایفا اور ختیار اور مدار سلطنت کو بیان
کر کے ایسا اوسکو مطمئن کیا کہ طرفین کے وسواس وہراس اخوت سے مبدل ہو گئے۔ اسی عرصہ
مین عظیم الشان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی تو محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر اوائل ربیع الاول
۱۱۲۴ھ مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا۔ اور روز بروز حسین علی خان اور فرخ سیر کے استقلال
کے باب میں عہد وپیمان استوار ہوتے گئے۔ الہ آباد کا صوبہ دار سید عبد اللہ خان عرف
حسن علیخان تھا اور بتبدیل سلطنت سے اوسکو بنگالہ کا خزانہ ہاتھ لگا تھا اور صاحب اشجاع
مشہور تھا۔ فرخ سیر کے دل مین اوسکی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ جہاندار شاہ کی طرفداری کرے گا
اور میری اطاعت نہین کریگا اوسکو فرمان تسلی بھیجا۔ اس مین ان اقرار ونکا بیان کیا جو اوسکے
بھائی سے ہوئے تھے اور خزانہ کے تصرف کی اجازت دی اور سپاہ کی نگاہداشت کی
ترغیب دی اور حسین علی خان نے بھی اس بارہ مین اپنے بھائی سید عبد اللہ خان کو لکھا اور
غبار دوئی کو اوس کے آئینہ خاطر سے دور کیا۔ غرض دونو بھائیون نے دل وجان سے مدد
رفاقت کا پیمان کیا۔ اور از سر نو عہد وقرار ہوئے اور اس مہم عظیم کے سرانجام مین دل سے
اتفاق کیا۔ آرے باتفاق جہان میتوان گرفت۔ اب فرخ سیر پٹنہ سے دار الخلافہ کی طرف
چلا۔ جب جہاندار شاہ کو فرخ سیر کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو وہ لاہور سے اوائل ربیع الثانی
مین دار الخلافہ مین آیا۔ سید عبد اللہ کو الہ آباد سے بدل کر سید عبد الغفار کو بھیجا جنگی لڑائی کا
حال پہلے بیان ہو چکا ہے +

اُس کو شکست نہ ہوگی تو وہ از سر نو ملک مین فساد مچائیگا اور مہم کو طول ہوگا اور عدم پایاب و بسیاری
آب کے سبب بھی یہ خیال تھا کہ فرخ سیر دریا سے جلد نہین اُتر سکتا - فرخ سیر کے لشکر مین خرچ
کی بڑی تنگی تھی وہ دو دو روز کا سفر ایک روز مین طے کرتا ہوا آتا تھا - وہ جمنا کے اس طرف کچھ آدمیون کے
ساتھ آیا اور بہت سا لشکر اوسکے پیچھے تھا اوسکو شب خون کے مارنے کا ایسا خوف تھا کہ اکثر سپاہی
گھوڑون کی لگامین پکڑے سرہانے لرزان اور دشمن سے ہراسان پوس کے مہینے کی اندھیری
رات مین چار پہر کھڑے رہے - آخر شب یازدہم ذی الحجہ مین سید عبد اللہ خان ہراول نے
ایک معبر تحقیق کیا جسمین پانی آدمی کی چھاتی تک تھا - وہ پانی کے اوپر سے جہاندار شاہ کے لشکر
کے سامنے سے معبر وز پانی سے اترا جو شاہجہان آباد کی طرف اکبر آباد سے چار کوس پر ہے
دشمن کی فوج کے عقب مین نمودار ہوا چار دن مین ساری فوج اُتر آئی - جہاندار شاہ کے سپہ سالار
اسوقت خبردار ہوئے کہ جب فرخ سیر کے لشکر کا سیلاب اونکے لشکر کے عقب مین آگیا - تو وہ
سراسیمہ ہوئے فوج ہماری اول سنبھال رہی از سر نو فوج کی ترتیب دشمن سے لڑنے کے لئے
کرنی پڑی اور توپخانے کے پیچھانے مین اہتمام کرنا پڑا - ایک پہر دن باقی تھا کہ سید عبد اللہ خان
ہراول نے لڑائی شروع کی - ایک عجیب و غریب دار و گیر ہوئی - جہان تک نظر کام کرتی تھی تلوارین
چمکتی نظر آتی تھین - ان حملون مین صف شکن خان کہ فیل پر حسین علی خان کا ردیف تھا اور
فتح علی خان داروغہ توپخانہ محمد فرخ سیر و زین الدین خان پسر بہادر خان رہیلہ اور میر اشرف
برادر میر مشرف کشتہ ہوئے چھبیلہ رام ناگر و خان زمان کنارہ کشی کرکے قابوے وقت کے منتظر
جہاندار شاہ کی طرف سے جانی خان جہان شاہی و ممتاز خان مارے گئے حسین علی خان نے
عرصہ کارزار مین اپنی فوج پر دشمن کا غلبہ دیکھا ہندوستان کے بہادران تہور پیشہ کی طرح
ہاتھی سے اُترا اور بارہہ کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر پیادہ کام کیا اور تیر و گولیون سے
زخمی ہو کر بے خبر معرکہ مین پڑا - سید عبد اللہ خان کی فوج بھی تیر باران کے صدمات سے متفرق
ہو گئی تھی اور اوسکے نشانون کے فیل بھی اکثر جماعہ دارون کے ساتھ سے جدا ہو گئے تھے
اوسکے ساتھ سو دو سو سوارون سے زیادہ نہ تھے کہ سید عبد الغفار سید عبد اللہ خان کے ہاتھی کے روبرو آیا

نہ اٹھا سکے اور گھوڑون پر زین نہ لگا سکے اور فرار مین ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے گرتے پڑتے
جان سلامت لیگئے جب سہرا کا سونا فرخ سیر کے لشکر کو دشمن کی ہزیمت کی خبر سنائی تو بے شمار پیادے
اور سوار لوٹ پر ایسے جھکے جیسے کہ بھوکا باز اپنے شکار پر گرتا ہے - ہاتھی گھوڑے وخزانہ وخیمہ
اور کل کارخانجات لوٹ لے جنکو ایک عذ کی روٹی میسر نہ تھی اور رات کو فاقہ سے سوتے تھے
اونھون نے ذخیرے جمع کر لئے غرض فرخ سیر کے لشکر کی عسرت عشرت سے بدل گئی - اعزالدین تباہ
حال اکبرآباد مین آیا قلیج خان نے اوسکو مصلحت بتلائی کہ اکبرآباد مین جہاندارشاہ کے حکم آنے
تک منتظر رہو جہاندارشاہ - ۱۲ جمادی الاولی کو دارالخلافہ شاہجہان آباد مین آیا - اعزالدین کی
فتح پر آنکھین لگائے بیٹھا تھا کہ اوسکے پاس بیٹے کے فرار ہونے کی خبر آئی تو وہ وسط ذی قعدہ ۱۱۲۴ھ
دارالخلافہ سے باہر آیا - ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو ہراول بنایا - اور کوکلتاش خان بہادر
واعظم خان وجانی خان وسہراب خان اور امیران توران کے بہادر اور توپخانہ کو لیکر نکلا - اور
ستر اسی ہزار سوار وپیادے جمع کئے - فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے سموگڈہ مین اکبرآباد کے متصل آیا -
فرخ سیر بھی سید عبداللہ خان وسید حسین علی خان کی بامردی اکبرآباد کے قریب آیا - اوسکے لشکر مین
خرچ کی بڑی تنگی تھی جہاندارشاہ کی سپاہ کی افزونی وتوپخانہ اور اسباب جنگ عقلاً کے نزدیک اسپر
دلالت کرتا تھا کہ کبھی وہ مغلوب نہین ہوگا لیکن اسکے بعضے اطوار نا ہموار اور کم اصل بدنام آدمیونکو
ہمراہ لانا ایسا تھا کہ سب سے امراء قدیم وجدید اور تمام سرداران سپاہ آزردہ خاطر تھے اور زبان پر گلے
اور کلمات یاس لاتے تھے اور بعضے کورکے نامداران بانام ونشان اس تدبیر جہاندارشاہ سے آزردہ
خاطر تھے کہ اونھون نے فرخ سیر سے عہد موافقت کر لیا تھا - ذوالفقار خان اور کوکلتاش خان مع برادر
جہاندارشاہ کے جان نثار عقیدت نشان بندے تھے مگر حسد ونفاق اس قدر آپس مین رکھتے تھے کہ ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے تھے - اکثر عمدہ کامونکو آپس کی ضد ابتر وضائع کرتے تھے - اور ایک دوسرے
کے ہتیمال مین منصوبے باندھتے تھے خصوصاً کوکلتاش خان حسد ذاتی کے سبب سے ہر وقت سامنے
سلیم کے خلاف کام کرتا تھا - ایک کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار کسی طرح نہین آنے دینا چاہیے
اور خود جمنا پار جا کر مقابلہ کرنا چاہیے - دوسرا کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار اترنے دین - اگر ہم جمنا پار جا کر

لاشون مین اپنے بھائی حسین علی خان کی جستجو کے لئے آدمی بھیجے۔ وہ بے خبر اور لحیہ کی دست انداز
سے ننگا پڑا ہوا تھا جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کا مژدہ پہنچا تو اوسکے قالب مین جان آئی
اوسکو اوٹھا کر عبد اللہ خان پاس لائے۔ جہاندار شاہ رات کو اکبر آباد مین رہا اور بقول مشہور
ڈاڑھی کو صفاچٹ کرا کے تغیر وضع وہیئات کر کے آخر شب مین لعل کنور کے ساتھ شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا۔ ذو الفقار خان اور جہاندار شاہ ایک پہر کے فرق سے شاہجہان آباد مین پہنچ گئے
آصف الدولہ پاس جہاندار شاہ گیا اور مصلحت کار پوچھی۔ ذو الفقار خان نے بھی اس باب مین
باپ سے التماس کیا کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن لے جائے اور پھر لشکر جمع کر کے تلافی کیجئے
آصف الدولہ جہاندیدہ اور آزمودہ کار تھا جب اوسنے دیکھا کہ کام ہاتھ تلے سے نکل گیا
معز الدین فرمانروائی کے قابل نہین رہا۔ روپیہ نہین سپاہ کی گرد آوری کی جائے صلاح کار
اسمین جانی کہ معز الدین کو قلعہ مین بھیجکر نظر بند کیا اور ذو الفقار کے ارادہ جہان آشوب کا
مانع ہوا اور کہا کہ اولاد تیمور مین سے جو کوئی فرمان فرما ہو ہم کو اوسکی اطاعت لازم ہے جہاندار شاہ
کو دوسری سمت مین لے جانے اور تازہ فتنہ و فساد کے باعث ہوتے ہین خدا علیم ہے کہ
مآل کار کیا ہو۔ آصف خان کی یہ نصایح بموقع و بجا تھین لیکن وہ نہین جانتا تھا کہ یضحک القدیر
علی التدبیر۔ اس تدبیر مین بیٹے کی جان جائیگی اور دولت موروثی خاک مین ملیگی جسکا آگے بیان
ہوگا۔ جہاندار شاہ کی سلطنت دس مہینے رہی +

سوانح سال اول فرخ سیر

فتح کے بعد سید عبد اللہ خان کی وساطت سے اول قلیچ خان بہادر اور سرداران تورانی
آداب تہنیت بجا لائے اور مورد عنایات و آفرین ہوئے۔ بادشاہ نے سید عبد اللہ خان کو مع
لطف اللہ خان صادق اور امرا کے دار الخلافہ کے بند و بست کے لئے روانہ کیا۔ بادشاہ
ایک ہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ۱۳ محرم ۱۱۲۴ کو بارہ پلہ پر جو دار الخلافہ
کے متصل ہے اوترا۔ سید عبد اللہ خان کو قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب اور رتبت ہزاری
ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب عطا کیا اور وزارت کلی تسلیم کی۔ سید حسین علی خان کو

اور کہا کہ مین سید عبدالغفار ہون - ایک تیر سید عبداللہ خان کی طرف چلایا اونسے اوسکے تیر کو
رد کرکے اپنے تیر سے سید عبدالغفار خان کو زخمی کرکے بھگا دیا - سید عبداللہ خان کو معلوم نہ
ہوتا تھا کہ مین کہان جاتا ہون اور انجام کیا ہوگا کہ کچھ آدمی ایسے آن ملے جنسے اوس کو
تقویت ہوئی - اسنے یہ چاہا کہ جہاندار شاہ کی فوج کے عقب سے خصم کی بہیر پر جاپہونچے لیکن اطراف
کی فوج کے صدمات سے اوسکو معلوم نہ تھا کہ کہان مین نکل سکون گا اسلئے وہ ایک پشتہ پر
چڑھا جو تیر رس فاصلہ پر جہاندار شاہ کے قول اور فیل پر مشرف تھا جہاندار شاہ کے
لشکر مین فتح کے شادیانے بج رہے تھے لیکن اسکو یہ خبر تھی کہ عقب فوج مین خصم کیا کر رہا ہے
سید عبداللہ خان نے تھوڑے سے آدمیون سے تیر مارنے شروع کئے - سادات بارہ کمان جنگ ہاے
آسرے - اور زنانہ کے سواری کے ہاتھیون میں ایک آشوب غریب پیدا کیا - ابھی جہاندار شاہ
دفع خصم مین نہین مشغول ہوا تہا - کہ لال کنور اور نغمہ سرایون اور خواجہ سرایون کی سواریوں کے
ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش وخروش میں آئے اور اپنی جگہ کو خالی کیا جسنے جہاندار شاہ
کے ہمراہی اکثر ڈر گئے جہاندار شاہ دشمن کی طرف متوجہ ہونا چاہتا تھا کہ اسکا ہاتھی بھی
اور ہاتھیون کی طرح شوخی کرنے لگا اور فیلبان کے اختیار مین نہیں رہا - اس حالت مین
سید عبداللہ خان کی افواج متفرقہ بھی جمع ہوگئی - سادات بارہ نے قدم جرأت آگے
رکھا - جہاندار شاہ کے لشکر مین ایسا خلل ڈالا کہ وہ بھاگ گیا - جہاندار شاہ کی مدد کو کلتاش خان
جاتا تھا کہ علی اصغر خان اور چھبیلہ رام ناگر نے اسے گھیر لیا اور زخمی کیا - رضا قلی خان داروغہ
توپخانہ بھی کام آیا اور اعظم خان برادر کوکلتاش بھی زخمی ہوا - جہاندار شاہ کا حال ایسا تنگ ہوا
کہ لعل کنور کی سواری کے ہاتھی مین جا بیٹھا اور شام کے وقت آگرہ چلا گیا - پہر رات گئے ذوالفقار خان
دشمن سے لڑتا رہا اور جہاندار شاہ اور اعزالدین کی خبر کی جستجو کرتا رہا - لوگون کو روپیہ دیکر
اطراف مین دوڑایا کہ اگر سیر جہاندار شاہ کو پاوین اور یہان لاوین تو اوسکی تقویت سے
حریف کو آگے سے ہٹا دے - مگر ان گم گشتون کا پتا نہ لگا تو ذوالفقار خان بھی مایوس ہوکر
شاہجہان آباد کی طرف چلا - فرخ سیر کے لشکر مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا سید عبداللہ خان نے

اگرچہ محمد فرخ سیر وسیع الاخلاق اور قدردان تھا ہر ایک کی خدمت اور تردد کے مقابل مین چاہتا تھا کہ بقدر امکان منصب و عمدہ خدمات عنایت کر کے ہم چشمون مین ممتاز کرے مگر اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تھا امور سلطنت سے بے خبر۔ خردسالی سے صوبہ بنگالہ مین باپ دادا سے دور نشو نما پایا۔ استقامت مزاج و رائے صائب نہین رکھتا تھا اورون کی رائے پر چلتا تھا قسمت سے تاج و سلطنت مل گیا تھا۔ خاندان تیموریہ کا جوہر شجاعت تھا وہ اوسکے خلاف جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کے سخن کی تہ پر نہ پہنچتا۔ ابتدا سے اپنی سلطنت کا مادہ فساد خود ہی جاجسکا بیان مفصل آگے آتا ہے آغاز جلوس مین بڑی غلطی اصول بنائے جہانبانی مین اوسنے یہ کی کہ منصب وزارت سید بارہ عبداللہ خان کو دیا منصب وزارت ایک ایسا امر خطیر ہے کہ پہلے ہمیشہ بادشاہون نے مدتون کے امتحان کے بعد اون باوقار اور صاحب حوصلہ دانشمندون کو دیا ہے جو بردباری کی صفت و تجربہ کاری اور طبع حلیم اور رائے سلیم رکھتے تھے سادات بارہ کی شجاعت و بہادری ضرب المثل تھی وہ اکبر شاہ کے عہد سے پایہ امارت پر پہنچے تھے مگر شاہجہان نے اپنی ۳۱ سال کی سلطنت مین اور اورنگ زیب نے اپنی اکیاون سال کی بادشاہت مین کسی بارہ کے سید کو وزارت کا منصب نہ دیا اور اونکو اس منصب کے دینے کے سبب سے جو خرابیان سلطنت مین واقع ہوئین وہ آگے بیان ہوتی ہین کہ سید اس امر خطیر کے بار سنگین کو اٹھا کر خود مطعون عالم ہوئے اور اہل عالم مین اور بادشاہان ہفت اقلیم مین اونکی آقاکشی کی بدنامی ہوئی اور تمام سواد اعظم ہندوستان مین فساد و آشوب پھیلایا اور آخر کار خود دولت بارہ کے استیصال کے سبب ہوئے جسکا بیان اب آگے آتا ہے۔ عاقلون نے سچ کہا ہے کہ ہر یکے را عقل بکمال و فرزند بجمال نماید لیکن ایسا نہین ہے کہ ہر یکے را بہر کارے آفریدہ اند صدارت و دیوانی خالصہ تن کا اس طرح فیصلہ ہوا کہ صدارت تو موافق بادشاہ کے حکم کے افضل خان کو اور دیوانی خالصہ لطف اللہ خان صادق کو ملی اور چھبیلہ رام ناگر کو اکبرآباد کی صوبہ داری مگر آپس مین عداوت کا تخم دلون مین بویا گیا +

میر جملہ نے بادشاہ کے مزاج مین دخل پیدا کیا۔ اگرچہ وہ آشناؤن اور محتاجون کے ساتھ

امیر الامرا بہادر فیروز جنگ کا اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب مرحمت کیا اور میر بخشی کی خدمت پر مقرر کیا محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب یا ہزاری ہزار سوار کا منصب پر اضافہ کیا اور بخشی دوم مقرر کیا قلیچ خان کو جو پنج ہزاری تھا ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب اور نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور دکن کا صوبہ دار کیا۔ جہانگیر نگر کے قاضی عبد اللہ تورانی کو فرخ سیر نے اپنی روانگی سے پہلے پیشتر بعض مقدمات کی صلاح کے لئے خفیہ شاہجہان آباد بھیجا تھا اوسکو خانخانان میر جملہ کا خطاب اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا خطاب دیا۔ گرچہ بحسب ظاہر دیوان خاص کی اور ڈاک کی داروغگی کی خدمت اوس کو سپرد تھی لیکن وہ ہمدم و محرم راز تھا دستخط خاص کا اختیار اوسکو دیا۔ وہ بالکل بادشاہ پر حاوی ہوا اور کل خلقت کا مرجع بنا +

بادشاہ و وزیر کی ناموافقت +

قطب الملک سید عبد اللہ خان حکم کے بموجب شاہجہان آباد مین بندوبست ملکی کے لئے آیا اور سلطنت کے نظم و نسق اور مہمات ملکی اور وزارت کے کامون مین مشغول ہوا تو اول بادشاہ اور وزیر کے درمیان نزاع اسپر ہوا کہ جب فرخ سیر سے قطب الملک جدا ہوا تو بادشاہ نے دیوانی خالصہ پر چھبیلہ رام ناگر کو مقرر کیا اور افضل خان کو جو بادشاہ کا اوستاد تھا صدر الصدور مقرر فرمایا اور قطب الملک نے دار الخلافہ مین پہونچکر دیوان خالصہ لطف اللہ خان صادق کو اور صدارت کل پر سید امجد خان کو مقرر کیا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بھی یہ سید اس خدمت پر مقرر تھا۔ جب بادشاہ دار الخلافہ مین آیا تو وہ سلطنت کے کامون پر متوجہ ہوا صدارت اور دیوانون کے مقرر کرنے کے باب مین بادشاہ اور وزیر کے درمیان مضائقہ ہوا۔ قطب الملک نے کہا کہ اگر میرے مقرر کئے ہوئے آدمی برقرار نہ رہینگے تو میری وزارت کا اعتبار نہین رہیگا میر جملہ اور بعض اور حسد پیشہ مقربون نے اس بارہ مین بادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ بادشاہ اگرچہ نوکرون کو اختیار دیتے ہین مگر اونکو چاہیے کہ وہ اپنی حد کو نگاہ رکھین نوکر کی کیا مجال ہے کہ بادشاہ کے حکم بدون عمدہ خدمات صدارت و نیابت و وزارت پر کسی کو تعین کرے +

خواجہ گر لطف بے عدد راند   بندہ باید کہ حد خود داند

اسد خان کا نام ابراہیم اور ذوالفقار خان کا نام اسمعیل تھا۔ اسی روز قلعہ مین جا کر جہاندار شاہ کو جو تربولیہ مین تنگ و تار جگہ مین مقید تھا مار ڈالا۔ محمد فرخ سیر ۱۷ محرم کو شہر و قلعہ مین داخل ہوا۔ ہاتھی پر جہاندار شاہ کے سر کو نیزہ پر لگایا۔ اور لاش کو حوضہ مین ڈالا۔ ہاتھی کی دم مین ذوالفقار خان کو اُلٹا لٹکایا اور شہر مین مشتہر کر کے لاش کو قلعہ کے دروازہ کے آگے ڈالا۔ ای برادر مادر دہرار خورد خونت مرنج + چون تراخون برادر ہمچو شیر مادر است

آصف الدولہ کو پالکی مین ڈال کر مع زنانہ سواریون کے حویلی خان جہان مین بطور محبوس کے رکھا کچھہ اسباب سوا بدن کے کپڑون کے ان قیدیون پاس نہ تھا۔ ان باپ بیٹون کو کلتاش خان و راجہ سبھا چند کے اموال و اسباب کو ضبط کیا۔ سبھا چند نے زبان درازی کی تو اوسکی زبان کاٹی گئی۔

لاچین بیگ مخاطب بہادر دل خان کا نام تسمہ کش مشہور ہو گیا۔ نہ تقصیر ہوتی نہ اسکا ثبوت کچھہ ہوتا مگر تسمہ گلے کا ہار بنتا۔ اسلئے امراء عالمگیری اور بہادر شاہی کے دلون مین تسمہ کا خوف ایسا پیدا ہوا۔ کہ جب گھر سے بادشاہ کے مجرے کو آتے تو اپنے گھر والون سے کہا سنا معاف کرا کے آتے تسمہ کشی بھی ایک پیشہ رزق کا وسیلہ ہو گیا +

ہدایت کیش خان کو اس جرم مین مارا کہ وہ محمد کریم برادر فرخ سیر کا ہاتھی جہاندار شاہ کے پاس لایا تھا اور ہدایت اللہ خان کے قتل کے لئے بیگم کا رقعہ جعلی بنایا گیا +

شاہ قدرت اللہ درویش کو محض اس شہرت سے کہ کبھی کبھی جہاندار شاہ اوسکو شریک مصلحت کرتا تھا فنا کیا۔ حکیم سلیم کو جو عظیم الشان کے مقرب نوکرون میں تھا اور یہ مشہور تھا کہ اسی کی صلاح سے شاہزادہ مارا گیا اسکو میر جملہ نے اعزاز کے ساتھ اپنے گھر مہمان بلایا + اور اوسکو پھانسی دیدی۔ اکثر آدمیون کے مارنے کی بدنامی میر جملہ کی نسبت مشہور ہوئی + حکم ہوا کہ جہاندار شاہ کے ایام سلطنت کو عہد مخالف لکھہ کر ابتداء سال جلوس محمد فرخ سیر غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ سے شمار کی جائے +

جب نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن مین آیا۔ اسکی شمشیر موسعتی کے صدمہ سے اور اُسکی

فیض رسانی کرتا تہا اور خلق اللہ کے اجراے کار اور دیانت مین ممتاز تہا اور ایک عالم اُس سے
کامیاب ہوتا تہا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ فرمان فرمائی ہند کا اختیار سادات بارہ کے ہاتھہ
مین رہے۔ دونو بھائیون کے ہاتہہ مین اقتدار سلطنت دیکھ کر حسد کے مارے جلا جاتا تھا
اظہار خیرخواہی و ہمدمی کے وسیلہ سے مقربان تازہ پیدا ہوئے اونہون نے بادشاہ اور سادات
بارہ کے درمیان اور آتش فساد کو بھڑکایا +

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان نے بارہ پلہ پر خیمہ لگایا۔ اور بادشاہ کی ملازمت کا ارادہ کیا
امیرالامرا حسین علی خان کو بادشاہ اور میر جملہ کے مشورہ پر اطلاع تھی اوسنے آصف الدولہ
پاس پیغام بہیجا کہ اگر میری وساطت سے بادشاہ پاس جاؤگے تو کوئی تمہاری سر کا ایک بال بیکانہ
کر سکے گا جب اور صاحب مدار اس بات پر مطلع ہوئے تو اسکو صلاح وصوابدید دولت کے خلاف
جانکر تقرب خان کو جو ایرانی ہونیکی وجہ سے ذوالفقار کا ہم جنس تھا اس پاس بھیجا کہ اوسکی تسلی
کرے کلام اللہ کی قسم کھا کر خاطرنشان کرے کہ امیرالامرا کی معرفت بادشاہ کی ملازمت کرنے
مین سواے ندامت و خسارہ جانی و مالی کے کوئی اور فائدہ نہ ہوگا۔ حاصل یہ کہ میر جملہ آصف الدولہ
اور ذوالفقار خان کے ہاتھہ باندہ کے بادشاہ پاس لایا آصف الدولہ نے تقصیرات کے عذر
مین اور عفو جرائم کے لئے دو تین کلمے التماس کئے۔ بادشاہ نے مہربانی کرکے اونکے ہاتہہ کھلوائے
خلعت مع جواہر عنایت کئے اور آصف الدولہ کو حکم دیا کہ آپ اپنے خیمہ مین تشریف لیجایئن اور
ذوالفقار خان خیمہ مین باہر بیٹھے اسسے ایک مصلحت ضروری کا پوچھنا ہے۔ آصف الدولہ نے
جان لیا کہ بیٹے کی موت آگئی روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا اور ذوالفقار خیمہ ماموربین جا کر بیٹھا
اوسکو امرا اور جیلیون نے گھیر لیا عظیم الشان اور محمد کریم کے خون کے دعوی کی بابت
کچھہ باتیں کہین ذوالفقار خان نے ۔ ہرکہ دست از جان بشوید ٭ ہرچہ در دل آید بگوید
پر عمل کیا۔ لاچین بیگ نے تسمہ اوسکی گردن مین ڈالا اور اور جیلیون نے مارکر اوسکا دم نکالا
باپ نے بیٹے کے قتل کی یہ تاریخ کہی **بیت**

ہاتف شام غریبان باد و چشم خون فشان گفت ابراہیم اسمٰعیل را قربان نمود

اور میر جملہ +

کے لئے عمدہ کارسازی نہ کرلیتا کسی کام پر متوجہ ہوتا اور میر جملہ پاس جو صاحب مطلب رجوع کرتا تو عطا ے و اضافہ و تفوض خدمت سے بے غرضانہ بہ نیابت بادشاہی دستخط کرکے اسکو کامیاب کرتا - یہ بات وزارت کے دستور کے خلاف سیدون کی بے استقلالی کا باعث ہوئی جس سے دونو بھائی رنجیدہ خاطر ہوتے بعض اوقات میر جملہ سادات بارہ کے گلہ شکوہ کو اظہار خیر خواہی کا سرمایہ بناتا اور انواع دلائل سے بادشاہ کے خاطر نشان کرتا کہ اسقدر عمدہ خدمات اور اختیار ملکی حوصلہ سادات بارہ سے باہر ہے اور اونکے اطوار ناہموار سے نمک حرامی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور خلوت میں گاہ و بیگاہ ایسے کلمات بادشاہ کے دل نشین کرتا کہ دونو بھائیون کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسے پیدا ہوتے تھے اور امیر الامرا اور سید عبداللہ خان کے دستگیر کرنے کی مگر تدابیر و مصلحت کرتا محسن خان کے باغ مین سیر و شکار کے قصد سے بادشاہ گیا - یہان ہر چند مختلف تمہیدات اس ارادہ کی کین مگر کوئی پیش رفت نہ ہوئی مشہور یہ تھا کہ بادشاہ کی والدہ نے اس قول پر نظر کر کے کہ دونو بھائیون سے کیا تھا سید عبداللہ خان کو اس راز کا اشارہ کر دیا تھا +

شاہزادون کا مکحول ہونا +

اعزالدین پسر جہاندار شاہ جو معرکہ جنگ سے باپ کے بھاگنے کے بعد اکبر آباد مین پنہان ہوا تھا اور گرفتار ہو کر آیا تھا اور محمد ہمایون بخت فرخ سیر کا چھوٹا بھائی دس گیارہ برس کا تھا اور والا تبار جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا ان شاہزادون کی آنکھون مین سلائی پھیری گئی - اور جہان روشن انکی نظرون مین سیاہ کیا گیا بس کام مین سادات بارہ کو کچھ دخل نہ تھا عوام الناس اس کام کو میر جملہ سے نسبت کرتے تھے لوگ سمجھتے ہین ان گناہون کی سزا فرخ سیر کو بھی یہ ملی کہ ان دنون مین اسکا دو برس کا بیٹا مر گیا - اسکا نور چشم بہہ گیا انکا وہ نور گیا - اگر فرخ سیر کو گناہ کی یہ سزا ملی کوئی پوچھے کہ ان معصومون کو کس گناہ کی سزا ملی تھی - دنیا کے بھی عجیب معاملات ہوتے ہین کہ سیدون کو فرخ سیر کے بادشاہ بنانے کا یہ گھمنڈ تھا کہ سلطنت کے سارے اختیارات ہمارے ہی مٹھی مین رہنے اور فرخ سیر کو یہ خیال تھا کہ جنکی پامردی سے سر پہ تاج رکھا گیا ہے ان ہی

راے صائب سے بغیر اسکے کہ دکن کے مرہٹون سے لڑائی ہو۔ ایام سابق کی نسبت ملک و قافلون کی تاخت و تاراج مین تخفیف ہو گئی مگر نصرت جنگ و داؤد خان کے دستور عمل کے موافق جہان مرہٹون کا ہاتھ پہنچتا تہا دار و مدار کر کے جو حصہ لیتے تھے فتح جنگ کی صوبہ داری کا باقی حال آگے بیان ہوگا +

ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر ۱۱۲۶ھ

مہاراجہ اجیت سنگہ نے عالمگیر کے عہد مین تمرد کیا تھا اور جودہ پور مین مساجد کی تخریب کر کے بتخانے بنائے تھے بہادر شاہ کو اعظم شاہ و کام بخش و بابا بندہ سکہہ کی مہمات سے فرصت نصیب نہ ہوئی اسلئے یہ مہم تعویق مین پڑی رہی جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو مہاراجہ نے کوئی حسن خدمات کر کے رفع ندامت نہین کی اسلئے امیر الامرا حسین علی خان چند امرا کے ساتھ اسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ مہاراجہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ افواج بادشاہی کے صدمہ سے خائف ہوا اور امیر الامرا کی خدمت مین وکلائے معتبر کو مع تحفون کے بھیجا اور عفو جرائم کی التماس کی اس ضمن مین فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان برہم کارونکی سعایت سے ایسا عناد و فساد بڑہ گیا کہ فرخ سیر نے عبد اللہ خان کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو عبد اللہ خان نے امیر الامرا کے بلانے کے لئے نوشتجات روانہ کئے۔ امیر الامرا نے قطب الملک کے ایما سے اجیت سنگہ سے ان شرائط پر صلح کر لی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیشکش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے۔ امیر الامرا شائستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑ کر بادشاہ پاس آیا +

سید عبد اللہ اور امیر الامرا یہ چاہتے تھے کہ کوئی کام و منصب و اضافہ و خدمت ہم دو بھائیون کی تجویز و صلاح کے بغیر صورت پذیر نہ ہو اور بادشاہ نے میر جملہ کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کا حکم دیدیا تھا اور مکرر فرمایا تہا کہ میر جملہ کی زبان میری زبان ہے اور میر جملہ کے دستخط میرے دستخط ہین۔ قطب الملک نے رتن چند بقال کو اپنا دیوان بنایا اور راجہ کا خطاب و دو ہزاری منصب دیا تمام امور سلطنت اور وزارت مین اختیار دیا وہ جب تک اپنے لئے (اور سید عبد اللہ خان

حسین علی خان کا مہاراجہ اجیت سنگہ پر فوج کشی کرنا اور مہاراجہ کا صلح کر کے اطاعت کرنا +

قطب الملک اور امیر الامرا کا اختیار دیوانی اور وزارت

صوبہ عظیم آباد عرف پٹنہ کی صوبہ داری پر اسنے پہلے جائے کہ امیر الامرا دکن کو روانہ ہو چنانچہ
میر جملہ کو صوبہ داری کا خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر الامرا نے یہ بھی عرض کیا کہ میرے
جانے میں اول شرط یہ ہے اگر میری غیبت مین پھر میر جملہ کو طلب کیا یا میرے بھائی قطب الملک
سے اور قسم کا سلوک کیا تو مجھکو بیس روز مین آیا ہوا جانو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اختیار
عزل و نصب جاگیر و خدمات جزو و کل قلعہ داران کا بدلنا میرے اختیار مین رہے۔ بادشاہ
نے بہ تقاضاء وقت اور مصلحت اوسکو قبول کیا۔ بلکہ مشہور یون ہے کہ بادشاہ نے طوغا و کرہا
مہر خاص اپنے ہاتھ سے امیر الامرا کو دیدی کہ قلعہ دارون کے نام فرمان جاری کرنے مین حضور کے فرمان
کا محتاج نہ ہو۔ ان فساد آمیز گفتگوؤن مین امیر الامرا کے رخصت ہونے تک چار یا پانچ مہینے بارہ پلہ
مین توقف ہوا۔

نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن کا صوبہ دار ہوکر اورنگ آباد مین آیا۔ بغیر اسکے کہ راجہ
ساہو اور رانی تارا بائی سے قتال و جدال ہو اس نامدار سردار کی شمشیر زنی کی شہرت نے مرہٹون
کی فوجون کو ملک اور قافلون کے تاراج مین جو ہر سال شوخی کرتے تھے باز رکھا۔ اُن کا ہاتھ
سب جگہہ پہنچا تھا۔ اور اونکے گماشتے سابق سے چوتھ یعنی جمع مال کے چہارم حصہ وصول
کے لئے ہر محال مین جابجا مقرر تھے اور دستور کے موافق ہر سال دار و مدار کرکے وجہ چوتھ
پرگنات لیتے تھے۔ بھلا نظام الملک کی غیرت کب گوارا کرتی تھی کہ وہ اورنگ آباد کی نواحی
مین اسطرح چوتھ مرہٹے وصول کرین اسلئے اوسنے فوجدارون اور ضلع دارون کو تاکید کی
کہ راجہ ساہو کی گماشتون اور اُن کو اکثر جگہون سے اور محال اورنگ آباد سے بیدخل کرین۔
عید فطر سنہ جلوس کے بعد نظام الملک پانچ چھہ ہزار سوارون اور توپخانہ سنگین کے ساتھ
پرگنات کے بندوبست اور فوج غنیم کی دفع مضرت کے لئے نکلا اور محمد غیاث خان اور
عظیم کرن اپنے دیوان کو اور سردارون کے ساتھ پرگنون کے انتظام اور مفسدون کی
تنبیہ کے لئے متعین کیا۔ مرہٹون کے سردارون مین سے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہوئی
اور فرار ہو گئے۔ بندوبست سے خاطر جمع کرکے اور بعض سرکشون کی گوشمالی دیکر

نظام الملک بہادر فتح جنگ کی صوبہ داری دکن میں

ہی کے سر کو اول قلم کیجئے +

امیر الامرا نے دکن کی صوبہ داری کی درخواست کی اور یہ چاہا کہ ذو الفقار خان کی طرح داؤد خان کو اپنا نائب مقرر کرون کہ وہ ہر سال محصول دکن کا کل و بیہ ادا کیا کرے اور خود دکن نہ جاؤں اور حضور مین حاضر ہون - بادشاہ اور امیر جملہ کی مصلحت یہ تھی کہ وہ دکن جائے مگر امیر الامرا اپنے بھائی قطب الملک کو اکیلا بادشاہ پاس چھوڑنا مصلحت نہیں جانتا تھا دکن جانے پر راضی نہ ہوا - اسپر ایسی گفتگوئین باہم سخت ہوئین کہ دونو بھائیون نے دربار مین جانا چھوڑ دیا اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کرنے اور اپنی حویلیون کے گرد مورچے لگانے کی فکر مین ہوئے - بادشاہ نے بھی اپنے امرائے خیر اندیش کو جنمین عمدہ امیر جملہ و خانہ دوران خان و محمد امین خان تھے خلوت مین طلب کیا - ہر روز ایک نیا منصوبہ ہوتا اور کوئی امر قرار نہ پاتا - ان خبرون کے اشتہار و انتشار سے غلہ گران ہوگیا - اور دور اور نزدیک کے شہرون مین مادہ فساد آمادہ ہونے لگا - وزیر اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت جاری تھی اور خود بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر مین گئی اور اوس کو مطمئن خاطر کیا - یہ قرار پایا کہ اول قلعہ مین سادات اپنا بندوبست کرے اور پھر بادشاہ کی خدمت مین دونو بھائی حاضر ہون چنانچہ یہ بندوبست ہوا کہ قلعہ مین جا بجا سید عبد اللہ اور امیر الامرا کے آدمی بیٹھے اور دونو بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اپنی تقصیرات کا عذر کیا اور بادشاہ کی بدگمانی کا شکوہ کیا اور کمر سے تلوار کھول کر بادشاہ کے سامنے رکھدی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر غمازون کے کہنے سے بادشاہ کی خاطر مین کوئی وسوسہ آیا ہو تو یہ تلوار حاضر ہے سرون کو اڑوا دیجے اور اگر حقوق خدمت پر نظر کرکے قتل کرنا ناگوار ہو تو ہم کو منصب سے معزول فرمائیے کہ ہم حج کرنے اور اپنے آبائے کرام مزارون کی زیارت کے لئے روانہ ہون لیکن بخلل خوردون اور صاحب غرض درہم اندازون کہنے سے ہم جان فشان بندون کی باعث خفت و ضرر جانی و مالی ہو بادشاہ کی حق شناسی سے بعید ہے - غرض اوس کو فتنہ دفع کرنے کے لئے صلح اس بنا پر ہوئی کہ میر جملہ

بادشاہ کی سادات کے ساتھ بدگمانی بحد کمال ہو +

اور ابراہیم خان پاس سپاہ بھی مرہٹون سے کم تھی پندرہ سولہ ہزار سوار مرہٹون نے ابراہیم خان
کو گھیر لیا اور افغانون پر عرصہ کارزار گرم گیا۔ ابراہیم خان استقامت کرکے مرہٹون سے لڑا
اور نظام الملک سے کمک طلب کی۔ اوس نے بسرداری اپنے بسر ہشت سالہ محمد غازی الدین
خان کے باقی سپاہ روانہ کی۔ اور محمد غیاث الدین خان کو اس لڑکے کی اتالیقی کے لئے
مقرر کیا۔ مرہٹے فتح جنگ کے لشکر کے خوف سے بھاگ گئے اور مقابلہ نہ کیا۔ انبوجی
بادشاہی اطاعت اور مرہٹون کی رفاقت اور معاونت مین حکم مخنث کا رکھتا تھا اوس نے
نظام الملک کی فوج کے مقابل ہونے کی صلاح مرہٹون کو نہ دی۔ وہ جنگ بگڑ کر کے
بھاگ گیا۔ فتح جنگ کے بہادرون نے گڈھی کو مسمار کیا۔ اور با وجود برسات کے باشندہ کو
ان مرہٹون کا تعاقب کیا۔ ہر منزل مین لڑائی ہوئی۔ کافر کشی اور غنیمت کشی زیادہ ہوئی۔
مرہٹون کی گھوڑیان اور چھتریان اور نشان بادشاہی لشکر کے ہاتھ آئے اس طرح پر
لڑتے ہوئے منزلون کا طے کرنا فریقین پر خالی تعب سے نہ تھا۔ اس مابین مین جو گڈھیان مرہٹون
کی ملجا تھین یہ اہتمام تھا کہ لشکر شاہی کو اونکے محاصرہ کی فرصت نہ تھی اور دہات کے مقدمون
نے ہر ایک پر گنہ مین بسبب ظاہر غنیم کی مضرت کی دفع کے لئے احاطہ کمال استحکام کے ساتھ
کھینچا تھا۔ اور باطن مین اپنے مال و عیال کے دفع ضرر کے لئے مرہٹون سے رابطہ اتحاد گرم کیا
تھا اور ایسے اوقات مین کہ مرہٹون پر آفت آتی ۔ مرہٹون کے زن و فرزند کو وہ ان حصارون
مین جگہ دیتے اور فوج بادشاہی کی گزند سے محفوظ رکھتے پس جب ہٹے یہان آتے اسباب زائد
کو یہان چھوڑتے اور فرار کے لئے سبکبار ہو جاتے۔ اس طرح نشر اشی گروہ مرہٹون کا تعاقب
کیا جب وہ تنگ ہوئے تو دو ہاتھی چھوڑ گئے۔ اور اکثر بہیر کے آدمی بادشاہی لشکر کی شمشیر
تلے آئے اور لٹے اور خود مرہٹے کوہائے قلب اور دشوار گذار غارون مین متفرق و ناپدید
ہو گئے۔ بادشاہی فوج نے مع غنیمت کے مراجعت کی انہی دنون مین فتح جنگ نے سخت
بیماری سے صحت پائی تھی اور مدت کے بعد مرہٹون پر ایسی فتح عظیم ہوئی تھی۔ اس نے
جشن عالی کیا اور نور ونک خلعت اور اضافے عہدہائے شاہی کو اور اپنے آدمیونکو عنایت کئے

اوائل ذالحجہ مین نظام الملک اورنگ آباد مین آگیا۔ اس سپہدار کی معاودت کے بعد مرہٹہ کی فوج نے اطراف و ہردست مین قافلون پر شوخی اور دست اندازی شروع کی بندر سورت اور احمد آباد سے اورنگ آباد کو ایک قافلہ جاتا تھا محمد ابراہیم تبریزی بخشی اور واقعہ نگار بگلانہ

اس قافلہ مین مع ایک جماعت کے کشتہ ہوئے ماہ رجب ۱۱۴۵ھ مین سنہ ۱۵ جلوس مین اورنگ آباد سے ۲۲ کروہ پر پناہ گڈھی مین جو مرہٹون کے فرار کا ملجا تھا مرہٹے آئے۔ ایسی پناہ گڈھی اونکے تمام صوبون مین بنی ہوئی تھی وہ آپس مین بھی گفتگو خشونت آمیز رکھتے تھے انبوجی ویس پکھ پرگنہ کشیر کا تھا جو گاشن آباد کے پرگنون مین سے ایک ہے۔ وہ کار طلب سپاہی تھا وہ کبھی مرہٹون سے آمیزش دوستی رکھتا اور کبھی اونکے شر کے دفع کے لئے بندہائے بادشاہی سے رفاقت کرتا تھا۔ اس مجمع مین بطریق مصلحون کے رفیق ہوا تھا قصبہ پھولمری مین کہ اورنگ آباد سے آٹھ کروہ ہے نظام الملک کا نوکر انور خان ضلع دار ستقامت رکھتا تھا وہ اپنے پرگنہ کی خبر لینے آیا تھا۔ ایک مرہٹہ کمائش دار نے کہ سابق مین اس ضلع کی چوتھ کا حصول کرتا اُس سے متعلق تھا چوتھ سے ہاتھ کھینچا اور نظام الملک کی ملازمت کی امید مین انور خان کی خدمت کرتا تھا۔ اوسکی رہنمونی سے مفسدون کی ایک جماعت کی تنبیہ کے لئے اور سرگروہون مین سے ایک سرگروہ کی اعانت کے لئے جو انور خان کی اطاعت کرتا تھا انور خان روانہ ہوا۔ راہ کے مابین خبر سنی کہ مرہٹون کے سردارون نے اتفاق کیا ہے۔ انور خان نے اپنے مین ان مرہٹون کے سب سردارون کی تنبیہ کرنے کی طاقت نہ دیکھی بعض ہمراہیون کی راہ نمائی سے اوس کے دل مین آیا کہ کمائش دار جو نفاق سے رفاقت کرتا تھا اوس کو غافل پکڑ لے۔ اسنے اپنے آدمیون کو اشارہ کیا انھون نے اسکا یراق چھین کر مقید کر لیا۔ یہ خبر مرہٹون کے مجمع مین پہنچی تو اونمین سے ایک جماعت نے انور خان پر حملہ کیا اور اپنے قیدی کمائش دار کو چھڑا کر انور خان کے ہمراہ لے گئے۔ اپنے مجمع کے مکان مین تازہ فساد کا ہنگامہ برپا کیا جب اس شوخی کی خبر نظام الملک کو پہنچی تو اوسنے ابراہیم خان پنی برادر داؤد خان کو فوج کے ہمراہ بھیجا شب و روز کی بارش کے سبب سے بادشاہی آدمیون سے تیر و کمان و بندوق استعمال کے کام کے نہین رہے تھے

حسین علی خان کی صوبہ داری دکن و داؤد خان پر فتحیابی +

نظام الملک ماہ صفر ۱۱۲۵ھ کو اورنگ آباد سے بادشاہ پاس اور امیر الامرا سید حسین علی خان بہادر دکن کو روانہ ہوا تم کو یاد ہوگا کہ داؤد خان پنی پہلے ذوالفقار خان کا نائب دکن میں تھا۔ اب اس بادشاہ کی سلطنت میں وہ گجرات میں صوبہ دار تھا سارے دکن میں۔ یہ افغان نہایت شجاع مشہور تھا مرہٹوں کے سرداروں کے ساتھ نہایت ربط ضبط رکھتا تھا غرض دکن میں یہ ایک ہی شخص تھا آج تک اوسکی کہانیاں اور کہاوتیں دکن میں خلایق کی زبان پر ہیں چونکہ اسکا آقا ذوالفقار خان ان سیدوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تھا۔ بادشاہ کو یقین تھا کہ کوئی مخالف اسے زیادہ بھروسہ کا امیر الامرا کے برخلاف نہیں مل سکتا اسلئے امیر الامرا کی روانگی کے وقت بادشاہ نے ظاہر میں یہ احکام جاری کئے کہ داؤد خان حاکم گجرات امیر الامرا کی اطاعت میں برہانپور میں آئے اور اوسکی بالکل اطاعت کرے۔ مگر مخفی احکام اس پاس یہ بہیجے کہ وہ برہانپور میں آنکر امیر الامرا کی اطاعت نہ کرے اور اوسکے استیصال میں کوشش کرے اور کل امراء دکن کو اوسکی مخالفت پر آمادہ کرے۔ اس کام کے سرانجام کرنے سے وہ سارے دکن کا صوبہ دار کیا جائیگا۔ داؤد خان برہانپور میں آیا۔ اور اپنی مستقل صوبہ داری کا مدعی ہوا امیر الامرا نے اوس سے کہا کہ خان صاحب کیوں خلل اندازیاں اور فساد برپا کرتے ہو۔ دکھن کے کل صوبے بادشاہ نے میرے سپرد کئے ہیں کیا میری اطاعت اختیار کرو نہیں بادشاہ پاس چلے جاؤ خان صاحب نے دونوں باتیں نہیں مانیں اور اپنی عادت کے موافق علانیہ امیر الامرا سے بگاڑی۔ اوایل رمضان سنہ ۴ جلوس میں برہانپور کے لال باغ کے میدان میں سیدوں اور افغانوں میں لڑائی بہت تیزی و تندی سے شروع ہوئی خان صاحب کے میر شمشیر ہراول ہیرامن نے میر صاحب کے توپخانہ پر گر کر سید صاحب کے لشکر میں ایک محشر برپا کر دیا تھا۔ مگر سیدوں نے اوسے گھیر گھار کر مار لیا میر مشرف کہ بڑا بہادر قوی ہیکل جوان تھا ہاتھی پر بیٹھا تھا وہ داؤد خان کے ہاتھی کے سامنے آیا اور کمان میں تیر لگایا۔ داؤد خان صاحب کے وقت زرہ و بکتر نہیں پہنتا تھا اسلئے میر مشرف پر آوازہ کسا کہ کیا عورتوں کی طرح منہ چھپایا ہے جھلم اوٹھا کہ میں تیرا منہ دیکھوں اور ایک تیر اوسکے لگایا کہ گلے میں اوسکے

اور ہاتھیون کو مع عرضداشت کے بادشاہ پاس بھیجا -

بعض تذکرہ اولیا سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی و بنا بر شیخ عالم کے احوال پر واقفی اطلاع ہوسکتی ہے اونکی اولاد مین نظام الملک بہادر فتح جنگ تھا اور علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ حاصل تھا جو حاصل زندگانی کا سرمایہ ہے اور ترقی دنیوی و نجات اخروی کے ابواب کی کلید ہے - ربط کلام نظم و نثر مین قدرت تھی شاکر تخلص تھا چند اسکی طبع زاد تین بیتیں لکھی جاتی ہین +

چون گل ہبوے وصل گریبان دریدنی است | آہے ز سوز سینہ بر بیان کشیدنی است
زنہار دل بہ نقش و نگار جہان مبند | رنگے کہ دیدۂ زرخ گل پریدنی است
شاکر برنگ برق درین عرصۂ خیال | دامن ز خویش بر زدہ یکے دویدنی است

بتبعیت اوامر و نواہی الہی مین تقیید تمام اوسنے قبول کیا تھا - اوسنے حضرت عالمگیر کی صحبت مین تربیت پائی تھی عقل معاش و معاد و تدبیر امور ملکی اور حسن سیرت مین اکثر اخلاق و صفات بادشاہ عالمگیر کے اوس نے اختیار کئے تھے سوا زر جاگیر کے کچھہ اور نہ لیتا تہا - زر رشوت و جرمیہ تاوان و پیشکش ہنود حربی سے بری اور متنفر تھا ہمیشہ اہل دیوان کو تاکید کرتا تھا کہ پرگنات و محالات جاگیر مین عمال کو لکھین کہ ابواب جبراری وراہ داری او رانواع ابواب ممنوعہ بادشاہ معاف کرکے ایک دام و درم نہ لین کبھی اوسنے چور کا ہاتھہ نہین کٹوایا اور اوسکو قتل نہین کیا جب وہ گوشہ نشین ہوا تھا تو اوسکے تمام جواہر خانہ مین بیش قیمت سچے جواہر بدل کر اہلکارون نے جہوٹے جواہر رکھہ دئے تھے - جب وہ پھر صاحب منصب ہوا تو اس نے اس چوری کی کچھہ تحقیق نہین کی اور کسی کو اس تقصیر مین ماخوذ نہین کیا - ہمیشہ صلحا و علماء و فقرا سے صحبت کرتا اور مجالست رکھتا اونکے پاس جاتا اپنے پاس اونکو بلاتا اور سب طرح کی رعایت اونکے ساتھہ کرتا اور جشن کے روز کے سوا حریر کا لباس در زینت نہین کرتا - سخن فہمی کے سبب سے شاعرون کی قدر کرتا - مگر کوئی شاعر اوسکی مدح مین کوئی قصیدہ شعر کہتا تو اوسکی خلاف مرضی ہوتا +

چودہ پندرہ برس کے لڑکے کو اور ایک بوہرے کو ذبح کیا اسپر مسلمان ہر طرف سے جمع ہوئے اور قاضی کے
گھر پر آئے قاضی نے یہ سمجھ کر کہ داؤد خان صوبہ دار ہندوؤن کا طرفدار ہے گھر کا دروازہ
بند کیا۔ قاضی کے اشارہ سے قاضی کا دروازہ جلایا۔ اور چوک کے بیچ کی دکانون اور ہندوؤن
کے مکانون کو جلانا شروع کیا اور بہت بزازون اور تاجرون کی دکانین لٹ گئین پھر داؤد
خان کے مصاحب کپور چند کے گھر پر مسلمان پہنچے اونسے ہنگامہ جنگ قائم کیا ہندو مسلمان
کشتہ ہوئے اور تمام بازار کا کاروبار تین چار روز تک بند رہا۔ پھر فریقین مین سے ہر ایک نے
حضور پاس جاکر استغاثہ کا قصد کیا داؤد خان نے کپور چند کو محضر دیا جسپر اوسکی اور قاضی کی
اور حکام کی مہر تھی کہ مسلمانون نے ہندوؤن پر ظلم کیا اور اوسکو شاہجہان آباد روانہ کیا مسلمانون
کی طرف سے شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الواحد و شیخ محمد علی کہ زیور فضیلت سے آراستہ تھے بوہرون
اور مسلمانون کی ایک جماعت لیکر بادشاہ پاس آئے راجہ رتن چند دیوان قطب الملک نے
اپنے ہم قومون کی جانب داری کی شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الاحد و شیخ محمد علی واعظ کو اور
مسلمانون کے ساتھ مقید کیا خواجہ محمد جعفر برادر خان دوران خان بخشی نے ان مقید
مسلمانون کی رہائی مین خان دوران خان کی وساطت سے کوشش کر کے رہائی کرائی
جسکے سبب سے شیخ محمد علی واعظ اور خواجہ محمد جعفر مین ارتباط ہوا۔ خواجہ کے گھر مین مناقب
ائمہ طاہرین قوال گاتے تھے اس اثنا مین شیخ عبد اللہ واعظ ملتان دار الخلافہ مین
آیا اور اوسنے مسجد جامع مین وعظ کیا اور وہ خواجہ محمد جعفر کے گھر ملاقات کو گیا تو اوسنے
دیکھا کہ بعض مرید و معتقد بجای سلام کے آداب مین بوس پر اقدام کرتے ہین اور قوال یادہ
ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے ہین تو عبد اللہ نے نصیحتین کین اور کہا کہ سجدہ سوا معبود
برحق کے کسی کو سزاوار نہین ہے اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے
فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام کے آئین
اور طریقہ سے دور ہے خواجہ نے جواب مین کہا کہ ہم فقرا ہین سوا ذات پاک حق کے
کسی اور کو موجود نہین جانتے کسی طرح ہم غیر حق کے سجدہ کی رضا نہین دے سکتے ہین

زخم کاری آیا۔ اوسکے زخمی ہونے سے سید حسین علی خان کے لشکر پر ہراس چھایا اور قریب تھا کہ لشکر پریشان ہو جاتا بہت سپاہیون کے پاؤن معرکہ جنگ مین اکھڑ گئے تھے کہ اس شور مین داؤد خان کے ایک گولہ جان ستان لگا اور اوسکا کام تمام کیا۔ فیلبان نے اوس کے فیل کو معرکہ سے نکالنا چاہا۔ امیر الامرا نے حکم دیا کہ فتح کے نقارہ پر چوب پڑے۔ اور داؤد خان کی لاش جس ہاتھی پر تھی اوسکو پکڑ لیا اور ہاتھی کی دوم مین اوسکی لاش لٹکوا کے شہر مین پھرائی بینا دنیاجی اسیندھیا اور مرہٹون کے سردار کہ امیر الامرا کے رفیق ہو کر دور سے تماشا دیکھتے تھے اور طرف مغلوب کے غارت ہونے کی راہ دیکھتے تھے اور معرکہ زد و خورد مین اونکا پاے ستقامت لغزش مین تھا۔ اور بھاگ گئے تھے وہ امیر الامرا کو مبارکباد دینے آئے اور داؤد خان کے لشکر کے لوٹنے مین اونکی سپاہ شریک ہوئی۔ داؤد خان کے خزانے اور ہاتھی گھوڑے امیر الامرا نے ضبط کئے۔ دو سال بعد چند ہاتھی بادشاہ پاس بھیجے جس وقت اس شکست کی خبر فرخ سیر کو پہنچی تو اوس کو کمال حزن و ملال ہوا اور اوسنے قطب الملک سے فرمایا کہ تمھارے بھائی نے کیسے جوانمرد اور شجاع کا خون ناحق کیا تو قطب الملک نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس افغان کے ہاتھ سے مارا جاتا تو حضور کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

سوانح سال سوم جلوس ۱۱۲۵ھ

سنہ جلوس کا یہ واقعہ ہے کہ احمد آباد مین ہندوون اور مسلمانون مین فساد ہوا اور اسکے سبب سے دار الخلافہ مین خواجہ محمد جعفر درویش اور شیخ عبد اللہ واعظ مین منازعت ہوئی داؤد خان پنی سنہ جلوس مین احمد آباد گجرات کا صوبہ دار تھا یہان ایک ہندو کے گھر کے مقابل مین مسلمانون کی ایک جماعت بستی تھی اور دونو گھرون کے درمیان صحن کوچہ مشترک تھا۔ سنہ جلوس مین ہندوون نے اپنے گھر کے سامنے ہولی جلانی چاہی۔ مسلمان اوسکے مانع ہوئے۔ داؤد خان کی حمایت سے ہندوون نے ہولی جلائی۔ دوسرے روز مسلمانون نے بارہ وفات کا کھانا پکایا۔ اور گائے ذبح کی۔ تمام محلہ کے ہندو جمع ہو کر مسلمانون کے سر پر ہجوم کیا۔ مسلمان اونکا مقابلہ نہ کرسکے اپنے گھرون مین جا چھپے۔ ہندوون نے گاؤ قصاب کے

ہندوون اور مسلمانون مین جھگڑا احمد آباد +

پرگنات میں خرابی مچائی اور کئی ہزار زن و مرد ہندو مسلمان قتل کئے مساجد و بزرگون کی مقابر کو مسمار کیا اور شاہجہان آباد و پنجاب کے اکثر محالات اور قصبجات کو خراب کیا اور اپنا لقب سچا بادشاہ رکھا - اسکے ہمراہ تیس چالیس ہزار جنگی سوار اور پیادے تھے جو سب شجاع دل و جان سے اوسکے مرید و مطیع تھے اور اوسپر سے جان و مال کے فدا کرنے کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے مسلمانون کے ضرر پہنچانے اور مقابر و مساجد کی بے ادبی کرنے کو اپنی عبادات اور اعمال حسنہ مین شمار کرتے تھے +

اس زمانہ مین صوبہ پنجاب مین گورداس پور مین جو شاہجہان آباد سے دس بارہ روز کی راہ ہے سکھون نے ایک احاطہ حصار بنایا اسمین گرو سابق کا معبد تھا اوس کو بطریق گڑھی کے وسیع بنا کے احاطہ کا اضافہ کیا اسمین پچاس ساٹھ ہزار سوار اور پیادون کی جگہ تھی اسکو اپنا مسکن و ماوے بنایا برج دبارہ کو تعمیر کرکے استحکام دیا اور اوسکی سیر حاصل پرگنے اپنے تصرف میں لائے - لاہور اور سرہند کی طرف تاخت و تاراج کی تو بادشاہ نے عبدالصمد خان کو لاہور کی صوبہ داری پر مرخص کیا تھا اوسکو مع زکریا خان اُسکے بیٹے کے اس مہم مین مامور کیا اور قمرالدین خان پسر اعتمادالدولہ محمد امین خان بہادر و آغر خان اور فوج مغلیہ بادشاہی اور احدی مع توپخانہ اوسکی کمک و مدد کے لئے مقرر ہوئے عبدالصمد خان دلیر جنگ توران کے خاندان با نام و نشان مین کار طلب و شجاع تھا جب وہ گڈھی کے قریب آیا تو بابا بندہ کی فوج مور و ملخ سے زیادہ گڈھی سے نکل کر مقابلہ مین مشغول ہوئی اور لشکر بادشاہی مین ہل چل ڈال دی کہ قریب تھا فوج اسلام کو چشم زخم عظیم پہنچے مگر سکھون نے ایسی جرأتین کین کہ لشکر اسلام مین کھل بلی پڑی - دونو طرف سے جمع کثیر کشتہ ہوئی پھر مغلیہ اس جماعت پر غالب ہو گئی اور سکھون کو ہزیمت دی اور اونکو بھگا کر احاطہ مین پہنچایا کئی دفعہ سکھون نے شوخی و بے باکانہ ترد کیا اور شب خون مار کے چار ناچار دلیر بیگ نے سکھون کی گڈھی کے مقابل اپنے لشکر کے گرد احاطہ بنایا اور اوسکے گرد خندق کندہ کرکے مورچال آگے بڑھائے اور محاصرہ نے طول کھینچا - اس ما بین مین سکھ اپنی

یہ لوگ فرط اخلاص سے سب جگہ اپنے معبود کو جانکر مکرر سجدہ زمین بوس کی تقدیم کرتے ہین اور ممنوع نہین
ہوتے ہین۔ قوالون کی نسبت جو ارشاد ہوا اگر آپ کو اشعار منقبت صحابہؓ یاد ہون تو انکو سکھا دیجے
اونکے پڑھنے کے لئے ہم قوالون کو حکم دینگے۔ شیخ عبداللہ نے یہ جواب سنکر جانا کہ خواجہ کا میلان
تشیع کی طرف ہے۔ اوسنے مسجد جامع مین جمعہ کے روز وعظ کیا کہ حضرت علی داخل اہل عبا نہین ہین
اور علوی کو سید نہین کہہ سکتے اور جن پنج تن کو پاک کہتے ہین اہل سنت کے عقیدہ کے
خلاف ہے۔ کیا اور اصحاب کرام پاک نہ تھے۔ اور مذہب امامیہ کی مذمت کی۔ خواجہ محمد جعفر نے
شیخ عبداللہ کو کہلا بھجوایا کہ وعظ مین ایسی گفتگو کرنی اہل سنت کے طریقہ سے بعید ہے بلکہ یہ
خارجیون کا رویہ ہے اگر فقیر خانہ پر تشریف لائین یا کوئی اور جگہ مقرر فرمائین اور وہان اور
فاضل بھی موجود ہون تو مباحثہ ہو۔ شیخ عبداللہ نے جواب مین کلمات درشت کہے۔
جمعہ کے روز کچھ مغل زادے اوباش وضع کربلا کی تسبیحین گردن و بازو مین ڈالے ہوئے
وعظ کے وقت پہنچے۔ اس پر یہ گمان ہوا کہ وہ شیخ عبداللہ کے قتل کرنے کو آئے ہین تو سنی
مسلمانون نے رافضیون کو برا کہنا شروع کیا۔ مغل زادے پیچ و تاب کھا کر مسجد سے باہر آئے
ایک ہندو کو جو وعظ سننے گیا تھا سنیون نے یہ سمجھ کر کہ وہ شیخ عبداللہ کے قتل کے لئے
گیا تھا مار ڈالا۔ ہندوون نے بھی موذن کے جمدہر مار کر جان لی۔ شیخ عبداللہ کے ہواخواہون
نے فرخ سیر سے استغاثہ کیا جسکا فیصلہ یہ ہوا کہ عبداللہ واعظ ملتان جائے اور خواجہ
جعفر شہر سے باہر نکلے +

ذکر سوانح سال چہارم جلوس ۱۱۲۶ھ

فرخ سیر کی فتح عظیم یہی ہے کہ عبدالصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی اور بابا
بندہ کو اسیر کیا بہادر شاہ کی سلطنت کے بیان مین ان باتون کا ذکر مفصل کیا گیا ہے کہ بندہ
نے کسقدر ملک تاخت و تاراج کیا بہادر شاہ اور خانخانان نے تیس چالیس ہزار سوارون کے
ساتھ لوہگڈھ کا محاصرہ کیا اور وہ بھاگ کر نکل گیا پھر محمد امین خان بہادر اور راعز خان و
رستم دل خان و انعام خان اور امرا نے مدت تک محاصرہ کیا اور کچھ کام نہ کیا اور بابا بندہ نے

عبدالصمد خان دلیر جنگ کا سکھون پر فتح پانا ۱۱۲۶ اور بابا بندہ کا اسیر ہونا +

اور دستگیر بلائے مکافات ہوا عبد الصمد خان نے دو تین ہزار سکھون کو مار کر وشت پر وسعت کو
طشت پر از خون بنایا اور اونکے سرون کی پوستکو گھاس سے پر کیا اور نیزون پر چڑھایا اور
باقی کو بادشاہ پاس زندہ لے جانے کے لئے طوق و زنجیر پہنایا مقتولون کی ایک جماعت بھی
جسنے حیات و نجات کی امید مین حرص زیادہ سے جو انسان کو دنیا کے مال کے ساتھ ہوتی ہے
اشرفیون کو نگل لیا تھا اوسکی شہرت ہوگئی تھی تماشائیون نے سکھون کا پیٹ چاک کر کے
بہت روپیہ اونکے شکم مین سے نکالا عبد الصمد خان نے بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی بادشاہ
نے بابا بندہ اور مقتولون کے سرون اور اسیرون کو طلب کیا عبد الصمد خان نے سات سو
چالیس سکھون اور بابا بندہ کو اس حیثیت سے روانہ کیا کہ اونٹون کی ننگی پیٹھون پر سوار اور کاغذ کی
ٹوپی سر پر اور بیڑیان پیرون میں اور رسّے کڑیان ہاتھون میں غرض جب اس ہیئت سے یہ جماعت
پر غرور دار السلطنت مین داخل ہوئی تو بایزید خان کی مان جسکو باز سنگہ نے مارا تھا اپنے بیٹے کو
قاتل کی تاک مین کھڑی تھی جو ہی لوگون نے باز سنگہ کو بتلایا تو وہ ہی اونے اوسکے
ایک ایسا پتھر مارا کہ پھر اوسنے پانی نہین مانگا عبد الصمد خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے سکھون
کو گھوڑون اور گدھون کی جھولون مین چھپایا کہ لوگ اونکو مار نہ ڈالین اور وہ بادشاہ
پاس زندہ سلامت پہنچین ۔ محرم سنہ ۱۱۲۶ کے وسط مین یہ اسیر دار الخلافہ کے نزدیک آئے
تو اعتماد الدولہ محمد امین خان بخشی کو حکم ہوا کہ شہر سے باہر جا کر بندہ اور اوسکے ہمراہیون کو
تختہ کلاہ اور رو سیاہ کر کے بابا بندہ کو ہاتھی پر اور اور قیدیون کو اونٹون پر اور سرون کو
نیزون پر لگا کے شہر مین پھرائین کہ اورون کو عبرت ہو جب وہ بادشاہ کی نظر کے روبرو آئے
تو اوسنے بابا بندہ اور اوسکے پسر اور دو تین اور معتبرون کو قلعہ مین قید کرنے کا حکم دیا اور
اورون کو فرمایا کہ کوتوالی و دریبہ کے بازارون مین دو تین سو روز قتل ہوا کرین شہر کے
کھتریون نے جو بابا بندہ کے معتقد تھے محمد امین خان کو بہت روپیہ دینا کیا کہ وہ انکو چھوڑ دے
مگر اوسنے قبول نہیں کیا یہ سکھ ایسے جوش مذہبی مین گھرے ہوئے تھے کہ ہر قیدی جلاد کے
تئین کہتا کہ پہلے مجھے قتل کر ۔ غرض جوانمردی سے مرے اور مذہب نہ پھیرے یہ سزا بڑی وحشیانہ

جرأت دکھاتے رہے۔ گاہ و بیگاہ گڈھی سے نکل کر و شبخون لشکر اسلام کی مورچال پر کرتے رہے اور بادشاہی آدمیون کو اس دنیا سے رخصت کرتے رہے عبد الصمد خان نے مع ہمراہیون کے سعی و تردد نمایان کیئے اسکا حال تفصیل سے تحریر کرنا اختصار کلام کا منافی ہے ان ایام مین عبد الصمد خان نے ایسا انتظام کیا کہ غلہ کا ایک دانہ اور گھاس کا تنکا گڈھی مین نہ جانے دیا۔ گڈھی مین جو ذخیرہ جمع تھا وہ ختم ہوا۔ اور روز بروز ابواب تردد آمد و شد سکھون کے منہ پر بستہ ہوئے۔ یہانتک نوبت آئی کہ سکھ طرح طرح کے حیلے کر کے کبھی کبھی لشکر اسلام سے ایک سیر غلہ دو تین روپیہ سیر خریدتے اونکے سردار قوت لایموت مٹھی بھر کے بطور دوا کھاتے سکھ اور ہندؤن کی طرح متعین و مقرر مذہب نہین رکھتے تھے جب عرصۂ زندگانی تنگ ہوا تو گائے۔ گدھے گھوڑے کھانے شروع کئے۔ لکڑی میسر نہ تھی اسلئے کچا گوشت کھاتے ہر روز بھوک پیاس سے بہت آدمی مرجاتے۔ باوجود اسکے بھی بعض اوقات سکھ گڈھی سے نکل کر راتون مورچالون پہ حملے کرتے اور دشمنون کو کشتہ و زخمی کر کے اور نیم جان اپنی جان کو سلامت لے جاتے۔ ہر ہفتہ مین بہادران اسلام ہزار سعی و اشکال سے مورچال آگے بڑھاتے جاتے سکھون کو تنگ کرتے۔ یہان تک کہ وہ چارپایون کی ہڈیان کا آٹا پیس پیس کر اور درختون کی چھال کو کھانے لگے۔ آٹھ سات ہزار اس مردار خواری سے مرگئے اور بہت سکھ فرار کے وقت مغلون کی تیغ کے نیچے آئے لیکن پھر بھی لشکر اسلام سکھون کی تہور و جانفشانی کا ملاحظہ کر کے ڈرتا تھا کہ مبادا آئیا ت مجموعی ساتھ نکل کر سینو ان کو سپر بنا کے اپنی سردار نکال کر لے جائین سست اعتقاد آدمیون مین سکھون کا یہ جادو مشہور تھا کہ وہ کتا بلی بنکے نکل جاتے ہین۔ اسلئے جو کتا بلی گڈھی کی طرف سے آتا ہوا اہل مورچال کو نظر آتا تو اوسے مار ڈالتے جب اہل قلعہ حیات سے مایوس ہوئے تو پیغام جان بخشی اس امید سے بھیجا کہ احاطہ ممات سے نجات ہو ابتدا مین دلیر جنگ جان بخشی کی امان پر راضی نہین ہوا۔ مگر آخر کار مصلحتاً امیدوار کیا کہ عفو جرایم و تقصیرات سکھون کے لیئے بادشاہ کی خدمت مین التماس کیا جائے گا۔ چار ناچار بابا بندہ مع اپنے آٹھ سات برس کے لڑکے اور اپنے دیوان اور تین چار ہزار نیم بسمل سکھون کے نکلا

وبری کام ہندو مسلمانونکے ساتھہ کیے تو اوسنے جواب دیا کہ تمام مذہبون اور ملتون میں جسوقت نافرمانی و مصیبت انسان سے جو مجسم عصیان ہی حد سے زیادہ ظہور مین آتی ہی تو منتقم حقیقی بداعمالیونکے مکافات کیلئے مثل میرے ایک ظالم کو معین کرتا ہی کہ اس جماعت کے اعمال کی سزا دے + جو خواہد کہ ویران کند عالمے + نہد ملک در پنجہ ظالمے پہر اس ظالم کی تلافی کیلئے کوئی تیری مثل صاحب شروت اپیر مسلط کرتا ہی کہ اوسکی اعمال کی سزا اس جہان مین ملے چنانچہ ہم تم یہ شاہدہ کر رہی ہین +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۷ھ

جب بادشاہ اور سیدون مین بظاہر اتفاق ہوگیا تو فرخ سیر نے اجیت سنگہ کی بیٹی سے شادی کے سامان تیار کرنیکا حکم دیا تہوڑے دنون مین سامان تیار ہوگیا امیر الامرا نے دختر کی طرف سے اسباب شادی تیار کیا جس دہوم دہام سے یہ بیاہ ہوا پہلے کسی نے دیکہا نہ کسی نے سنا دوم ذی الحجہ ۱۱۲۷ کو محفل نکاح منعقد ہوئی امیر الامرا کے گہر مین بادشاہ آیا اور رانی کو بیاہ کر اپنے گہر لیگیا لکہا زمانہ کا انقلاب ہے کہ وہی راجہ اجیت سنگہ جو غلام کے لباس مین جان بچا کر اپنی دار السلطنت مین بہاگا تہا۔ اب اوسنے بادشاہ کو بیٹی دیکر دار السلطنت مین گہر بیٹھے بیٹھے اپنا کلمۃ الاختیار پیدا کیا ایک حکایت انگریزی تاریخون مین لکھی جاتی ہی کہ اس شادی کرنیسے پہلے بادشاہ ایسے مرض مین مبتلا تہا کہ وہ اس شادی کا مزہ نہین اٹھا سکتا تہا۔ دلی کی بادشاہ پاس پریسیڈنٹ کلکتہ نے دو ایلچی سرکار کمپنی کیطرف سے مع تحفہ تحائف بھیجے تھی۔ وہ ۸ جولائی ۱۷۱۵ کو دہلی مین آئے۔ ڈاکٹر گبرائیل ہملٹن اونکے ہمراہ تہا وہ بادشاہ کی مرض کا معالج ہوا۔ اوسکے ہاتہ سے اوسکو جلد شفا ہوگئی مرض جاتا رہا۔ بادشاہ نے اس محسن سے یہ کہا کہ انعام جو چاہو سو مانگو اس فیاض دریا دل حکیم نے اوسوقت اپنی ذاتی نفع کا خیال کچہہ نہین کیا وہ چیز مانگی جو اوسکی قوم کی سلطنت و حکومت کا باعث ہوئی۔ میری انگریزی عہد کی تاریخ مین اس حکایت کی تفصیل دیکھو +

اسی سال کے شروع مین عیسیٰ خان مہمند زمیندار صوبہ پنجاب کا استیصال ہوا وہ راجپوت زمینداروں مین سے تہا لاکہہ منصب رکھتا تہا سلطنت کے انقلاب سے باغی ہوگیا تہا جاگیر دارونکے محال کے محصول پر زبردستی متصرف ہوتا تہا بکر فوجدارونکی سپاہ اسکے مقابلہ کو گئی مگر ناکام آئی عبد الصمد خان اوسکی تنبیہ پر متوجہ ہوا عیسیٰ خان بیباکانہ میدان کارزار مین لڑکر مارا گیا۔ سر اوسکا بادشاہ پاس بہیجا گیا +

صوبہ عظیم آباد مین دہیر ایک مفسد تہا صوبہ کی بیشتر حاصل محال اسکی دستبرد سے اوسکے تصرف مین تھی وہ کسیکو دخل نہونے دیتا فوجون اور قافلون کو غارت کرتا میر جملہ یہانکی صوبہ داری پر مقرر ہوا باوجودیکہ اوسنے

فرخ سیر کی شادی راجہ اجیت سنگہ کی بیٹی سے +

عیسیٰ خان کی سرکشی + دوسری سرکشی +

معلوم ہوتی ہے لیکن اگر سکھون کے ظلم و ستم کو دیکھو تو وہ اس سزا کے سزاوار تھے جب ان سب کا قتل ہو چکا تو بابا بندہ کی باری آئی اوسکو تاش کا لباس پہنایا اور لال پگڑی بندھوائی لوہے کے پنجرہ میں بند کیا اور اوسکے رفیقون کے سر نیزون پر ٹکڑے کئے - ایک بلی اوسکی پالی ہوئی تھی اوسکا بھی ایک نیزہ پر لٹکایا تاکہ بابا بندہ کو معلوم ہو جائے کہ کوئی چیز اسکی دنیا مین باقی نہین رہی جلاد ننگی تلوار سے سامنے کھڑا ہوا - بابا بندہ کی گود مین اسکا بیٹا لٹایا گیا اور تیغہ اوسکے ہاتھ مین دیا گیا اور کہا گیا کہ بیٹے کو ذبح کر - کوئی کہتا ہے کہ اوسنے ذبح کر ڈالا کوئی لکھتا ہے کہ جب اوسنے انکار کیا تو جلاد نے اوسکے بیٹے کو مار کر اوسکے لخت جگر کا کلیجہ اوسکے منہ پر مارا - پھر گرم دست پنالون سے اوسکی بوٹیان نوچ نوچ کر پھینک دین مگر بابا کا استقلال یہ تھا کہ اُف نہین کی - کہ کردکہ نیافت کہ کشت کہ ندرید

بیت

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

جس شخص نے حاملہ عورتون کے بچون کو پیٹ سے نکلوا کر ذبح کرایا ہو اوسکے بچے کا کلیجہ اوسکے منہ پر پھینکا جائے تو کیا ظلم ہے وحشیانہ حرکتون کا وحشیانہ انتقام ہے - باقی سکھ جہان تہان پھیلے ہوئے تھے اور جنگل کے جانورون کی طرح شکار کئے گئے غرض اسوقت ان کا علاج وہ کیا گیا کہ وہ مدت کے بعد پھر پنپے اور انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اونہون نے ملکون کو تاخت و تاراج کیا - خافی خان لکھتا ہے کہ بابا بندہ کے معتقدون کی عجیب نقلین مشہور ہین جنکو عقل نہین قبول کرتی مگر مین اپنی بچشم خود دیدہ لکھتا ہون کہ جب اسیرون کی جماعت کشتہ ہوتی تھی تو اسمین ایک جوان نوخیز تھا جسکی مان نے توسل پیدا کر کے بادشاہ سے اوسکے خون معاف کرنے کا حکم تحریری حاصل کیا جب یہ حکم لیکر بیٹے کے پاس گئی جسکے سر پر جلاد تلوار لئے کھڑا تھا اور اس نے بادشاہ کا حکم اوسکو دکھایا تو بیٹے نے فریاد کی کہ میری مان دروغ کہتی ہے مین دل و جان سے معتقد و فدوی و جان نثار اپنے مرشد کا ہون مجھے جلد میرے رفیقون پاس پہنچا دو +

کہتے ہین کہ محمد امین خان نے بابا بندہ سے پوچھا کہ تیرے چہرہ سے عقل و رشادت کے آثار ظاہر ہین پھر کیون مکافات عمل کا اندیشہ نہ کیا - چار روز کی زندگانی کے لئے ایسے ظلم و ستم

مگر یہ طلب کی دست آویز سے یورش و شورش کرین گے قطب الملک اپنی فوج متفرقہ کے فراہم کرنے اور جمعیت تازہ کی نگاہداشت کی فکر مین ہوا۔ غیرت خان خویش سید عبد اللہ خان بارہ کے سیدون کو تازہ لایا۔ چار پانچ روز تک فوج مغلیہ سوار بازار کے رستون مین کارزار اور فساد کے لیے مستعد تھی اور قطب الملک کے سردار بھی جمعیت شائستہ کے ساتھ کمر بستہ شام تک ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار ہنگامہ آرا ہوتے تھے۔ میر جملہ نے سراسیمہ ہوکر محمد امین خان کے گھر مین پناہ لی۔ ہر طرف سے وہ تیر ملامت کا نشانہ ہوتا وہ حیران تھا کہ کیا کرون آخر کو چارہ کار یہ جانا کہ رفع فساد اور قطب الملک کی تسلی کے لیے میر جملہ کو بادشاہ مغضوب کر منصب کے اور صوبہ عظیم آباد سے معزول کرکے صوبہ پنجاب مین تعینات کرے اور سربلند خان عظیم آباد کی صوبہ داری کرے اور نظام الملک بہادر فتح جنگ مراد آباد کی فوجداری پر جاوے۔ فتنہ جو ہنگامہ طلبون کی زبان پر مدتون تک یہ مشہور رہا کہ میر جملہ کو بادشاہ نے مصلحۃً سرہند و صوبہ پنجاب مین بھیجا ہے بعد اوسکے بلانے کی تدبیر و فکر مین ہے جب بادشاہ اطراف شہر مین شکار کے لیے نکل کر تین چار مہینے باہر رہتا تو خانہ بخانہ خیمہ بخیمہ یہی ذکر ہوتا کہ بادشاہ کا برآمد ہونا سید عبد اللہ دستگیر کرنے کے لیے ہے ہمیشہ قطب الملک بھی متوہم ہو کر سپاہ کی نگاہداشت کرتا سوا سادات اور متوطنان بارہ کے کسی اور کو اپنے پاس نوکر رکھتا۔

۱۱۲۹ھ مین اسد خان قرہ قافلو جو ۹۴ برس کا تھا اور اوسنے شاہجہان و عالمگیر کے عہد دولت مین وزارت اور عمدہ خدمات کی تھیں اور اوسکے بزرگ امراء ذوی الاقتدار شاہ ایران کے تھے اس دنیا سے سفر کیا وہ زیر دستون کے ساتھ رفق و مدارا کرتا ہم چشمون کے ساتھ شان و تمکین کے ساتھ سلوک کرتا کوئی امیر اس آخر زمانہ مین اوسکی برابر نہ تھا سکتے ہیں کہ جب اوسکے مرض آخر نے طول کھینچا تو فرخ سیر نے اس پاس عیادت کے لیے ایک پیام محرم خاص بھیجا اور خفیہ یہ پیغام دیا کہ ہم نے آپ کی قدر نہ جانی۔ آپ کے خاندان کے ساتھ جو دستور العمل سلطنت عمل مین آنا چاہئے تھا وہ عمل مین نہ آیا۔ اب اوس کی ندامت سے فائدہ نہیں ہے اب مین آپ سے مصلحت پوچھتا ہون کہ سادات کے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہئے تو اوسنے

سپاہ کو ضابطہ سے بڑہایا اور خزانہ سرکاری سے روپیہ بہت خرچ کیا مگر دو مہینے پر تسلط نہ پایا اور رعایا و سکنہ پٹنہ پر مغلیہ سے ظلم و ستم بہت ہوا میر جملہ تنگ ہوکر تقرب اختیار کی آرزو مین بادشاہ پاس آیا جسکا بیان آگے ہوگا اور صوبہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر سربلند خان سرفراز ہوا تو اوسنے اون مفسدونکو جسنے جاگیر داروں کی رعایا کا ناک مین دم ہو رہا تہا زیادہ جمعیت کے ساتہ لڑکر جنگل مین بھگا دیا جہان وہ زخم لگنے سے مرگیا ۔ فرخ سیر بادشاہ نے لطف اللہ خان صادق کی تجویز سے یہ حکم دیا تہا کہ وہ بیستی منصبدار سے تا ہفت اور سات آٹھ ہزار سوار والاشاہی کو جبتک جاگیر ملے دو روپیہ پچاس روپیہ سوار کو گھوڑیکو داغ لگوانیکے تاریخ سے خزانہ ملا کرے انمین سے جن والاشاہی ملازمون نے حق رفاقت و جانبازی ادا کیا تہا اونکی تنخواہ دس بارہ مہینے کی سرکار پر چڑہ گئی اور ایک جماعت انمین سے جاگیر کی امید مین خدمت کر رہی تہی جنمین زیادہ تر مغلیہ والاشاہی تہے اونکی برطرفی کا حکم یکقلم صادر ہوا بخشیون نے انکو جواب دیا انکی برطرفی کی شورش ہو رہی تہی کہ میر جملہ پر سپاہ نے اپنی طلب کے لئے زیادتی کی باوجودیکہ اوسنے خزانہ بادشاہی کا مبلغ کلی خرچ کیا اور رعایا کو مغلون کے ظلم نے رلا دیا پہر بھی یہان وہ آبرو کے ساتھ نہین ٹھیر سکتا تہا +

اسکے علاوہ قرب بادشاہی کا جذب تہا وہ عظیم آباد سے جریدہ بطریق ایلغار ڈیڑہ مہینے کی مسافت کو چودہ پندرہ روز مین طے کرکے بیادہ روپوش دفعۃً بادشاہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا ۔ ان دنون مین ہر ہفتہ و ماہ مین مختلف خبرین اور تازہ منصوبے وزیر کے حق مین بادشاہ کے مفسد کے واقعہ طلبون کی زبان پر تھے ۔ یہ خبر بھی مشہور ہوگئی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو وزیر کے پھنسانے کے لئے بلایا ہے ۔ ہرچند بادشاہ نے میر جملہ پر ملازمت کے وقت کچھہ التفات نہ کیا اور اوسکو برا کہا کہ بے حکم چلا آیا اور پٹنہ کی رعایا کو خراب کیا میر جملہ بھی مشغل تہا قطب الملک کی خدمت مین آن کر اپنا عجز و انکسار و اطاعت کا اظہار کیا کہ بادشاہ اور قطب الملک سے اپنے عفو جرایم کی التماس کرے اہل تدبیر اس سب وزیر کے مقید کرنے کے لئے حیلہ و تزویر جانتے تھے ۔ ان ہی دنون مین سات آٹھہ ہزار سوار منصبدارون جو برطرف ہوئے تھے جمع ہوکر محمد امین خان بخشی و خاندوران خان نائب امیر الامرا میر جملہ کے گھر پر دھنا دیا اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت مغلیہ رفیق ہونگے اور بیات مجموعی سے قطب الملک کے

کر لی تھین ۔ اور اور آدمیون پر عرصہ جاگیر تنگ تھا ۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ از روے ادارجہ توجیہ منصب اشخاص داورا و متغلب کم و ضبط فرمائیے یہ بات بھی راجہ رتن چند
اور کل دفتر کے صاحب مدارون کو ناگوار تھی او نھون نے قطب الملک کی طرف رجوع
کی وہ اس حکم کے اجراے راضی نہ ہوئے بلکہ تمام ہنود جزیہ کے پھر جاری کرنے سے اپنی کمی
منصب کے سبب سے عنایت اللہ خان کی عداوت پہ کمربستہ ہوئے ۔ طرفین سے حسابی و بے حسابی تکرار تشنیعین
ایسی ہوئیں کہ بکرار تشنیعین بڑھیں اور طرفین میں یہ قرار جو ہوا تھا ٹوٹ گیا کہ عنایت اللہ خان کی
دیوانی کا کام بغیر عبد اللہ خان کی صلاح کے نہ کرے ۔ اور رتن چند محال خالصہ بادشاہی تک
دخل نہ دے ۔ ناچار کج دار و مریز سے باہم موافقت کرتے تھے ۔ اس درمیان میں تنبال
خالصہ کے عمال میں سے ایک عامل کو جو دست گرفتہ و فرستادہ رتن چند کا تھا دیوانی نے
لیا تو کل روپیہ اوسکے ذمہ نکلا ۔ عنایت اللہ خان نے اوسکو وصول زر کے لیے مقید کیا ۔ عامل
کی رتن چند نے حمایت کی کچھہ فائدہ نہ ہوا ۔ ایک دن یہ عامل بھاگ کر رتن چند پاس چلا گیا اور ایک
بڑا فساد مچا ۔ بادشاہ نے قطب الملک سے کہا کہ وہ رتن چند کو موقوف کرے مگر اوسنے نہ مانا

چورامن جاٹ سے صلح

فرخ سیر اور سادات بارہ کے درمیان یہ ایک اور فساد کا سبب زیادہ ہوا کہ چورامن جاٹ ایک
مفسد مشہور تھا جسکے باپ دادا اور بھائی بند عالمگیر کے عہد سے صوبہ اکبرآباد میں فساد مچاتے تھے
اور بکرر افواج بادشاہی اوسکے قلعہ سنسنی کی تسخیر کو گئی تھی جسکا حال پہلے بیان ہوا
اب چورامن نے بہت شوخی اور بے ادبی شروع کی ۔ بادشاہ نے راجہ دھیراج جے سنگھ
کو اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا ۔ راجہ نے جا کر چورامن کی گدھی کا محاصرہ کیا اور جنگہاے عظیم بیچ
آئین ۔ طرفین کے بہت آدمی قتل ہوئے سید خانجہان بھی آگیا ۔ چورامن پر کار تنگ ہوا
اسنے اپنا وکیل قطب الملک پاس بھیجا اور صلح کا اقرار پیشکش قبول کرنے پر اور بادشاہ پاس
جانے پر بشرط عفو جرائم اور سرفرازی منصب کیا بغیر اسکے کہ اوسکی اطلاع جی سنگھ کو ہو ۔ بادشاہ نے
سید عبد اللہ کے کہنے سے ان شرائط کو طوعاً و کرہاً قبول کیا ۔ یہ مصالحہ بادشاہ کی مرضی کے خلاف
تھی جس سے راجہ جی سنگھ نہایت ناخوش ہوا ۔ اور بادشاہ پاس آیا ۔ چورامن سید عبد اللہ خان کے محلہ میں

جواب دیا کہ آپنے اپنے جد و آبا کے رویہ کے خلاف جو غلطی عظیم کی وہ بجز حکم خدا نہین ہوئی مین جانتا ہون کہ جیسے ہمارے خاندان سے وزارت گئی ایسے ہی خاندان تیموریہ کی سلطنت میں بالکل خلل پڑیگا لیکن فی الحال ملک کا اختیار جو سادات بارہ کو دیا ہے صلاح دولت اسمین ہے کہ تا مقدور اُنھین کے ساتھہ سلوک کرین اور یہانتک کام کی نوبت نہ پہنچائین کہ روز بروز مادۂ فساد و عناد زیادہ آمادہ ہو اور رشتہ اختیار ہاتھہ سے جاتا رہے +

چو در طاس رخشندہ افتادہ مور
رہانندہ را چارہ باید نہ زور

اپنے بیٹے کے قاتل کے حق مین بادشاہ کو یہ نیک صلاح دینی اسی نیک امیر کا کام تھا

سوانح سال ششم ۱۱۲۹ھ

دکن سے خبرین آئین کہ بادشاہ جن آدمیون کو مقرر کرکے بھیجتا ہے اُنکو امیر الامرا دخل نہین دیتا۔ ہمیشہ عمدہ قلعہ دار بادشاہ اپنی طرف سے مقرر کیا کرتا تھا اب امیر الامرا اپنی طرف سے اپنے ہمراہیون کو قلعہ دار مقرر کرنے لگا۔ یہان بادشاہ پاس راجہ رتن چند دیوان سید عبد اللہ خان تمام متصدیون کے تعلقہ مین دخل دیتا کسی کا اصلا اعتبار و استقلال اوسنے نہین رکھا تھا خصوصاً مقدمات مالی مین۔ دیوان تن و خالصہ معطل محض تھے اور پرگنات خالصہ بطریق اجارہ معرض بیع و شرا مین آتے۔ اس سبب سے بادشاہ کی کدورت وزیر سے روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ اعتصام خان دیوان خالصہ اور رایرایان دیوان تن نے استعفا دیدیا۔ عنایت اللہ خان حج کرکے آیا۔ اوسکو بادشاہ نے دیوان خالصہ تن و صوبہ داری کشمیر عنایت کی۔ بادشاہ کی عیاشی اور خلوت نشینی علاوہ بے دماغی کے زیادہ ہوگئی تھی۔ اسلئے سید عبد اللہ خان چار یا پانچ مہینے تک اجراے کار روزانہ و دستخط کے کچہری مین نہین بیٹھتا تھا خلق اللہ کا کار بند تھا عنایت اللہ خان مہینے مین ایک دوبار قلعہ مین آنکر کچہری کرتا +

عنایت اللہ کے عرض کرنے سے ہنود سے جزیہ کے وصول کرنے کا حکم ہوا راجہ رتن چند کی مرضی کے خلاف تہا چونکہ ہنود اور خواجہ سرایون و مردم کشمیر نے ساخت و تعلب اور زبردستی سے منصب زیادہ لے لئے تھے اور بیرحاصل جاگیرین اپنے تصرف مین

بادشاہ کی کدورت کا وزیر سے زیادہ ہونا +

جزیہ [illegible] عنایت اللہ خان [illegible]

سپاہ اونکے پیچھے پڑکر بالکل متفرق ہوگئی اور پھر اونکے اجتماع کی امید نہ رہی جب کچھ ہو چکا
تو مرہٹون نے تلواریں سونتین۔ سپہ سالار ذوالفقار بیگ اور اوسکے ہمراہیون کی ایک جماعت
کے ٹکڑے اوڑائے باقی فوج مین سے جسنے زنہار مانگی اور اسپ غرور سے پیادہ ہوکر
سپر ڈالی زندہ مقید ہوا اور جان و مال کے ساتھ عرصہ تلف مین آنکے تیغ بے دریغ کا
علف ہوا۔ مشہور یون ہے کہ گاو و شتر و اسپ کسی سوار و پیادہ کا اس بلا سے محفوظ نہیں رہا
امیر الامرا نے یہ خبر سنکر اپنے مستقل دیوان راجہ محکم سنگہ کو شائستہ فوج کے ساتھ کھنڈو
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا اور اپنے بھائی سیف الدین علی خان صوبہ دار برہان پور
کو لکھا کہ وہ راجہ کی کمک کرے سیف علی خان سلطان پور اور نندربار کے انتظام
ملکی کے لئے برہان پور سے گیا ہوا تھا۔ یہ دونو نامدار سردار کھنڈو کے تعاقب مین گئے
کہ تلافی ظہور مین آئے اور اوسکے تھانے اوٹھیں کہ پھر رعایا خاندیس کو وہ اذیت نہ پہنچا سکے
مگر اونکی کوشش سے کچھ فائدہ نہ ہوا کھنڈو نے دفع الوقت کیا اور خود راجہ ساہو
پاس چلا گیا جو قلعہ اورسکا نہاے قلب مین رہتا تھا۔ مگر اوسکے تھانے جابجا قائم
رہے جہان امیر الامرا کی فوج قریب آئی وہان سے مرہٹے فرار ہو جاتے تھے اور جب
وہ فوج اُلٹی آتی تو پھر مرہٹے وہان آن کر جم جاتے۔ محکم سنگہ ان مرہٹون کی
کی فوجون سے لڑنے مین کامیاب ہوا جو احمدنگر کی اطراف مین تاخت و تاراج
کرتی تھی۔ اوسنے غنیم کو ہزیمت دیکر قلعہ ستارا کے نیچے تک بھگایا۔ لیکن ذوالفقار بیگ
کے کشتہ ہونے اور فوج کے غارت ہونے کی تلافی کچھ نہ ہوئی۔

بادشاہ اور سادات کی ناموافقت کی شہرت تھی۔ مشہور یہ ہوا کہ راجہ ساہو اور
اکثر ملک کے اہل دیوان اور زمینداروں کے نام فرامین اور احکام خفیہ آتے ہین کہ امیر الامرا
کی طرف رجوع نہ کرین اور اوسکے استیصال مین کوشش کرین۔ اسلئے اونہون نے مقابلہ
کیا اور بیجاپور اور حیدرآباد کا انتظام امیر الامرا سے نہ ہوسکا +

ذکر سوانح سال ہشتم سنہ ۱۱۳۰ ہجری ۱۷۱۸ع

اُترا اور صرف ایک دفعہ بادشاہ اوسے ملا دوسرے مجرے کی اجازت نہ دی۔ اب بادشاہ پاس دکن سے ناخوش خبرین آئیں

سوانح سال ہفتم ۱۷ ۱۱۲۹ھ

امیر الامرا داؤد خان کو شکست دیکر اورنگ آباد مین آیا اور ملک کے بندوبست مین مشغول ہوا۔ دکن کے ہر صوبہ مین بدستور صوبہ داران بادشاہی ہٹون کی طرف سے ایک مرہٹہ سردار صوبہ ہوتا تھا کہ چوتھ کو وصول کرتا تھا امیر الامرا کو اطلاع ہوئی کہ کھنڈو بہاڑیہ (دھبا کھانڈے راؤ دھباریہ) خاندیس پر قابض ہے اور بندر سورت کی راہ پر گلی گڈھیان بنالی ہین اور تھانے جما لیے ہین اس راہ پر جو قافلہ گذرتا ہے اگر اسکے تجار غیر تجار اپنی مالیت کی چوتھائی دیدیتے ہین تو سلامت چلے جاتے ہین اور نہین تو لٹ جاتے ہین قید ہو جانے پر ہر آدمی کو اپنی رہائی کے لئے روپیہ دینا پڑتا ہے۔ امیر الامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوارون اور پانچ چھ ہزار پیادہ بندوقچیون کو اوسکی تنبیہ کے لئے رخصت کیا۔ اور ذوالفقار خان کوتل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان گذرا کہ اوسنے خبر سُنی کہ کھنڈو بہاڑیہ آٹھ نو ہزار جنگی سوارون کے ہمراہ بگلانہ اور کالنہ کی سرحد کے نزدیک نکلا ہے جو اورنگ آباد سے شتر کروہ عرفی ہے۔ ذوالفقار خان نے مستعد جنگ ہوکر اوسپر تاخت کرنی چاہی کہ وہ خار دار دشوار گذار جنگلون کی طرف فرار ہوا جتنی بادشاہی سپاہ آگے بڑھتی گئی اتنی ہی وہ ہاتھ خالی کرکے پیچھے ہٹتا چلا گیا یون بادشاہی سپاہ کو پیچھے لگائے اس مقام پر لے آیا کہ نہایت مستحکم تھا۔ ہر چند ذوالفقار بیگ کو سر کاردن نے منع کیا کہ وہ اس جال مین نہ پھنسے مگر سادات کی شجاعت و جہالت کب اُنکی سنتے دیتی تھی وہ مرہٹون کے پیچھے چلے گئے کھنڈو کی سپاہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین منقسم ہوکر اونچی ٹیکریون اور پہاڑون کی کھوؤن مین چھپ چھپا گئی۔ بادشاہی فوج اس فرار کو اپنی فتح سمجھی اور خوشی کے مارے پھولی نہ سمائی۔ ان بھگوڑون نے پیچھے پڑکر اپنی صف بندی کو توڑا مرہٹون نے یہ ہوشیاری کی کہ جب تک چھپے بیٹھے رہے کہ بادشاہی

چوتھہ کے مقرر ہونے مین خلل انداز ہوتا تھا اور تاراج مین کوشش کرتا تھا اسلیے کہ مقرری
چوتھہ سے سردارون کو فائدہ ہوتا تھا اس سے لشکر متمتع نہ ہوتا تھا۔تاحت مین جسکے جو ہاتھہ آتا
وہ اسکا مالک ہوتا سردار کو اس سے کچھہ فائدہ نہ ہوتا - رانی تارابائی زوجہ راجہ رام نے شوہر کے
مرنے کے بعد دس بارہ برس تک عالمگیر سے مخالفت رکھی اور بادشاہ کے آواخر عہد مین
رانی کے وکلا نے مصالحہ کی التماس اس شرط سے کی کہ دکن کے چھہ صوبون کی سردیسمکھی
بدستور نوفی صدی مقرر ہوجاے۔عالمگیر نے اوسکو غیرت اسلام سے بعید جانکر قبول نہین کیا
جسکا بیان مفصل اسکو عہد سلطنت کی تاریخ مین ہوا- بہادر شاہ کے عہد مین وکلاے رانی
اور ساہو نے رجوع کی اور سردیسمکھی کا فرمان چند شرائط کے ساتھہ حاصل کیا جسکا ذکر تاریخ
بہادر شاہی مین ہوا مگر رانی اور راجہ ساہو مین باہم نزاع ایسا ہوا کہ بہادر شاہ کو جو مرکوز
خاطر تھا وہ عمل مین نہ آیا اور سردیسمکھی کا انتظام بھی نہ جاری ہوا - داؤد خان کی صوبہ داری
دکن مین جسکا ذوالفقار نائب تھا اوسکے اور غنیم کے درمیان اخوت و موافقت کا عہد و قرار
ہوا- اس شرط پر کہ شاہزادون اور داؤد خان کی جاگیرون سے مرہٹے مزاحمت نہ کرین
اور باقی محالات امراے عظیم الشان سے ہیرامن نائب داؤد خان اپنے استقلال سے چوتھہ انکو بجداروقت
دم بزکے بغیر دلادیا کرے اور قافلون کو وہ آزار نہ پہنچائین مرہٹے اور داؤد خان شیر و شکر کی
طرح مل گئے۔ ——— اور عمل ہوتا رہا۔داؤد خان اب گجرات کو بدل گیا
تھا یہ قول و قرار باقی نہ رہے اسکی جگہ نظام الملک بہادر فتح جنگ آیا وہ کل ایک سال پانچ
مہینے اس عہدہ پر مامور رہا۔یہ نظام الملک بڑا لائق و ہوشیار تھا وہ دکن کے معاملات
ملکی کے سب پیچون سے واقف تھا اسکی نہایت عمدہ تجویز یہ تھی کہ مرہٹون کی ضعیف گروہ کو
تقویت دے کر اسکے قوی گروہ کی بیخ کنی کے درپے ہو - ساہو کے افسر جو ملک کا بندوبست
کر رہے تھے اسے مقابلہ کرنے کے لئے سپاہ بھیجی اور اونکو شکست دی اور بعض اضلاع انکی
دبائے مگر پھر صلح ہوگئی - راجہ ساہو کو لقب دہ ہزاری دہ ہزار سوار کا بادشاہ کی طرف
سے عنایت ہوا وہ اپنی تدبیر یہان یہ کر رہا تھا کہ یکایک وہ یہان سے بدل گیا-اسلئے

امیر الامراے صوبہ دار دکن کی جو بات قابل یادگار ہے وہ مرہٹون کے ساتھہ صلح ہے
جسکا بیان آگے آتا ہے +

عالمگیر نے دکن مین مرہٹون کے قلعون کی فتح کرنے مین بہت روپیہ اور بہت وقت
صرف کیا قلعہ ستارہ اور پرنالہ و راج گڈہ وغیرہ تیس چالیس مشہور قلعے فتح کیئے مرہٹون کو
بے خانمان کیا جب مرہٹون کے سرداروں نے بادشاہ کے قدیمی ملک کو خالی پایا اور
بادشاہ کو دور دیکھا تو اونہون نے اور سالون کی نسبت زیادہ شوخیان کین اور
سنگین فوجون کے ساتھہ صوبجات دکن احمد آباد اور مالوہ کو چوتھہ وصول کرنے کے قصد سے
تاخت و تاراج و پراگندہ کیا جہان جاتے اور شہر یا قصبہ کلان ہوتا تو سرکارہ یا خط وہان کے
حاکم یا زمیندار کے پاس بھیجتے اور چوتھہ کے طلب کا پیغام دیتے دیہات وقصبات کے مقدم
و زمیندار مرہٹہ کی فوج کے استقبال کے لئے دوڑکے آتے اور چوتھہ کو قبول کرکے امان کے
قول کی درخواست کرتے اور سوار کو دیہات اور رعیت کی محافظت کے لیے لے جاتے اور
بجاے اصل جمع ہزار دو ہزار بتلانے کے چار پانچ سو جمع بتلاتے غرض جو کچھہ چہارم حصہ
اسکا مقرر ہوتا اوسکے وصول کے وعدہ پورا کرنے کے لیئے وہ قول دیتے اور ریون اونکی
تاخت و تاراج کی مضرت کو دفع کرتے جب فوجدار اور زمیندار چوتھہ کا دینا نہ قبول
کرتے اور اونکی طرف رجوع نہ کرتے تو عہد عالمگیری و بہادر شاہی مین بیان ہوا ہے
کہ اس صورت مین اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اس محال کو تاخت کرکے بالکل ویران کرتے
اور نہین تو چند روز محاصرہ کرکے مایوس ہوتے اور بھاگ جاتے چنانچہ دو دکن کے
صوبون برہانپور و برار کے قصبہ نندبار و سلطان پور و جامود اور بہت سے قصبات
مشہور کا اٹھائیس ہزار سوار مرہٹون نے دو تین ہفتہ تک محاصرہ کیا اور ناکام چلے آئے
قافلون کے ساتھہ بھی وہ یہی سلوک عمل مین لاتے تھے۔ زیادہ تر قافلون کو تاخت
و تاراج کرتے تھے مرہٹون کے سردار تا مقدور چوتھہ کی تشخیص مین کوشش کرتے
تاخت و تاراج پر راضی نہ ہوتے تھے مگر سرداروں کے خلاف مرہٹون کا لشکر

سواء اسکے ہر محال مین دو جدا جدا محصل راہداری تھے - فوجدارون کی سُستی اور غنیم کے غلبہ سے وہ جا بجا ہو بیٹھے تھے بیوپاریون فی گاؤ آٹھ آنے اور فی ارابہ ایک روپیہ لیتے اور آدمیون سے وہ ظالم فوجدارون سے بھی زیادہ دو چند سہ چند جو چاہتے لے لیتے - اب ایام صلح سے پہلے جو ظلم ہوتا تھا وہ بدستور رہا - اسکے سواء یہ شرکت راہداری کا آدھا اوسپر چڑھا - اس صورت مین ہر پرگنہ مین راجہ ساہو کے تین عامل مستقل رہتے تھے اونکے ساتھ سوار اور پیادون کی جمعیت ہوتی تھی وہ کچہری اوجھوترہ مال و سائر پر اور سرراہ پر رہتے تھے - یہ نئی بدعتین پیدا ہوئی تھیں سواء اسکے جس جگہہ کہ ویران دہات رعایا کو قول دے کر مرہٹے آباد کرتے مثل دہات نند بار وغیرہ صوبہ خاندیس اور پرگنات صوبہ برار وغیرہ مین جنکو اصل مین مرہٹون نے ویران کیا تھا اونمین امیر الامرا کی قرار پر کچھہ خیال نہیں کرتے جاگیر دار کو بٹائی کے حصہ سوم دینے کا جو قول تھا جو پورا کرتے اونھون نے یہ مقرر کیا تھا کہ منجملہ تین حصون کے ایک حصہ جاگیر دار اور ایک حصہ سالم مرہٹہ اور ایک حصہ رعایا لے مقدمات ملکی اور مالی مین مرہٹون کا حکم عمال اور فوجدارون و جاگیر دارون کے اختیار پر جاری تھا مصالحت وقت امیر الامرا نے مقرر کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ راہداری نہ لی جائے - قبل از صلح جو ظالم فوجدار اور حکام فی گاؤ اور ارابہ راہداری لیتے تھے اب اس سے سہ چند و چہار چند ظلم سے بیوپاریون اور مسافرون سے لی جاتی ہے یہ راہداری ہرگز نہ لی جائے مگر امیر الامرا کی اس باب مین پیش نہ گئی - ہان اکثر پرگنات مین تاخت و تاراج دہات و قافلہ موقوف ہوگئی - ایام سابق کی نسبت مسافر اور آنے جانے والے راہداری ادا کرنے کے بعد آرام سے آتے جاتے تھے بعض دہات جو مرہٹون کی تاخت اور حکام کی تعدی سے بالکل ویران ہوگئے تھے وہ آباد ہو گئے +

امیر الامرا نے سند قرار صلح جس مین شرائط مذکورہ مندرج تھین اپنی مہر کر کے راجہ ساہو کے وکلاء کو حوالہ کی اور اپنی سند کے مطابق بادشاہ کے فرمان آنے پر صلح موقوف نہ رکھا جا بجا راجہ ساہو کے گماشتے مستقل دخیل کار کر دئے - اور راجہ ساہو کے دعدہ نوکرون

اوسکی تدبیرون سے بہت فائدہ نہوا - اوربیان ہوا کہ نظام الملک کی صوبہ داری مین
ابتدا مین صلح رہی اور آخر مین فوج کشی ہوئی اس دار و مدار مین ایک سال پانچ مہینے گذرے
اور غنیم کی تنبیہ قرار واقعی ہو گئی اُسکی جگہ امیر الامرا سید حسین علی خان آیا - اسکی صوبہ داری
دو تین برس تک بادشاہ کے ساتھہ عناد فساد مین گذری - گو اوسنے سپاہ کو بڑہایا - مگر وہ
بندوبست واقعی نہوا سجو امیر الامرا کے مرکوز خاطر تھا اور سادات بارہ کی رسم کے موافق
تھا - انور خان برہانپور کے شیخ زادون مین سے تھا اور سادات کے پیش آوردون مین ١١٣١ سنہ
مین قابوے وقت اور رفع فساد پر نظر کرکے اوسکی اور امراے ہمراز کی صلاح سے سنکراجی
ایک برہمن سے اتفاق ہوا یہ برہمن پہلے سیواجی و سنبہا کے عمدہ متوسل نوکرون مین تھا
قلعہ جنجی کی تسخیر کے بعد بادشاہی نوکرون کے جرگہ مین آگیا تھا - اور مرہٹون کے مطیع اور
غیر مطیع سردارون کی وکالت کرتا تھا اور جوہر رشادت سے خالی نہ تھا اور مدد طالع اسکا ضمیمہ
ہوا تھا - راجہ ساہو کے بڑے عمدہ فہمیدہ کاربرہمن سر فوج بالاجی بشوناتھہ وجمناجی تھے
اونکی وساطت سے صلح کا قرار ان شرائط پر ہوا کہ جملہ محال خالصہ بادشاہی و جاگیرداران
سے جو کچھہ محصول مال وسائر مین وکرڑی و شقدار وصول کرین اوسکی چوتھائی منصوبان راجہ
کو واصل کرین اور یہہ بھی مقرر ہوا کہ سوا چوتھائی حصہ کے جو جاگیر دارون سے اونکو موصول ہوگا
وہ سو روپیہ مین سے دس روپیہ بدستور سردیسمکہی رعایا سے لین غرض یون پینتیس ٣٥ فی صدی
کل ابواب فوجداری و شقداری وضیافت اور اور اخراجات ازروے کاغذ خام وصول کرتے
اس حساب سے قریب نصف جمعبندی کے جو از روے طومار رباہدی ہوتی ہے وہ شریک ہوگئے
اسطرح راجہ ساہو کے عمال شریک غالب ہوگئے کہ مرہٹون کا یہ انتظام کہ وہ کل جمع (بابت
محصولات) کو وصول کرین رعایا احکام بادشاہی و جاگیردارون کو نہایت سخت معلوم ہوا
اور ہر محال مین دو تحصیلدار مقرر ہوئے انمین ایک گماشتہ دار اور دوم گماشتہ سردیسمکہی
کہلاتا تھا طومار و اصلات پر اول دستخط سررشتہ دار سردیسمکہی ہووین اور اوسکے جو لوازم
رسمیات جدا کئے جائین یہ امر عمال بادشاہی اور جاگیردارون کا وبال جان ہوا

ان ہی دنون مین ضیاء الدین خان کہ شرفاء خراسان مین تھا دیوانی دکن پر دیانت خان کے
تغیر کے سبب مقرر ہوا۔ جلال الدین خان برہانپور کی دیوانی پر مامور ہوا فیض اللہ خان کو
بخشی گری دکھن کے تعلقہ پر منصوب ہوا۔ جب یہ امرا اورنگ آباد مین آئے تو ضیاء الدین خان
کو قطب الملک کی سفارش سے دیوانی مین دخل ہوا مگر سب کام امیر الامرا کے عملہ کی ماتحتی مین
کرنا پڑتا تھا۔ فیض اللہ خان بخشی کو امیر الامرا نے جواب صاف دیدیا۔ سلام کے لئے بھی بار
نہ دیا۔ جلال الدین خان کو برہانپور کی دیوانی کے عوض مین چند روز برار کی دیوانی دی غرض
ان باتون سے فرخ سیر کو اور زیادہ ملال ہوا۔

محمد مراد بخش ایک شخص کشمیری تھا سب گنون پورا تھا۔ کوئی عیب اوس سے چھوٹا نہ تھا
فرخ سیر کی مان کشمیری تھی۔ اسکے توسل سے پادشاہ سے ہم کلامی کی نوبت خلوت مین
پہنچی اوسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ مین قتال و جدال بغیر سادات کا قلع قمع کر سکتا ہون غرض
اوسنے اپنی چکنی چپڑی باتون سے بادشاہ کو سبز باغ دکھلا دیا اور ایسا پھسلایا
کہ تھوڑے دنون مین بادشاہ اوسکا غلام بن گیا۔ اسکو رکن الدولہ اعتقاد خان کا خطاب
منصب ہفت ہزاری دہ ہزار سوار کا دیا۔ اب اوسنے یہ صلاح دی کہ پٹنہ عظیم آباد سے
سربلند خان کو اور مراد آباد سے قلیچ خان نظام الملک بہادر فتح جنگ کو اور احمد آباد سے
راجہ اجیت سنگہ کو طلب فرمائیے۔ ہر ایک کو عمدہ خدمات کا امیدوار کیجئے اور انکے ہاتھ
سے دولت سادات کو خاک مین ملائیے۔ بادشاہ نے یہی کیا۔ یہ سب امرا جمع ہوئے نظام الملک
نے مراد آباد مین خوب انتظام کیا تھا وہ یہان آیا تو کسی اور خدمت پر مامور نہین ہوا بادشاہ
نے مراد آباد کا نام رکن آباد رکھا اور رکن الدولہ کی جاگیر اور صوبہ داری مین دیدیا۔ راجہ
اجیت سنگہ کو مہاراجہ کا خطاب ملا۔ وہ سید عبد اللہ کا ہمدم و ہمداستان ہوا۔ نظام الملک بہادر
فتح جنگ و سربلند خان مین سے ہر ایک ابتدا مین امیدوار وزارت و میر بخشی تھا انکو سید عبد اللہ خان
کے فنا و مٹانے کے لئے مقرر کیا۔ ان امرا نے بادشاہ سے التماس کیا کہ قلمدان وزارت
اپنے بندون مین سے جسکو لائق دیکھین اوسکو مرحمت فرمائین جسکے سبب سے سید عبد اللہ خان کے

رکن الدولہ اعتقاد خان کا اقتدار اور امراء عظام کا اجتماع

بالاجی بشوناتھ اور جمناجی کو مقرر کیا کہ وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ بطریق نیابت و وکالت
راجہ ساہو اورنگ آباد مین رہین اور کارہائے ملکی و مالی اونکی وساطت سے سرانجام پائین اسکے
بعد حسین علی خان نے عرضداشت بھیجی جس مین مصالحہ کی حقیقت لکھی اور اوسکے مطابق فرمان طلب کیا
بعض ہواخواہان دولت نے بادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ محصول اور حکمرانی مین غنیم کو شریک
غالب کرنا مصلحت نہ تھا اسلئے یہ صلح فرخ سیر کی مرضی کے خلاف ہوئی - ان ہی ایام مین
جان نثار خان کہ قدیم امیر بہادر دانا عبداللہ خان مرحوم پدر حسین علی خان سے اتحاد
برادرانہ رکھتا تھا - اسلئے وہ حسین علیخان کا بمنزلہ عمو کے تھا - سید اوسکی بڑی تعظیم کرتا تھا
بادشاہ نے برہانپور مین امیر الامرا کا نائب مقرر کیا اور کچھ نصیحتیں کردین کہ وہ جاکر اپنے دوست
کے بیٹے کو سمجھا دے - یہ امید کی گئی کہ شاید اسکے سمجھانے سے وہ فرخ سیر کے خاطرخواہ
عمل کرے - اور ان ہی دنون مین اعتماد الدولہ محمد امین خان بھی ذی قعد سنہ ۱۱۳۰ھ سنہ ۶ جلوس
مین صوبہ مالوا کو مرخص ہوا اور مقرر ہوا کہ سرحد مالوہ مین پہنچنے کے بعد اسکو فرمان صوبہ داری
کا بھیجا جائیگا اور راجہ جی سنگہ سوائی بدلا جائیگا - مشہور تھا کہ حضور نے اوسکو فرمان دیدیا ہی
جب جان نثار خان آب نربدا کے نزدیک آیا اوسنے ازراہ حزم و ہوشیاری و پختہ کاری
اپنے کام مین تذبذب ہونے کے سبب سے کہ جس صوبہ مین مقرر ہوا ہون معلوم نہین دخل پاؤنگا
یا نہ پاؤنگا اپنے ساتھ اصلا سوارون اور پیادون کی جمعیت ہمراہ نہین لی - سرحد علاقہ
مالوہ مین محمد امین خان وارد ہوا - دونو کے آنے کی خبر اورنگ آباد مین مشہور ہوئی - اور یہ
افواہ اوڑی کہ محمد امین خان ساٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اور جان نثار خان ستا آٹھ ہزار
سوارون کے ساتھ حسین علی خان سے لڑنے کو آئے ہین حسین علی خان کو بھی تردد ہوا
پھر اس خبر کا بے اصل ہونا تحقیق ہو گیا - جان نثار خان کے خط آئے کہ سنسا مرہٹے نے
جو راجہ ساہو کے منتسبون مین نہین ہے ہند کی طرف علم سرکشی بلند کیا ہے - اوس نے
مجھے روک رکھا ہے کچھ سپاہی بھیجدیجے - غرض سپاہ گئی - جان نثار خان امیر الامرا پاس آگیا
امیر الامرا نے ظاہر مین اوسکے ساتھ بزرگانہ سلوک کیا لیکن صوبہ برہانپور اوسکو نہ دیا -

سید عبداللہ خان نے بیس ہزار سوارون کے قریب نوکر رکھہ لئے تھے روز بروز فتنہ و فساد کو
بڑھاتا جاتا تھا امیر الامرا کی عرضداشتین بھی قدمبوسی کے لئے چلی آتی تھین اور اونمیں
دکن کی آب و ہوا کی ناموافقت کی شکایتین بھی مندرج ہوتی تھین قطب الملک کے خطوط بھی
امیر الامرا پاس جاتے تھے کہ بھائی جلد یہان آؤ۔ ۱۵ ماہ شوال سنہ جلوس کو سیف الدین علیخان
اپنے چھوٹے بھائی کو چار یا پنجہزار سوارون کے ساتھہ بطریق ہراول برہانپور بھیجا کہ وہ
توپخانہ کا تہیہ اور سفر کے مایحتاج کا سرانجام کرے اور خاندیس مین صوبہ داری کرے
سید عبداللہ خان کے متواتر خطوط آنے کے بعد اواخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۰ھ مین اورنگ آباد سے
امیر الامرا باہر آیا اور امور ضروری کے لئے ایک ہفتہ توقف کیا اور اوائل محرم سنہ ۱۱۳۱ھ مین وہ
بہت امرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لے کر دار الخلافہ
شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا قلعہ ملہیر اور اور دو تین قلعون کو اپنے ہمراہیون کے حوالہ کیا
بہت قلعون کے بادشاہی قلعہ دارون کو متہم کر کے معزول کیا اور اونکی جگہہ اپنے آدمی مقرر کئے
تیرہ ہزار سوار مرہٹہ بسرداری کھنڈو دھباریہ جو مشہور سرفوج اور خاندیس کا صوبہ دار راجہ ساہو جی
کی طرف سے تھا اور سنتا اور تین اور نامی سردار اپنے ہمرکاب لئے۔ ان نامی سردار اور جماعہ دار کو ہاتھی
گھوڑے اور خلعت و مدد خرچ سے مرہون احسان کیا اور آئندہ کے لئے امیدوار مراتب اعلیٰ کا
کیا سپاہی کے لئے آٹھہ آنہ یومیہ سرکار سے مقرر کیا۔ رنبھا رنیال گر مرہٹہ بادشاہی نوکرون مین
منجملہ فوج ملکی امیر الامرا مین تھا سنکراجی ملہار اور بشوناتھہ صاحب مدار راجہ ساہو اس سے
عداوت رکھتے اور کئی دفعہ اسے خفت پہلے اٹھا چکے تھی اور مدت سے تلافی کی فکر مین تھے رنبھا
کو مدعیون کے اشارہ سے امیر الامرا نے مصلحت کے بہانہ سے بلا کر غافل مقید یا بزنجیر کردیا
اور اوسکے لشکر و بھیر کو لٹوا دیا حکام و عمال معزول کو کمال بے سرانجامی کے ساتھہ ہمراہ
لیا۔ ۲۲ محرم سنہ ۱۱۳۱ھ کو برہانپور سے کوچ کیا کوچ بکوچ آب نربدا سے گذر اکبرپور پر عبور کیا
راہ میں رانا کے ملک پر دست درازی شروع کی تھی مگر رانا کے وکیل نے نذرانہ کر دی
اسلئے خیر گذری پھر راجہ جے سنگھہ ملک پر تو لشکر نے خوب ہاتھہ پھینکے۔ اس

استقلال مین خلل پڑیگا اگر وہ نافرمانی کا ادعا کریگا تو سزا پائیگا۔ تو بادشاہ نے جواب مین یہ فرمایا
کہ وزارت کے لئے اعتقاد خان سے بہتر دوسرے آدمی مین نہین جانتا۔ اسی امیرون کا
دل شکستہ ہوا بھلا ایسے بڑے امیرون سے ایسے کم اصل وزیر کی اطاعت کب ہوتی۔ اس گرمی
ہنگامہ مین عید فطر آئی۔ بادشاہ کی سواری مین اسی ہزار پیادے سوار عیدگاہ تک ساتھ
تھے۔ خاص و عام مین ایک ہل چل پڑ رہی تھی کہ سید عبد اللہ خان اب گرفتار ہوتا ہے
سید کے ساتھ پانچ چار ہزار سوارون سے زیادہ نہ تھے۔ مگر کچھ نہین ہوا۔ سید عبد اللہ خان
پہلے تو سوا سادات و متوطنان بارہ کے اور کسی کو نوکر نہین رکھتا تھا اب اوسنے بیس ہزار
سوار سب قومون کے نوکر رکھ لئے۔ جب دکن مین امیر الامرا کو یہ اخبار پہنچے تو اوس نے
بادشاہ پاس آنے کا ارادہ کیا۔ اور آنے سے منصوبہ تازہ کی تمہید یہ کی کہ معین الدین
کو اپنے پاس بلا لیا وہ ایک مجہول النسب گمنام راجہ ساہو نے شاہزادہ اکبر کا پسر سمجھ کر
گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ کو لکھ کر جواب مانگا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان
مین صلح ہوگئی۔ راجہ اجیت سنگھ باوجودیکہ اوسکی بیٹی فرخ سیر سے بیاہی گئی تھی مگر وہ
سید عبد اللہ خان کا محرم و ہمراز تھا وہ صلح کا واسطہ ہوا۔ اور آخر ماہ شوال ۱۱۳۰ھ مین محمد فرخ سیر
مع اعتقاد خان و خاندوران خان اور بعض اور امراے خیر اندیش کے قطب الملک کے گھر پر
گیا۔ باہم عہد موافقت باقسم و عدم مخالفت پر ہوا طرفین نے افعال گذشتہ کے عذر کیے۔ بادشاہ
نے اپنے خانہ قلعہ مین مراجعت کی جب دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر پہنچی تو امیر الامرا
نے چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ یہ صلح باقی نہین رہی۔ اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے
بلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے چلا۔

غرض فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان ہنگامہ فساد و عناد کو امتداد ہوا۔ جو تدبیر
مصلحت سوچی جاتی تھی اسے کچھ مطلب نہین نکلتا تھا۔ بادشاہ کو عزم و راے کا ایک حال پر
قرار نہ تھا کبھی صلح و مدارات سے پیش آتا کبھی بد اندیشون کے قلع مین کمربستہ ہوتا تھا بعض امراے
منافق کی مصلحت سے سید عبد اللہ خان سے ہمداستان ہوتا تھا مقدمہ یکسو نہ ہوتا تھا۔

عنایات کا امیدوار کرکے حضور مین طلب کیا تھا اور اب وہ معزول تھا قطب الملک نے
اوسکی بھی تسلی کی اور مالوہ کی صوبہ داری کا امیدوار کیا۔ اعتماد الدولہ بے حیثیت و بے حکم
بادشاہی مالوہ سے آیا تھا مغضوب و بے منصب ہو گیا تھا عبد اللہ خان نے اوسکو بھی مطمئن
خاطر کیا غرض جتنے قطب الملک کی دولت کے مدعی تھے اوسنے اپنی انواع امداد و نفقہ
و اموال سے ممنون کرکے پرداخت حال کا امیدوار کیا۔ خاندوران خان کو کہ ابتدا سے
میر جملہ کے ساتھ بادشاہ کے ہوا خواہون مین گنا جاتا تھا اوسکو بھی اپنا رفیق و ہمدم و محرم
کرلیا۔ ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک
کی ملاقات کو جائیگا مہاراجہ اجیت سنگھ کا داماد بادشاہ تھا مگر سید عبد اللہ خان کا ہمدم و ہمراز تھا
اور قابو کا انتظار کر رہا تھا۔ اسکا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کے مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب
میری سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہنچیگی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئیگا تو مین
اہتمام کرکے اوس کو قید کرلونگا۔ خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا
نہ معلوم ہوئی ہو مگر اتنا یہ خائف فقط گمان و ظن سے وسواس ہراس آمیز سے بادشاہ
کی مراجعت سے پہلے سید عبد اللہ خان کے خانہ مین پناہ کے لئے راجہ چلا گیا۔ بادشاہ مراجعت
کے وقت کشتی مین سوار تھا چاہتا تھا کہ موافق قرار کے سید عبد اللہ خان کے گھر تشریف لائے
کہ اوسکو معلوم ہوا کہ راجہ سید عبد اللہ خان کے گھر مین چلا گیا ہے تو اوسنے بے دماغ ہو کر
ملاحون کو جب کشتی سید عبد اللہ خان کے گھر کی برابر آئی حکم دیا کہ نوارہ کو تند و جلد چلاؤ یا جو تکیے
کارخانجات بادشاہی سید عبد اللہ کے گھر مین آئے تھے اور قطب الملک دریا کے
کنارہ پر استقبال کو آیا تھا بادشاہ اوسکی طرف متوجہ نہ ہوا۔ دولت خانہ و قلعہ مین داخل ہوا
ربیع الاول کے اواخر مین اور سنہ جلوس کے اوائل مین فیروز شاہ کی لاٹھ کے نیچے
شہر سے دو تین کوس پر سید حسین علی خان نے اپنے ڈیرے ڈالے۔ بغاوت کے
اظہار کے لئے طبل مخالفت صریح بجانا شروع کیا سوائے تخت سلاطین کی داب کے
خلاف یہ امر تھا کہ کوئی کوس شادیانہ کی آواز بلند کرے اور بادشاہانہ شکوہ کے ساتھ

حسین علی خان کا دہلی مین آنا +

اس ضمن مین اخلاص خان امیرالامرا کی تسلی اور واپس لے جانے کے لئے بعد قرار صلح کے اواخر
شوال مین حضور سے روانہ ہوا تھا وہ اوائل ماہ صفر مین قلعہ مانڈو کے نزدیک آیا۔ امیرالامرا
اور اس مین باہم ملاقات ہوئی خلوت مین کلمات صلح بے ثبات کو اور دارالخلافہ مین امرا
کے جمع ہونے کے آشوب کو اور اعتقاد خان کی خاطرداری اور امرا کے آزردہ خاطر کرنے
ذکر کیا۔ سپہ سالار بہانہ طلب کو پہلے سے زیادہ حضور مین جلد جانے کے لئے سرگرم کیا۔
۱۴ صفر کو اجین مین امیرالامرا آیا۔ برقنداز خان فوجدار گوالیار اور وکیل حضور کے
نوشتون سے اوس کو بادشاہ اور سید عبداللہ خان کے درمیان صلح کا مفصل حال
معلوم ہوا۔ تو امیرالامرا نے مجمع دیوان مین کہا کہ اگر واقعی بادشاہ کو ہمارے ساتھ نزاع و
عداوت نہیں رہی اور بلا نفاق ہمارے ساتھ سلوک کریگا تو ہم بھی سوا اطاعت و نوکری کے
کوئی اور مطلب و ارادہ نہیں رکھینگے ملازمت اور بعض امور سے خاطر جمعی کے بعد دکن کو مراجعت
کرونگا۔ لیکن دوسرے تیسرے ہی روز امیرالامرا نے ثقہ و محرم راز آدمی کی زبانی سنا
کہ یہ سب افسانہ افسون ابلہ فریب کا دام بادشاہ عبث بچھاتا ہے اور نہین جانتا۔ ع
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ٭ عقلا کے نزدیک تقاضائے مآل اندیشی
یہ ہے کہ اگر ہم بادشاہ کے قابو مین آ گئے تو ہم جان کی امان نہین پائینگے۔ اگر ہم بادشاہ
پر غالب آئینگے تو اوسکی نجات متعذر ہوگی۔

حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ سربلند خان کے بعض محال سیر حاصل سید جلیل
کو دیدی اور اوسکو وہان سے بدل دیا تو عسرت خرچ و ہجوم سپاہ اور ارباب طلب کی تقاضی
اور طلب کے سبب سے نوکری کو ترک کیا اور منصب سے استعفا دیا۔ گھوڑون اور ہاتھیون و اثاث البیت
کو جماعہ داروں اور قرض خواہون کو دیکر خرقہ پوش ہونا چاہا اسکی جب اطلاع سید عبداللہ خان کو
ہوئی تو وہ اوسکے پاس تسلی کو گیا اور نقد و جنس و اسباب اپنی طرف سے اوسکو دئے اور کابل
کی صوبہ داری اوسکے نام مقرر کی اور مرسون احسان کیا۔ نظام الملک بہادر ظفر آباد کے
تغیر بے وقت سے اور اعتقاد خان کو اپنی جاگیر ملنے سے بلبلا جل رہا تھا اوس کو وزارت اور دیوانی

جشن نوروز قریب آتا ہے حجاب نیابت بھی درمیان سے اُٹھہ جائے گا- سوم ماہ ربیع الاول کو
راجہ دھیراج جے سنگہ کو حکم کے بموجب ایک روز ٹھیرنے کی اجازت نہ ہوئی وہ اپنے وطن
انبیر کو روانہ ہوا اور اسی روز راجہ بھیم و راجہ بدھ سنگہ کہ باہم بنی عم تھے- اور وطن
بوندی پر آپس مین پرخاش و عداوت ارثی رکھتے تھے آپس مین راہ کے درمیان لڑے
دونو طرف سے راجپوت اور بدھ سنگھ کا دیوان قتل ہوئے- اور آخر کار مردم راجہ بھیم غالب ہوے
بدھ سنگھ خوف کے مارے چند سوارون کے ساتھہ راجہ دھیراج پاس آیا جو اوس کا
حامی تھا- پنجم ماہ مذکور کو قطب الملک و راجہ اجیت سنگھ معتمد آدمیون کے ساتھہ قلعہ ارک
مین آئے- بادشاہی آدمیون کو دروازون سے اوٹھایا اور اپنے آدمیون کو بٹھایا-
بادشاہی آدمیون مین سے سواے اعتقاد خان و اختیار خان مشرف دیوان خاص کے
جنکا عدم وجود برابر تھا- اور ظفر خان کے جو سلوک و زمانہ سازی مین یگانہ و ہمہ کش گنا جاتا
تھا چند خواص و خواجہ سرائے ناکارہ کے بادشاہ پاس رہے اور کوئی قلعہ مین بادشاہ کے
گرد نہ رہا- امیر الامرا ملوکانہ شان و شکوہ سے لشکر کو آراستہ کر کے سوار ہوا- قلعہ کو
گرد مرہٹے اور اسکے سوار گھیرے ہوئے تھے سہ پہر کو قلعہ مین داخل ہوا- بعد ملازمت کے
چند کلمے ملالت افزا باہم ہار کلمہ نصیحت آمیز کہے سنے گئے خلعت اسپ وغیرہ کو امیر الامرا نے
باکراہ قبول کیا- تقدیم ادب مین بھی چندان نہ مشغول ہوا- اپنے گھر چلا گیا- باوجود اسکے
بادشاہ پہاڑ بن گیا اپنی جگہ سے نہ ہلا اور اصل کی فکر مین نہ ہوا- دوبارہ آٹھوین تاریخ کو سادات
نے قلعہ کا بندوبست قرار واقعی کیا قطب الملک و مہاراجہ اپنے معتمدون اور انتخابی فوج
کے ساتھہ قلعہ مین داخل ہوئے- اور اول کی طرح بادشاہی آدمی احاطہ سے باہر کر دیئے گئے-
اور دروازے اپنے معتمد و معتبر کام کے آدمیون کو سپرد کر دئے- دیوان خاص و عام و خوابگاہ و دیوان
عدالت کے دروازون کی کنجیان اپنے پاس منگا کے رکھہ لین بعد فراغ خاطر کے حسین علیخان کے
پاس آنے کا پیغام بھیجا- وہ بڑی شان و دبدبہ سے معین الدین گمنام کو جو پسر شاہزادہ اکبر کے
نام سے ہمراہ تھا ہاتھی پر بٹھا کر اپنے گھر مین بارہ دری شائستہ خان مین جو قلعہ ارک سے قریب تھا اترا

خیمہ مین داخل ہوا جو سرآ نوضع باولی کے قریب تھا اور مکرر زبان سے کہتا تہا کہ اب
مین اپنے تئین بادشاہ کے نوکرون کے زمرہ مین نہیں جانتا کہ آقا کے آداب بجا لاؤن
اب مجھے عزل و غضب و عتاب سلطانی کا اندیشہ نہین ہے عجب بات یہ ہے کہ بادشاہ
سادہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا دہل بے باکانہ
کیسا ہوا ان دہون بج رہا ہے وہ ہوش مین نہ آیا کبھی غضب مین آنکر آستین چڑہاتا
دونو بہائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا - راجہ دھیراج جے سنگہ
جو مکرر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی دینے کے لئے کمر بستہ ہو کر مصلحت بتاتا
تو اسے فائدہ نہ ہوتا بعض امرا سے عقیدت کیش عرب و عجم کے کہ بدون تورہ کے اپنے
مین طاقت صریح مقابلہ و مقاتلہ کی طبل بجانے مین نہین دیکھتے تہے حضور مغلیہ
خنکو اس راز سربستہ پر اطلاع تہی اور کسی کو اسکا یارا نہ تہا کہ اس مخفی راز سے زبان کو
آشنا کرے وہ نیرنگی روزگار اور دونو بہائیون کے تسلط کا اور سستی عزم و اغماض بادشاہ
کا تماشا دیکھتے تہے اور خون جگر پیتے تہے - بلکہ فرخ سیر کے حکم اور اشارہ سے حسین علی خان
کی ملاقات کے لئے جاتے تہے - اور مدعیان دولت کی وضع و تکبر کو دیکھکر خون و زبان پر
گلہ کے ساتھ مراجعت کرتے تہے جب امیر الامرا کے آنے پر چار یا پانچ روز گذر گئے تو
اوسکے بہائی سید عبد اللہ نے اپنے بہائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ
راجہ جی سنگہ پر ہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور توپخانہ کی خدمات اور دیوان
خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرمائے اور قلعہ مین
ہمارا بندوبست ہونے دیتے بلا وسواس امیر الامرا آنکر ملازمت کریگا اور ہم دونو بھائی
خاطر جمعی سے آمد و رفت کرینگے بادشاہ سست عقل نے جو روزگار شعبدہ باز کی
دغلبازی سے غافل تھا دونو بھائیون کی ادعا کو مان لیا - خدمات کے باب مین
یہ مقرر کیا کہ اونکو فی الحال اصالتًا سید عبد اللہ خان اور سادات بارہ اور دونو بہائی
کے ہمراہی بجا لائین اور نیابت اعتقاد خان اور معتمدان حضور انجام دین - بعد چند روز کے

مرہٹون کے سردار مغل کھنڈو دہباریہ و بالاجی بشونا تھ اور سنتا وغیرہ دس بارہ ہزار سوارون
کے ساتھ رات بھر ہتیارون مین اونچی بنے اس انتظار مین ستارے گن رہے تھے کہ کب صبح
ہو جو ہنگامہ دار و گیر گرم ہو اور مال و عیال مردم پر دست دراز کرکے ذخیرے جمع کرین
دن ہوا جھوٹی سچی خبرین اڑنی شروع ہوئیں کہ سید عبد اللہ خان مارا گیا اور ایسی اور
وحشت ناک افواہین اڑین - اعتقاد خان اور بعض اور امرا نے کہ مآل کار سے بے خبر تھے چاہا
کہ بازار سعد اللہ خان کی طرف امیر الامرا سے مقابلہ ہونے کے قصد سے سوار ہون -
اعتماد الدولہ محمد امین خان و چین قلیچ خان بہادر از راہ زمانہ سازی و پختہ کاری حسین علیخان
کی رفاقت کی قصد سے گھر سے باہر آئے تھے اونکے نشان نمودار ہوئے بغیر اس کے
کہ مرہٹون کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ ہو اور کارزار کی نوبت آئی - خاندوران خان کے
چودہ پندرہ کمبل پوش سوارون نے چند تیر مرہٹون کی طرف پھینکے مرہٹے میدان کے لڑنے والے
شہر کی گلیون میں لڑنا کیا جانین - ان کے سب سردار اور دس بارہ ہزار سوار ایکدفعہ فرار
ہوئے - بازار کے لچون اور تماشائیون اور بے روزگار مغلون نے خبردار ہوکر تلوارین ہاتھ
مین لیں اور ہر طرف سے مرہٹون کو مارتے سر سے پگڑی اوچک لے جاتے اور سر کو بدن سے
جدا کرتے - ہاتھ سے نیزہ اور کمر سے شمشیر چھین لیتے - زین کو اونکے خالی کرتے اور خون سے
رنگین اور گھوڑون کو اور ہتیارون کو لے لیتے - مرہٹے اونکے آگے سے ایسے بھاگتے جیسے
بھیڑون کا گلہ بھیڑئے سے یہانتک نوبت آئی کہ دھوبیون قسائیون اور خاک روبون اور
اہل پیشہ نے لاٹھی پونگے مار کے اور زبان سے للکار کے اور تیر آنکھین دکھاکے جو پایا اونسے
چھین لیا - بھالے اور آفتاب گیر جو مرہٹون کا سرمایہ اعتبار ہے اسقدر اونھون نے پھیک دئیے
کہ بعض بے سروسامانون کے لئے چھے دن کا مصالح جمع ہوگیا - بعض مرہٹے ننگے ہوگئے
اور منہ مین تنکا لیکر دکنیون کے دستور کے موافق پناہ مانگنے لگے - غرض چوک سعد اللہ خان سے
اونکی نگاہ تک کہ تین چار کرو ہے بے تحاشہ جگہہ مرہٹے قتل ہوئے - خافی خان بچشم خود مشاہدہ کرکے
لکھتا ہے کہ پندرہ بیس مرہٹون کے سوارون مین ایک آفتاب گیر ہوتا ہے اور وہ انکا سرمایہ فخر ہوتا

سید عبداللہ خان فرخ سیر ہوش باختہ پاس گیا - اور تکالیف شاقہ وعدم قبول نیابت خدمات مذکورہ بہت سے شکوون کے ساتھہ بھائی کی زبان سے بیان کئے کہ ہمنے تمہارے دادا کی خدمت مین اور تمھاری ہمرکابی مین جو تردد وجانفشانی وحسن خدمتی دل وجان سے کین اور جان نثاری کرنے مین کسی طرح سے اپنے تئین مین نے معاف نہین رکھا اسکے مقابل عوض مین بادشاہ حق نشناس نے سواء سوء ظن وگمان بد وفکر فاسد وارادہ باطل کے فدویوں کے حق مین کوئی اور خیال دل مین نہیں کیا چنانچہ اس ہمارے مقال کے شاہد وہ فرامین ہمارے ہاتھہ مین ہین جو داؤد خان افغان اور اس سرزمین کے اور سرکشون اور دکن کے صاحب ملک کے نام متضمن اس اشارہ پر لکھے گئے ہین کہ مجھے دخل نہ دو اور بنابر بے تقصیر کو قتل کرو دو دہان صاحب قران مین کبھی عہد وپیمان کی برخلافی نہ ایسی دیکھی نہ سُنی - اس عہد مین بدعہدی کی انتہا ظاہر ہوئی ہمارا وسواس ہراس اسوقت برطرف ہو سکتا ہے کہ خدمات حضور کا اختیار بلا قید نیابت ہمارے اختیار مین ہو اور شرائط کا مذکور کیا بادشاہ عقل سے معذور تھا اوسنے غش کا عذر کر کے دفعیہ کیا - طرفین سے بڑی بے مزہ جلی کٹی باتین ہوئیں - بادشاہ برآشفتہ ہو کر اول اعتقاد خان سے پھر قطب الملک مخاطب ہوا - دو تین کلمے عتاب آمیز زبان سے نکالے - اعتقاد خان نے اسحال میں چاہا کہ ابلہ فریب کلمات سے اصلاح مین کوشش کرے - طرفین مین اپنی اپنی حالت مین بے اختیار تھے - سید عبداللہ خان نے اعتقاد خان کو گالیان دیکر بات نہ کرنے دی - باہر جانے کا حکم دیا - وہ حواس باختہ اپنی جان کے بچ جانے کو غنیمت سمجھا اور اختیار خان کی پالکی مین بیٹھہ گھر چلدیا - حصار کے ہر گوشہ وکنارہ سے آثار فتنہ اور صدائے آشوب بلند ہوئی - بادشاہ محل مین چلا گیا - اتنے مین رات ہو گئی قلعہ کے اندر اور باہر جانا بند ہوا شہر مین فتنہ رچا - وہ نو بھائیوں کی فوجین کوچہ اور بازارون مین مستعد ومہیا گھوڑوں پر سوار کھڑی تہین - کوئی نہین جانتا تہا کہ قلعہ مین کیا گذرا اور کیا گذر رہا ہے - سید عبداللہ خان اور راجہ اجیت سنگھ اپنے اعیان کے ساتھہ مشورے اور اندیشے کر رہے تھے کہ صبح ہونے کو آئی

اور اپنے گھر کے پاس چند حلے کئے مورچال باندہ کے بیٹھا آخر کو مقید ہوا - اوسکی شامت سے
بازار سعد اسد خان کی چند دکانین تاراج ہو گئیں - ابھی بازار دار و گیر گرم تھا کہ
شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کے جلوس کا شادیانہ بجا اور امان کی منادی ہوئی
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ محل میں چلا گیا تو سید عبد اللہ خان و جیت سنگہ
نے افسانہ و افسون سے پیغام بادشاہ پاس بھیجے کہ وہ محل سے نکلے مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا حبشی اور ترکی کنیزین جنگ کے لئے تیار ہوئین - افغان اور چیلے او ہنجم الدین علیخان
برادر قطب الملک و پسر صلابت خان رسلیہ محل مین گھس گئے اور عورتون کو خوب مارپیٹ
بادشاہ کا پتا لگایا - اور وہ محل کے کوٹھے کے گوشہ مین چھپا ہوا تھا - اوس کو بام
بڑی بے حرمتی سے کھینچکر باہر لائے جسوقت فرخ سیر کو پکڑا تو اوسکی مان بیٹیون
بہویون اور بیگمون نے اوس کو گھیر لیا اور رونا پیٹنا شروع کیا اور گرفتار کرنے والون
کے پانوئن مین سر رکھا ہاتھہ جوڑے خدا کے واسطے دئے مگر ایسے وقت مین کون
ایسی باتین سنتا ہے - زیور عورتون کا لوٹ لیا اور بے حرمت کیا - فرخ سیر کی
آنکھون مین سلائی پھیری اور قلعہ کے اندر ترپولیہ کے اوپر جلس خانہ مین جو قبر
کی صورت تھا اس بادشاہ کو قید کیا - ایک طشت و آفتابہ قضائے حاجت کے
لئے اور پانی کی صراحی دی -

محمد فرخ سیر کی سلطنت پُر فساد سواء جہاندار شاہ کی سلطنت کے گیارہ مہینے کی جنکو اوسنے
اپنے ایام سلطنت مین دفاتر مین ثبت کرایا چھ سال چار ماہ کچھ دنون ہی - اس عزل و نصب
کی تاریخ کہ ایک بادشاہ گرفتار ہوا اور دوسرا سات برس کا قیدی بادشاہ ہوا -
(فاعتبروا یا اولی الابصار) ہے +

ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات

فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا ہوا تو قطب الملک اور

+ از [illegible] ۹ ج ۱۱۳۱ھ [illegible] +

چار پانچسو آفتاب گیر پڑے ہوئے تھے مقتولون کے گھوڑون اور گھوڑیون کے خوگیرون
مین اکثر نوٹ کا زر و زیور تھا اور اونکی کمرون مین ان روپیون اور اشرفیون کی ہمیانیان تہین
جو اونھون نے راہ مین راجہ جی سنگہ کے دہات اور اور مسافرون سے لوٹی تھین۔ یہ سب
بازار کے لچون اور بیکار مغلون کے ہاتھ آئین۔ پندرہ سو پیادے اور سوار اور سنتا
سردار اور دو تین اور نامور اونکے کشتہ و زخمی ہوئے اگر یہ بات نہ ہوتی تو مرہٹے ہمیشہ
شیخی مارا کرتے کہ ہم نے پائے تخت مین جاکر ایک بادشاہ کو مقید کیا اور دوسرے
بادشاہ کو تخت پر بٹھایا۔ جب قلعہ کے باہر مرہٹے یون مارے گئے اور قلعہ کے اندر
سید عبد اللہ خان کے مارے جانے کے خبر ہر کوچہ و محلہ مین اوڑی۔ غازی الدین خان
غالب جنگ و سادات خان خسر بادشاہ مع پسر اپنے گھر سے سوار ہوئے اعتقاد خان
باتفاق سید صلابت خان داروغہ معزول توپخانہ اور میر مشرف اور منوہر بزدی
بادشاہی دو تین ہزار آدمیون کے ساتھ بازار سعد اللہ خان مین معرکہ آرا ہوئے
ان فوج کشیون اور اور سید عبد اللہ کے مارے جانے کی خبر نے لشکر سادات مین
پریشانی پیدا کی۔ چار پانچ ہزار سادات بارہ فرار کے فکر مین تھے کہ اعتماد الدولہ حسین علیخان
پاس آگیا او سے اونکو استقامت ہوئی نظام الملک بہادر فتح جنگ نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے
گیا عقل دوربین کی مدد سے حرکت مین فائدہ نہ جانا ناچار خانہ نشین ہوا۔ خاندوران خان
گھر سے نہین نکلا۔ امیر الامرا نے باہر فساد دیکھ کر سید عبد اللہ خان کو تاکید کی کہ جلد کام
سے الفراغ حاصل کرو جب قلعہ کے اندر قطب الملک کی حیات اور غلبہ کی خبر تحقیق ہوگئی
تو افواج دل باختہ سادات فراہم ہوکر چاندنی چوک مین غازی الدین خان و سادات خان
اور اوسکے بیٹے سے لڑنے لگی۔ بان بندوق چلنے لگی۔ غازی الدین خان کے ہاتھی کا
اول ہی بان کے لگنے سے منہ پھر گیا۔ سادات خان زخمی ہوکر مارا گیا۔ اس ضمن مین
آغر خان لاہوری دروازہ پر نمودار ہوا۔ سید حسین علی کے آدمیون نے دروازہ بند کردیا۔ ناچار
اوسنے سعادت کی۔ اعتقاد خان نے اپنے ہمراہیون سمیت سعد اللہ خان کے چوک کی طرف

راجہ اجیت سنگہ کی بیٹی زوجہ فرخ سیر کی جاگیر راجہ کی خاطر سے بحال رہی سوا الا شاہی
منصبداروں مین اکثر پچاس روپیہ درماہہ اور بعض زیادہ جاگیر کے مقرر ہونے تک نقد
پاتے تھے اور ایک جماعت پاس جاگیر تھی اور اکثر نقد پانے کی امید مین جاگیر کو منصبدارون
کی جاگیر مین محسوب کرتے تھے اُنکو حکم ہوا کہ جس کا نوکری کرنے کا ارادہ ہو وہ حسین علی خان
کی سرکار مین گھوڑے کو داغ دلواکے اندرون کی شرح کے موافق پچاس روپیہ ماہوار سرسری
لین۔ اعتمادالدولہ محمد امین خان اپنی بخشی گری دوم پر بحال رہا نظام الملک کو صوبہ مالوہ اور
سربلند خان کو صوبہ کابل ملا۔

اِس طرح بادشاہ کی قید پر دو مہینے گذرے۔ وہ محبس مین بڑے عذاب بلا مین مبتلا تھا
مشہور روایت یہ ہے کہ کحل کرنے مین اوسکی آنکھون کا نور بالکل زائل نہ ہوا تھا۔
سادہ لوحی اور حب ریاست سے مدعیان سلطنت ایام گذشتہ کے غدر کا پیغام بھیجتا اور درخواست
کرتا کہ مجھے پھر تخت پر بٹھادو میں دونو بھائیون کو سلطنت کا اختیار دیدونگا۔ کبھی عبداللہ خان
افغان کی جو بادشاہ زندہ بگور کا نگہبان تھا چاپلوسی کرتا اور اوسکو ہفت ہزاری منصب کا
امیدوار کرتا اور قیدخانہ سے اپنے نکالنے کا اور راج دھیراج جی سنگہ سوائی پاس
پیغام پہنچانے کا مشورہ دیتا جسکو وہ اپنی نجات کا وسیلہ جانتا تھا۔ یہ خان اوس کے
مافی الضمیر پر اطلاع پاکر سلطنت کے صاحب مدارون کو خبر دیتا۔ اس سبب سے وہ اس سادہ لوح
محبوس کے مارنے کے درپے ہوئے۔ دو دفعہ اوسکو زہر دیا اثر نہ ہوا تیسری یا دوسری
دفعہ زہر نے اثر کیا مگر جان جلدی نہین نکلتی تھی کہ دونو بھائیون نے باوجود کفالت
قسم کلام الہی ایسی سختی کی کہ فرخ سیر کو تسمہ کشی اور زد و کوب سے مروا دیا۔ مرنے سے
بارہ پہر بعد کفن و دفن مین مشغول ہوئے۔ تابوت کو مقبرہ ہمایون مین لے گئے۔ دو تین ہزار
مرد و زن خصوص شہر کے لچے و فقیر جنکو بادشاہ سے فیض پہنچتا تھا۔ تابوت کے آگے
آگے روتے پیٹتے سر پر خاک ڈالتے ہوئے گریبان چاک گالیان دیتے ہوئے جاتے
تھے حسین علی خان کا بخشی دلاور علی خان و سید علی خان برادر بخشی سید عبداللہ خان

مرنا ۱۱۳۱ھ اور دفن ہونا۔

امیر الامرا نے اوسکے فرو کرنے کے لئے چاہا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائین مگر بہادر شاہ اور فرخ سیر نے شاہزادے چن چن کر قتل کرائے تھے اور جو زندہ تھے وہ زندان مین تھے یا محلون مین چھپے چھپائے لڑکیون کی طرح پرورش پا رہے تھے - ان سیدون کو بھی ایسا ہی شہزادہ بھولا بھالا عقل کا پورا چاہئے تھا کہ کٹ پتلی کی طرح اونکے اشارہ پر چلے تو اونھون نے یکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء کو شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا اوسکی عمر بیس برس کی تھی - وارث تاج اوسکی تاریخ ولادت ہے - وہ مدقوق تھا قید خانہ مین پڑا ہوا تھا - شورش عام اور غلبہ اژدحام ایسا تھا کہ اتنی فرصت نہ ملی کہ بادشاہ حمام مین جا تا اور کپڑے بدلتا اور تخت کی آرائش اور زینت ہوتی وہ اسی لباس مین کہ پہنے ہوئے تھا تخت پر بٹھایا گیا صرف مالا مروارید اوسکے گلے مین ڈال دی - شہر کے رفع فساد اور آشوب کے لئے الامان الامان کی منادی کرا دی اور صدائے شادیانہ بلند کی قطب الملک آداب مبارکباد بجا لایا اور اپنے خاص ہمدمون اور معتمد نوکرون کو قلعہ کے اندر رکھا اور دروازون پر اور دیوان خاص و عام مین سب جگہ اپنے خاص معتبر آدمی بٹھا دئے - خواجہ سرا و خواص اور اور کارخانجات کا عملہ فعلہ اپنے اعتمادی نوکرون مین سے مقرر کیا -

اول ہی روز کے دیوان مین راجہ اجیت سنگھ داماد کش اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیہ کی معافی کا حکم دیا گیا - اور امن امان سلطنت کے احکام اطراف مین روانہ کئے اعتقاد خان کو خفت خواری کے ساتھ قید اور اوسکی جاگیر اور گھر کو ضبط کیا - باوجودیکہ اوسنے نقد و جواہر متفرق کر دئے تھے پھر بھی اوسکا گھر روپیون اور اشرفیون اور طلا و مرصع آلات و ظروف نقرہ سے بھرا ہوا تھا اونکو ضبط کیا - بادشاہ نے جو اوسکو جواہر اور مروارید عطا کئے تھے اونکی بازیافت کے لئے اوسکو خفیف و ذلیل کرتے تھے اسی طرح بادشاہ مظلوم کے خالو اور خسر پورہ شائستہ خان اور سادات خان کے بیٹون اور سید صلابت خان اور غلام توپخانہ اور افضل خان صدر اور اور بادشاہ کے غلامون اور ہوا خواہون کی جاگیرین ضبط ہوئین

جزیہ کی موقوفی اور امرا سے جاگیر کی ضبطی +

افواہ عوام میں بھائی بھائیون کی ناموافقت کی طرح طرح کی باتین مشہور ہوتین لیکن بحسب ظاہر معاندون کے فساد اور عناد کے ملاحظہ سے سر رشتہ اخلاص و اتحاد و اخوت انکو ہاتھ نہ دیتے تھے واقعہ طلب خنہ جویون کی دست و زبان دراز ہو سکے اونکو ارباب حاجت کے کامون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ تھی وہ ان کامون مین اپنا صرف اوقات کرتے تھے کہ امراء مغضوب و منکوب کا اموال ضبط کرین دور و نزدیک سے خزانہ و جواہر جمع کرین اطراف کے سرکشون کے لئے جو گردش سلطنت کے سننے سے اطاعت نہیں کرتے تھے اونکی تنبیہ کے لئے فوجین روانہ کرین۔ راجہ اجیت سنگہ نقد و جواہر سے مالا مال ہو کر احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونو طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازار کے بچے اسے سناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا لیکر اور اپنا منہ کالا کر کے اس شہر سے باجا بجاتا جاتا ہے۔ راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک دن چند کشمیریونکو اس تقصیر میں گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے اُن کو گدھے پر سوار کر کے تشہیر کی +

اکبر آباد مین نکوسیر کا بادشاہ ہونا +

بادشاہ کی شہادت پہ دس پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۱ کو قلعہ اکبر آباد کے ہزاریون نے نکوسیر پسر محمد اکبر نبیرہ بہادر شاہ کو جو قلعہ مین محبوس تھا اکبر آباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم و زر پہ یہ سکہ لگایا +

بزد سکہ صاحبقرانی ❊ شہ نیکوسیر تیمور ثانی

سنہ ۸۹ مین محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تھا۔ اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے نکوسیر اور دو بیٹیون کو مقید کر کے قلعہ اکبر آباد مین بھیجدیا تھا۔ ان بیٹیون مین سے ایک کی شادی شاہزادہ رفیع الشان سے اور دوسری بیٹی کی شادی شاہزادہ جہان شاہ پسر بہادر شاہ سے کی تھی نکوسیر چالیس سال سے قلعہ مذکور مین ناکامی کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا + بعض امرا نے اوس کو تخت پر بٹھا کے قلعہ کے اوپر سے دار الامارت عزت خان پر گولہ لگایا تو عزت خان کو اس آشوب کی خبر ہوئی اوسنے باہر

تابوت کے ساتھ جانے کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ اور اعیان شہر کی ایک جماعت مجبور رقت کرتی ہوئی رفاقت مین تھی۔ لوگ اس جماعت کی پالکی اور گھوڑون پر پیسہ پھینکتے تھے۔ اور روٹی پیسے جو فقرا کو خیرات دیتے تھے وہ نہ لیتے تھے۔ سوم کے روز ایک جماعت بھوکون اور گداپیشون کی اس چبوترہ پر جمع ہوئی جسپر بادشاہ کو غسل دیا تھا بہت سا طعام پکا کے فقرا کو کھلایا۔ مجلس مولود کی صبح تک احیائے شب کیا۔ تذکرہ چغتائیہ میں لکھا ہے کہ فرخ سیر کی ۳۸ برس کی عمر تھی۔ اور جب اوسنے پٹنہ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مدت سلطنت اوسکی سات سال ایک مہینہ نوروز تھی اور جہاندار شاہ کی شکست کے بعد چھہ برس تین مہینے ۴ دن +

بعد اس واقعہ کے بقول عوام بادشاہی خزانہ وجواہر ومرصع آلات وہاتھی گھوڑون کو دونو بھائیون نے اپنے تصرف واختیار مین کیا اور حصہ رسد انمین سے انتخاب کرکے اپنے کارخانجات مین داخل کیا۔ سید عبد اللہ خان کو عورتون کے ساتھ محبت وعشرت پر بڑی رغبت تھی مشہور روایت یہ ہے کہ دو تین عورتین حورلقا بادشاہی محرمان حرم مین سے پسند کرکے وہ اپنے تصرف مین لایا باوجودیکہ زیادتی حرص وخواہش شہوت رانی سے اوسکے پاس خود ستر اسی خوش ادا عورتین مزے اوڑانے کے لئے موجود تھین +

بعد ان سوانح کے ایک دن یا ایک رات بھی دونو بھائیون کو میسر نہیں ہوئی کہ جسمین اونکو اپنی جان وآبرو کا خوف نہ ہوتا اور دل کی مراد کے موافق کامرانی اور لذت زندگانی اٹھاتے۔ دونو بھائیون میں باہم محبت اخوت کدورت باطنی ووسواس غلبہ وتسلط سے بدل گئی۔ بحسب ظاہر وزارت کے سبب سے امور ملکی کا اختیار بڑے بھائی کے ہاتھ مین زیادہ تھا لیکن امیر الامرا حسین علی خان اپنی شجاعت وتہور کاردانی فیض رسانی ومعاملہ فہمی پر اس مرتبہ پر غرور رکھتا تھا کہ کسی کی اپنے آگے ہستی نہیں سمجھتا تھا اور اپنے آگے بڑے بھائی کو ہیچ جانتا تھا۔ زیادہ تر امراے جلادت پیشہ کا رطلب کو رعایت واعانت سے اپنا رام ورفیق کیا تھا اور ملک کے بندوبست کا اختیار اپنی طرف کھینچتا تھا اس سبب سے

بھائی بھائیون مین نااتفاقی +

کسی امیر سے بات کرنے کی ممانعت تھی اوسکی ابتدائے سلطنت مین محمد فرخ سیر کے خالو شائستہ خان نے سپاہ جمع کر کے راجہ جی سنگھ پاس خفیہ جانے کا ارادہ کیا تھا مگر راجہ پاس پہنچنے سے پہلے طرفین سے فوج کشی پر نوبت آئی بغیر لڑے وہ بے آبرو ہو کر قید ہوا اور اسکا گھر بار ضبط۔ امیر الامرا نے عزت خان کی مدد اور قلعہ اکبر آباد کے محاصرہ کے لئے حیدر قلی خان بہادر کو بطریق ہراول روانہ کیا۔ اور ۲ شعبان کو خود امیر الامرا او پچیس ہزار سوارون کے ساتھہ اکبر آباد روانہ ہوا۔ اس مابین مین مختلف خبرین اڑین جنمین سے صرف یہ خبر سچ تھی کہ راجہ جی سنگھ نیکو سیر کی مدد کے لئے انبیر سے ایک منزل نو دس ہزار سوارون کے ساتھہ چلا۔ باقی فقرا مجذوب کی زبانی اور سالکان صاحب کرامت اور گوشہ نشینان واصل باللہ فال کلام اللہ و نقول خواجہ حافظ و خوابہای صلحا و احکام [illegible] و منجمان کی دست آویز پر نیکو سیر کی سلطنت نے دل اور زبان پر سکہ لگایا تھا۔ مجالس و محافل میں بے اصل مختلف خبرین اڑتی تھیں کہ نیکو سیر فقیر کی صورت مین راجہ جی سنگھ سوائی پاس چلا گیا اور راجہ و زمیندار چھبیلا رام بیس ہزار سوارون کے ساتھہ اور نظام الملک آب و تاب سے روانہ ہوئے ہیں ایسی خبرون کی شہرت سے قطب الملک بادشاہ کو اپنے ساتھہ لیکر باتفاق مہاراجہ اجیت سنگھ بتیس ہزار فوج سے زیادہ لیکر جی سنگھ سے لڑنے کے لئے اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ انہی ایام مین مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنی بیٹی زوجہ فرخ سیر کو ایک کروڑ روپیہ کی دولت کے ساتھہ روانہ کیا۔ زمانہ سلاطین سلف مین راجاؤن کا تسلط ایسا تواریخ مین دیکھنے میں نہیں آیا کہ کوئی راجہ اپنی بیٹی کو بادشاہون کے عقد ازدواج مین دینے کے بعد اپنے گھر لے گیا ہو۔ اکبر آباد مین حیدر قلی خان بہادر اور عزت خان شیر و شکر کی طرح آپس میں مل کر رفیق ہو گئے قلعہ کا محاصرہ کیا مورچال باندھے و دمدمے لگائے سید حسین علی خان بھی آگیا طرفین سے گولون کے صدمات اور ضرب سے قلعہ کے اندر اور باہر بہت گھر خراب ہو گئے مساجد و شہر مین شکست و ریخت زیادہ ہوئی محاصرہ پر تین مہینے گذر گئے یقین افغان قلعہ کو جاتے تھے کہ وہ پکڑے ہوئے آئے تینوں

خیمہ لگایا اور دونو بھائیون کو اسکی خبر دی اوںھون نے راجہ بھیم اور چورامن جاٹ کو عزت خان کی مدد کے لئے بھیجا نیکوسیر کی مدد کا وعدہ راجہ دھیراج جی سنگہ اور راجہ چھبیلا رام نے الہ آباد سے اور فتح الملک نے مالوہ سے کیا تھا مگر یہ امیر اپنے جھگڑون مین ایسے پھنسے ہوئے تھے کہ نیکوسیر کی مدد کے لئے کسی نے حرکت نہ کی بادشاہ رفیع الدرجات مرض دق مین مبتلا تھا سادات کے حکم سے حکما اوسکے علاج مین کوشش کرتے رہتے تھے لیکن مدقوق کے لئے کوئی معالجہ تفریح طبع اور نغمات راحت افزا و حکایات فرحت رسا سے بہتر نہین ہے

ظل سبحانی ۱۱۳۱

بادشاہ مجبور امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتا تھا بلکہ تصویر کا حکم رکھتا تھا کہ تخت پر بطور طلسم کے تعبیہ کر دی تھی اور اوسکے دور مین قطب الملک کے آدمی منصوب تھے اس غم و الم سے روز بروز اسکا مرض بڑہتا رہا دوا فائدہ نہیں کرتی تھی - آلام جسمانی کے سوا افکار روحانی مین اور مبتلا ہوا - اکبر آباد کی خبر نے اسکے غم کو اور زیادہ کیا قریب المرگ ہوا - اوسنے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے سگے بھائی رفیع الدولہ کو تخت سلطنت پر بیٹھاؤ اور میری زندگی مین اوسکے نام کا سکہ و خطبہ جاری کرو تو میری کمال خوشنودی کا سبب ہوگا اور مین آپ کا احسان مانونگا سادات نے قبول کیا - رفیع الدولہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے تین روز نہین ہوئے تھے کہ رفیع الدرجات نے عین جوانی مین روضہ جاودانی کو کوچ کیا تین ماہ دس روز برائے نام سلطنت کر گیا -

ذکر سلطنت رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی

۳ - ماہ رجب ۱۱۳۱ کو رفیع الدولہ کو جو برادر مغفور مرحوم سے ڈیڑہ سال بڑا تھا شاہجہان ثانی کا لقب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا (شنبہ بسلخ ماہ رجب بود) تاریخ جلوس ہے صرف اسکے نام کا سکہ و خطبہ جاری ہوا اور امور ملکی مین کوئی اختیار اوسکو نہ ملا - اوس کو چارون طرف سے قطب الملک کے منصوب گھیرے ہوئے تھے اوسکے باہر جانے اور اندر آنے اور لباس و خوراک کا اختیار ہمت خان کو تھا جمعہ کی نماز اور شکار کی بے حضور سادات

ہوائی تھی عرس اور شب جمعہ کو قبر پر ڈالی جاتی تھی - نور جہان کا اختراع کیا ہوا جوڑہ چق اور ایک ٹکیہ بڑا بیش بہا تھا - بہرحال ان اموال سے کوئی حصہ سید عبداللہ کو نصیب نہیں ہوا مگر چار مہینے کے بعد بے مزگی سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبداللہ خان کو ملا - امیرالامرا نے وسط شوال مین اکبرآباد سے کوچ کیا - فتح پور مین دونو بھائی مل گئے - راجہ جی سنگھ سے ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ راجہ اجیت سنگھ ان پرگنون سے ہاتھ اٹھائے جو واسطے محال واشٹی کے بابت جاگیر کی طلب کے دعوی کے اپنے تصرف مین کرلئے تھے جی سنگھ کی یہ درخواست قبول ہوئی کہ روح اللہ و تہور خان کے قصور معاف ہوئے جو راجہ کی رفاقت مین تھے - یہ مقرر ہوا کہ سرکار سورت صوبہ احمدآباد کی فوجداری راجہ جی سنگھ کو ملے اور صوبہ داری احمدآباد و اجمیر ضمیمہ جودھپور ہو - اس صورت مین دارالخلافہ اکبرآباد سے تیس کروہ سے کہ راجہ جی سنگھ کا وطن ہے کنار دریائے شور تک کہ مراد سورت سے ہے ان دو راجاؤن پاس ملک ہوگیا - بادشاہ شاہجہان ثانی مرض اسہال مین مبتلا تھا اور اب مرض روحانی مین اور گرفتار ہوا وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تین مہینے چند روز برائے نام سلطنت کرگیا ان دونو بھائیون کو سلطنت سے کچھ بہرہ نہ ملا - ناکام دنیا سے گئے +

ذکر سلطنت مرزا روشن اختر ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ

رفیع الدولہ کی سلطنت پر تین مہینے دس روز گذرے تھے کہ موت کے آثار اسپر ظاہر ہوئے سید عبداللہ خان مایوس ہوا اور ماہ شوال کے اواخر مین غلام علی خان لیسر خانجہان خالوزادہ کو فتح پور سے روشن اختر کے لانے کے لئے بھیجا - وہ خجستہ اختر جہان شاہ کا بیٹا اور بہادر شاہ کا پوتا تھا - اٹھارہ برس کی عمر تھی - ۱۵ - ذی قعد ۱۱۱۴ھ مین پیدا ہوا تھا خوبصورت جوان تھا - ذہن اچھا نہ تھا مگر فہم و فراست سے بالکل خالی بھی نہ تھا - قلعہ سلیم گڈہ مین مقید تھا - نواب قدسیہ بیگم اوس کی مان اس قیدخانہ مین شریک تھی سو وہ معزالدین جہاندار شاہ کے عہد سے اپنے بیٹے کو اسی زندان مین پالتی تھی

توپ سے اوڑائے گئے تعجب یہ ہے کہ اونمین سے دو لاڈ گئے اور ایک بچ گیا +

قطب الملک یہ سبب سات کے توقف کرتا ہوا جے سنگھ کے مقابلہ کے لئے گیا اکبرآباد سے چالیس کوس پر مقیم تھا جے سنگھ نے جب دیکھا کہ نیکوسیر کی مدد کو کوئی کمکی نہیں آیا اور قطب الملک متھرا مین مجھہ سے دس کوس پر پہنچا تو راجہ نے اپنا وکیل قطب الملک پاس معافی قصور کے لیے بھیج دیا +

نیکوسیر کا ایک منشی نتھہ مل تھا اوسکو باہر کے بعض محیل ہزاریون نے بلایا کہ ہم اوسکے ساتھہ قلعہ مین نیکوسیر پاس جائینگے - وہ رات کو بعض ہزاریون کے لینے کے لئے آیا تو اوسکو مقید کرکے امیرالامرا پاس لے گئے نتھہ مل کے قلمدان سے امیرالامرا کے اکثر امیرون کے خط نیکوسیر کے نام کے نکلے - امیرالامرا نے اونکو مخفی کر دیا صرف اسد علی خان مردان علی خانی کا خط بر ملا ہوا اوسکو مغضوب و منکوب کرکے جاگیر اوسکی ضبط کرلی - محمد عسکری برادرزادہ نیکوسیر چھپا ہوا امیرالامرا پاس پیغام لیجاتا تھا گرفتار ہوا - جب محمد عسکری گرفتار ہو گیا اور راجہ جے سنگھ کا وکیل قطب الملک پاس عفو تقصیر کے لئے گیا - ایام محاصرہ کو امتداد ہوا قلعہ میں آذوقہ باقی نہیں رہا تو ہزاریون نے مایوس ہوکر جو رامن جاٹ کی معرفت صلح کا پیغام امیرالامرا پاس بھجوایا - اور جان و آبرو کی امان کا عہد و پیمان لیکر قلعہ کی کنجیان حوالہ کین - ۲۷ - رمضان کو نیکوسیر مع اور متوسلون کے مقید ہوا - جان کی امان دیکر اونکو امیرالامرا پاس لائے - متر سین کو جسنے یہ سارا فساد مچایا تھا - اپنی جان بخشی کا اندیشہ تھا اسلئے اوسنے خودکشی جمدہر سے کی -

امیرالامرا نے نیکوسیر سے فارغ ہوکر خزانہ و جواہر اور اجناس پر جو تین چار سو برس سے سکندر لودہی اور بابر کے وقت سے کوٹھون میں جمع ہو رہا تھا اور اس میں خاص کر نورجہان اور ممتاز محل کے اموال تھے بعض کارخانجات سربستہ تھے جنمین ظروف طلا و نقرہ بہت تھے اور کئی ہزار اینٹیں تانبے کی تھیں عوام دو تین کروڑ روپیہ کا مال بتلاتے تھے - اون کے جمع کرنے کے لئے امیرالامرا نے پندرہ سولہ مقام کئے - کل اجناس مین یہ چیزین بڑی بیش قیمت تھیں - ایک چادر مروارید تھی جو ممتاز محل کی قبر کی پوشش کے لئے شاہجہان نے

سلطنت کا آغاز فرخ سیر کی وفات سے شمار ہوتا ہے بیچ مین دونو بادشاہون کی سلطنتون کا زمانہ کالعدم ہے +

قدسیہ بیگم امور ملکی کے دقائق اور معاملات کے غوامض مین رای صائب اور فہم رسا رکھتی تھی وہ حسب صلاح وقت سررشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے نہین دیتی تھی —— سیدون کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہین ہونے دیتی - پندرہ ہزار روپیہ مہینہ اس بیگم کو ملتا تھا میر جملہ کو صدارت کل کی خدمت مقرر ہوئی - رتن چند کل امور ملکی مالی و شرعی یہانتک قضات بلاد اور ارباب عدل کے معین مین اس مرتبہ پر استقلال رکھتا تھا کہ تمام بادشاہی متصدی جزو کل کے معطل تھے - سوا اسکی کہ انکی مہر دستاویز پر لگتی کوئی دخل اونکو نہ تھا نقل ہے کہ ایک روز رتن چند کسی شخص کو عبداللہ خان کے پاس لایا اور کسی بلدہ کی خدمت قضا پر مقرر کرایا تو سید عبداللہ خان نے ایک گستاخ مصاحب کی طرف رخ کرکے مسکرا کر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضی کو تجویز اور مقرر کرتا ہے تو اس مصاحب نے جواب دیا کہ راجہ جیو امور ملکی و دنیوی کے نظم و نسق سے فارغ ہو چکے ہین اب کاروبار دینی کے انتظام مین مشغول ہوئے ہین +

چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد ان دونو بھائیون کی اطاعت نہین کرتا تھا - اور اونکی نسبت چند ناہموار حرکتین کر چکا تھا حسین علی خان نے اوسکی تنبیہ کے لئے اکبر آباد کی طرف پیش خانہ لے جانے کا حکم دیا کہ چھبیلہ رام کے مرنے کی خبر آئی - اگرچہ اس خبر کو امیر الامرا دل مین اپنی خوش طالعی سمجھا مگر ظاہر مین غرور سے کہا کہ افسوس ہے کہ اوس کے سر کو نوک سنان پر اور اوس کے دھڑ کو ہاتھی کی دم مین لٹکا ہوا خلقت نے نہ دیکھا - اسی اثنا مین یہ شہرت ہوئی کہ گردھر بہادر اوسکے برادر زادہ نے جو اسکا مقدمۃ الجیش اور قوت بازو تھا چچا کے مرنے کے بعد سپاہ جمع کی اور قلعہ الہ آباد کے برج و بارہ کو استوار کیا جب سیدون کو یہ حال معلوم ہوا محمد شاہ کو فتح پور سے آگرہ مین لے آئے - اور مہم الہ آباد کی شہرت دیکر جمنا پر پل بندھوایا - اور سر اول کے طور پر سپاہ مقرر کی جسا

[illegible]

یہ بیگم نہایت عاقلہ اور ہوشیار زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھی تھی - چند دفعہ روشن اختر سے امیرون نے آنکر عرض کیا کہ تخت سلطنت حاضر ہے چلکر اپنے قدمون سے اُسے مشرف کیجئے تو اس فرزانہ بیگم نے یہ سمجھکر کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہ تخت کی قربانی بنتا ہے امیرون کے سامنے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ برائے خدا مجھے اس یتیم کے لئے تاج نہیں چاہئے اسکا سلامت رہنے دیجے - امیرون نے بہت عہد و پیمان کرکے اوسکی تسلی تشفی دی - قلعہ شاہجہان آباد مین روشن اختر ابھی طلوع نہیں ہوا تہا کہ رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی ۱۵ - ذی قعد
۱۱۳۱ھ ستمبر ۱۷۱۹ کو روشن اختر نے فتح پور مین تخت سلطنت پر قدم رکھا اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ اپنا لقب رکھا - ایک شخص نے اسکے اندر سے نکلنے اور فرمان روا ہونے کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

روشن اختر بود اکنون ماہ شد   یوسف از زندان بر آمد شاہ شد

اس تاریخ مین دو سال زائد ہین - ایک شخص نے استاد کے اس شعر سے یہ تاریخ نکالی ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے   نہد ملک در پنجۂ ظالمے

یعنے ملک کے عدد پنجہ ظالم کے اعداد مین زیادہ کرین تو تاریخ کے سنہ حاصل ہوتے ہین یہ شہزادہ قید خانہ کی کوٹھری سے نکل کر ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھا مگر سیدون کی قید سے رہائی نہ ہوئی - اونہون نے اوسکے گرد اپنا پہرہ چوکی جمائے رکھا - انھین کی حوالات مین کبھی باغ کی سیر کو آتا کبھی چڑیا کے شکار کو چلا جاتا - محل سے نکلا تخت پر بیٹھا - تخت سے اوترا محل مین چلا گیا - وہ دل مین حیران تھا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون یا شطرنج کا بادشاہ ہون کہ سید اوسکو جس خانہ مین چاہتے ہین بٹھا دیتے ہین تخت پر بیٹھے ہوئے تھوڑے دن گذرے تھے کہ سیدون کی امید کے برخلاف اپنا اقتدار اور سیدون کے ہاتھون سے نکل جانے کا اظہار کیا - آغاز سلطنت مین اس بادشاہ نے اپنی فراست و عقل دکھائی مگر کچھ عرصہ کے بعد شراب کے نشہ مین ایسا مست ہوا کہ تاج کو سر پر نہ سنبھال سکا - بادشاہ کی

باب مین بہت کوشش کی جاتی تھی مگر وہ گفت و شنید مین آتی تھی +
گردھر کے متواتر نوشتے آتے کہ اگر رتن چند انگر قول و عہد و پیمان آبرو جان کے بحال رکھنے کا کرکے مطمئن خاطر کرے تو مین قلعہ کو خالی کرتا ہون اسلئے دونو بھائیون نے صلاح کار اس مین جانی کہ رتن چند جاکر استمالت کرے۔ سنہ جلوس کے آخر ربیع الاول مین افواج شائستہ کے ساتھ رتن چند الہ آباد روانہ ہوا گردھر سے ملاقات ہوئی عہد و پیمان پر گنگا جلی اٹھی سوار صوبہ داری اودہ کی فوجداری مقرر کی کہ ہمیشہ صوبۂ مذکور کی ضمیمہ ہوئی تھی درتین اور فوجداری گردھر کی خواہش و درخواست کے مطابق صوبہ داری اودہ کی ضمیمہ کی گئین۔ اور اوائل ماہ جمادی الاخری سنہ جلوس مین گردھر نے قلعہ خالی کیا اور صوبہ اودہ کو روانہ ہوا۔ اس خبر سے تین روز صدا سے شادیانہ بلند رہی۔ کہتے آئے ہین کہ ہر خندہ کے آخر مین گریہ ہوتا ہے اور ہر شادی کی انتہا ماتم پر ہوتی ہے ابھی واقعہ طلب لوگ ابھی تسخیر قلعہ الہ آباد کی صدق و کذب کی تحقیق کر رہے تھے کہ کچھ اور ہی گل کھلا اور زمانہ نے ایک نیا رنگ دکھایا جس کی تفصیل آگے آئیگی +

بوندی کی باج گزار ریاست پر راجہ بدھ سنگھ اور راجہ بھیم سنگھ آپسمین لڑ رہے تھے۔ آخر کار راجہ بدھ سنگھ کو فتح ہوئی۔ راجہ بھیم شکست پاکر سید حسین علیخان کی پشت پناہ مین آیا۔ حسین علی خان کا بخشی سید دلاور علی خان تھا اوس کو امیر الامرا نے راجہ بھیم کی رفاقت کے لئے مقرر و رخص کیا چھ ہزار سوار اوسکے ساتھ گئے اور خلوت مین اشارہ کر دیا کہ بدھ سنگھ کی تنبیہ کے بعد راجہ جے سنگھ سے متفق ہو کر سرحد صوبہ مالوہ مین استقامت کرے اور حکم کا منتظر رہے اس حکم نے بڑا غضب ڈھایا جسکا ذکر آگے آئیگا +
سنہ جلوس مطابق ۱۳۲ کے سوانح اعظم یہ ہین مہاراؤ بھیم سنگھ ہاڑہ و راجہ کو شیخ سنگھ کچھواہہ راجہ نرور و سید دلاور علی خان و سید عالم علی خان کے امرا باعتبار کثرت فوج و سامان و استظہار و افتخار ملک سید حسین علی خان کے سرمایۂ عجب پیدا ہوئے

گرودہرنے یہ خبرسنی کہ الہ آباد کے محاصرہ کے لئے تیاریان ہورہی ہیں تو اوسنے اپنے وکیل
بھیجکر عفو تقصیر کی اور اطاعت کی چند شرائط کے ساتھہ درخواست کی - اوسنے کبھی چاہا
کہ صوبہ الہ آباد بحال رہے کبھی یہ کہ صوبہ اودہ عنایت ہو - آخر کو یہ ٹھیرا کہ چھبیلہ رام کا کریا کرم
کرکے وہ الہ آباد کو خالی کردے اور اودہ کی صوبہ داری اور خطاب بہادری کا فرمان
گرودھر کے نام صادر ہو - گرودھر کی اس صلح پر خاطر جمعی نتھی اسلئے حیدر قلی خان بہادر ایک
شائستہ فوج کے ساتھہ اوسکی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا - کسی شخص واحد کے اختیار مین مصالحہ
وجنگ ہوتی تو اس مہم کو طول نہوتا - بارہ کے سردار اپنی رائے پر قائم نہ تھے - بے چند
کی بغیر صلاح کسی کو اختیار نہ تہا - گردہر سادات کے قول وعہد پر اعتماد نہ کرتا تہا - ہر ہفتہ
وہمہینہ مین قلعہ کے خالی کرنے کا صبح وشام وعدہ مشہور ہوتا تہا - پہر جنگ ومحاصرہ شروع ہوتا تھا
اسلئے مقدمہ کو طول ہوتا تھا - اکبر آباد سے حسین علی خان نے جمنا کے کنارہ پر عبور کیا -
لیکن یہ جانکر کہ قلعہ الہ آباد کو تین طرف سے جمنا وگنگا گھیرے ہوئے ہین - گردھرنے
برج وبارہ قلعہ کے استحکام مین اور ذخیرہ ومصالح جنگ کی گردآوری مین کوشش کی ہے
اسکی سرکشی کی شہرت سے تمام محالات خالصہ وعمدہ جاگیرداروں مین پورا خلل پڑیگا
اس کا لحاظ اوسنے کیا کہ اگر قلعہ کے محاصرہ مین امتداد ہوا تو تمام صوبون مین ملک مین
تحصیل مال اور رعایا کے حال مین فساد کلی پیدا ہوگا - آج کل مین قلعہ کے خالی کرنے
کی خبر تواتر کے مرتبہ کو پہنچی تھی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان کا پیش خانہ غرہ ربیع الآخر
کو شاہجہان آباد کی طرف چلا - پندرہ روز کے عرصہ مین سب لوگ شاہجہان آباد کو روانہ
ہوگئے - گردھر کی وعدہ خلافی سے پیش خانہ شاہی برخلاف داب عزم سلاطین پھر آیا
اور اس درمیان مین دونو بھائیون مین اکبر آباد کے اموال نقد وجنس کے باب مین جو
نیکو سیر سے موافق قول مشہور کروڑون روپیہ کا برادر خرد کے تصرف مین آیا تھا مکرر کلمات
رنجش آمیز درمیان مین آئے - سید عبد اللہ خان نصف حصہ اس مال مین سے مانگتا تھا -
بہت منت سماجت سے اکیس لاکھہ روپیہ سید عبد اللہ خان کو ملا - گو اس رنجش کے اخفا

سبب ہوئے۔ ان مقدمات کی تفصیل یہ ہے۔
اول جن دنون مین سید حسین علی خان اورنگ آباد سے فرخ سیر کی تسخیر کے لئے حضور شاہی مین آتا تھا اور آب نربدا سے اوسنے عبور کیا تھا اور قلعہ مانڈو صوبہ مالوہ کے نزدیک آیا تھا تو یہان مرحمت خان پسر امیر خان قلعہ داری اور فوجداری کی خدمت اس ضلع میں رکھتا تھا اور اسکی شمشیر کی ہیبت اور بندوبست سے پہاڑی مفسدون نے اپنے گھرون مین رہنا چھوڑ دیا تھا۔ اوسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور بادشاہی نمک کا پاس کیا وہ امیر الامرا سے ملاقات کرنے نہ آیا جسکے سبب سے امیر الامرا کے دل میں سے بغض پیدا ہوا جب وہ دونو بھائیوں نے بادشاہ کو مارکر کامیابی حاصل کی تو انہون نے خواجم قلی خان تورانی کو مانڈو کی قلعہ داری پر مامور کیا اور مرحمت خان کی جاگیر کو بدل دیا۔ خواجم قلی خان قلعہ کے نزدیک آیا تو مرحمت خان نے بہ سبب تلفظ کے انقلاب کے قلعہ کے سپرد کرنے مین عذر کیا۔ خواجم قلی خان نے مرحمت خان کی شکایت سادات سے کی اوسنے مرحمت خان کے وکیل کو چشم نمائی کی اور نظام الملک کو تاکید لکھا کہ معزول کو قلعہ سے باہر نکالو اور منصوب کو اس مین داخل کرو۔ نظام الملک مرحمت خان سے کہ بڑا خاندانی امیر تھا موروثی رابطہ رکھتا تھا اور وہ بادشاہ پاس جا نہیں سکتا اوسکو نظام الملک نے اعزاز واکرام کے ساتھ اپنے پاس بلالیا۔ اور خواجم قلی خان کو قلعہ دلادیا۔ ان ہی دنون مین قلعہ راناگدھ متعلق صوبہ مالوہ کو جو سرونج وبھلیسہ کے نزدیک ہے خان چند پسر چتر سال بندیلہ اپنے تصرف مین لایا۔ سید حسین علی خان نے نظام الملک کو لکھا کہ یہ قلعہ اوس کے قبضہ سے نکالے نظام الملک نے مرحمت خان کو اپنے سرکار سے فوج ہمراہ کر کے اس کام پر تعین کیا خان مذکور سرونج اور بھلیسہ مین گیا اور افاغنہ وروہیلہ وغیرہ کی سپاہ جمع کی اور قلعہ کو قہر وقہر سے لے لیا۔ یہ حسن خدمت بھی اوسکے جرائم کی شفیع نہیں ہوئی۔ نظام الملک نے اوس کی مراعات پرگنہ کی صوبہ مالوہ کی بعض بندوبست اوسکے سپرد کئے۔ مرحمت خان نے مفسدون کی تنبیہ اور سرکشون کی گوشمالی قرار واقعی کی پرگنہ چندیری کے چند مواضع پر جنہیں مقرری مفسد ہمیشہ رہتے تھے تاخت کی اور اون پر قبضہ کیا +

یہ سب نظام الملک بہادر فتح جنگ کے ہاتہہ سے بادیہ عدم کے مسافر بنے - ان احوال
کی تفصیل بہ سبیل اجمال یہ ہے کہ سید عبد اللہ خان کو یہ ناگوار خاطر تہا کہ امیر کبیر نظام الملک کو
کل امراے مغلیہ اپنا مرشد و پیر جانتے ہین اور اوسکی اطاعت کو دین و دنیا کی معموری
کا ذریعہ تصور کرتے ہین اسلئے وہ اس تدبیر مین تہا کہ اوس کو ایسی جگہ بہیجے جو زور طلب ہو
اور قلت مداخل اور کثرت مخارج سے پریشان و بے سامانی پیدا ہو اسلئے نظام الملک
کو عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ مقرر کیا جہان کے زمین دار بڑے شورہ پشت اور مفسد اور نہایت
زور طلب تہے نظام الملک نے اوسکو تسلیم کر لیا تہا کہ فرخ سیر کے شہید ہونے کا قصہ
کھڑا ہو گیا جسکے سبب نظام الملک کا عظیم آباد کو جانا رہ گیا حسین علی خان
کر یز و سلطنت مین اپنے بڑے بہائی سے اپنے تئیں بڑا جانتا تہا اسنے صلاح اسمین
دیکہی کہ نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری بکفالت سوگند سپرد کی وہ رفیع الدرجات
جلوس کے تیسرے دن مع عیال و اطفال و رفقا کے جو ایک ہزار منصبداران نقدی و
جاگیردار تہے مالوہ کو روانہ ہوا - یہ لوگ سیدون کی بے توجہی سے پریشان حال فاقہ زدہ
تہے - نظام الملک نے سپاہ اور توپخانہ کو جمع کیا ـــــ محمد غیاث خان نے اپنی مغلیہ
برادری کو جو پیادے تہے پانسو کے قریب گہوڑے اور ہتیار اور سامان اپنے گہر سے
دیکر سوار بنایا - اور شیخ محمد شاہ و ابو الخیر خان و اسمعیل خان و قزلباش وغیرہ کو بطور قرض
در عایت بہت روپیہ دیا ـــــ نظام الملک نے اپنی خدمت ماموره پر جاکر سپاہ کو زیادہ کیا
بند و بست واقعی مین مشغول ہوا مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ و تادیب اور زیردستون کی
حمایت کی - ابہی آٹہہ سات مہینے اوسنے اس صوبہ مین جا گرم کی تہی کہ حسین علیخان کی راے
اسپر قرار پائی کہ گرد سر کے مقدمہ کی فراغ کے بعد صوبہ مالوہ مین استقامت کرکے بند و بست
دکن کے چہہ صوبون اور چار صوبون احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر و مالوہ کا خود کرے آج
نظام الملک کے معزول کرنے کے لئے بہانہ طلب ہوا کہ مقدمات چند در چند ایسے
واقع ہوے کہ حسین علی کو نقض عہد کے لئے بہانہ اور نظام الملک کی جنگ کرنے کے لئے

چنانچہ اونہون نے بوندی کو لے لیا اور حسین علی خان کے اشارہ سے سید دلاور علی خان نے راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ کی رفاقت مین صوبہ مالوہ کی سرزمین پر لشکرکشی کی اور وہان کے رہنے والون کی جانی و مالی ضرر کا اور ملک کی خرابی کا سبب ہوئے۔ اب امیر الامرا نے اپنے ارادہ کے دلھن کے منہ پر سے نقاب الٹ دی اور نظام الملک کو مواخذہ کی اسلوب مین ان باتون کو لکھا کہ اپنے پاس مرحمت خان کو جگہ دینا اور پرگنہ تلام کے زمیندار کو تغیر کرنا اور ایسے ہی بعض اور مقدمات جو باقتضا قصبہ زمین پر سرزمین فیصل ہوئے اور سید عبد اللہ خان نے ان باتون کو دست آویز تقصیر نظام الملک بنا کے اوسکے وکیل معتبر کو خلوت مین طلب کر کے کلمات نامناسب تند و تلخ و بے مزہ نظام الملک کی نسبت کہے۔ ہرچند نظام الملک نے امیر الامرا کے خط کا جواب موجہ و سچا لکھا اور اوسکی پیشانی پر یہ شعر لکھا ؎

من ہیو فانیم بو فا میخورم قسم من چو شما نیم بشما میخورم قسم

اس جواب سے سادات کا اور غصہ بڑھا +

جب محمد شاہ بادشاہ ہوا تو بادشاہ کے دستخط خاص کے شقے اور احکام جنپر بادشاہ کی والدہ مریم مکانی کی مہر لگی ہوئی اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر کی معرفت نظام الملک پاس آتے کہ ان نمک حرامون کے تسلط سے سوا نماز جمعہ کے کسی احکام کے جاری کرنے کا مقدور نہین انکا خیال باطل یہ ہے کہ نیکو سیر او گرد سر کے کامون کے انجامون کے بعد وہ آپ کو ٹھکانے لگائین اور پھر اپنے اور کامون پر فائز ہون اور ہمکو آپ پر اعتماد کلی ہے کہ اپنے آبا و اجداد کی تربیت کے حقوق پر نظر کر کے احتیاط اور ما بدولت کے استقلال سے غافل نہ ہون +

نظام الملک کے وکیل وغیرہ کے نوشتجات پہنچے کہ سیدون نے گرز بردار آپ کے لئے تعین کئے ہین کہ آپ کو بادشاہ پاس لائین ان گرز بردارون کے پہنچنے سے پہلے بادشاہی شقے اور اور خیر خواہون کے خطوط خاص کر دیانت خان کے آئے کہ کہ فرصت وقت نہین رہی جو کچھہ کر سکتے ہو اوسکو جلدی کرو اب نظام الملک کو

دوم چندروز بعد جی روپ سنگه پرگنه امجدہ سرکار مانڈو کا زمیندار تھا وہ مدتون سے اس محال کی زمینداری اور علاقہ منصب و تعیناتی قلعہ مذکور پرگنہ مزبور جاگیر میں رکھتا تھا اور اوسکے پاس جمعیت و سامان شائستہ تھا اور اوسکے رعب کے مارے مرہٹے اس راہ پر قدم نہیں رکھہ سکتے تھے۔ اسکا بھائی جگروپ تھا جو اسّے زمینداری کے دعوی کے سبب سے حسد رکھتا تھا۔ اوسنے بھائی کو عہد و پیمان کرکے اپنے پاس بلایا اور فی الفور اوسکے کشت و مال و اسباب پر متصرف ہوا۔ جی روپ کا چھوٹا بیٹا لال سنگہ جان کے خوف سے بھاگ کر عدالت کی امید مین نظام الملک پاس آیا۔ نظام الملک نے ایک فوج برسم قراقی محمد غیاث خان کے ہمراہ جگروپ سنگہ کی تادیب کے لئے بھیجی اور خود بھی تیز پرواز شاہین کی طرح وہان گیا اور جگروپ کو فرار کی فرصت نہ دیکر اوسکو اسیر کرلیا۔

سید عبداللہ خان سے فتنہ پرداز ہون نے عرض کیا کہ نظام الملک نے جمعیت بہم پہنچائی ہے اور بعض دہات پر تاخت کی اور بعض کے قول کے موافق ان ہی دنون میں حسین علی خان کا نوشتہ فتح جنگ کے نام بھیجا کہ ہم چاہتے ہین کہ صوبجات دکن اور اوسکے اطراف کی بندوبست کے واسطے صوبہ مالوہ مین خود رہین چار صوبون اکبرآباد و الہ آباد و برہانپور و ملتان مین سے جو صوبہ پسند ہو وہ لکھہ بھیجو مین اوسکی سند بھیجدون۔ نظام الملک سپاہ کے خرچ سے زیربار ہو رہا تھا اور فصل ربیع جس پر اس ملک کے محصول کا مدار تھا وہ ہاتھہ سے جاتا تھا۔

اس ضمن مین مکرر خبر آئی کہ نکوسیر اسیر ہوا اور گردھر بہادر کا مقدمہ صلح پر فیصل ہوا تو حسین علی خان کا اور دماغ آسمان پر چڑھا۔ اوسنے مہاراو بھیم سنگہ سے عہد و پیمان کیا کہ سالم سنگہ زمیندار بوندی کو تنبیہ اور نظام الملک کے کار کے انصرام کے بعد تم کو مہاراجگی کا رتبہ والا ملے گا اور سب راجاؤن پر مہاراجہ اجیت سنگہ کے بعد تم فائق ہوگے اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب ملے گا۔ اوسکو اور راجہ گج سنگہ نروری اور دلاور علی خان وغیرہ کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھہ تعین کیا کہ سالم سنگہ کی تنبیہ و اخراج کو دستاویز بنا کے نظام الملک کے احوال کے خبرگیران ہون اور ہمارے احکام کے اشارہ پر فوراً انصرام کار مین مشغول ہون

نظام الملک نے اوسکو لائق انعام دیا اور طلب اقسام اپنے خزانہ سے دی اور میر جعفر اسد خان نجشی و غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اپنے بیٹے کو اوسکے ہمراہ کیا۔ خان مذکور نے ۱۳ - رجب ۱۱۳۲ھ کو اس قلعہ پر تصرف کیا۔ ابوطالب قلعہ دار کو پکڑ لیا۔ نظام الملک خود قلعہ مین آیا۔ اور نگاہ احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ محمد غیاث خان کو برہانپور کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ سید عالم علی خان نے جب نظام الملک کی دریاے نربدا سے عبور ہونے کی خبر سُنی تو اپنے رفیقون کی صوابدید سے محمد انور خان اور راو نیال گر مرہٹہ کو برہانپور کی حفاظت کے لئے بہیجا۔ یہ ہوا کی طرح اُڑکر عادل آباد مین برہانپور سے دس کروہ پر پہنچنا چاہتے تھے کہ رات کو آرام کرکے صبح برہانپور مین چلینگے اور محمد نور اللہ خان دیوان صوبہ مذکور برادر انور خان سے اتفاق کرکے شہر کے دروازون کو بند کرکے مرمت شہر سے استحکام دے کر محافظت کرینگے۔ محمد غیاث خان نے لال باغ مین آنکر مورچال باندہے اور محمد انور خان اور راو نبالگر کی آمد آمد کی خبر سنکر اوسنے دریاے تاپتی سے فوج کو اوتارا۔ مگر یہ امرا اندھیری رات مین شہر کے اندر داخل ہو گئے۔ شہر والون نے انور خان سے کہا کہ محاصرہ ہونے کی صورت مین اگر فتح جنگ کی فوج غالب ہوئی تو شہر لٹ جائے گا صلاح کار یہ ہے کہ صلح کر لو ورنہ شہر سے نکل کر صف جنگ گرم کرو انور خان کے دل و ہوش بجا نہ تھے۔ ابتدا مین اپنی بہادری کی شیخی بگھاری مگر آخر کو شاہ لکھی جو شہر کے مشہور مشایخ مین تھے وہ باعث امان جان و آبرو و مال صوبہ دار اور اوس کے ہوئے اور خوف و امید کی حالت مین انور خان محمد خان کے استصواب سے فتح جنگ کی خدمت مین آیا۔ بے آبروئی و جان و مال کے تلف ہونے سے محفوظ ہوا۔ بطریق نظر بند مجرا کرنے اور دیوان مین بیٹھنے کا حکم دیا۔ فتح جنگ نے شہر کے وضیع و شریف کو دلاسا دیا۔ اوسکا ذاتی رویہ کم آزاری اور رعیت پروری کا تہا۔ اوسنے اپنے منصوبون کو قسم دی کہ رعایا اور ضعفا مین سے کسی باشندہ پر تعدی نکی جائے وہ اکثر کہا کرتا تہا کہ میرا قصد اور منظور نظر سواے خلاصی و استقلال بادشاہ اسلام کے اور کچہہ نہیں ہے جو نماز جمعہ اور

تحقیق ہو گیا کہ دونو بھائی تمام خاندان ایران و توران کی بے آبروئی پر کمر باندھے بیٹھے ہیں
اور ترک منصب اور گوشہ نشینی میں رستگاری نہیں اور تمام موروثی خانہ زادوں اور دور و
نزدیک جان نثار نوکروں کا دل نہایت افسردہ ہو رہا ہے کہ وارث تخت و تاج بے
اختیار ہے اور نماز جمعہ اور اجراے احکام شرع پر قادر نہیں آگرہ کے نزدیک سے کنار
دریاے شور تک ہنود بتخانے بنا رہے ہیں اور گاؤکشی کو منع کر رہے ہیں تو چار و ناچار
چارہ کار یہ جانا کہ بحکم ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ - توکل ذات پاک حق کو
سرمایہ ہمت بنایا اور بقول مشہور اسی مضمون کے دو کلمے سید عبد اللہ خان کو لکھے اور
عبد الرحیم خان و مرحمت خان وغیرہ ہوا خواہوں فدویوں کے ایک جماعت کے ساتھ
اور پانچ چھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ہمراہ سلخ جمادی الآخری ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۲
جلوس میں نواح مندسور میں اس ضلع کے بندوبست کے لیے پیش خانہ کوچ کرا
اور پھر مراجعت کر کے اجین میں آگیا - احمال و اثقال اوٹھا کر سرونج کی طرف کوچ
کرنے کی شہرت دی اور دو تین منزل گیا اور موضع کاٹھہ میں اترا پھر کوچ بہ کوچ ملک
وسیع دکن پر متوجہ ہوا +

غرہ رجب ۱۱۳۲ھ کو دریاے نربدا سے عبور کیا - رستم بیگ خان فوجدار سرکار بیجاگڈہ عرف
کھرگاؤں (نربدا و تاپتی کے درمیان برہانپور سے ساٹھ میل شمال و مغرب میں) حسین علی خان کے
رفقا میں تھا مگر وہ سیدوں کی نمک حرامی سے جلتا تھا وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ نظام الملک
کا رفیق ہوا - نظام الملک نے اوسکی فوجداری بحال رکھی اسکی عنایت اور ترقیاں کر کے اپنے
ہمراہ لیا مشکل کشا قفلوں کی کنجی اقبال خداداد اس روز دریاے نربدا سے عبور کیا
عثمان خان قادری ہزاری حشام قلعہ آسیر کا ایک معتمد بوساطت خسرو چیلہ کے آیا جو سابق
سے مربی عثمان خان کا امور سوال و جواب کا واسطہ تھا اور اوسنے نمک حراموں کی نمک حرامی
کی اور اپنے احتشام کی پریشانی احوال کے سبب سے نظام الملک کی طرف سے قلعہ داری
کی استدعا کی - محمد غیاث خان اسکو نظام الملک پاس لایا - اور قلعہ کی فتح کی بشارت دی

عبد الصمد خان دلیر جنگ کی حسین خان افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا +

ل باغ مین توقف کیا - اور توپخانہ کی تیاری کی -

اسی زمانہ مین لاہور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ حسین خان خویشگی کہ افغانان
صاحب تمن مین مغرور و مشہور توابع سرکار قصور سے تہا چند سال سے اوسنے سرکشی اور مفسدی
کا طریقہ اختیار کیا تھا - نواح قصور و لاہور کے سیر حاصل پرگنات پر قبضہ کر لیا تہا اور علم مخالفت بلند
کیا تہا کئی دفعہ صوبہ دارون کی فوج کو بلکہ شاہزادون کی افواج کو شکست دی تھی عبد الصمد خان
بہادر دلیر جنگ کی صوبہ داری کی ابتدا سے اوسنے اطاعت نہین کی جاگیر دار اور صوبہ دار
کے مقرر کئے ہوئے عمال اور عمدہ بادشاہی نوکرون کو اوسنے بے دخل کر دیا تھا بلکہ محال
سے خارج ثقہ راوی سے یہ سنا گیا کہ سیدون نے اوسکو اشارہ کر دیا تہا کہ صوبہ دار کا دست
تصرف کوتاہ کرے اور اس حسن خدمت کے عوض مین دار السلطنت لاہور کی صوبہ داری دینی
ٹھیرائی تھی اسلئے وہ پہلے سے اب زیادہ شوخی کرتا تھا قطب الدین عامل صوبہ دار کو
کہ صاحب فوج تھا مقابلہ کرکے مار ڈالا اور اوسکی فوج و خزانہ کو غارت کیا آٹھ نو ہزار سوار
کو ساتھ لیکر پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - دلیر جنگ سات آٹھ ہزار سوارونکے
ساتھ لڑنے گیا - دونو لشکر موضع چھونی پر پہنچے جو لاہور سے تیس کوس پر تھا بہت دنون
تک سخت لڑائیان ہوئین ایک دفعہ عبد الصمد خان کے لشکر کو ایسی شکست ہوئی کہ او
خفا ہوکر اپنی داڑھی نوچ لی - آغر خان نے مخالفین کی کمر گاہ پر ایسا حملہ کیا کہ حسین خان کا
فیلبان مارا گیا اور فقیر شاہ بھیک کہ حسین خان کا پیر و مرشد تھا اور اوسکی جان کو حسین خا
اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اور حوضہ فیل مین اوسکا ردیف تھا - دلاوران توران کے
تیر سے زخمی اور کشتہ ہوا حسین خان کی آنکھون مین جہان سیاہ ہوگیا - اس ضمن مین
حسین خان کے بھی ایک زخم کاری لگا - اوسکے ہاتھی کا فیلبان نہ تھا - ہاتھی ہر طرف دوڑتا
تھا - سواری کے حوضہ مین آگ لگ گئی جسکا سبب تحقیق نہین معلوم ہوا - اوس حال مین وہ
اور اوسکے ساتھ ایک جمع کثیر افغانون کی کشتہ ہوئی - اوس کے بعد دلیر جنگ نے جب
اس فتح کی خبر سید عبد اللہ خان کو بھیجی وہ دل مین ملول ہوا - مگر بدگمانی دور کرنیکے لئے

اجرائے احکام شرع پر قادر نہیں ہے ۔ صاحب ... کو اعانت کی ترغیب دیتا تھا ۔ اگرچہ نظام الملک کے محاسن اخلاق بہت ہیں ۔ لیکن یہ امر غرائب روزگار سے ہے کہ برہان پور کی فتح سے دو تین روز پہلے سیف الدین علی خان بہادر حسین علی خان کی والدہ اپنے فرزند اور متعلقین کو لیکر اپنے بیٹے پاس مراد آباد جانے کے ارادہ سے برہان پور مین آئی ۔ جب نظام الملک نے برہان پور کو فتح کر لیا تو وہ حیران تھی کہ کیا کرون بعض کوتہ اندیش آدمیون نے نظام الملک سے کہا کہ مخالف زادون و محمد انور خان کا مال اور اموال چھین لیجئے ۔ انکا سپاہ و لشکر کے خرچ مین آنا عین مصلحت ہے ۔ نظام الملک نے بصواب دید محمد غیاث خان جواب دیا کہ ہم نے باوجود عسرت و تہیدستی کے محض بتوکل فضل الٰہی اور بتوسل اقبال بادشاہی اس عزیمت پر کمر باندہی ہے ۔ اگر کامیاب ہوا تو ملک و مال ہمارا ہے ۔ اور اگر خدا نخواستہ بالعکس ہوا تو وبال آخرت کس لئے گردن پر لین ۔ ہماری ہمت کے آگے ان بڑہیون اور بچون اور انور خان کے مال و اموال کچہہ قدر نہین رکہتے ہم کو استقلال شاہ کے سوا کوئی اور بات منظور نہین ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ صدق نیت کی برکتون سے بے شمار خزانے تصرف مین آئینگے ۔ بعد اسکے ایسی رکیک باتین ہماری مجلس مین مذکور نہ ہون ۔ کہتے ہین کہ والدہ سیف الدین علی خان نے اپنی حفظ آبرو کے لئے پیغام بھیجا کہ اسباب جواہر سب آپکی نذر ہین مگر نظام الملک نے یہ جوانمردی کی کہ سیف الدین علی خان کے اہلکارون کو طلب کر کے خلعت دیا اور بچون کے لئے میوہ بھجوایا ۔ معتمد و فہمیدہ آدمی خان مذکور پاس بھیجکر دلاسا دیا کہ یہ ہمارے فرزندون کی جگہ ہین اگر یہان رہین تو اونکی جمعیت و معاش کا سامان کیا جائے اور اگر بالجزم جانے پر آمادہ ہون تو ہمارے آدمی دریاء نربدا تک پہنچا دینگے اونکو جانا مقصود تھا اونکی درخواست کی نظام الملک نے عورات اور اطفال کی مدارات ارباب کرم کی ہمت کے موافق کی اور دو سو سوارون کا بدرقہ شائستہ ساتھ کیا اور دریاء نربدا سے پار اوتار دیا ۔ نظام الملک برہان پور مین تھا کہ عوض خان بہادر ناظم صوبہ برار جو نظام الملک کا چچا تھا وہ اور بہت آدمی جوق جوق اس پاس آئے اور اوسکی فوج کا ضمیمہ بنے نظام الملک نے بمقتضاء مصلحت

حضرت نے روایات شرعی فرمایا کہ آپ یہ احکام جاری کیجئے کہ گھوڑون پر ہندو نہ سوار ہون
وہ جامہ نہ پہنین اور پگڑی اور ہتیار نہ باندہین۔ باغ وسبزہ زارون کی سیر نہ کرین اور مخصوص
ایام مین اپنے نہالون نہ جائین۔ اونھون نے جواب مین کہا کہ سارے ملک محروسہ مین بادشاہ
اور ارباب شرع فہمیون کے لئے احکام جاری فرمائین گے اونکو ہم بھی یہان ہنود پر جاری
کرینگے محبوب خان یہ سنکر بے دماغ اور آزردہ خاطر ہوا۔ مسلمانون کی ایک جماعت کو
اپنا معاون بنایا۔ اور جہان ہندو کو دیکھا اوسکو ستایا کسی بازار اور کوچہ مین ہندو نہین گذرتا
تھا کہ وہ اوسکو جہرکتا نہو۔ ایک دن معزز ہندو کشمیری مجلس رائے ایک جماعت کے ساتھ سبزہ و باغ
کی سیر کو گیا تھا اور برہمنونکو کھانا کھلاتا تھا کہ محبوب خان دس بارہ ہزار مسلمان سوار اپنے ساتھ
جمع کر کے وہان پہنچا اور پیٹنا۔ باندہنا۔ مارنا (زدن و بستن و کشتن) شروع کیا مجلس رائے
کچھ آدمیون کے ساتھ میر احمد خان پاس دوڑا گیا محبوب خان اپنی جماعت کے ساتھ مجلس رائے
کے گھر اور محلہ پر چڑہ گیا۔ سارا مال لوٹ لیا محلہ کو آگ لگا دی ہندو مسلمانون مین سے جو اوسکو
منع کرتا وہ کشتہ و زخمی ہوتا۔ اوسکے بعد میر احمد خان کے گھر کو جا کر گھیر لیا اور وہان ایک آفت
برپا کی۔ کوئی اینٹ مارتا ہے کوئی پتھر پھینکتا ہے کوئی گولی چلاتا ہے۔ جو کوئی ہاتھ آجاتا
ہے ایک کم بختی مین پڑجاتا ہے بڑا بے عزت و بے حرمت ہوتا ہے بعض کو جان سے مارڈالا
ایک جماعت کو زخمی کیا اور لوٹ لیا میر احمد خان ایک رات دن نہ گھر سے باہر نکل سکا نہ اونکے
شر کو دفع کرسکا بمو حیلہ کر کے اس جماعت کے ہاتھ سے نجات پائی۔ دوسرے روز جمعیت فراہم
کر کے میر شاہ مورخان بخشی کے اور متصدیون کے ساتھ سوار ہوا اور محبوب خان پر چڑہا۔ وہ بھی
ہی اپنی جماعت سابق کو جمع کیا اور میر احمد خان سے لڑنے کہڑا ہوا۔ ایک جماعت نے
پیچھے جا کر اس پل کو جلا دیا جسپر سے میر احمد خان گیا تھا اور اس بازار کے رستہ کے دونو طرف
کے مکانات جلا دئے جہان میر احمد خان موجود تھا اور مقابل سے اور گھرون کی دیوارون اور
کوٹھون پر سے تیر و بندوق و اینٹ و پتھر چلانے شروع کئے اور عورتون اور لڑکون نے
اطراف سے نجاست کلوخ جو ہاتھ لگتا اوسکو پھینکتے ایک جنگ عظیم ہوئی میر احمد کا خواہر زادہ

ظاہر مین اوسنے دلیر جنگ کو سیف الدولہ کا خطاب لایا ۔ نظام الملک کے بعد دلیر جنگ مخلون مین سے
سیدون کی جان کا وبال تھا +

نظام الملک کی خبرون کا سیدون کے پاس آنا +

سیدون پاس برہانپور سے نوشتے آئے کہ جینے قلعہ آسیر کا حال معلوم ہوا کہ نظام الملک
کا جیلہ جنس قلعہ کے ہزاریون پاس گیا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے باب مین سوال وجواب کا سلسلہ
بنا ۔ سادات نے جو طالب خان کو قلعہ دار آسیر بنایا تھا اوسکو ناخوشی و ناخوشی نظام الملک نے اپنا
مطیع بنایا اوسکی کمال عسرت مین گذرتی تھی ۔ احشام کی تنخواہ دو سال کی چڑہی ہوئی تھی
وہ نظام الملک نے اپنے خزانہ سے ویدی حرمت خان نے جاکر قلعہ پر تصرف کر لیا اور قلعہ
ارک برہانپور بھی بغیر اوسکے کہ کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی اور نہ تلوار میان سے نکلی نظام الملک
نے تسخیر کر لیا اور یہ خبر بھی آئی کہ عوض خان صوبہ دار برار کہ نظام الملک سے قرابت قریبہ رکھتا
تھا اور شمشیر اور رسائی مین زمانہ کے مشاہیر مین سے تھا ۔ شائستہ فوج کے ساتھ فتح جنگ
پاس آ گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انورخان صوبہ دار برہانپور اور رنبھا نمبال کر دنبال گرہ
نامی مرہٹون مین سے نظام الملک کے رفیق ہو گئے ہین ۔ اور برہانپور کے تمام متصدی اور
اطراف کے بعض زمینداروں نے نظام الملک کی طرف رجوع کر کے اطاعت اختیار کی
سادات اس اخبار ملال افزا سے کاروبار مین سراسیمہ ہوئے دلاور علی خان و مہاراجہ
بھیم سنگہ کو بہیم تاکید لکھی جانے لگی کہ وہ نظام الملک کے مقابل جائیں حسین علی خان دکن کے جانے
کے لئے ہر روز و ہر ہفتہ مین مصلحت تازہ کرتا تھا اور دلاور علی خان کی خبر کا انتظار کھینچ رہا
تھا ۔ رتن چند مآل کار پر نظر کر کے کہتا تہا کہ فتح جنگ کو صوبجات دکن دیدئے جائیں تا کہ
فتنہ جانے صلح ہو جائے ۔ وہ جانتا تہا کہ یہ فساد اسکی جان کا وبال ہے حسین علی خان اس
صلح پر راضی نہیں ہوتا تھا وہ نظام الملک کی صلح قبول کرنے سے خاطر جمع نہ تھا +

عبد النبی کشمیری کا فساد +

عبد النبی کشمیری مخاطب بہ محبوب خان مدت دراز سے اپنی حماقت سے ہندون کے
ساتھ کاوش رکھتا تھا ۔ جب اوسنے یہ انقلاب روزگار دیکھا تو اوباش احمق مفسد مسلمانون کو
اپنے ساتھ متفق کیا اور میر احمد خان نائب صوبہ کشمیر اور قاضی کشمیر سے لڑ گیا اور اوسنے

اپنے مقتدا کے خون کے دعوی کے جرنلیون کے محلہ پر گئے وہ سب شیعہ مشہور تھے انہون
نے اونکو پیٹنا اور باندھنا اور مارنا شروع کیا دو روز جنگ رہی آخر کو مسلمان غالب ہے
دو تین ہزار آدمی اس محلہ مین جسمین جمع کثیر مغل مسافرون کی تھی مع عورات اور اطفال
مارے گئے - اور لاکھون روپیہ کا مال غارت ہوا - دو تین روز تک فساد رہا - یہان سے
فارغ ہوکر وہ قاضی اور بخشی کے گھر پر گئے - میر شاہور خان نے لاحاصل ہاتھ پاؤن پیٹے -
ایک مکان مین روپوش ہوا جسکا پتا کسی کو معلوم نہ تھا - قاضی تغیر لباس کرکے باہر گیا
اوسکے گھر کو ڈھاکر اینٹ سے اینٹ بجادی - اور ہاتھون ہاتھ اینٹون کو لے گئے
مومن خان شہر مین داخل ہوا - میر احمد خان کو سامان و بدرقہ کے ساتھ امین آباد
بھیجا - اور کشمیر کے آدمیون کے ساتھ طوعاً و کرہاً دار و مدار کے ساتھ موافقت کی +

دلاور علی خان بخشی حسین علی خان کے پاس سابق مین مہم راجہ بوندی مین
چھ ہزار سوار رہتے - اوسنے بارہ تیرہ ہزار سوار جمع کر لئے - اوسکی مختلف خبرین منتشر
ہوئین کہ وہ نربدا سے پار اوترا نظام الملک خصم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا عالم علیخان
اس تدبیر مین تھا کہ دلاور خان کے نزدیک آنے کی خبر آنے تک مرہٹون اور نواح کے
عمدہ فوجداروں کی سپاہ کو فراہم کرکے ایک سپاہ سنگین کے ساتھ اورنگ آباد سے
چلے اور اوس طرف سے دلاور علی خان آئے ہم دونو کی فوجین فتح جنگ کی فوج کو بیچ مین
گھیر لین - عالم علی خان نے اپنے چچا حسین علی خان کو خط مین لکھا کہ سات ہزار کے قریب
قدیمی سوار اور اس نواح کے کومکیون اور فوجدارون اور متعینہ اورنگ آباد کے دو تین ہزار
سوار لکھے گئے ہین مین نے عمدہ جماعہ دارون کے چھ ہزار سوارون سے زیادہ نگاہداشت
کئے ہین اور کرر ہاہون اور سرداران راجہ ساہو کی فوج کو ملکی اور راو رنبہ تا زمرہٹون کی جماعت
جو جان و مال سے اس جناب کے فدوی ہین پندرہ سولہ ہزار سوارون سے کمتر نہوگی
کل مجمع تیس ہزار سوار سے زیادہ ہوگا - اوائل شعبان مین اورنگ آباد سے مین روانہ ہونگا
اوسنے امین خان صوبہ دار معزول نادر کو کہ حسین علی خان سے حد سے زیادہ ناراض تھا ایک

سید ولی اور ذو الفقار خان بیگ نائب چبوترہ کوتوالی ایک اور جماعت کے ساتھ کشتہ و زخمی ہوئے
میر احمد خان کے لیئے نہ پیچھے ہٹنے کی نہ آگے جانے کی راہ تھی۔ نہایت تنگ ہوا عجز کرکے
ہزار خواری خفت سے اس تہلکہ سے نجات ہوئی۔ محبوب خان محلہ منعودبر گیا کوئی گھر نہ چھوڑا جسکو
جلایا اور لوٹا نہ ہو۔ دوبارہ پھر میر احمد خان کے گھر پر آیا مجلس اسے اور ایک جماعت جس نے
پناہ لی تھی بہت ذلت کے ساتھ کھینچا اور اون کو پکڑ کر اونکے ناک کان کاٹے ختنہ کیا بعض کا
عضو تناسل کاٹا اونکو مقید کیا دوسرے دن مسجد جامع مین جمع ہوکر ہنگامہ برپا کیا۔ میر احمد خان
کو نیابت صوبہ داری سے معزول کیا۔ بانی فتنہ و فساد کو مخاطب بہ دیندار خان کیا اور مسلمانون نے
اوسکو حاکم قرار دیا اور مقرر کیا کہ جب تک اور نائب صوبہ دار آئے دیندار خان کے حضور سے
اجراے احکام شرعی اور تنقیح قضایا ہوا کرے۔ پانچ مہینہ تک میر احمد خان بیدخل و گوشہ نشین
رہا اور دیندار خان حاکم مستقل مسجد مین بیٹھکر امور ملکی و معاملات کے اجرا مین کوشش کرتا
جب بادشاہ کو خبر ہوئی کو مومن خان نجم ثانی کو عنایت اللہ خان صوبہ دار کشمیر کا نائب صوبہ مقرر کیا
اہل کاران کشمیر معاتب ہوئے۔ اواخر شوال مین مومن خان کشمیر سے تین کروہ پر آیا تو محبوب خان
اپنے افعال اور کردار ناصواب سے شرمندہ ہوا۔ اور خواجہ عبد اللہ کے پاس گیا۔ وہ کشمیر کے
مشاہیر مین سے تھے اور اونسے کہا کہ اب ایک جماعت فضلا اور اعیان کے ہمراہ لے کر
نائب صوبہ کے استقبال کو جائین۔ اور اوسکو اعزاز کے ساتھ لائین خواجہ عبد اللہ نے ازراہ
اتحاد ہدایت کی کہ تم میر شاہور خان بخشی پاس جاؤ اور جو کچھہ گذرا ہے اوس کا عذر کرو بعد
اسکے مین سب کی رفاقت مین مومن خان کے لانے کے لیئے جاونگا خواجہ عبد اللہ کے
کہنے سے محبوب خان میر شاہور پاس گیا۔ صاحب خانہ چند باتین کرکے شغل ضروری کے بہانہ
سے اٹھہ گیا اور خواجہ کی صلاح سے محلہ جریبلی اور کھگروں کے محلون سے آدمیونکی ایک جماعت
طلب کی اور گھر کے گوشہ و کنارون مین چھپادی وہ محبوب خان کے آنے کے منتظر رہے اسپر دفعۃً
جا پڑے اول اوس کے دو نوخیز دسالہ بیٹون کا جو اوسکے آگے آگے ہمیشہ چلا کرتے تھے
پیٹ چیرا اور اوسکو نہایت عقوبت و عذاب سے مارا۔ دوسرے روز مسلمانون کی ایک جماعت

شہر کا بند وبست کیا +

جب دلاور علی خان کی شکست ہونے کی خبر سادات کو پہنچی تو دونو بھائی نہایت مضطر و سراسیمہ ہوے دکن جانے کے لیے ہر روز ایک فکر تازہ کرنے لگے کبھی یہ ارادہ ہوتا کہ دونو بھائی اور بادشاہ دکن کو جائیں کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ بادشاہ کے ساتھ سید حسین علی خان دکن روانہ ہو اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد جائے کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ قطب الملک بادشاہ کے ساتھ شاہجہان آباد روانہ ہو اور حسین علی خان دکن کو بہادروں کو ساتھ لیکر کوچ کرے کبھی یہ چاہتے کہ فتح جنگ کو نامہ و پیغام الیتام آمیز کے افسوں سے دکن کی صوبداری دیجائے اور صلح کیجائے غرض کسی تدبیر پر قرار نہ ہوتا۔ ہر ہفتہ و مہینہ میں دونوں بھائیوں اور بادشاہ کا پیش خانہ مختلف سمتوں میں نکلتا اور پھر اس عزم میں خلل پڑتا اعتماد الدولہ کی شجاعت و راے صائب کے سبب سے سیدوں کے دلوں میں وسواس و ہراس تھا تدبیر کاریں مذبذب تھے۔ کبھی اسے نزاع کی کبھی وفق و مدارا کی ٹھہرتی

۱۷ جون ۲۲۔ رمضان ۱۱۳۲ھ روز جمعہ کو اکثر آدمی مساجد دار الخلافہ میں نماز پڑہ رہے تھے کہ زلزلہ کی صدا وحشت افزا زمین کے نیچے سے آئی اور در و دیوار و چھتوں کی حرکت سے جس سے خلقت کو توہم ہوا اس دن رات میں صبح تک نو دس دفعہ عمارات اور زمین جنبش میں آئی۔ کچھ عمارتیں شکست و ریخت ہوئیں فصیل حصار کہیں کہیں پھٹ گئی۔ شہرپناہ کے دو دروازوں میں کچھ نقصانات ہوا مسجد فتحپوری کے تین کنگرے گر پڑے دس بارہ آدمی مجروح ہوئے تعجب یہ ہے کہ ایک مہینے دس روز تک شبانہ روز میں چار پانچ دفعہ زمین اور عمارت میں جنبش آتی اور آواز نکلتی بعض آدمیوں کے دل میں اس قدر وحشت چھائی کہ اونھوں نے چھت کے نیچے سونا موقوف کردیا اسکے بعد زلزلہ میں تخفیف ہوئی لیکن چار پانچ مہینہ تک کبھی کبھی زمین اور عمارات لرزہ میں آتیں جو لوگ توہمات باطلہ میں مبتلا تھے وہ اس زلزلہ ہی کو سلطنت کے تنزل ہونے کی علامت کہتے تھے +

غرہ ذیقعدہ کو یہ قرار پایا کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد کو جائیں اور سید حسین علیخان

زلزلہ +

۲ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ جلوس ۲ محمد شاہ +

ایک لاکھہ روپیہ نقد اور کچھہ جنس دیکر بحسب ظاہر رفاقت پر راضی کر لیا جب عالم علی خان کے خیمہ کے باہر لگانے کی خبر آئی تو فتح جنگ نے عالم علی خان کے مقابلہ کے قصد سے لعل باغ سے برہانپور کی غربی جانب کوچ کیا اور آب تاپتی سے عبور کیا اور شرقی طرف ڈیرہ ڈالا- دلاور علی خان کی خبر سنکر فتح جنگ نے اول اوسکی فوج کا دفع کرنا اہم جانتا تہے متعلقون کو آسیر روانہ کیا محمد غیاث خان اور شیخ محمد فاروقی کے ساتھہ توپخانہ روانہ کیا اور پہر خود آراستہ لشکر کے ساتھہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا- رتن پور سے دو تین کوس پرے اور برہانپور سے سولہ سترہ کوس پر راجہ لکرائی کے تعلقہ مین خیمہ زن ہوا- اب دشمن سے اسکا فاصلہ دو کوس تہا فتح جنگ تامقدور مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہ تہا اسلیئے اوسنے حجت تمام کرنے کے لیئے دلاور علی خان کو ملائم نصیحت آمیز پیغام بھیجے جس سے منع دفع قتال وجدال ہو مگر فائدہ مترتب نہوا ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۳۲ / ۱۱ مئی ۱۷۲۰ کو طرفین کے لشکر کارزار پر مستعد ہوئے صف بندیان ہوئین اور لڑائی بڑہتی گئی- دلاور علی خان ہاتھی پر سوار تہا اور بڑی دلاوری سے لڑا اور ایک گولی کے لگنے سے بڑی بہادری سے مرا- سادات بارہ کی فوج کا منہ موڑ لیا لیکن راجپوت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ فرار کی عار کو گوارا نہین کرتے تہے وہ ہندوستان کے بہادرون کے دستور کے موافق ہاتھی گھوڑون سے اُترے اور شمشیر و سپر ہاتھہ مین لیکر تہوری کی- یہ دونو نامی راجپوت مع چارسو راجپوتون اور بعض جماعدارانِ بارہ کشتہ ہوئے کل چار پانچ ہزار سوار و پیادہ دلاور علی خان تیغ و تیر و سنان کے طعمہ ہوئے- فتح جنگ کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے- اس طرف بہت کم سردار زخمی و کشتہ ہوئے غنیمت بہت ہاتھہ لگی خیمین توپخانہ اور ہاتھی سرکار مین ضبط ہوئے باقی جو چیز جسکے ہاتھہ آئی تھی وہ اوسکو معاف ہوئی- اس جنگ کے بعد خبر آئی کہ عالم علی خان تالاب سہرتالہ پر برہانپور سے سات کوس پر آگیا ہے- تو فتح جنگ نے اس خبر کو سنکر محمد متوسل خان کو تین ہزار سوارون کی جمعیت کے ساتھہ برہانپور کی حفاظت اور رعایا کی کمک کے لئے بطریق ایلغار بھیجا لشکر کے آدمیون کے قبائل اکثر وہان تھے خان مذکور نے ایک روز مین چالیس کوس کی مسافت طے کی اور جاکر

پرگنه بالاپور متعلقه برار کی سمت مین عبور کرنے کے لئے بطور ایلغار گیا جب عالم علی خان
کو اس جرات کی خبر ہوئی تو وہ محاربه کی طرف متوجه ہوا - قصبه بالاپور کے قریب مکان
مصاف قرار پایا - پنجم شوال سنه جلوس بیس عالم علی خان افواج کی ترتیب مین مشغول
ہراولی میں تہور خان اور غالب علی خان پسر رستم خان دکھنی و عمر خان بنی عم و داؤد خان و
غیاث الدین خان و امین خان برادر جان عالم و محمد اشرف خان بخشی و فدائی خان دیوان
و شمشیر خان و ہستی خان و محمدی بیگ و رفاہت طلب خان و خواجه رحمت الله خان بہادر
دکن و بارہ کی ایک جماعت اور بارہ ہزار کرناٹکی پیادے اور جنگی مست ہاتھی اور شائسته توپخانه کو
لیکر متوجه محاربه پر ہوا اور نظام الملک نے مرحمت خان و نعمت الہی اور اپنے پسر کلان
غازی الدین خان اور عبدالرحیم خان و رعایت خان و سعدالدین خان و داراب خان و
کامیاب خان و محمد غیاث و اختصاص خان و قادر داد خان و روح الله خان و دلیر خان
اور چند اس طرف کے راجاؤن مین سے بعض کو مقدمة الجیش اور بعض کو میمنه و میسرہ بنایا اور خود
مع عوض خان کے قول مین جاگیر ہوا اور رنبھا مرہٹه اور بعض دلاورون کو باردون کی
حراست سپرد کی - توپخانه جو اپنے پاس تھا اور جو قلعه آسیر و ارک برہان پور کی تسخیر اور
دلاور علی خان کے لشکر سے ہاتھ لگا تھا - ان سب کو رومی فرنگی توپ اندازون کی
صلاح و تدبیر سے بمقتضاء الحرب خدعة ان کو تو دشمن کے سامنے کھڑا کیا اور رات کو
اوسمین سے آدھے توپ خانه کی مکان کو بدل کر اپنے مدعا کے موافق پسند کر کے گوشه و
کنار یمین و یسار مین آئین کمین کے موافق توپون کو چن دیا - ۶ ماہ مذکور کو دونون
لشکرون کے صفوف کارزار آراسته ہوئیں پہلے اس سے که بہادرون کی ناک مین بارود
کی بو پہنچی - عالم علی خان نے فوج کے ہراولون کے گھوڑے دوڑائے فتح جنگ کے توپخانے
سر بار کے مقابله مین وہ آئے شجاعت تو سادات کا جوہر ذاتی تھا اونھون نے دائیں
بائیں طرف کچھ نه دیکھا دشمن کے گولون کے نیچے آئے نظام الملک کے توپچیون نے قابو
کے وقت چارون طرف سے ایک دفعه توپون مین آگ لگادی جسنے سر بازان بارہ اور

ایک جماعت امراء رزم آزما کے ساتھہ دکن کو روانہ ہون اس ضمن مین اعتماد الدولہ محمد
امین خان سے بگاڑ ہوا - امیر الامرا کا ارادہ ہوا کہ اوسے مار ڈالے قطب الملک نے کہا
کہ اگر اوسکو مار ڈالوگے تو مین خود مر جاؤنگا - اُس سے میرا عہد و پیمان ہو چکا ہے - غرض
شب و روز محمد امین خان بھی سپاہ توران کی معیت مین پیکار کے لئے کمر بستہ رہتا تھا +

جب دلاور علی خان میدان کارزار مین کشتہ ہوا اور اوسکا لشکر غارت زدہ دو تین ہزار
عالم علی خان برادر زادہ امیر الامرا حسین علی خان پاس آیا تو اوسنے اس ہزیمت خوردہ لشکر
کو دلاسا دیا - اوائل ماہ رمضان سنہ ۲ جلوس مین تیس ہزار فوج کے ساتھہ جنمین سے دس بارہ
ہزار سوار راجہ ساہو کے تھے وہ نظام الملک سے لڑنے کے لئے اورنگ آباد سے برآمد ہوا
اور کتل فیروز پور سے کہ صوبہ خاندیس و بالاگھاٹ اورنگ آباد کے وسط مین ہی آیا اور یہان
اوسنے استقامت کی اور مرہٹہ کی فوج اپنے ڈیرہ پر ہر طرف خاندیس کی رعایا کے مال کے
تاراج کے لئے روانہ ہوئی - ان دنون مین انور خان جو از راہ عذر نظام الملک کا رفیق بنا تھا
اوسنے عالم علی خان کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام الملک کی ابھی قوت جتنی چاہیئے
زیادہ نہیں ہوئی اور اپنے زخمدارون کے احوال مین مشغول ہے اور تمھارے پاس جمعیت خاطر خواہ
وافر تازہ دم و شائستہ موجود ہے فرصت وقت کو غنیمت گنو جلد مقابلہ مین آؤ - اور مجھے
یہ سمجھو کہ مصلحتاً یہ حرکت مینے کی ہے - مجھے اپنے سے جدا نہ جانو - اتفاقاً یہ خط نظام الملک
کے جاسوسون کے ہاتھہ پڑا - انور خان قید ہوا - اسکا اموال و اسباب ضبط ہوا ساری
عزت حرمت اوسکی خاک مین ملی - الحاصل نظام الملک نے صلاح حال و اندیشہ مآل پر نظر کر کے
عالم علی خان کو لکھا کہ تم مع اپنے قبائل کے دونو چچاؤن پاس چلے جاؤ تا کہ مسلمانون کی
خونریزی ناحق نہو مگر اوسے کچھہ فائدہ نہوا - ناچار نظام الملک اپنے قبائل و اسباب کو قلعہ آسیر
مین بھیجا اور برہانپور کی سواد سے دشمن کی طرف متوجہ ہوا - دریاے پورنا جو برہانپور سے
ڈیڑہ دن کی راہ پر ہے طغیانی پر تھا اسلئے عبور اور جنگ مین توقف ہوا - عوض خان نے
اس نواحی کے زمیندارون کی راہ نمائی سے پایاب جگہ معلوم ہوئی تو نظام الملک اٹھارہ کوس

مقابلہ عالم علی خان کا نظام الملک سے اور مقتول ہونا +

الجھے ہو گئے۔ جب یہ خبر سید عبد اللہ خان اور سید حسین علی خان کو پہنچی کہ دونو لڑائیون
مین نظام الملک کا کوئی ملازم جان سے نہین مارا گیا۔ تو کمال غم و غصہ مین آکر انہون نے
کہا کہ شاید نظام الملک کے نوکرون نے آب حیات پی لیا ہے یا سب وئین تن ہین کہ
تیغ و سنان و کمان و بندوق کے صدمون سے صحیح البدن رہتے ہین۔ دونون
شکستون اور دلاور علی خان و عالم علی خان کے مارے جانے سے دونون
بھائیون کو جو غم و الم ہوا وہ بیان نہین ہو سکتا خصوصاً حسین علی خان کو کہ
ہر روز وہ اس رنج مین آنکھون سے ایک چشمہ خون بہا دیتا تھا اور دل پر درد سے
آہ سرد کھینچتا اور اپنے مآل کار کو نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوگا۔ فتح کے یک ہفتہ کے بعد
مکرر سنا گیا کہ قبائل حسین علی خان کو مع خزانہ و جواہر و اجناس کے قلعہ دار دولت آباد
نے پہلے اسکے کہ فتح جنگ کا لشکر اس طرف آئے قلعہ مین جگہ دی۔ باوجودیکہ
قلعہ دار بسبب جاگیر کے ضبط ہونے کے سید حسین علی خان سے کمال آزردگی رکھتا
تھا لیکن اسنے سادات کا پاس کیا اور دونون بھائیون کی گردن پر احسان رکھا۔ اس خبر کو
سنکر کہ نقود مخفیہ اور عیال ضبط سے محفوظ رہا سید حسین علی خان کی جان مین جان آئی
انہی دنون مین سنا گیا کہ بہادر خان ناظم حیدر آباد مع دلاور خان کے جو اس کا
ہم زلف تھا چھ سات (نو دس) ہزار سوارون کو لیکر نظام الملک پاس آیا اور اوس سے
عہد رفاقت استوار کیا۔

دونو بھائیون نے بہت سے مشورون کے بعد یہ قرار دیا کہ سید عبد اللہ خان قطب الملک تو
شاہجہان آباد جائے اور بندوبست صوبون کا کرے اور امیر الامرا سید حسین علی خان بادشاہ
کے ہمرکاب مع امرائے نامدار اور عمائد ذوی الاقتدار نظام الملک کی تنبیہ کے
لئے جائے۔ امیر الامرا ایک لاکھ سوارون کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا۔ سید احمد خان
پسر اسد اللہ خان کو بارہ کے عمدہ جماعہ دارون اور صاحب ہمت افغانون کے بلانے
کے لئے بہت روپئے اور طلب کے پروانے دےکر روانہ کیا۔ چونکہ مسافت بعید قطع

ترا میر وزرا +

یکہ تازان دکن اور اور نبرد سازون کی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی صفوف لشکر سے سلم فوج
مغول نکلی اور تفنگ اندازون نے چستی و چالاکی سے باقی ماندون کو تفنگ کی شلک سے
مارا اور کمانداروں نے اکثر کو ہدف بنایا عالم علی خان کی فوج مین تزلزل پڑا لاحیب عالم علیخان
اس احوال پر مطلع ہوا تو اپنی سواری کے فیل جس کے حوضہ میں غیاث الدین خان برابر
بیٹھا تھا اور اور پندرہ بیس فیل سوارون کو لیکر ہراول کی کمک کی اور فتح جنگ کی فوج
کو تنگ کیا اوسوقت فتح جنگ کے ہراول نے خصم سے جنگ گریز کرکے اوسکو اپنے توپخانہ
کے روبرو لاڈالا جو علیحدہ کمین مین چپا ہوا لگا تھا اور ناگاہ اس توپخانہ مین آگ لگائی تو
توپون اور رہکلون کی آوازون سے ایک قیامت مچ گئی - اور دہوان آسمان پر پہنچا جب باروت
کا دہوان دور ہوا تو دیکھا کہ عالم علی خان کے ہراول مین - غالب علی خان و غیاث الدین
خان و شمشیر خان و محمد اشرف خان و خواجہ رحمت اللہ خان و مستقے خان و محمدی بیگ
اور بہت سے فیل نشین اپنے اپنے ہاتھیون کے حوضہ و عماری مین مرکر پڑے ہوئے تھے
عالم علی خان باوجود اس قتال کے اور خود زخمی ہونے کے مردانہ وار ثابت قدم رہا اور
جب تک سانس چلتا رہا آگے قدم بڑہاتا رہا کہتے ہیں کہ جب اوسکے ترکش میں تیر باقی نہیں
رہے تو جو تیر دشمن کی طرف سے اوسکے حوضہ فیل اور جسم مین لگتا اوسکو نکال کر وہ دشمن پر
چلاتا اوسوقت اختصاص خان نبیرہ خان عالم و محمد غیاث خان جسکی پتلی میں زخم لگا ہوا تہا
عالم علی خان کے مقابل آئے اور اوسکی جلاوت رستمانہ کو روکا - اختصاص خان کی ضرب
شمشیر سے عالم علی خان کا ہاتھ کارزار مین بیکار ہوا - متوسل خان نے جو فتح جنگ سے
قرابت قریبہ رکھتا تہا تردد نمایان کیا - آخر کار عالم علی خان کمال بہادری سے آو بیس
فیل سوارون کے ساتھ میدان جنگ مین کشتہ ہوا - سنکراجی ملھار مرہٹہ زخمدار ہوکر
چند مرہٹون کے ساتھ گرفتار ہوا - ہاتھی و خیمے و توپخانہ کل کارخانہ جات جو اوباش
لوٹ سے محفوظ رہے وہ نظام الملک نے ضبط کئے - اس لڑائی مین نظام الملک کے رفقا مین
سے کسی کو آسیب جانی نہین پہنچا - چند آدمی زخمی ہوئے وہ جراحون کے علاج سے

ثقات کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ سرکار عبد اللہ خان و حسین علیخان کی جو جماعت قدیم نوکران اور پرانے رفیقون کی تھی اور وہ ان دونو بھائیوں کی بدولت لاکھون روپئے کی جاگیر و مشاہرہ اور فائدہ پاتے تھے وہ ان بھائیون کی اس حرکت سے کہ انھون نے بادشاہ فرخ سیر کو شہید کیا تھا اور اختیار سلطنت ایک بقال رتن چند کو دے رکھا تھا اُن کے دلون کو ان دو بھائیون کی طرف سے مقلب القلوب نے ایسا پھیر دیا تھا کہ وہ خلوت و جلوت میں اکثر کہا کرتے تھے کہ عبد اللہ خان و حسین علی کی دولت کے زوال سے ہماری دولت کا زوال ہے بلکہ تمام مردم بارہ کی بود و باش معرض فنا میں ہے معہذا ہر چہ باشد باشد دولت تیموریہ کے بدخواہون کا مکافات عمل مین گرفتار ہونا اور اس خاندان کے اعدا کا انکے رشتے اعمال کے موافق سزا کا پہنچنا ہم کو منظور ہے تاکہ دولت سلطنت بابریہ پھر از سر نو رونق پائے اور اس دودمان والا کا بول بالا ہو۔ اور ان دونو بھائیوں کے بعض اقربا پکار پکار کے کہتے تھے کہ عبد اللہ خان و حسین علی خان کے کوئی فرزند نہیں ہے کہ اُنکو یہ گمان ہو کہ ہمارے اعمال کی سزا ہماری اولاد و احفاد کو پہنچیگی۔ مگر جو انھون نے صاحب تاج و تخت سے بد سلوکی کی ہے اسکی مکافات انپر ضرور ہوگی لیکن ہمکو رحم اس جماعت پر آتا ہے کہ اُنکی ہم قوم و ہم وطن ہے مبادا وہ انکی ریاست کے وبال مین گرفتار ہو +

عقلائے عالم پر ظاہر ہے کہ کفران نعمت کر کے آقا پر تلوار کھینچنے کا اور ولی نعمت کی بے آبروئی اور بے ناموسی اور زوال دولت مین کوشش کرنے کا مآل یہ ہے کہ اپنا کام جزائے اعمال مین تمام ہو بادشاہان سلف کی تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آقا نے نوکر پر تعدی کی ہو اور نوکر کی جانب حق ہو اور نوکر نے پاس نعمت و حق نمک نا منظور کر کے ولی نعمت کی بے حرمتی و بے ستری اور اوسکی جان و مال کے تلف کرنے مین کمر باندھی ہو تو آخر کار منتقم حقیقی اسکو خواری اور پاداش اعمال پر پہنچاتا ہے۔ تاکہ اہل بصیرت بحکم فاعتبروا یا اولی الابصار عبرت پکڑین خصوص وہ جماعت کہ ولی نعمت کے خوان دولت سے مدتون تک پرورش پا کے نہایت دولتمند ہوئی ہو نمک خوار موروثی ہو جسپر بہت احسان ہوئے ہون وہ جزائے اعمال سے نذر ہو کر نمک حلالون کے طریقے کے برخلاف

امیر الامرا حسین علی خان کا مارا جانا +

کرنی پڑتی تھی اور جماعہ دارون اور رسالدارون کی نظر نظام الملک کی یاوری بحث پر اور سادات بارہ کے انقلاب روزگار پر تھی اسلیئے دکن جانے پر راضی نہین ہوتے تھے توجہ خاطر خواہ بہم نہ پہنچی تھی لیکن سادات کی زر پاشی عالم مین مشہور تھی۔ اونکی شجاعت کے ساتھ سخاوت بھی ہم عنان رہتی تھی تو بھی ساٹھہ ہزار سوارون کے قریب قدیم وجدید مردم پادشاہی جمع ہوئے۔ اور توپخانہ بڑا اور اسباب جنگ وافر مہیا ہوا۔ سوا اس کے توقع تھی کہ مردم بارہ اطراف سے نامور راجہ اور معتبر زمیندار اکثر متعاقب ملینگے۔ آخر ماہ شوال مین دکن کی سمت کو پیش خانہ روانہ ہوا۔ اکبر آباد سے امیر الامرا کا دوکروہ کوچ ہوا۔ اوائل ماہ ذیقعد مین خدمت میر آتشی سید خانجہان سے چھن کر حیدر قلی خان کو ملی۔ نہم ماہ مذکور ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ نے آگرہ سے تین کوس کوچ کیا۔ سید عبد اللہ خان بھی حصول رخصت کے لئے ہمراہ تھا چنانچہ تفریق دفتر کے وقت سید حسین علی خان کا ارادہ یہ تھا کہ بائیس صوبون کی تمام سررشتہ دیوانی و بخشیگری و صدارت کو مع دو نو دیوان تن و خالصہ کے اپنے ہمراہ لے جاوین اور سررشتہ کا کچھ حصہ اپنے برادر قطب الملک کو سپرد کرون تاکہ وہ شاہجہان آباد مین ایک جو معطل رہے لیکن بہت رد و قدح ہو کر یہ قرار پایا کہ حسین علی خان چار صوبون مالوہ و احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر کا مع دکن کے چھہ صوبون کے دفتر مفصل اور باقی صوبجات کا ایک حرفی مجمل بادشاہ کے ہمراہ جائے۔

۱۵ ذیقعد کو بادشاہ کے جلوس کا جشن تھا۔ عبد اللہ خان چاہتا تھا کہ یہ جشن میرے سامنے ہو بعد اس کے وہ شاہجہان آباد کو کوچ کرے لیکن حسین علی خان اسپر راضی نہ ہوا۔ آگے چلا اور عبد اللہ خان کو بادشاہ کے پاس سے چار کوس پرے رخصت کرا دیا۔ نقل ہے کہ حسین علی خان اسقدر عبد اللہ خان پر غالب و متسلط تھا کہ زیادہ تر مقدمات مین عبد اللہ خان کو مجبور رہو کر بھائی کی متابعت کرنی پڑتی تھی۔ اور امیر الامرا اپنے اندازہ سے قدم آگے بڑھاتا تھا اس سبب سے بھائی کو یک گونہ ملال تھا۔ چودہوین ذیقعدہ کو فتحپور کے متصل لشکر اترا اور چار روز یہان جشن رہا۔ پانچوین روز کوچ بکوچ ممالک دکن کی طرف متوجہ ہوا کہ

فرخ سیر مرحوم کے خون ناحق کی عداوت اوسکے دل مین جوش کرتی تھی - بادشاہ کے ایام کوچ مین
بعض مطالب کے سرانجام لئے لشکر مین آیا - اعتماد الدولہ کے ساتھہ ہمدم و محرم و رفیق و جانباز ہوا
میر حیدر خان کاشغری جو ترکان الوس جغتائیہ سے تھا اور میر شمشیر اوسکا لقب تورانی تہا
اسلئے اوسکو میر کہتے تھے - مرزا حیدر فرمانروائے کشمیر مصنف تاریخ رشیدی اسکا جد کلان تھا
(یہ تاریخ احوال تیموریہ مین اوسنے تالیف کی تھی) سید حسین علی خان کے رشتہ حیات کے
منقطع کرنے پر اوسکو راضی کیا - اس ارادہ کے اقدام مین مصلحت کی جو کسی کے وہم و گمان
مین بھی نہ تھا مصالحت کر کے تینون باہم اس راز مین محرم جانباز ہوئے اور اخفائے راز
کے باہم عہد و پیمان ہوئے - اس راز کے اخفا مین اتنی کوشش کی گئی کہ بادشاہ اور قمر الدین خان
پسر اعتماد الدولہ کو بھی اطلاع نہ ہوئی اور سوائے والدہ بادشاہ او رصدر النسا کے جو سید عبداللہ خان
کی دست گرفتہ تھی کوئی اور شریک مصلحت نہ تھا - ششم ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ منزل تورہ
مین آیا جو فتحپور سے ۳۵ کروہ عرفی تھی بادشاہ دولت خانہ کے قریب پہنچا تو اعتماد الدولہ
اپنی طبیعت کی علالت کا اظہار کر کے حیدر قلی خان بہادر کے پیش خانہ میں چلا گیا بادشاہ
حرم سرا میں داخل ہوا تو سید حسین علی خان بادشاہ سے جدا ہو کر گلال بار کے دروازہ
کے نزدیک پہنچا - میر حیدر خان کہ حسین علی خان کا روشناس تھا اور اوسے باتین کرنے
کی اجازت بھی جان سے ہاتھ دھو کر امیر الامرا کی پالکی پاس آیا اور ایک عرضی لکھی ہوئی
اوس پاس تھی وہ حسین علی خان کے ہاتھہ مین دی وہ اوسکے پڑھنے میں لگا اوس نے
اپنا حال بیان کرنا اور اعتماد الدولہ کی شکایت کرنی شروع کی اسطرح غافل کر کے چستی و چالاکی
سے ایک خنجر آبدار اوسکے پہلو مین مارا - یہ بات بھی مشہور ہے کہ ایک اور مغل کو بھی اوس نے
رفیق کیا تھا اوسنے بھی اپنی تلوار امیر الامرا کے پیٹ مین گھسائی مگر اوسکی کچھہ اصل نہیں ہے
اول زخم جان ستان سے حسین علی خان کا کام تمام ہوا - اس جلدی مین نور اللہ خان پسر اسد خان
نے جو عم زادہ مقتول تھا اور پالکی کے ساتھہ پیادہ ہمراہ تھا میر حیدر خان کو تلوار سے مار ڈالا - روایت
ضعیف یہ بھی ہے کہ میر مشرف نے بھی پہنچکر اوسپر حربہ چلایا اور کام تمام کیا اور دوسرے مغل کو بھی

اپنا شعار اور مزید اعتبار کا سرمایہ بنائے۔ اور بیا کی کرکمر ایسے خاندان کی دولت خداداد کی استیصال پر کمر باندھے جو عالم و اہل عالم کے فیض کا سرچشمہ ہو۔ وہ کیسے ایسے کام پر کمر بستہ ہوسکتی ہے یقین ہے کہ جو ہونگے وہ کام مینگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ۲۔ ذی حجہ ۱۱۳۲ھ کو سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر پہنچا۔ پہر رات گئی تھی کہ غزت خان کا بہیجا ہوا شتر سوار رتن چند کا یہ شقہ لایا کہ حسین علی خان و غزت خان و نور اللہ خان کشتہ ہوئے۔ اب اس قصہ کی شرح سنو سلطنت تیموریہ کے خاندان کا انتظام جاتا رہا تھا۔ دونو بھائیون کے تسلط کے لئے کل امور ملکی مالی مین رتن چند کے اختیار سے جو سواء قوم بارہ اور قوم بقال کے کسی پر نوازش نہین کرتا تھا سب چھوٹے بڑے متنفر تھے اور سید دیار کے بشر فاخواری اور بے اعتباری سے زیست کرتے تھے۔ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر جانتا تھا کہ باوجود عہد و پیمان کے جسوقت سید حسین علی خان کو قابو ملے گا تعجب کہ دونو بھائی بادشاہ فرخ سیر کے ساتھ ایفاء وعدہ بجا لائے ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی وعدہ پورا کرکے ہمارا وعدہ پورا کرینگے اسلئے وہ ہمیشہ بارہ کی زوال دولت کے درپے رہتا لیکن بغیر کسی رفیق شفیق کی مدد کے اس امر خطیر مین اقدام کرتا صلاح کار نہین جانتا تھا اب اوسکو سعادت خان عرف میر محمد امین مل گیا جسکا حال یہ ہے کہ مرزا نصیر سید شمس الدین نیشاپوری حسینی موسوی یعنے اولاد جناب موسی کاظم سے تھا اوس کے دو بیٹے تھے بڑا میر محمد باقر اور چھوٹا میر محمد امین۔ وہ ۱۱۱۵ھ میں بنگالہ مین آیا میر محمد باقر کو ساتھ لایا عظیم آباد پٹنہ مین اقامت اختیار کی۔ شجاع الدولہ ناظم بنگالہ نے اوسکی خبرگیری کی ۱۱۲۰ھ مین میر محمد امین عظیم آباد مین باپ کی زیارت کو آیا۔ اور بڑے بھائی کے ساتھ شاہجہان آباد مین آیا۔ فرخ سیر کی ابتدائی سلطنت مین منصب ہزاری پایا صوبہ اکبر آباد کے محال عمدہ ہنڈون و بیانہ کی فوجداری اوسکو سپرد ہوئی اپنی اصائب تدبیر و شجاعت ذاتی سے اور سادات کی امداد سے نظم و نسق فوجداری مین مفسدون کی تنبیہ و تادیب مین واقعی کوشش کی خلعت طلاءاور اضافہ پانصدی ہوا۔ کارطلبی و تردد جرئی مین یکتاء روزگار تھا

صاحب قران کے نمک پروردہ ہیں کیونکر اپنے ولی نعمت کو بے اختیار دیکھکر اس عار
کی برائی کو گوارا کرینگے ۔ اسلیئے اس شیر بیشۂ حیدری کے دل مین انتقام کا کانٹا کھٹکتا تھا
جب دیکھا کہ بادشاہ کا طالع یاور ہوا تو اوسنے فدویت بہکر جرأت کی اور دونو لڑائیومین
جنکا اوپر ذکر ہوا بڑی بہادری کے کام کیئے - غرض ہر گوشہ وکنارہ مین صداے دار وگیر
بلند ہوئی تو حیدر قلی خان بہادر کی رہنمونی سے اور اعتماد الدولہ کے حکم سے سعادت خان اپنے
جوہر ذاتی کے سبب سے باکانہ گستاخانہ اوسوقت بادشاہ کے سراچہ محل مین پہنچا کہ بادشاہ
اندر تھا دونو بھائیون کے ہواخواہ بادشاہ کے حق مین ارادہ فاسد رکھتے تھے - نواب
قدسیہ بیگم مہر مادری کے سبب سے بادشاہ کے باہر جانیکو منع کرتی تھین سعادت خان
اپنے منہ پر شال ڈال کر گستاخانہ محل کے اندر آیا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کا ہاتھ
پکڑ کے محل سے باہر لایا - اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرایا اور خود خواصی
مین بیٹھا - بادشاہ کے سارے آدمی متفرق ہوگئے تھے اور امرا جابجا اپنے مکانون مین بادشاہی
گھوڑون اور ہاتھیون کو لے گئے تھے سوا محمد امین خان چین بہادر و قمر الدین خان بہادر
اور چالیس پچاس جانباز مغلون کے اور توپخانہ کی ایک جماعت کے کل مجموعہ سو دو سو سوار و نکا
بھی بادشاہ کے رکاب مین نہ تھا حیدر قلی خان بہادر سواری کے لئے ہاتھی گھوڑون کی اور
توپخانہ کے آدمیون کی گرد آوری مین مصروف ہوا جمعیت معدود جو بادشاہ کی رکاب مین
تھے وہ اور قمر الدین خان بہادر و سعادت خان عزت خان کے مقابل ہوئے - عزت خان
شیر تیر خوردہ کی طرح غراتا ہوا شجاعت و تہوری کی داد دیتا تہا اور پیش قدمی کرتا تھا -
طرفین سے دار وگیر کی صدا بلند ہوئی - بارہ کے دلاورون نے بہادرانہ معرکہ کارزار مین قدم رکھا
اور مغلان ایران و توران کے مغل بھی رستمانہ چپقلشین کرتے تھے اور جان نثار ایک دوسرے
پر پیشقدمی پر سبقت لیجانے کے لئے ترددات نمایان کرتے تھے - ہر ساعت بارہ کی فوج
بڑھتی تھی اور بادشاہ کے بھی ہمرکاب آدمی زیادہ ہوتے جاتے تھے - دونو طرف سے بلا فاصلہ
تفنگ اجل کے تگرگ و ژالہ گولہ اور تیر جانستان برستے تھے - قمر الدین خان بہادر و حیدر قلیخان

مارڈالا اور خود زخمی ہوا۔ جان سلامت لے گیا مغلون نے ہر طرف سے ہجوم کر کے نوراللہ خان
کو کشتہ کیا اور حسین علی خان کا سر بطریق ارمغان بادشاہ پاس لے گئے۔ خواجہ مقبول خان
ناظر (خواجہ سرا) سادات نے دست وبازی کر کے اپنے دو تین زخم لگوائے تین چار روز بعد اپنے
زخمون سے مر گیا حسین علی خان کا ایک سقا اور خاکروب شرط فدویت وتہور بجا لائے
کہ روتے ہوئے تلوار اور نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے صف ہجوم کو چیرتے پھاڑتے تسبیح خانہ
کے نزدیک آئے مغلون کے پیادے گولون اور تیر سے ہلاک ہو لئے محکم سنگہ کے بخشی
مصطفی خان نے جب خانہ جنگی اور حسین علی خان کے ساتھ شورش کی خبر سنی تو وہ محکم سنگہ
کو ہمراہیون کی ایک جماعت لیکر بغیر مقدمہ کی تحقیق کے محکم سنگہ کی اجازت بغیر گلال بار کے
دروازہ پر آیا۔ کثرت ازدحام سے راہ نہ ملی تو دوسری طرف سے دیوان خاص کے سراچہ کو
پھاڑ کر ننگی تلوارین لئے گالیان دیتا ہوا اندر آیا مغلون کے تیر وگولی سے دو تین آدمیون
کو زخمی کرا کے جان سلامت باہر لے گیا حسین علی خان کے توپخانہ کے بعض آدمیون نے
گلال بار کی طرف مین تفنگ اور رہکلہ جنگی کے گولے مارے +

جسوقت امیرالامرا کے بھانجے عزت خان نے امیرالامرا کے قتل کی خبر سنی تو اوسکی
آنکھون مین عالم سیاہ ہو گیا۔ اوسی لحظہ تہوری کو کارفرما ہو کر چار پانچسو سوار کی جمعیت سے
ساتھ لے ہاتھی پر بیٹھ دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا حیدر قلی خان بہادر ابتدا مین سالار سپہ
سے انتقام لینے کی مصلحت مین شریک اور ہمراز نہ تھا۔ لیکن جب اوسنے بادشاہ کو امور
سلطنت مین بے اختیار دیکھا اور مدار کار رتن چند اور ہندؤن نے قبضہ اقتدار مین دیکھا
اور مشاہدہ کیا کہ صاحب اور جو صاحب السیف والقلم ہندوستان کے سمجھے جاتے ہین اپنی
رائے اور شمشیر بارہ کے مقابل مغل ایرانی اور تورانی کے وجود کو معدوم جانتے ہیں اور یہ نہین
سمجھتے کہ ایک جماعت ہزار دو ہزار کوس کی مسافت بعیدہ طی کر کے آئی اور اپنے جوہر ذاتی
وشمشیر ورائے صائب سے مملکت وسیع ہند کو بابر بادشاہ نے بادشاہان ذوی الاقتدار
اور راجہان نامدار سے مقابلہ ومقاتلہ کر کے تسخیر کیا ہے اور دو سو سال سے زیادہ خاندان

عزت خان کا بادشاہ پر حملہ کرنا اور مارا جانا +

وہ لڑائی مین زخمی بھی ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آگیا غرض سیدون کے رفیق کچھ
عبد اللہ خان پاس بھاگ گئے کچھ بادشاہ سے آن ملے سپاہ جو کسی طرف نہ بولی تھی
وہ بادشاہ سے مل گئی۔ اب محمد امین خان نے اسلئے کہ عوام الناس اوسکو برا نہ کہین کہ سیدون
کو قتل کر ڈالا عزت خان و امیر الامرا و نور اللہ خان کے تابوت کو زربفت مین لپیٹا اور اونکی
نماز پڑھی اور یہ پکار کر کہا کہ اے یارو یہ شیر پڑے سوتے ہین اور جنازون کو اجمیر شریف روانہ
کیا کہ اونکے باپ کی قبر کے نزدیک خاک مین سپرد کرین سید عبد اللہ خان نے مکرر سنکر کہا
کہ ایسا معلوم ہوا کہ کوچ کے وقت کہار میسر نہین ہوئے اور تابوتون کے غلاف لٹ گئے۔
(بعض کہتے ہین کہ شرارت سے تابوت زرباف کئے گئے تہے کہ وہ رستہ مین لٹ جائین)
اور صندوق پڑے رہے اور دفن نہ ہوئے پھر خارج سے معلوم ہوا کہ اونکو اجمیر مین
لیجا کر مدفون کیا +

غرض امیر الامرا کو وہی صورت پیش آئی جو فرخ سیر کو پیش آئی۔ دنیا مین یہ ایک انتقام
کی عمدہ مثال ہے کہ جو فرخ سیر نے اورون پر ظلم کیا وہ اسپر سیدون نے کیا اور جو سیدون نے
اوسپر ظلم کیا وہ اورون کے ہاتھ سے سیدون پر ظلم ہوا۔ کیا خوب سود النقد ہے اس ہاتھ
دے اس ہاتھ لے + سادات کو اس مغل کی کچھ شکایت نہین ہونی چاہئے یہ تو وہی
قتل تھا جسکو اونھون نے خود انتظام ملکی مین داخل کیا تھا جو راہ اونھون نے اورون کے
لئے نکالی تھی اوسپر اونکو خود چلنا اور جو کنوان اورون کے لئے کھودا تھا اوسمین خود گرنا پڑا +

اعتماد الدولہ کو ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ کا منصب اور ایک کروڑ پچاس
لاکھ دام انعام اور وزارت سپرد ہوئی وزیر الممالک ظفر جنگ کا لقب ملا میر بخشی کی خدمت صمصام الدولہ
کو ملی اور ہفت ہزاری پر ایک ہزاری کا اضافہ اور امیر الامرا کا خطاب ملا۔ قمر الدین خان بہادر
کو بخشی دوم کی اور داروغہ غسل خانہ کی اور خدمات عطا ہوئین اور ہزاری ہزار سوار کا اضافہ ہوا
حیدر قلی خان بہادر کو شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ یک اسپہ کا منصب ملا اور ناصر جنگ
خطاب ہوا۔ سعادت خان کو پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب اور سعادت خان بہادر کا

بہادر نے ہنگامہ رزم کو ایسا گرم کیا کہ سب طرف سے واہ واہ ہوتی تہی - بادشاہ خود بھی دشمنون کے تیر چلاتا تھا غارتگرون نے سید حسین علی خان کے بازار اور کارخانون کو لوٹنا شروع کیا - اور اون خیمون مین آگ لگا دی صمصام الدولہ خان دوران بہادر منصور جنگ اپنی افواج کے ساتھ بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا - اسی عرصہ مین عزت خان کی بندوق کا گولہ لگا جسے اوسکی جان گئی اور فوج بارہ متفرق ہوئی - بادشاہ کی فتح کا نقارہ بجا - اسی ہنگامہ مین بازار کے رستے اور صراف خانہ اور حسین علی خان کے اکثر کارخانے مع خزانہ کے ارابون کے جو منزل مین پہنچے تھے لٹ گئے - اس لوٹ کا حساب کروڑ روپیہ کا کیا جاتا ہے جواہر خانہ اور خزانہ کہ پیچھے رہا تھا وہ سب تاراج سے محفوظ رہا ضبط بادشاہی مین آیا - پوچ اور بے سروپا آدمیون نے جنکا دل دو بھائیون کے بغض سے بھرا ہوا تھا حسین علی خان کی لاش کی ایسی بے حرمتی کی کہ اوسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے +

بادشاہ کی مراجعت کے بعد حیدر قلی خان بہادر نے محکم سنگہ کی جان و آبرو کی امان دیکر اور عنایت بادشاہی کا پیمان کرکے اپنے پاس بلالیا اور اوسکے جرائم معاف کرکے منصب ششش ہزاری اور بعد ازان ہفت ہزاری کا منصب دیدیا مگر اوسنے اس نعمت کی قدر نہ جانی اعتماد الدولہ نے رتن چند پاس پیغام استمالت مکرر بھیجے - اوسنے آبرو و جان کے بچنے کا خیال محال کرکے ہاتھی سے اوترکر پالکی میں بیٹھ کر دولت خانہ کا قصد کیا مغلون اور بازار کے لچون اور بیکار تماشائیون نے جنکے دل اسکے اطوار ناہموار سے دانہاے انار کی طرح پرخون تھے اوسکو پالکی سے اتار کر خوب جوتی پیزار لات مکے بے خبر لی اوسکے کپڑے اوتار کرکے لے گئے اور ننگا کر دیا - اس اعتماد الدولہ پاس لائے اوسنے اوسکو کپڑے پہننے کے لئے دئے اور طوق و زنجیر کا زیور اوسپر اور زیادہ کیا ؎

آن را کہ جہان کند چنیں آمد پیش   راے سروپ داس کایتہ جو قدیم نوکر اور وکیل سید عبد اللہ خان کا تھا فقیر بن کر اپنے آقا کی خدمت مین گیا - میر علی خان خدمتگار سید حسین علی خان کہ صاحب فیل و مکنت تھا دس پندرہ روز مقید رہا

پیادہ مع دیگر اعتماد الدولہ کے گھر کو گھیر لیا۔ اعتماد الدولہ کے آدمیون کو پہلے خبر ہو گئی تھی اُنھون نے
حویلی میں جابجا مورچال بنائے تھے مصالح جنگ تیار تھا وہ اندر کے تار بجا رہے تھے اُنھون
نے اپنی دفع مضرت میں کوشش کی۔ سید عبد اللہ خان نے اعتماد الدولہ کے قبیلہ و ناموس سے
پرخاش کرنے کو منع کر دیا۔ شجاعت اسد خان و مرتضیٰ خان اور جہاندار شاہ کے بیٹون کے
پاس تکلیف سلطنت کے لئے گئے۔ اونہون نے دروازہ بند کر لیا۔ منت سماجت کے بعد اُنکو
اندر آنے دیا اور آنے کا سبب پوچھ کر اونکو جواب درشت دیا اور سلطنت کو قبول نہ کیا۔
یہان سے مایوس ہو کر نیکوسیر پاس گئے تو اوسنے بھی انکار کیا۔ پھر سلطان ابراہیم خلف
رفیع الشان پاس آئے اپنی غرض عرض کی کہ آپ کے بادشاہ ہونے سے سادات کی ایک
جماعت کی جان بخشی ہے بعد گفت و شنید سلطان محمد ابراہیم نے سلطنت قبول کی +

۱۱ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ سلطان محمد ابراہیم کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور ابو الفتح ظہیر الدین
محمد ابراہیم لقب رکھا۔ دو روز بعد سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور بادشاہ
کی خدمت مین آیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ کو منصب ہشت ہزاری میر بخشیگری کا
عہدہ اور خطاب امیر الامرائی کا عنایت کیا اور نجم الدین علی خان کو بخشیگری دوم سید صلابت خان
ابن سادات خان کو بخشیگری سوم۔ اور بیرم خان کو بخشی چہارم مقرر کیا۔ مراتب و مناصب
بڑھا کے امرا کی دلداری کی۔ رفیع الدرجات کے ایام سلطنت مین جو جماعت مساعدت زمانہ
سے مایوس تھی انمین سے ہر ایک کو طلب کر کے استمالت کی اور اونکو انچی روپیہ درماہہ سپاہ
کی گرد آوری کے لئے سرگرم کیا۔ حامد خان کی جاگیر ضبطی سے نکال دی منصب قدیم پر اضافہ
جدید کیا۔ اعتقاد خان مغضوب کو پھر منصوب کیا۔ شائستہ خان و سیف خان و اسلام خان
و صفی خان کی بہت چاپلوسی کر کے عنایتون سے اُنکا امیدوار کیا۔ اور رفاقت کی تکلیف دی۔
اسلام خان و صفی خان نے بہ لطائف الحیل پہلو تہی کی سیف خان و اعتماد خان نے منصب قبول کیا
سپاہ کی نگاہداشت کے لئے روپیہ لیا۔ اعتقاد خان کا دلخواہ مدعا حاصل نہ ہوا۔ کچھ دنون رفاقت
کی پھر اثنائے راہ سے دار الخلافہ کی طرف چلا آیا۔ اسی طرح قدیم ملازمون کی جو ان دنون مین

سلطان ابراہیم کی حکومت [illegible] سلطنت پایا اور [illegible] قید ہونا +

خطاب اور نقارہ عنایت ہوا غرض ہر ایک قدیم اور جدید خانہ زاد اور والا شاہی نوکر موافق حسن تردد جانفشانی مورد عنایات ہوا۔

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر تھا کہ بھائی کی سناونی آئی جس سے اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا۔ سوا صبر کے کچھہ اور چارہ نہ تھا۔ روتا پیٹتا شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ اس خبر کے آنے کے بعد اوسکے بعض ہمدمون نے مصلحت بتلائی کہ پہلے اس سے کہ اطراف کی فوج بادشاہ سے ملے اور حسین علی خان کا لشکر بادشاہ سے گرویدہ ہو بہت جلد وہان پہنچیے یہ مصلحت اوسنے پسندیدہ نہیں کی اور کہا کہ اب بادشاہ مستقل امرا اوسکے ساتھہ یکدل ہماری فوج خاطر شکستہ اب بادشاہ سے لڑنا اسکے بغیر نہیں ہو سکتا کہ عالمگیر کی نسل میں سے کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائے اور اوسکے استحقاق سے سامان بہم پہنچائے اور امیرون کو اپنا حامی بنائے غرض اس عمر رسیدہ سید کو جسقدر غم پر غم اور رنج پر رنج بڑھتے گئے اتنی ہی اوسکی عقل و ہمت زیادہ بڑھتی گئی اب اوسکی ہوا ایسی بگڑ گئی تھی کہ جب وہ شاہجہان آباد کو چلا ہے تو اوسکی بہیر اور پیش خانہ پر میواتیون اور مفسد پیشہ زمینداروں نے ہر طرف فراہم ہوکر تاخت کی اور جو ہاتھہ آیا اوسے لوٹ کر لیگئے۔ ہر چند دلباختہ فوج تعین کی جاتی ہے کچھہ فائدہ نہ ہوتا ایک جماعہ دار اور کچھہ آدمی کشتہ ہوئے۔ ایک قافلہ جسکے ساتھہ بعض کارخانجات سید حسین علی خان کے تھے شاہجہان آباد سے جاتا تھا وہ سید عبد اللہ خان کے لشکر سے دو تین کوس پر مع کارخانجات و مال و ناموس دم غارت غول ہوا۔ سید عبد اللہ خان اور کل سادات کی جاگیر میں رعایا سے مالگذار اور اطراف کے مفسد پیشہ زمینداروں نے اتفاق کرکے عمال جاگیر کو بیدخل اور اخراج کیا اور انتظام سلطنت تک محصول خریف پر زیادہ تر رعایا و پرگنات متصرف ہوئی۔ سید عبد اللہ خان نے شجاعت خان لہہ اور مرتضی خان کو دار الخلافہ روانہ کیا اور اس بارہ مین نجم الدین علی خان صوبہ دار شاہجہان آباد کو خط لکھا اور سپاہ کو بھی اشارہ کیا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنانے کے لئے تیار کرین +
۸۔ ذی الحجہ ۱۱۳۲ کو نجم الدین علی خان کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے کوتوال کو سوار اور

پہر سید عبداللہ خان [illegible] اور سلطان ابراہیم کو بادشاہ بنایا +

اور حشم و خدم متکاثر کے عہدہ دار اور خواجہ سرا وغیرہ سلطان ابراہیم کے محل کے ہمراہ بدون
زین کے گھوڑون پر سوار ہوتے تھے - ہر منزل مین و مقام مین نامدار افغان اور بارہ و
عمدہ زمینداروں کی افواج لشکر محمد ابراہیم مین آتی جاتی تھی - اور حسین علی خان کے نوکر
کہ محمد شاہ کے لشکر کے رسالون مین نوکر ہو گئے تھے وہ یک ماہہ پیشگی لیکر جوق جوق سید
عبداللہ خان کا لشکر زیادہ ہوتا تھا سوار اور پیادہ کی نوکری کا بازار ایسا گرم ہوا کہ بڑا اور اچھا
گھوڑا عنقا ہو گیا - ایک ٹٹو دو تین جگہ صحیح ہوتا - محمد ابراہیم شاہجہان آباد سے ۲۵ کوس
چلکر پلول مین آیا سیف الدین خان برادر سید عبداللہ خان و شہامت خان بیٹے اور
بھائیون سمیت اور سید محمد خان خلف کلان اسد اللہ خان و ذوالفقار علی خان اور بارہ کے
بہادرون کی جماعت جو سب ملکر بارہ ہزار سوار ہوتے تھے عبداللہ خان کے لشکر سے ملے
ڈیڑھ دو سوار ایسے سادات بارہ کے بھرے ہوئے لشکر مین داخل ہوئے جنمین سے ہر ایک
سید اپنے تئین بیس سوارون کی برابر گنتا تھا اور ہر ایک کی زبان زد تھا کہ جنگ کے روز
ہمکو تیر و تفنگ کی درکار نہین جب مقابلہ ہوگا حملہ اول مین برہنہ تیغ و خنجر لے کر شعلہ کی
طرح توپخانہ کی آتش سے نکلکر مغلون کی فوج قول پر یورش کرین گے - حاصل کلام
یہ ہے دہم محرم ۱۱۳۳ھ کو ایک لاکھ سوار جمع ہو گئے جنمین چودہ پندرہ ہزار بارہ سوار تھے سوا
انکے چوڑا من جاٹ و محکم سنگہ اور ایک اور جماعت حسین علی خان کے نوکرون کی اور زمینداران
اطراف کی سپاہ متفق ہو کر فوج مذکور پر اور زیادہ ہوئی - اس دن محمد شاہ کے لشکر کے
تین ہاتھی اور چند قطار شتر چورامن جاٹ لوٹکر بطریق تحفہ کے سید عبداللہ خان پاس لایا
سید نے یہ تحفہ اوسی کو دیدیا - اب لشکر محمد شاہی میں حیدر علی خان میر آتش نے زر پاشی بے دریغ
کر کے اور بادشاہی لطف آمیز وعدے کر کے لوگون کی تالیف قلوب کی جو کام ادنے عملہ
توپخانہ سے روز جنگ مین لیا شاید کسی اور میر آتش کے عہد مین زمانہ سلف مین کیا گیا ہو -
دہم محرم کو نواحی منزل پورن سے کوچ کر کے اور موضع شاہ پور سے گذر کر لشکر کا خیمہ لگا
میر آتش اور امراے رزم کے تردد سے صفوف لشکر مرتب ہوئین - باوجودیکہ افواج

خانہ نشین تھے پرداخت کی سید عبد اللہ خان کے قدیمی نوکر جو پچاس روپیہ ماہوار پاتے تھے اونکے سراسری اسی روپیہ درماہہ مقرر ہوا۔ قدیم و جدید نوکرون مین اس اشتراک تنخواہ سے شرفا و نجبا و بوباش و بے سروپا آدمیون مین تمیز باقی نہ رہی۔ اس سبب سے باوجود شائستہ اضافے قدیمی فوج کی شکستہ خاطری و بیدلی ہوئی سید عبد اللہ خان کی فوج کا بخشی ہمیشہ سے فرخ سیر سے دلی محبت رکھتا تھا اور رتن چند کے تسلط سے متنفر تھا اور عبد اللہ خان کے ساتھ کمال بیدلی سے بسر کرتا تھا۔ اوسنے فوج جدید کی نگاہداشت مین جوانون اور گھوڑون کے برے بھلے ہونے مین امتیاز نہین کی نجم علی خان اور بعض اور عمدہ امرا کے سرکار نے ندائے عام دیدی کہ خواہ کیسا ہی چھوٹا ٹٹوا ور بوڑہا لنگڑا گھوڑا لائین اوسکو بھی صحیح کرین جہان کوئی بورچی دھنے جلاہے قسائی کا شاگرد تھا وہ دس پندرہ روپیہ کا ٹٹو جو حقیقت مین چار پانچ روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ ہوتا تھا خرید کر اوسکے داغ کراتا اور ایک ماہہ لیکر روپوش ہوجاتا۔ پاجیون کے سوا اشرافون نے بھی سید عبد اللہ خان کو مضطرب الحال دیکھہ کر یہی طریقہ اختیار کیا تہا۔ بہرحال قدیم نوکرون کے درماہہ کے علاوہ ایک کروڑ روپیہ سپاہ جدید کے خرچ مین رائگان گیا۔ ثقات کی روایت ہے کہ عبد اللہ خان سے جب ایک مخلص نے کہا کہ بندگان عالی کس لئے روپیہ کو بے فائدہ آدمیون کو دیتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ اگر ہم نے لڑائی مار لی تو تمام ممالک محروسہ اور خزانہ ہماری ملک ہے اور دوسری صورت مین یہ بہتر ہے کہ زر ہم اپنے ہاتھہ سے بخشش کرین تا دشمنون کے ہاتھہ نہ آئے۔ اول یہ خبر آئی کہ محمد شاہ راجپوتانہ کی راہ شاہجہان آباد جائیگا۔ اسلئے سلطان ابراہیم نے شاہجہان آباد سے نکل کر عیدگاہ کو خیمہ گاہ بنایا۔ انہی دنون مین غلام علی خان محمد شاہ کے لشکر مین سے اور تہور علی خان اکبر آباد سے سید عبد اللہ خان پاس آئے۔ غلام علی خان اور نجابت علی خان جو سید عبد اللہ خان کا برادرزادہ اور متبنی تھا قلعہ و شہر شاہجہان آباد کی حراست کے لئے بھیجے گئے اور پھر محمد شاہ کی خبر یہ آئی کہ وہ اکبر آباد کی راہ سے شاہجہان آباد کو آتا ہے تو عبد اللہ خان نے فرید آباد کی راہ اختیار کی اور بارہ کی فوج کے انتظار کے سبب آہستگی کے ساتھہ قطع منازل کرتا تھا کہتے ہیں کہ باوجود اسقدر خزانہ وافر

حامد خان وسیف خان وبیرم خان ونعمت اللہ خان وامیر خان وسید صلابت خان وعبد الغنی خان واخلاص خان افغان وعمر خان روہیلہ ودیندار خان جلال آبادی وعبد القدیر خان وصبغۃ اللہ وغلام محی الدین خان ودلیر خان وشجاع خان بلوچی وعبد اللہ خان ترین اور دلاورون اور بہادرون کی جماعت جسمین ستر اسی فیل سوار تھے صف کارزار مین سلطان ابراہیم کے دست راست ودست چپ پر مقرر ہوئے اور سید عبد اللہ خان خود ابو الحسن خان بخشی سایر اور میر امین بخشی مردم بارہہ وسید علی خان بخشی رسالہ کے ساتھہ کہ قریب تیس ہزار سوار قدیم وجدید تھے اور ایک جماعہ بارہہ کے ہمراہ کہ کار کے وقت پیادہ ہو کر بڑی بہادری سے لڑتے ہین اور کبھی کارزار سے منہ نہین پھیرتے ہین مستعد مقابلہ ہوا۔

۱۴ محرم کو ڈیڑھہ پہر رات گئی تھی کہ محکم سنگھ مع خداداد خان مرزا کے فوج محمد شاہی سے جدا ہو کر سید عبد اللہ پاس آیا۔ کہتے ہین کہ عبد اللہ خان کے نوشتجات ان کے پاس اس مضمون کے پہنچتے تھے کہ تمھارا مجرا کلی یہ ہے کہ تا مقدور بارود خانہ بادشاہی کو آگ لگا کے ہماری فوج مین آؤ۔ اونھون نے ہر چند اس کام کے لئے تلاش کی مگر حیدر قلی خان کے خرم سے وہ اپنے کام کو نہ کر سکے ناچار فرار کر کے دشمن سے جا ملے جب صبح ہوئی تو محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا اور سواری کے وقت بادشاہ کے حکم سے رتن چند کا سر پیر بخش نے جدا کر کے بطریق شگون ہاتھی کے پانؤن کے آگے رکھا۔ حیدر قلی خان میر آتش نے اپنی چھوٹی بڑی توپون ورہکلہ وتفنگ وبان کی آوازین بلند کین کہ زمین لرز گئی دوپہر تک اس حالت نے اشتداد پایا جب آفتاب ڈھلا تو لشکر عبد اللہ خان کی صفوف مین انتظام نہ تھا۔ لشکر کثرت سے تھا سپاہ کے سوار کسی کا کہنا مانتے نہ تھے خود سر تھے جو چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی اور نئے ملازم خاصکر پانسو سوار اور قدیمی نوکر جنکی شکایت کا جراحت مرہم اضافہ سے نہیں بھر اتھا فرار ہو گئے۔ مگر بارہہ کے بہادرون نے بارہا بہادرانہ اور مردانہ قدم جرأت آگے رکھا رستمانہ حملے کئے خصوصاً نجم الدین علی خان کے ستو ہزار سوارون نے توپخانہ کے مقابلہ مین ایسے حملہ کئے کہ

محمد شاہی دشمن کی سپاہ سے آدھی تھی مگر اس مین سے ہر ایک دل سے جان نثاری کا ارادہ کرتا تھا
عبدالصمد خان دلیر جنگ و راجہ دھیراج سنگہ سوائی کا انتظار تھا مگر بعد مسافت کے سبب سے دونو کو
بر وقت پہنچنا میسر نہین ہوا مگر شروع جنگ مین راجہ جے سنگہ کی تین ہزار سپاہ اور ایک نامی سردار
حاضر ہوئے اور محمد خان بنگش بھی دو تین ہزار سوارون کے ہمراہ آیا - شیر افگن خان جیکلہ دار
کوڑہ سات آٹھ ہزار سوار لیکر اور عزیز خان روہیلہ بازید خان میواتی یکہ تازون کے ساتھ
حضور مین آئے - اوسکے بعد محمد شاہ نے حیدر قلی خان کو توپخانہ کے ساتھ ہراول مقرر کیا
سعادت علی خان برہان الملک و محمد خان بنگش کو میمنہ کی طرف اور صمصام الدولہ نصرت یار خان
کو ایک بہادرون کی جماعت کے ساتھ میسرہ کی جانب و اعتماد الدولہ محمد امین خان و ہادی خان
و قمر الدین خان و عظیم اللہ خان و طالع یار خان کو ملتمش اور اعظم خان مردم کارزار دیدہ کے
ساتھ طرح فوج اور شیر افگن خان و تربیت خان اور ایک گروہ فدویان عقیدت نشان کو
بادشاہ نے اپنی رکاب مین قول اور میر جملہ و عنایت اللہ خان و روشن الدولہ ظفر خان
رستم جنگ و اخلاص خان و راجہ گوپال سنگہ بھدوریہ و راجہ بہادر کو چنداولی اور حراست
کارخانجات پر مقرر کیا - ایسے ہی مجاہد خان و امین الدین خان و اسد علی خان و سیف اللہ خان
کو ایران و توران کے جنگ آورون کی جماعت کے ساتھ اور جے سنگہ سوائی کی فوج کو جابجا
یمین و یسار کی سپاہ کی کمک کے لئے ہمراہ سواری خاص محل پر مقرر کیا - اور جنگی ہاتھیون کو
سازون و یراق اور اسباب و ادوات حرب کے ساتھ آتش خانہ کے پیچھے قایم کیا - سید
عبداللہ خان کو لشکر محمد شاہی کے شبخون مارنے کا خوف تھا اسلئے بعض اوقات رات کو
ہاتھیون پر بسر کرتے تھے - ۱۲ محرم کو حسن پور کے سواد مین محمد شاہ کے لشکر سے تین کروہ
پر سید عبداللہ خان کا لشکر اترا - فوج کی آراستگی ہر روز تازہ ترتیب سے ہوتی تھی اور پھر برہم
ہو جاتی تھی - ترتیب اس طور سے ہوئی کہ سیف الدین خان و سید محمد خان و شہامت خان
معہ بیٹے و بھائیون کے تہور خان و شجاعت اللہ خان و ذوالفقار علی خان و عبدالغنی خان
و مظفر خان کو نجم الدین علی خان و غازی الدین خان غالب جنگ کی مدد کے لئے ہراول مقرر کیا

چپقلشین ہوئین درویش علی خان داروغہ توپخانہ کی جان گئی اور دوست علی خان
ایک جماعت کے ساتھ زخمدار ہوا۔ نصرت یار خان بھی زخمی ہوا اس حال مین سعادت خان
برہان الملک اور شیر افگن خان مدد کو بارہ کے بہادرون کے صف کے مقابل آئے۔ سادات
بارہ مین سے شہامت خان وفتح یار خان مع برادر دیگر پسر وتہور علی خان وعبد القدیر خان
برادر قاضی میر بہادر شاہی وعبد الغنی خان پسر عبد الرحیم خان اورنگ زیبی غلام محی الدین
خان وصبغۃ اللہ خان عرف شجاع وپسر شجاع بلولی زخمی ہوئے اور خدا کو جان سپرد
کی۔ محمد شاہ کے لشکر مین سے داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ ومیارام منشی حیدر قلی خان
ناصر جنگ وعبد الغنی خان داروغہ توپخانہ ومحمد جعفر نبیرۂ حسین علی خان اور بعض اور مردم
بے نام ونشان کے کسی اور نے دنیا سے سفر نہین کیا۔ اور کسی نامی آدمی کو آفت جانی نہین
پہنچی۔ اس حالت مین کہ عبد اللہ خان نے نجم الدین علی خان پر عرصہ کارزار تنگ دیکھا۔
بارہ کے دلاورون کی جماعت کے ساتھ ہاتھی کو بڑھا کر بڑی بہادری دکھائی محمد شاہ کا
ارادہ خود اوسے لڑنے کے لئے جانے کا ہوا مگر ہوا خواہون نے جانے نہین دیا چورامن
نے اس پرخاش مین بہیر پر تاخت کر کے شوخی جتنے زیادہ کی اور ایک ہزار کا اوس
اکثر خچر پر تل کے اور چند شتر لوٹ کر لے گیا۔ بادشاہ نے خود تیر چلایا اور آخر اعتماد الدولہ
پسر محمد امین خان وہادی خان داروغہ نے اوسکو بندوقون سے مار کر بہیر سے باہر
نکالدیا۔ عبد اللہ خان نے سپاہ تازہ دم سے محمد شاہ کے لشکر مین تزلزل پیدا کیا کہ سعادت خان
برہان الملک وحیدر قلی خان ناصر جنگ نے عبد اللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا اور
خوب لڑائی ہوئی۔ سید علی خان برادر حسن علی خان بخشی رسالہ زخمی ہو کر قید ہوا۔
حیدر قلی خان نے دلیرانہ حملہ عبد اللہ خان پر کیا۔ سید بھی ہاتھی پر سے اوتر کر اور شمشیر
ہاتھ مین لیکر بڑی شجاعت سے لڑا دو زخم لگے اور تقدیر الٰہی سے زندہ معرکہ مین اسیر ہوا
حیدر قلی خان پر خدا کی رحمت ہو کہ اوس نے ایسے وقت مین سید عبد اللہ خان کا احترام کیا
اور سلام مودبانہ کیا۔ اسکی توقیر کو واجب جانا کمال اعزاز اور دلداری کے ساتھ اپنے ہمراہ

فوج محمد شاہی تنگ آگئی اور اسکے بڑے بڑے جوانمردون کے پاؤن اکھڑ گئے اور فوج درہم برہم
ہوگئی - اس اثناء مین خاندوران بہادر منصور جنگ و حیدر قلی خان ناصر جنگ نجم الدین علیخان
کے مقابل پہنچے اونکی بہادری نے دشمن کے لشکر کو روکا نصرت یار خان و دیانت خان
بھی کمک کو آگئے غرض اونھون نے نجم الدین علی خان کے مورچال مین جو درختون کی
پناہ مین تھا خلل ڈال دیا جب رات ہوگئی اور چاندنی نکلی تو حیدر قلی خان ناصر جنگ
توپخانہ کی نامی توپین آگے لے گیا اور دشمن کو اونکے چھوڑنے سے رات بھر سونے نہ دیا
حیدر قلی خان نے روپئے اشرفیون کی تھیلیان کھول کر مٹھیان بھر بھر کر توپچیون کے
دامن مین ڈالین اور مخالفون کو مارا - بڑی بڑی توپین برابر چھوٹتی تھین - اور دشمن کا کام
تنگ کرتی تھین ۸۶۶ھ مین محمد شاہ بہمنی کر فرمانروائی دکن مین محمد خان رومی بیجانگر کی
مہم مین توپون کو کام مین لایا تھا اور جب ہی سے ہندوستان مین شایع ہوئین -
جب سے اب تک کبھی ایسا توپخانہ نہین چھوٹا جیسا کہ حیدر قلی خان کا اوسکے گولون نے
دشمنون کو ہرادیا اور سراس انپر غالب ہوا اکثر سردار پیادہ ہوکر لڑے اور دیہات اور
قصبات مین بھاگ گئے اور جو اندھیری رات مین بھاگے اونکو چورون اور راہزنون
نے لوٹ لیا - آخر شب مین دشمن کے لاکھ سوارون مین سے سترہ اٹھارہ ہزار سوار باقی
رہ گئے اونھون نے قدامت اور سید عبداللہ خان کی روشناسی کا پاس کر کے
توپخانہ کے مقابل بھوکے پیاسے رات گذاری - صبح کے قریب محکم سنگہ کے ہاتھی
پر ایک گولہ لگا تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر ایسا بھاگا کہ پھر مدت تک کسی نے نہین دیکھا
کہ وہ مردہ ہے یا زندہ ہے جب دن ہوا محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا رزم کا میدان گرم ہوا
نجم الدین علیخان سادات بارہ کے ساتھ حیدر قلی خان کے توپخانہ کے مقابل آیا - ستیز
و آویزش بشدت گرم ہوئی کشش و کوشش سخت ہوئی باوجود توپخانہ کے قیامت
برپا کرنے کے نجم الدین علی خان نے ایسی بہادری دکھائی کہ میدان جنگ سے بادشاہی
لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے ہوتے کہ صمصام الدولہ منصور جنگ وقت پر کومک پر آگیا مردانہ

تذبذب مین تھین وہ بادشاہی آدمیون کے پہنچنے تک جو کچھ نقد و زیور لے سکین برقع یا پھٹی
پرانی چادر پہن کے گھرون سے نکلکر شاہجہان آباد کے کوچہ و بازار مین روانہ ہوئین چند
نجیبہ سیدہ خواہش ایزدی بہ صبر و شکیب کر کے اپنی جگہ پر رہین عبد اللہ خان کاشی
کہ سید عبد اللہ خان کا معتبر و معتمد تھا اور اوسکے متعلقون کی حراست اوسکے سپرد تھی
اوسنے ایک جماعت کے ساتھہ اتفاق کر کے امانت کے مال مین خیانت کی اور روپوش ہو گیا
غلام علی خان کہ سید عبد اللہ خان کی طرف سے شاہجہان آباد کا حاکم تھا وہ تغیر وضع کر کے
بارکو گیا - نجابت علی خان کہ برادر حقیقی عالم علی خان کا اور عبد اللہ خان کا متبنی +
تیرہ چودہ برس کا لڑکا اور غلام علی خان کا بھائی تھا بادشاہی آدمیون کے ہاتھہ
گرفتار ہوا - بادشاہ نے اوسکو سید عبد اللہ خان پاس بھیجدیا - ۱۶ محرم ۱۱۳۳ کو بادشاہ نے
فتح پور سے کوچ کیا اور لمبی منزلین طے کر کے - ۱۹ کو شاہجہان آباد کے نزدیک آیا سلطنت
سرانجام کے لئے دو مقام کا حکم دیا سر سواری حضرت قطب صاحب کی زیارت کی وہان سے
آنکر بخشیون کو حکم دیا کہ جن امرا اور خانہ زادون نے جانفشانی کی ہے اونکو روبرو لائین -
حیدر قلی خان بہادر ناصر جنگ ششش ہزاری کا ہفت ہزاری منصب پر اضافہ کیا
اور معز الدولہ کا خطاب دیا - ۲۲ کو شہر کی آئین بندی ہوئی - بڑے دبدبے اور شان سے
دار الخلافہ کے قلعہ مین داخل ہوا - آخر ماہ محرم مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
و آغر خان لاہور سے آنکر ملازمت سے شرف اندوز ہوئے - اوائل صفر ۱۱۳۳ مین راجہ جی سنگھ
اپنے وطن سے اور راجہ گردھر بہادر صوبہ اودہ سے آنکر عنایات شاہانہ سے سرافراز ہوئے -
نجم الدین علی خان کی بیٹی نواب قدسیہ بیگم پاس آگئی تھی بیگم کا ارادہ ہوا کہ اسکا نکاح محمد شاہ
سے کر دے مگر سید عبد اللہ خان کو یہ امر ناگوار تھا اسلئے یہ لڑکی نجم الدین علی خان کے گھر
مین بھیجدی گئی - خبر آئی کہ اورنگ آباد سے نظام الملک چلا ہے اگر وہ اولٹا بیجاپور کے
بند و بست کے لئے مصلحتاً چلا گیا +
راجہ جی سنگہ و گردھر بہادر نے اس بات پر نظر کر کے کہ افواج کی آمد و رفت سے ادر گرانی غلہ

ہاتھی پر سوار کرکے بادشاہ پاس لایا۔ نجم الدین علی خان نے بھی شیر افگن خان سے سخت جنگ کی اوسکی آنکھ میں تیر لگا۔ شیر افگن خان نے اوسکی سب طرح خاطر جمعی کی اور اوسکو اپنے ہاتھی پر بٹھا لیا جب عبد اللہ خان ہاتھی سے اُترا ہے تو اوسکے ساتھ دو تین ہزار سوار ہمراہ تھے اوسکا یہ حال دیکھتے ہی باقی فوج مع سیف الدین علی خان و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علی خان و عبد اللہ خان ترین کے اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئی۔ یہ ضعیف روایت ہے کہ سیف الدین علی خان میدان رزم سے باہر نکل کر بارہ کو بھاگ گیا۔
غازی الدین خان غالب جنگ نے عبد اللہ خان نجم الدین علی خان کے مقید ہونے کے بعد ایک ساعت ٹھیر کر عبد اللہ خان کی بہیر کو ہمراہ لیکر وطن کی راہ لی۔ محمد شاہ کے لشکر میں فتح کی عید ہوئی اور لشکر سادات میں شکست کا محرم ہوا۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ سید عبد اللہ خان کو اور شیر افگن خان نجم الدین علی خان کو محمد شاہ پاس لائے بادشاہ نے اونپر کمال رافت و شفقت کی اور جان بخشی کی نوید سنائی جسے ان دو گرفتار اسیرون کی خاطر فی الجملہ مطمئن ہوئی۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ کو سید عبد اللہ خان سپرد ہوا۔ اور شیر افگن خان کو نجم الدین علی خان حوالہ ہوا۔ محمد شاہ کو اوسکے نوکرون نے مبارکباد فتح دی اور اوسنے سب اکو علیٰ قدر حال انعامات لائق سے سربلند کیا اور تحسین و آفرین کی۔ عبد الغنی خان اور سادات بارہ جو بادشاہ کے لشکر میں آگئے تھے وہ محفوظ و مامون رہے۔ عبد اللہ خان کے زر سرخ و سفید و جواہر مرصع و طلا و نقرہ آلات و ہاتھی گھوڑے مع تمام کارخانجات جو لوٹ سے باقی رہے تھے وہ سرکار میں ضبط ہوئے۔ سلطان ابراہیم بے تقصیر نے بطریق ایلغار فرار اختیار کیا تھا وہ دو تین کوس سے بادشاہ پاس پکڑا آیا۔ بادشاہ نے اوسکی خاطرداری کی +

۱۴ محرم کو اس فتح اور سید عبد اللہ خان و نجم الدین علی خان کے قید ہونے کی خبر شاہجہان آباد میں آئی تو گھر گھر اس نوید کے شادیانے بجنے لگے عبد اللہ خان اور نجم الدین علی خان اور سرداران بارہ کی خدمہ کہ صدہا سے کم نہیں اور فتح و ہزیمت کے

کرتا ہوا چلا گیا۔ اور مظفر علی خان جو اجمیر کے صوبہ دار مقرر ہوا تھا بسبب عسرت و بے سرانجامی کے قصبہ رواڑی سے جو شاہجہان آباد سے تیس کوس ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ خبر آئی کہ اجیت سنگھ راجہ جودھ پور اجمیر مین آگیا اس پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے رواڑی مین چند روز توقف کیا راجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہوکر اول منادی پھروائی کہ تمام قصبات و سیٹ کا نلدار و اہل حرفہ اپنے پیشہ مین بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہون مسجدون کے موذنون اور خادمون کو بلاکر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ وہ اپنی مساجد کی تعمیر کرین اور تمام ارکان بادشاہی کو بلاکر اوسنے محمد شاہ کا وہ فرمان دکھادیا کہ جسمین قول وقسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کی بقاء عمر و دولت تک اجمیر احمد آباد کی صوبہ داری راجہ پاس بحال رہیگی اب اوسنے اپنے عرایض اور اس فرمان کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھہ صمصام الدولہ و روشن الدولہ پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہہ درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری کا امیدوار اور خواستگار ہون اگر وہ بحال نہ رہیگی ہمچشمون مین میری آبرو نہ رہے گی اور جب آبرو نہ رہی تو جان لیکر مین کیا کرونگا اسلئے امیدوار ہون کہ دونون صوبون مین سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو ان دونون صوبون کے ساتھہ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے جب راجہ اجیت سنگھ کے یہہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر کرکے مصالحت پر اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار ہیں اور دارالخلافہ کے نزدیک ہے اسلئے صوبہ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبہ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہیئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ تھا۔ راجہ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہیئے۔ حیدر قلی خان کے ساتھہ اور امرا شریک ہوئے تو اوسنے سعادت خان بہادر جنگ کو بلایا۔ جو اسوقت اکبر آباد کی صوبہ داری پر سرفراز تھا۔ وہ فوراً آیا۔ سامان کارزار درست ہوا۔

اکثر پرگنون کے باشندے بڑے پریشان حال ہورہے ہین اسلئے اونھون نے بادشاہ سے التماس کیا
کہ جب تک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو جزیہ معاف کیا جائے بادشاہ نے جزیہ معاف کردیا۔

اس زمانہ مین زوال سلطنت کی علامت کوئی نہ کوئی ظاہر ہوتی جاتی تھی ۔ راجہ
اجیت سنگھ کو اس رفاقت کے صلہ مین گجرات کی حکومت عنایت ہوئی تھی جو اوسنے کسی زمانہ
مین سادات کے ساتھ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر
بادشاہ اور سیدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اسمین کسی کی طرف طرفداری نہ کرے
اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی غرض اجمیر و احمدآباد کے دونو صوبے راجہ کو محمد شاہ کی
بقاے دولت تک حسب ضابطہ بادشاہی ملی تھی ۔ راجہ سادات کا شریک و رفیق تھا اوسکو
اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی مان نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان دونو صوبون کا فرمان مع
پنجہ کے نشان کے اس پاس بھیجدیا تھا ۔ راجہ نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم
ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے
یہان اہل دربار کو راجہ سے کینہ اس سبب سے چلا جاتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجہ کا تھا ۔ راجہ
بھی مذہبی تعصب کے سبب سے مسلمانون کے ساتھ ناحق کا قضیہ کرتا تھا ۔ بادشاہ نے ان دونو صوبون
سے راجہ کو خارج کیا گجرات کی صوبہ داری مظفر خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگھ سوائی
کے متوسلین مین تھا عنایت کی جب راجہ اجیت سنگھ کی معزولی کی خبر اس صوبہ گجرات مین منتشر
ہوئی تو راجہ کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تجار کو تاراج
کر کے باہر چلا جائے مہر علی خان بخشی معزول جو راجہ کی نیابت چندروز کر چکا تھا اور راجہ کے محاسبے سے آزردہ
تھا اور حیدر قلیخان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان ثانی سے ملول و مکدر تھا ان دونو نے اتفاق کر کے اس نظر سے
کہ راجپوتونکا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلیخان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حسن خدمت کے حقوق اسپر متحقق ہونگے
ایک جماعت افاغنہ اور رعایا کی جمع کر کے راجہ کے نائب پر جا چڑھے ۔ ایک جنگ ہوئی اور راجپوتون
کی جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا صفدر علیخان بابی کے خواہر زادہ
کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتھ شہر بدر کیا گیا ۔ وہ اپنے وطن جودھپور کی راہ مین دست اندازی

راجہ اجیت سنگھ کی معزولی +

حواس باختہ ہوا اور نارنول سے بہاگا اور گدہپنی کے قلعہ مین پناہ لی - یہان وہ چندر ورہیر
پہر ایک اونٹ پر سوار ہو کر جودہ پور چلا گیا - امراء شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے
دہونکل سنگہ کو امراے شاہی کے حوالہ کیا کہ وہ بادشاہ پاس اس کو لے جائین - اس اثناء
مین اجیت سنگہ کو اوسکے چھوٹے بیٹے بخت سنگہ نے مار ڈالا - دہونکل سنگہ نے دربار شاہی
مین آنکر باپ کی جانشینی کا خلعت پایا - اپنے ملک کو اوسنے مراجعت کی - اور وہان کا حاکم ہوا
اوسکے بہائی بخت سنگہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور یہان کے راجہ کو بہگا کے آپ خود راجہ بن بیٹھا
اس سال مین راجہ جے سنگہ نے ایک بڑا شاندار نیا شہر انبیر اور سنگانیر کے درمیان آباد کیا
اور سوائی جے سنگہ کے نام پر جے پور اسکا نام رکھا خافی خان لکھتا ہی کہ راجہ اجیت سنگہ کو نظام الملک
کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اوسنے پیغام دیا کہ مین صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اوٹھاتا
ہون اور صوبہ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہون + بزم آرائی +

سلاطین نامدار کا دستور ہی کہ وہ رزم سے فارغ ہو کر بزم کی آرایش کرتے ہیں اور
اوسکے سوا فرخ سیر کی بیٹی سے بادشاہ کی شادی کا بھی جشن تھا ان دونو جشنون کے لئے
سب اقسام کا اسباب طرب و سرود تیار ہوا اور سنہ جلوس کے عشر ثانی ربیع الاول میں ان
جشنون کی تیاریان ہوئین دستور کے موافق امراء کو خلعت انعام ملے عشر ثانی ربیع الاول
مین محمد امین خان چین بہادر نے انتقال کیا عنایت اللہ خان کو وزارت کی نیابت تفویض
ہوئی نظام الملک بار بار بلایا گیا تھا وہ ربیع الآخر کے عشر ثانی مین شاہجہان آباد کے نزدیک
آیا - اسکی نسبت برہم کار منافقون نے بادشاہ سے کلمات نامناسب کہے مگر بادشاہ نے
اون کو نہ سنا - ۲۲ - ربیع الآخر ۱۱۳۴ھ کو نظام الملک بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز
ہوا پنجم شہر جمادی الثانی ۱۱۳۴ھ کو قلمدان و خلعت وزارت اوس کو عنایت ہوا - نظام الملک کی اول وزارت +
نظام الملک ہر چند چاہتا تھا کہ وزارت کا بندوبست اسطرح ہو کہ بادشاہ کی نیکنامی ہو
اور خزانہ جمع ہو مگر برہم کار مخل ہوئے اور اونہون نے چند کلمات افترا بادشاہ کے کان
مین پہونکے اور وزارت مین دخیل ہوئے خصوصاً بادشاہ کی کوکی کہ ایک زن سحر آفرین

مگر اور امرا اوسکے ساتھہ متفق نہ ہوئے پہر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلوتہی کی - استنے
مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اوس نے
صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا - اور خود جے پور چلا گیا - اوسکے
تعاقب مین بعض زمینداروں اور مفسدون سنے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا - راجہ
اجیت سنگہ نے نارنول کو خوب لوٹا - یہان فوجدار بایزید خان سے راجہ کا مقابلہ نہ ہوسکا
پہر راجہ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا - افواج مغلیہ نے اوسکے ساتہہ اتفاق
نہ کیا - حیدر قلی خان اوسکے ساتھہ متفق ہوا اور خیمہ سے باہر نکلا خلوت مین صمصام الدولہ
نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر راجہ کو فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا
ہے - اور اگر راجہ کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپے گا تو روپیہ اور لشکر کہان ہے
جو اسکا علاج کریگا - پہر قمر الدین خان نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا اور سید عبد اللہ خان
اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی - اجیت سنگہ نارنول
پر قبضہ کرکے رواڑی مین آیا جو شاہجہان آباد سے پچاس میل پر ہے اسکی روک تھام
مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین نارضامند ہونے سے سارے
عزم اور آزادی بیکار رہی اور آخر کار امیر الامرا صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور راجہ
کی دلجوئی بار بار کی - راجہ اپنے ارادہ سے باز رہا - راجہ جو یہ چاہتا تھا کہ اگر اجمیر اوس کو
ملجائیگا تو وہ گجرات کو چھوڑ دیگا اسکا متوقع وہ کیا گیا - نظام الملک اورنگ آباد سے
بادشاہ پاس آتا تھا - اوسکے آنے پر تمام تدابیر اور سرانجام و انتظام ملکی موقوف رہا
تاریخ ہندی رستم علی مین سال پنجم جلوس کے سوانح مین لکہا ہے کہ راجہ اجیت سنگہ کی
تنبیہ کے لئے شرف الدین خان ارادت مند خان امرا کی جماعت کے ساتھہ بھیجا گیا -
راجہ نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر و سانبھر پر قبضہ کرکے وہ نارنول مین آیا
شرف الدین کے ساتھہ راجہ جی سنگہ سوائی اور محمد خان بنگش اور گوپال سنگہ راجہ بھدادر تھے
ایک لاکھہ سوار اور دو لاکھہ سے زیادہ پیادے ساتھہ تھے - راجہ اجیت اس خبر کو سنکر

نفرت رکھتا تھا۔ دکن مین جاکر اوسکو محکم سنگہ اور اوسکے یشیکارون نے بگاڑا لیکن اسیر بھی اس زمانہ مین دونو بھائی رعیت پروری اور کم آزاری مین کافہ انام مین ممتاز تھے سید حسین علیخان بڑے بہائی صاحب کمالون اور ارباب حاجت کے ساتھہ زیادہ سلوک کرتا تھا اپنے وقت کا حاتم تھا ہر روز فقرا مین بہت طعام کہانا اور غلہ خام تقسیم کرتا تھا۔ اوسنے اورنگ آباد مین رفاہ خلق کے لئے ایک حوض بنایا۔ وہانکی آدمیونکو پانیکی کمی کی سببسے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ وطن بارہ مین سرا اور پل اور عمارات اعاقبت بخیر تعمیر کرائین سید عبد اللہ خان بھی تحمل و بردباری ہیعت خلق مین مشہور تہا ملا عبد الغفور بہوہرہ ملک التجار بندر سورت ایک کروڑ کئی لاکہہ روپیہ چھوڑ مرا تہا جسکو فرخ سیر کے متصدی ضبط کرنا چاہتے تھے۔ مگر سید حسین علیخان نے یہ سب روپیہ عبد الحق پسر ملا عبد الغفور کو دلوایا۔ صحیح النسب سید کے لئے یہ ضرور ہے کہ وہ خلق محمدی و سخاوت ہاشمی و شجاعت حیدری سے بہرہ تام رکھتا ہو۔ ان دونون مین یہ تینون صفتین تھین۔ نظام الملک کی واپسی کے بعد اسکے سوا کوئی معرکہ نہین واقع ہوا۔ کہ برہان الملک سعادت خان بہادر کو صوبہ اکبر آباد کے علاوہ صوبہ اودہ مرحمت ہوا۔ اس صوبہ جدید کے انتظام کے واسطے برہان الملک گیا اور اکبر آباد مین اپنا نائب رایل گنجہ کو مقرر کر گیا۔ ایک دن یہ نائب ہاتھی پر سوار جاتا تھا کہ ایک جاٹ نے درخت کی پھلنگ پر بیٹھ کر اوس کو تفنگ کا ایسا نشانہ بنایا کہ دنیا مین اسکا نشان نہ رکھا۔ سعادت خان بہادر کا ارادہ تھا کہ آنکر انتقام لے کہ صمصام الدولہ نے موقع پاکر راجہ جی سنگہ سوائی کو جو جاٹون کا برانا دشمن تھا انتظام و انتقام کی نظر سے آگرہ کا حاکم مقرر کر دیا سعادت خان فقط اودہ ہی کا صوبہ دار رہ گیا۔ سعادت خان ہرچند جاٹون کی تنبیہ و تادیب مین ترددات نمایان کرتا تھا مگر تراکم اشجار دشوار گذار اور قلب مکان جاٹون کی ایسی پناہ گاہ تھے کہ اونکا استیصال واقعی نہیں ہوتا تھا۔ ایران و توران و افغان کے چند امرائے مغلیہ اور توپخانہ اور مصالح قلعہ گیری اور دو لاکہہ روپیہ کا خزانہ راجہ کے ہمراہ کیا گیا۔ راجہ جی سنگہ نے جنگل کو کاٹ کاٹ کر مورچالون کو بڑہانا شروع کیا اور جاٹون کی گڈہیون کو گھیرا۔ چورامن جاٹون کا بوڑھا راجہ تھا اوسکے قلعہ تھون کو محاصرہ کیا اور اوسکے بھتیجے بدن سنگہ کو

جاٹون سے لڑائی +

پرفن صاحب جوہر تھی خواجہ خدمت گار خان بادشاہ کا مقرب تھا اوسکے ساتھ وہ ہمراز اور
ہمدم ہوئی۔ کفایت اور خزانہ جمع کرنے کے لئے وہ آدمیون سے بہت روپیہ پیشکش کے نام
سے لیتی اور بند و بست وزارت مین خلل ڈالتی سادہ لوح بادشاہ کو اور مقرب بھی نظام الملک
کی طرف سے بہکاتے رہتے معز الدولہ حیدر قلی خان جو میر آتش مستقل تھا چرب زبانی سے
مقدمات مالی و ملکی مین دخیل ہوتا تھا جب نظام الملک نے حیدر قلی خان کی حرکات پر بادشاہ
سے اشارہ کیا۔ بادشاہ نے اوسکو ملامت سے نصیحت کی تو وہ اپنے صوبہ احمد آباد کو رخصت ہوا
اور وہان جاکر اکثر بندہائے بادشاہی کی جاگیرین ضبط کرین اوسکی جب فریاد ہوئی اور
اوسکو فہمائش کی گئی اوسنے سنا نہیں تو اوسکی جاگیرین اطراف شاہجہان آباد میں احمد آباد
کی جاگیرون کے عوض میں ضبط ہوئین +

سید عبد اللہ خان نے سلخ ذی الحجہ ۳۴ اللہ کو اس جہان فانی سے روضہ جاودانی کو کوچ کیا
کہتے ہیں کہ وہ مسموم ہوا لیکن اسمیں عجیب بات یہ ہے کہ ثقہ آدمیون کی زبانی معلوم ہوا کہ
جسوقت سلطان محمد ابراہیم و سید عبد اللہ خان سے مقابلہ کے لئے محمد شاہ سوار ہوئے ہے
تو اوسنے خدا سے عہد کیا تھا کہ فتح اور مستقل سلطنت پانی کی صورت مین کسی سید کو قتل و
استیصال نہیں کرون گا خواہ اوسنے کیسی ہی بڑی تقصیر کی ہو۔ اور نظام الملک بھی سید
عبد اللہ خان کی رعایت میں کوشش کرتا تھا اور جب خلا ملا مین ان دو بھائیون کا
ذکر آتا تو سید عبد اللہ خان کو فرخ سیر کے بارہ مین وہ بے قصور بتاتا اور مدعیون کے مقابل
مین وہ اصلاح میں کوشش کرتا تھا چنانچہ دونو بھائی جو نمک حرام اور حرام نمک لکھے جاتے
تھے اوسکو منع کیا ہرگز یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ مسموم کرنے مین شریک ہوا ہو بازا لعلم عند اللہ +

اگرچہ دونو بھائیون نے خصوصًا سید عبد اللہ خان نے فرخ سیر شہید کے باب میں اور
رشوت لینے مین اور اجارہ کی سختی مین اور اور سلوکون مین ایسے کام کئے کہ جس سے خلق کو
شکایت ہوئی مگر ان سب کامون کا سبب دیوان رتن چند تھا وہ خلق کے ایذا میں زیادہ
کوشش کرتا تھا حسین علی خان دکن جانے سے پہلے زر کارسازی کے لیلئے سے نہایت

بیان عبد اللہ خان کی وفات +

بیان عبد اللہ خان و حسین علی خان

قران تہا جو اسپر خدا نے بھولی بھٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے دو میل کے فاصلہ
پر ہے) مین نازل کیا تھا یہ بہاڑی اسکے واسطے گویا کوہ طور تھی اسپر جاتا اور کوئی نہ کوئی
ڈھکوسلا گھڑ لاتا وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر الو العزم کے بعد نو بیگوگ ہوتے ہین خاتم الانبیا
کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضی تہے تو ان بیگوگ مین ہون
امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونوں ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تھین مگر بعد ازان
وہ دونو جدا ہو گئین بیگوگیت نے مجہہ مین اور امامت نے حضرت امام محمد تقی مین انتقال کیا
اور مین خاتم البیگوگیت ہون پانچ وقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین نمازین
مقرر کین جو یون پڑھی جاتین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسرے کی طرف منہ کیے
ہوئے کھڑی ہوتین اور زبان نوایجاد مین کچھہ پڑھنت پڑھی جاتی غرض کفر کی باتین
ایسی کرتا جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام وہ نہایت عجیب و غریب رکھتا اپنا نام موود اللہ موود و اموود رکھا
اور شاگرد کا نام فرالود رکھا غرض وہ اقوال کاذبہ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا اور دنیا
کو اپنے جال مین پھنساتا رہتا۔ یہانتک اسکے اعتبار کی نوبت پہنچی کہ خود بادشاہ فرخ سیر
چھپ کر اوسکی ملاقات کو گیا تو اسکا دماغ ایسا چلا کہ اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا جب بادشاہ
بہت گڑگڑایا تو اوس کو اندر بلایا۔ جب حضرت کو بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر نہ کی
مگر بادشاہ کو اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف نذر دیا اور اوسکی لکھائی کا ستر ہزار روپیہ لے لیا جب
حضرت سے بادشاہ نے اپنی نذر قبول کرنے کے لئے بہت کچھہ کہا تو فرمایا اچھا غریبون
اور بیکسون مین اوسکو بانٹ دو۔ فرخ سیر کے عہد میں اوسکی یہ صورت رہی اب محمد شاہ
کا عہد آیا اس کے فرقہ نے اور بھی زور پکڑا۔ محمد امین خان وزیر نے اوسکے استیصال کا
ارادہ کیا۔ موود اللہ کی گرفتاری کے لئے سپاہیونکو بھیجا تو حضرت نے سپاہیون کو
یون پرچایا کہ اپنی ایک بیماری شکل کی بیٹی کے ہاتھہ روٹیان بھیجیں اور سپاہیون سے
کہا کہ فقیر کے گھر کا ناشتا اتنے کرو میں بھی آتا ہون کہ اتنے مین خبر آئی کہ درد قولنج سے
محمد امین خان کا برا حال ہو رہا ہے یہ سنکر سپاہی اولٹے چلے گئے جو لوگ توہمات

اپنے ساتھہ متفق کر لیا اور اوسکے استحقاق کے دعویٰ کی تائید کرکے جاٹون مین پھوٹ ڈال دی چورامن جاٹ کے بیٹے محکم سنگہ نے باپ سے کچھہ ایسی گستاخی کی کہ وہ باپ بیٹون کی شان کے لئے شایان نہ تھی اسلئے چورامن زہر کھاکر مر گیا محکم سنگہ اسکا جانشین ہوا۔ وہ احمق تھا۔ راجہ جے سنگہ نے اوسکے رفیقون کو توڑ کر بدن سنگہ کا ساتھی بنا دیا۔ محکم سنگہ بھاگ گیا۔ نہم صفر ۱۱۳۵ھ مین قلعہ تھون فتح ہوا اور ایک دو اور گڈھیان تسخیر ہوئیں تو افواج بادشاہی کے تسلط سے جاٹ اپنے مقام دماوے مین بھاگ گئے۔ اور آدہی رات کو اپنے گھرون مین آگ لگائی اور باروت خانہ کو جھلسا لگایا۔ نقد و جنس جو اوٹھا سکے اوٹھاکر بھاگ گئے اور غلہ بہت چھوڑ گئے جان سلامت لیگئے۔ ہندہائے بادشاہی کے تصرف مین گڈھیان آئین خزانہ کی بڑی شہرت تھی اسکا پتا کہین نہین لگا۔ بہت مکان اوسکے لئے کھدوائے گئے اِس شرط سے بدن سنگہ راجہ ہوا کہ وہ بادشاہ کو خراج دیا کرے

محمد شاہ کی سلطنت مین بھی عجیب و غریب واقعات و حادثات وقوع مین آتے رہے چنانچہ کابل مین قوم کا سید مشہد مقدس کا رہنے والا میر محمد حسین آیا۔ اوسنے عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے ہان رسوخ پایا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے اپنا نکاح کیا۔ جب یہ رشتہ تعلق پیدا ہوا تو کابل سے عالمگیر بادشاہ کے واسطے بہت تحفے تحائف اور عطیے وغیرہ لیکر وہ روانہ ہوا۔ لاہور مین پہنچا تھا کہ عالمگیر کے مرنے کی خبر اس پاس آئی۔ تو اوسنے وہ سب تحفہ تحائف ستر اسی ہزار روپے کو بیچڈالے اور اس سرمایہ کو بغل مین دبایا اور توکل اور فقر کا جامہ پہنا۔ علم سے بے بہرہ نہ تہا۔ دو چار طالبعلمون کو شاگرد بنایا۔ ایک نئی زبان کا رنگ جمایا کہ قلیلی فارسی کے الفاظ متروک جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے انمین امالہ و اشباع و قواعد غریبہ خرچ کئے۔ اور اوس کو اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اپنی بات چیت کرنی شروع کی۔ پہر ایک نیا مذہب اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگو گیت کا گھڑا۔ اور خود بیگوگی ہونیکا دعویٰ کیا۔ ایک کتاب تالیف کی اسکا نام اجبرہ مقدسہ رکھا۔ گویا وہ اوسکی زبان مخترع مین

میر محمد حسین موجد زبان نو و دو املا و زبان نو پیشوا مذہب جدید +

کہ اگر حیدر قلی خان اطاعت نہ کرے تو اوسکی تادیب کرے جب وہ اکبرآباد مین آیا تو
حیدر قلی خان کی ساتوسی اور چاپلوسی کے خطوط معذرت آمیز نظام الملک پاس آئے۔
جب نظام الملک مالوہ مین آیا تو خطوط سے معلوم ہوا کہ حیدر قلی خان کو جنون ہو گیا ہے
ایک اور روایت یہ ہے کہ نظام الملک کی یہ خبر سنی کہ وہ احمد آباد مین آیا ہے اور عوض
خان بہادر افواج دکن کے ساتھ اور رباجے راو وغیرہ مرہٹے راجہ ساہو کے اس سے مل گئے
ہیں اور احمد آباد کے ہمراہی اوسکے مطیع ہو گئے ہیں تو اس نے تمارض کیا اور اپنی مالیخولیا کی شہرت
دی۔ بادشاہ پاس بیٹے کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ میں بادشاہ پاس آنے کو مجبور ہوں
اور اوسکے بعد خود روانہ ہوا۔ جب نظام الملک کو جھالوہ مین یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے
اپنے عم حامد خان بہادر کو احمد آباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود اوائل جمادی الاخری سنہ ۱۱۳۵
مین دار الخلافہ کی طرف مراجعت کی بادشاہ کے حضور مین پہنچکر اوس نے وزرائے خیر اندیش
کا طریقہ اختیار کیا۔ امور ملکی کا بندوبست خزانہ کی گردآوری اطراف کے فساد کے دفع
مین ازراہ فدویت واظہار کفایت سعی کی مگر حضور کے برہم کا ... ون کے حسد وعناد سے جلیسا
کہ چاہیے تھا کہ امور ملکی کا بندوبست وکار وزارت ہونا ہوا۔ ارکان سلطنت جو اسوقت
بڑے بڑے کاموں پر مامور تھے یہ تھے صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول اعتماد الدولہ
معز الدین خان بخشی دوم۔ روشن الدولہ بخشی سوم۔ سید صلابت خان بخشی چہارم۔
عزۃ الدولہ شیر افگن خان اور لطف اللہ خان صادق صدر الصدور۔ بادشاہ کے
مزاج پر روشن الدولہ بڑا حاوی تھا عمدۃ الملک نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت امرا
اور خاندانی امیرزادہ تھا۔ دلیرانہ ہمت اور مردانہ دماغ رکھتا تھا۔ اسکی ظرافت اور لطیفہ سنجیاں
ایسی تھیں کہ سارے دربار کو آفات اور مصائب مین بھی ہنسی کے مارے لٹا لٹا دیتا تھا
شاہ عبد الصمد درویش کی صاحبزادی رحیم النسا بادشاہ کی کوکی تھی۔ بادشاہ سے اوسکو
وہ تقرب حاصل تھا کہ بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا اور وہ صاحب دستخط تھی۔
محل کے اندر عرایض پر احکام اسی کے جاری ہوتے تھے۔ غرض بادشاہی اختیارات کی

باطلہ مین گرفتار تھے وہ یہ سمجھے کہ ان حضرت کی گستاخی سے درد قولنج اوٹھا۔ یہان تک
اس وہم نے لوگون کو گھیرا کہ محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان نے اوسکی بھینٹ
کے لئے پانچہزار روپئے بھیجے۔ اب ان حضرت پاس دم بدم یہ خبر آتی ہے کہ وزیر کا
دم لبون پر ہے بھلا ایسے وقت میں کیون نذر قبول کرکے وہ اپنی بگوگیت مین بٹا لگاتا
جب نذر پیش نظر ہوئی تو فرمایا کہ اوسے لے جاؤ۔ ہم نے اس کافر کے جگر پر تیر ایسا مارا ہے کبھی
زندہ نہ بچے گا۔ مین مسجد مین شہید ہونے کے لئے آبیٹھا ہون۔ میرا باپ بھی مسجد مین شہید
ہوا تھا۔ اگرچہ مین خود ایک دفعہ شہید ہو چکا ہون اب مین دوبارہ شہید نہیں ہونگا قمرالدین
خان کے آدمیون نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ کچھہ جواب لکھہ دیجے تو یہ لکھہ دیا کہ تیر از کمان جستہ
و آب از جو رفتہ باز نمے آید۔ اور ایک قرآن کی آیت لکھہ دی جسکا حاصل مطلب یہ تھا کہ مومنین
کے لئے شفا اور ظالمین کے واسطے خسارت اترتی ہے۔ یہ لکھہ کر کہا کہ لے جاؤ لیکن جب
وہان پہنچوگے تو بیمار کو زندہ نہ دیکھوگے۔ یہی ہوا کہ ان آدمیون کے آنے سے پہلے
وہ تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ قاعدہ ہے کہ وزیرون کے ایسے مرگ مفاجات مین زہر
کھانے کا گمان ہوا کرتا ہے۔ مگر یہان ایک اور ہی زہریلا سانپ نکلا جسکا کاٹا لوگون
کے نزدیک نہ جیا۔ دو تین برس کے بعد یہ ممنود وامنود نابود ہوئے پھر کچھہ مدت یہ سلسلہ اونکی
اولاد مین جاری رہا مگر ۱۱۹۶ھ مین کوئی اس نسل کا پانی دیوا اور نام لیوا نہ رہا +

جب حیدر قلی خان کو خبر لگی کہ اطراف شاہجہان آباد میں اوسکی جاگیرین ضبط ہوئین
تو اوسنے بادشاہ کے بعض مقربین سے عرض کیا کہ جاگیرون کے ضبط ہونے کی صورت مین
مجھسے نوکری کی توقع نہ رکھین حیدر قلی خان پر نالشیں بہت سی ہوئیں اور اوسکی
نافرمانی حد سے گذری تو وہ احمد آباد کی صوبہ داری سے بدلا گیا۔ اور غازی الدین خان
بہادر خلف الصدق نظام الملک بہادر فتح جنگ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ یہ صوبہ داری دکن
کی صوبہ داری کا ضمیمہ بنی۔ جاٹون کی مہم کے انفراغ کے بعد۔ دوم ماہ صفر ۱۱۳۵ھ میں
کو احمد آباد کے بندوبست کے لئے احمد آباد کو نظام الملک روانہ ہوا اور اوسکو یہ خدمت بھی سپرد ہوئی

حیدر قلی خان +

اور یہ بات مقربون کے دلون میں کانٹون کی طرح چبھتی تھی - اسلئے نظام الملک کے مرکوز خاطر
جو تھا وہ اصلا بادشاہ کے خاطر نشان نہ ہوتا تھا - ناتجربہ کار بادشاہ کو نظام الملک بہادر
کے حق مین فاسد فکرون نے ایسا بہکایا کہ نظام الملک نے عاقبت اندیشی اور اپنی آبرو کے
لحاظ سے اپنی نیک صلاح و مصلحت اس مین دیکھی کہ اواخر ماہ ربیع الاول سنہ ۶ جلوس مین
شکار کے نام سے چند روز کی رخصت لی اور دار الخلافہ سے نکل کر اور آب و ہوا کی تبدیل
کا بہانہ بناکے گنگا کے کنارہ پر تیس چالیس کوس پر شاہجہان آباد سے شکار کھیلتا ہوا
پہنچا - اس اثنا مین خبر آئی کہ ضلع صوبہ احمد آباد اور مالوہ مین مرہٹون اور مفسدون نے
فساد اٹھا رکھا ہے - صوبہ اول تو اس سپہ سالار سے اور صوبہ دوم اوسکے بڑے بیٹے
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے تعلق رکھتا تھا اسلئے نظام الملک نے بادشاہ کے
حضور مین عرضداشت بھیجی کہ ان دونو صوبون کے انتظام کے لئے جانے کی رخصت
دی جاے - دریاے گنگ کے کنارہ پر سورون ایک مشہور شکارگاہ ہے وہان سے
مفسدون کی تنبیہ کے لئے دکن روانہ ہوا - ابھی اجین مین پہنچا نہ تھا کہ مرہٹے اوسکی
آمد آمد کی خبر سنکر عبرت پذیر ہوئے اور اب نربدا سے پار دکن مین چلے گئے
مفسدون نے بھی اپنی لوٹ مار کم کی - نظام الملک نے اوجین کی نزدیکی تک تعاقب
کیا - جب اوسنے سن لیا کہ مرہٹون نے دریاے نربدا سے عبور کیا تو اوسنے معاودت کی
پرگنہ سہور مین آیا جو مالوہ کے مضافات مین بلدہ سرونج سے قریب ہے - وہ چاہتا تھا کہ صوبہ مالوہ
کا بندوبست کرکے بادشاہ پاس جاے +

مبارزخان اور نظام الملک بہادر کی لڑائی +

دو سال ہوئے کہ عالم علی خان کی جنگ کے بعد مبارز الملک نظام الملک پاس آیا
تھا اور عقیدت اور اخلاص کو ظاہر کیا تھا - نظام الملک بہادر نے اوسکے چار ہزاری
منصب پر دو ہزاری کے اضافہ کی اور عماد الملک مبارز خان بہادر ہزبر جنگ کے خطاب
کی تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری منگائی تھی - ماہی مراتب پالکی جھالر دار خود تو اضع
کی اور اوسکے بیٹون اور رفیقون کے لئے بڑھے بڑھے اضافے اور خطاب تجویز کئے

کل کوکنی بی کوکی کے ہاتھہ مین تھی +

نظام الملک بہادر کے دکن جانے کی روایتین مختلف بیان کی جاتی ہین مگر خافی خان نے جو ثقہ معتبر آدمیون سے روایت سُنی ہے وہ یہ ہو کہ ان ہی ایام مین ایران کے فساد کی خبر آئی کہ سلطان حسین شاہ فرمان روائی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا - اصفہان پر سرحد شیراز تک قابض ہوا اور اہل اصفہان پر بڑی خرابی لایا سلطان حسین کو مقید کیا شاہزادہ طہماسپ مع برادر دلپیران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے باہر اس ارادہ سے گیا کہ لشکر فراہم کرے - محمد شاہ پاس بہم یہ خبرین آتی تھین - ایک دن نظام الملک نے خیر خواہی کے اظہار کے لئے عرض کیا کہ اول اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و ویرانی ہوتی ہے برطرف ہونی چاہئے - دوم رشوۃ جسکا نام پیشکش رکھا گیا ہے جاری ہو رہی ہے وہ بادشاہون کی داب سے بعید اور راے سلیم کے خلاف ہے موقوف کیجائے سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہئے چہارم شیر شاہ نے ہمایون سے ہندوستان چھین لیا تھا اور ہمایون شاہ ایران پاس گیا تھا تو شاہ ایران نے اوسکی کومک و خدمتگاری و مہمان پرستی واقعی کی تھی اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے دفع کے لئے فرمانروائی ایران کی کومک کیجائے تو تواریخ مین خاندان تیموریہ کی نیکنامی یادگار روزگار رہے گی - بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی کونسا ہے کہ ایسی مہم پر مامور کیا جائے - فتح جنگ نے عرض کیا کہ حضور بندہ ہا کار طلب مین سے جس کسی کو مامور فرمائینگے حکم کی اطاعت بجالائیگا - اگر خانہ زاد کو اس مہم کے لئے حکم ہوگا تو دل و جان سے کوشش کریگا - اور اسی طرح بادشاہ کی خدمت مین خیر اندیشی و خیر خواہی کی باتین عرض کین - اس مصلحت کے واسطے بادشاہ نے مشورہ اور امراے حضور سے کیا - اونہون نے نظام الملک کی طرف ایسی باتین بادشاہ سے عرض کین کہ نظام الملک سے بادشاہ بدگمان ہو گیا - اس سبب سے کہ رویہ سلطنت کے موافق عنایات و آداب اطاعت بادشاہ بالکل نہین رہی تھین نظام الملک آداب بادشاہی کے لنسق کے لئے از سر نو اجراے حکم چاہتا تھا

نظام الملک کا دربار سے دکن کو جانا +

اور ملک میں خرابی پھیلتی جاتی تھی۔ اسواسطے اواخر ذی قعدہ مین نظام الملک بہادر اورنگ آباد سے چلکر تالاب جسونت نگر کے کنارہ پر آیا جو بلدہ سے نزدیک تھا اور نامہا نصیحت آمیز بمقتضائے الصلح خیر لکھے کہ مسلمان کی خون ریزی نہ ہو دفع شر کے لئے حجت تمام ہو سکر مبارز الملک کو دکن کی صوبہ داری کا ست ایسا چڑھا ہوا تھا کہ اوسنے کچھہ نہ سُنا کبھی اوسنے یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے نظام الملک بہادر کی فوج کے مقابل آئے کبھی اپنے مشیرون سے مصلحت کرتا کہ نظام الملک نے لشکر دائیں بائیں طرف سے ہوکر دوسرے رستہ سے اورنگ آباد میں ایلغار کرکے جائے۔ اور اوس کو تسخیر کرکے اپنے تصرف میں لائے چنانچہ اسی قصد سے نظام الملک کی فوج کے سامنے سے منحرف ہو کر دریاے پورنا سے گذرا اور سوار اور پیادون کی ایک جماعت کو اپنے ایک میر شمشیر کے ہمراہ نالہ قلب کے کنارہ پر بھیجا کہ وہ نظام الملک بہادر کی فوج کو روکے۔ اس نالہ پر فریقین کی سپاہ متعینہ مین جنگ ہوئی۔ مبارزخان کی فوج کے بہت آدمی مع سردارون کے مقید ہوئے اور نظام الملک کی فوج نے فتح و نصرت کے ساتھہ مراجعت کی۔ پھر ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو اورنگ آباد سے چالیس کوس پرے قصبہ شکر کھیرہ پر مقابلہ کا اتفاق ہوا نظام الملک اور عماد الملک نے اپنی اپنی فوج بندی کی دونو فوجین مقابل ہوئیں۔ نظام الملک نے تیز جلوئے میں سبقت اسلئے نہیں کی کہ مسلمانوں کی خونریزی مین پیش قدمی اس سے ظہور مین نہ آئے مگر مبارزخان نے پیش قدمی کی۔

دونو طرف سے بہادرون اور دلاورون نے رزم گاہ مین قدم رکھا۔ ۲۴ محرم ۱۱۳۷ھ کو ایسی لڑائی ہوئی کہ کمتر دیکھنے اور سننے میں آئی۔ لیکن چالیس کے قریب فیل سوار نامی سردارون نے جان آفرین کو جان سپرد کی۔ مبارزخان کے دو بیٹے اسعد خان و سعود خان کشتہ ہوئے اور دو بیٹے محمد خان و حامد اللہ خان زخمی ہو کر دستگیر ہوئے۔ مبارزخان کے ہاتھی کا فیلبان زخمی ہو کر ہاتھی پر سے گر پڑا تھا۔ مبارزخان اپنا خون سے بھرا ہوا کرتہ کفن کی صورت پہن کر فیلبانی کرتا تھا۔ آخر کو زخمہاے کاری نے اوسکا کام بھی تمام کیا۔ نظام الملک بہادر کی فوج مین فتح کے شادیانے بجے۔ مبارزخان کے لشکر مین تین ہزار آدمی مقتول ہوئے

اور خود رعایت کرکے سابق کی جاگیر اور خدمات پر اضافہ کیا - عمادالملک مبارز خان
نے فتح جنگ سے عہد و قرار کیا کہ جب تک بادشاہ آپ کی قدر دانی کریگا تو مین بادشاہ
کا نوکر رہونگا اور اگر یہ نہ ہوگا تو مجھے آپ اپنے مطیع رفیقون مین سے جانین - اب
دکن کی طرف سے خبر آئی کہ مبارز خان ناظم صوبہ حیدر آباد اس ارادہ سے حیدر آباد سے
اورنگ آباد کی طرف چلا ہے کہ کل دکن کی صوبہ داری اوسکے نام پر مقرر ہوئی
اور بیجاپور کے صاحب فوج افغانون عبدالغنی خان و دلیر خان و بہادر خان اور نواح
کے عمدہ فوجدارون کو کمک کے لئے طلب کیا ہے عضدالدولہ عوض خان بہادر منور جنگ
جسکی کہ نظام الملک بہادر کی عمہ منسوب تھی اور نظام الملک کی طرف سے دکن
کی نیابت صوبہ داری پر مقرر تہا - اوسکو لکہا کہ مین آتا ہون آپ اورنگ آباد کو
خالی کیجیے اور ایسے ہی اورنگ آباد کے اور منصبدارون کو نوشتجات استمالت آمیز بھیجکر
اور حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ باوصف اسکے کہ غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ اس سپہ سالار کا بیٹا بطریق نیابت وزارت کا کام کرتا تہا اوسکو
بدل دیا اور اعتماد الدولہ قمرالدین خان بہادر کو وزیر مقرر کیا - اور کوکی مرشیہ کا
استقلال اور زیادہ کیا - اسلئے بعض اور وجوہ کے سبب سے نظام الملک لوہ سے
دکن کی سمت چلا گیا اور اواخر ماہ رمضان مین اورنگ آباد مین آگیا - مگر خطوط نصائح
آمیز عمادالملک کو لکھے جنکے جواب مین لکھا آیا کہ مبارز الملک نے اپنے ارادہ کو فسخ کیا
نظام الملک باوصف اسکے کہ سراپا حلم و تمکین تھا اور مکرر اوسنے نصیحت آمیز نوشتجات
بھیجے اور مواثیق سابق کے حقوق یاد دلائے اور اورنگ آباد مین دو مہینے تک
وقع الوقت کرتا رہا مگر مبارز خان کی موت اوسکو دامن کشان اورنگ آباد کی طرف
لاتی تھی اور اس پاس بہادر خان برادر داؤد خان پنی کی - اور اور سردارون کی
بہت سی جمعیتین جمع ہوگئی تہین اور بے شمار پیادے اکٹھے ہوگئے تھے اور روز
بروز اوسکی جمعیت بڑھتی جاتی تھی اور اس بات سے مرہٹون کا فساد بڑھتا جاتا تھا

مع لشکر مقرر کیا اور مفسدوں کی تنبیہ مین واقعی مصروف ہوا۔ ان ہی دنون مین کہ صوبہ حیدر آباد
کے ملک کے انتظام مین نظام الملک اشتغال رکھتا تھا انور الدین خان بہادر شاہجہان آباد
سے اس پاس آیا۔ اوسنے اسپر بہت مہربانی کی حیدر آباد کی صوبہ داری کی خدمت پر
مقرر کیا۔ اوسنے حیدر آباد کے بدبختون کی اور ضلع سنکاکل وغیرہ سرکارون کے متمردون
کی تنبیہ و تاکید بوجہ احسن قرار واقعی اسی طرح کہ اس کانٹے بھرے ملک مین انتظام اور
کمال امنیت ہوگئی۔ اور منافع کلی کو جو کبھی ابتدا تسخیر ملک سے عالمگیر اور بہادر شاہ کے
عہد دولت مین خزانے مین داخل نہین ہوا تھا وہ داخل کیا غرض اگر نظام الملک کا سارا انتظام
بالتفصیل لکھا جاوے تو اختصار کا سر رشتہ ہاتھہ سے جاتا ہے نظام الملک فتح جنگ بہادر
ہمیشہ فارغیت مین مصروف رہتا اور کوئی حرکت بیجا اصلاح وقت سے غیر اسے ظہور
مین نہ آتی اور فی الحقیقت وہ کوئی کام سوا اسکے نہیں کرتا جس سے خاندان تیموریہ
کی سلطنت جو ہاتھہ سے جا چکی تھی رونق تازہ ہوتی اور سر مونا فرمانی نہیں کرتا محمد شاہ
بادشاہ نے بہ تقاضاء وقت فیل اور جواہر بھیجے اور آصف جاہی کا خطاب دیا۔
وہ ملک کے بندوبست اور مفسدون کی تنبیہ اور سرکشون کی تادیب اور زبر دستون کی
غمخواری حال مین مشغول ہوا جو سابق عمل داری مین مرہٹون اور دشمنون کا فساد تہا
اسمین تخفیف ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر مبارز خان سادات کی قرار داد کے موافق نہین دیتا تہا
اور مرہٹون کی تنبیہ و تادیب مین نمایان تردد کرتا تہا لیکن جس جا غنیم کے منصوبے
قابو پاتے تھے چوتھہ سے زیادہ جو کچھہ لے سکتے تہے لے لیتے تہے اور اکثر راہیں مخوف تہیں +
جب نظام الملک یہان احمد آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا اور احمد قلی خان بہادر
بادشاہ پاس آیا تو اوسنے دو بھائیون شجاعت خان و ابراہیم خان کو جو اوسکے
بخشی آور وے تھے احمد آباد مین اور اونکے تیسرے بھائی رستم علی خان کو بندر سورت میں
اپنا نائب مقرر کیا نظام الملک نے اپنے عموے حامد خان کو اپنا نائب مقرر کیا شجاعت علی خان
اپنے بھائی ابراہیم علی خان کو شہر مین چھوڑکر خود پرگنات کے بندوبست کے واسطے گیا تہا

نظام الملک نے جو مبارز خان کی سپاہ کے قیدی زخمی تھے خاص کر اوسکے دو بیٹوں کے احوال
کی بڑی خبرگیری کی اور اونکا علاج کرایا۔ دوا غذا دی مردون کی تجہیز و تکفین اچھی طرح کی۔
مبارز خان کے بیٹون اور امیرون کے جو جواہر و امتعہ ضبط ہوئے تھے وہ پھر اونکو دیدئے+
بعد فتح کے اورنگ آباد میں نظام الملک گیا اس ضمن مین حیدر آباد کے سوانح نگار
کے نوشتے پیش در آئے کہ خواجہ احمد خان پسر مبارز خان جسکو حیدر آباد مین باپ کی نیابت
مقرر ہوئی تھی وہ محمد نگر کے قلعہ مین گیا جو حیدر آباد کے قریب ہے اوسپر متصرف ہوا اور اپنے
مال و متاع کو قلعہ مین لے گیا اور قلعہ کا بندوبست کیا۔ نظام الملک اورنگ آباد مین
ٹھہر کر حیدر آباد مین گیا اور اس ضلع کا بندوبست کیا خواجہ احمد خان نظام الملک کی
طرف سے بیجا وسوسے و توہم رکھتا تھا۔ قلعہ کی پشت گرمی اور خزانے کے موجود ہونے
سے اور اس شہرت سے کہ بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ داری اور قلعہ داری کا فرمان
پہنچا ہے تمام صوبہ مالوہ مین فساد و شورش کا مادہ فساد ہوا ایک سال تک اطراف کے
عمال و قلعہ دارون و زمینداروں کو لکھتا رہا کہ وہ دخل نہ دین اور جا بجا قلعہ دارون
اور زمینداروں کی مدد کے لئے فوجین مقرر کین اور بعض مفسدون کو جنکو مدتون سے مبارز خان
نے قلعہ مین مقید کر رکھا تھا اونکو چھوڑ دیا کہ مادہ فساد کو بڑھائیں اونھون نے اپنے محالات مین
جا کر تمام صوبہ مین اس مرتبہ پر شورش برپا کی کہ عمالون کا عمل تک لخت اُٹھ گیا اور تحصیل
بند ہو گئی اور مسافرون کی آمد و شد جاری نہ رہی۔ بعض محالات مین مفسدون نے عمالون
پر حملہ کر کے ایک ہنگامہ برپا کیا چنانچہ اس فساد مین کاظم علی خان فوجدار نواح بھونگر ایک
جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ لیکن آخر کو نظام الملک نے طرح طرح کی مہربانی لطف و احسان
اضافہ ہائے نمایان اور خطابہائے موروثی کے عطا کرنے سے خواجہ احمد خان کو ہمت شہامت خان
کا خطاب اور خواجہ محمود خان کو مبارز خان کا خطاب دینے سے اور سیر حاصل جاگیرون کے
عنایت کرنے سے اور تمام مبارز خان کے وابستون پر نوازش کرنے سے ایسا خواجہ احمد خان کو
ممنون کیا کہ اوسنے قلعہ کی کنجیان دیدین نظام الملک قلعہ مین گیا اپنی طرف قلعہ دار کو

نزاول اوسکو تیس یا چالیس رفیقون کے ساتھہ جو اس بیکسی کی حالت مین اوسکے ہمراہ تھے لے گئی - دروازہ پر چوبدارون نے اُس سے ہتیار مانگے - اونمین سے دو چار کو مارکر وہ حویلی مین گیا - وہان حامد خان ڈرکر دیوانخانہ سے کہین چلا گیا غرض زد و کشت کے بعد ابراہیم قلی خان اور اوسکے ہمراہی کشتہ و زخمی ہوئے - حامد خان نے ابراہیم کا سر کاٹکر اوس کی لاش کے ٹکڑے دروازہ پر لٹکا دئے +

جب رستم علی خان نائب سورت کو اپنے دو بھائیون کے اس طرح کشتہ ہونے کی خبر ہوئی تو اوسکے رگ و پے مین خون جوش کرنے لگا اور اوسنے دونو بھائیون کے خون کے انتقام کی تدبیر کیا - پیلوجی مرہٹون کا سردار ایک سال سے دس گیارہ ہزار سوار کے ساتھہ نواح بندر سورت سے چوتھہ وصول کرنے کے لئے اطراف مین فساد و تاخت و تاراج کر رہا تھا اور رستم علی خان سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ ہوا تھا - پیلوجی واقعی دخل نہ پاتا تھا - اس حال مین تقاضاے وقت رستم علی خان نے پیلوجی وغیرہ سے مہربانی آمیز وعدہ کیا اور اوسے صلح کرکے اپنے ساتھہ رفیق بنایا - پیلوجی نے بھی قابوے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا مرہٹے ہمیشہ طرف مغلوب کے پاسنگ کو اپنی خوش طالعی جانتے تھے اور ان کے اس طرح بیوپاری ہوتے بھی اوسنے اپنی فوج کے ساتھہ اوسکی رفاقت کی حامد خان نے رستم علی خان کی یہ لغو حرکت سنکر فوج کو مرتب اور توپخانہ کو آراستہ کیا - اور مرہٹون کے سردار کنٹھہ کو بارہ ہزار سوارون کے ساتھہ اپنا شریک کیا - دریاے مہی کے کنارہ پر پہنچکر ایک سخت لڑائی ہوئی طرفین کے لشکر و نمین سے جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور اوس روز حامد خان کو شکست عظیم ہوکر احمدآباد کی طرف بھاگا - رستم علی نے فتح کے شادیانے بجوائے اور حرب گاہ سے ایک دو کروہ پر خیمہ زن ہوا - دوسرے روز حامد خان اپنی فوج کو اور بعض کے قول کے موافق پیلوجی کو جو رستم علی خان کی سرکشی کا ذخیرہ تھا اپنی طرف لطف آمیز پیغام بھیجکر مائل کیا - اور جنگ کا نقارہ از سر نو بجایا اور معرکہ جنگ مین قدم رکھا اور اس طرف سے رستم علی خان بھی جس کی قدیم الخدمت نوکر کارزار دیدہ کشتہ و زخمی ہوگئے تھے مقابلہ مین مشغول ہوا - اس حالت مین

۱۷۲۳ء

جب اوسنے حامد خان کی آمد کی خبر سنی تو اوسنے چاہا کہ شہر مین پہنچکر شہر کے دروازے بند کرکے حامد خان کو نہ آنے دون یا امان کا قول لیکر اطاعت کرون - اس باب مین مختلف اقوال ہین مرہٹون سے ان تینون بھائیون کا فساد رہتا تھا جنگ اور فوج کشی ہوتی تھی اور عمال چوتھہ نہین دیتے تھے صفدر علی خان بانی حیدر قلی خان کی سختی کا سوختہ تھا وہ آٹھہ سات ہزار سوارون کے ساتھہ دوڑ کر حامد خان سے جا ملا اور اوسنے ان بھائیون کے صاحب داعیہ ہونے کا حامد خان کے خاطر نشان کیا - اتفاق سے شہر مین شجاعت خان اور حامد خان ایک ہی وقت مین داخل ہوئے - شجاعت خان اپنا ہاتھی حامد خان کے ہاتھی کے برابر لایا - دونو طرف سے قتال و جدال شروع ہوا - شجاعت خان کشتہ ہوا - ابراہیم قلی خان اپنے گھر مین جا کر چھپا صفدر خان بانی کر حیدر قلی خان کے سبب سے اس خاندان کا دلی سخت دشمن تہا - جب طرفین سے میانجی ہوا طرفین کو سمجھایا اور بان دہری ہوا - اس صوبہ مین بان دہری اس شخص کو کہتے ہین کہ مقدمات و معاملات مالی مین صاحب مطلب مغضوب کو حاکم پاس لیجا کر ہاتھہ پکڑکر ملازمت کیلیئے لاتا ہے اور اوسکی بدقولی کا کفیل ہوتا ہے - ابراہیم قلی خان نے اس بان دہری پر اعتماد کیا اور ایک جماعہ دار کی معرفت حامد خان سے ملاقات کی اوسنے اوسپر بہت مہربانی کی اور اوسکی تسلی مین کوشش کی خلعت و جیغہ دیکر رخصت کیا - ایک ہفتہ کے بعد صفدر علی خان کے اغوا سے اور بد ہم کارون کی رہنمائی سے حامد خان اپنے قول سے پھر گیا اور اوسنے یہ مصلحت جانا کہ ابراہیم قلی خان کو طلب کرکے مقید کرے بلکہ اوسکی حیات کے شجر کو قطع کرے - کہتے ہین کہ **مصرع**

نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا + گوش بگوش سرگوشی سے یہ خبر اس جماعہ دار کو ہوئی جسکی وساطت سے حامد خان سے ابراہیم قلی خان کی ملاقات ہوئی تھی اوسنے حقیقت حال برابر ابراہیم قلی خان کو مطلع کیا او کہا کہ اگر ہو سکے تو توکل مین تیرا رفیق ہون محفوظ جگہ تجھے پہنچا دونگا مگر اوسنے فرار کے عار کو قبول نہین کیا - حامد خان کے

رہنے والون کی صوبہ دار غارت سے ہمین بچا سکتے تھے جب محمد شاہ سے یہ عرض ہوا تو اوسنے
سر بلند خان کو صوبہ داری سے بدل کر راجہ ڈونگر سنگہ کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ جب راجہ یہان آیا
تو سر بلند خان نے اوسکو دخل نہ دیا جنگ پر خاش کرنی چاہتا تھا مگر نہ کر سکا تو پھر ایسا کہین
بھاگ کر چلا گیا کہ چند روز تک اوسکا پتا نہ معلوم ہوا وہ بادشاہ پاس نہ گیا اسلئے مغضوب ہوا
اور مدت تک بادشاہ نے اوسکو ملازمت سے محروم رکھا۔ حاصل یہ ہے کہ ہندوستان مین
یہ صوبہ جو سیر حاصلی مین ہندوستان کے سارے صوبون کی ناک تھا اس مین میوے کثرت سے
ہوتے تھے۔ اکثر حبوبات و بقولات و اقسام اقمشہ الیسی بیشن بہا ہوتے تھی کہ ربع مسکون کی تجار کیواسطے
اور سلاطین ہفت اقلیم کے تحفے بھیجنے کے لئے ہندوستان کی آبرو بڑہاتا تھا اس قدر ویران
ہوا کہ تجار اور زیادہ تر اہل حرفہ جلاء وطن ہوئے اور خانمان موروثی کو ترک کیا اطراف
مین جا کر پراگندہ ہو گئے۔ مگر کچھ فضل الٰہی سے مظلومون کی فریادرسی کے لئے نظام الملک
بہادر فتح جنگ آصف جاہ نے اس ملک پر اپنا سایہ ڈالا اور اس صوبہ کی آبادی اور بحالی
ہونے کا سبب ہوا۔

داکلکیڑا اور نو جرڑ اندر پرگنات کوال در سرکار ایلکندل وغیرہ مین مفسد جو اکثر پرگنات
مین سرکشی کرتے تھے اور کوہ نشین متمرد سب تھوڑی مدت مین بہادران اسلام کے مطیع ہوئے
اور اکثر جگہ خلل مین کمی ہوئی سابق کے صوبہ دارون کے عہد مین ہمیشہ راہون مین مرہٹے
تاخت و تاراج کرتے تھے اور راہ زن فتور و فساد مچاتے تھے اور مفسد زمیندار مسافرون
کا چلنا مشکل کرتے تھے اب اسکے برخلاف ان راہون مین امن امان کے ساتھ آمد و رفت
جاری ہو گئی مرہٹے جاگیردارون پر اپنے طرح طرح کے ظلم کرکے چوتھ لیتے تھے اور سوا
اسکے دس روپیہ سیکڑہ بنام سردیسمکھی زمیندارون اور رعایا سے تحصیل کرتے تھے اور
گماشتہ دار ہر ہفتہ اور مہینے مین بدلتے تھے اور رعایا کے حوصلہ سے زیادہ فرمائشین
کرتے تھے اور جاگیردارون کے عمال کو جبر ذلیل کرتے تھے اور تصدیع دیتے تھے
اب آصف جاہ نے یہ مقرر کیا کہ چوتھ کے عوض صوبہ حیدرآباد سے نقد خزانہ سے روپیہ

پیلاجی نے رستم علی خان کی بہیر پر تاخت کی۔ بعد زد و خورد کے رستم علی خان کو شکست فاحش ہوئی اور وہ کشتہ ہوا۔ اس فتنہ میں چند روز کے لیے دونو طرف سے مرہٹون کی خرابی آئی جیسے اور دو ودسرو دونو طرف سے جب لوٹ ہاتھ آئی۔ اور دکانون کو لوٹ لیا اور جو کچھہ اور لوٹ سکے اوسکو لوٹ لیا۔ پرگنہ بڑودہ اور دریائے مہی کی نواح مین وہ لوٹ مچائی کہ معاذ اللہ۔

جب محمد شاہ بادشاہ کو یہ خبرین پہنچین تو اوسنے سربلند خان کو احمدآباد کا صوبہ مقرر کرکے بھیجا۔ نظام الملک بہادر نے حامد خان کو اپنے پاس بلا لیا۔ باوجودیکہ سربلند خان پاس سات آٹھہ ہزار سوار تھے جنمین اکثر رزم دیدہ آدمی تھے اور توپ خانہ عظیم ہمراہ تھا۔ مگر مرہٹون کی فوج پرگنات مین ایسی پہیلی ہوئی تھی کہ وہ ملک کا بند و بست اور غنیم کی تنبیہ نہین کرسکا اور مرہٹون کا تسلط روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ غلہ کا نرخ گران ہوگیا۔ سربلند خان شہر مین بطریق محصورین کے بیٹھہ گیا۔ اسنے مظلومون پر جو تعدی ہوتی تھی اوس سے چشم پوشی کی۔ اور مرہٹون کے پاس تیس ہزار سوار جمع تھے۔ نہ اونکی تنبیہ کرسکا نہ اون سے پیکار کرسکا۔ شہر کے دروازون تک اکثر پرگنات کو مرہٹے تاخت و تاراج کرتے تھے بہت سے بیوپاریون و اہل حرفہ اور موالید ثلاثہ کے کاسبون نے جلاء وطنی اختیار کی۔ اور اطراف مین چلے گئے۔ ملک تاراج ہوا۔ سپاہ ضروری و غیر ضروری نوکر تھی وہ مرہٹون کو دفع نہیں کر سکتی تھی۔ سپاہ کے جماعہ دارون نے سپاہ کی تنخواہ کو طلب کیا اوسکے واسطے پرخاش شروع کی تو آخر کو تسلی اور سپاہ کے رفع فساد کے لیے یہ مقرر ہوا۔ کہ جماعہ دارون کو تنخواہ کی چٹھی جس صراف و بیوپاری کے نام وہ چاہتے لکھہ کردی جاتی تھی اور وہ جاکر بیوپاری اور تجار کو پکڑ کر مقید کرتے اور شکنجہ عذاب مین کھینچکر اپنا روپیہ تحصیل کرتے۔ پرگنہ بیرنگر بہت آباد قصبہ تھا وہ بالکل ویران ہوگیا۔ اس مین تجار اور قوم ناگر کے نامور جو لاکھون روپیے کی داد و ستد کرتے تھے آباد تھے۔ اور یہان ہندوستان کے تمام معمورون کی طرح طرح کے مال اور زر نقد جمع اور موالید سہ گانہ کی کانون سے بھرا ہوا تھا۔ اقسام مال و زر نقد یہان کے

سربلند خان کا احمدآباد کا صوبہ ہونا +

دو اعلےٰ عہدے تھے ایک پت نیدھی یعنے نائب السلطنت کا اور دوسرا اوس کے بعد
پیشوا کا کئی لایق پیشوا مقرر ہو چکے تھے مگر بالاجی وسواناتھ راؤ ایسا پیشوا ہوا کہ
اوسنے پیشواؤن کے خاندان کی بنیاد ہی جمادی - یہ پیشوا قوم کا برہمن کانکن کا
رہنے والا کسی گانوُن کا موروثی پٹواری تھا اِس مین برہمنون کی فطرتی عادتون
کے علاوہ ہمت اور جرأت ایسی تھی کہ برہمنون مین شاذ و نادر ہوتی ہے - گو وہ خود
بڑا سپاہی نہ تھا بلکہ گھوڑے پر اسقدر کم چڑہنا آتا تھا کہ جب دشمنون کے خوف سے
گھوڑا دوڑانا پڑتا تھا تو دو آدمی اوسکے گھوڑے کو اِدھر اُدھر ہو کر تھامے رہا کرتے
تہے - وہ پہاڑی آدمی تھا اگر گھوڑے پر چڑہنے کی مشق نہ ہو تو تعجب نہین غرض وہ
خود بھی لایق تھا اور اوسکی اولاد اُسسے بھی زیادہ لائق ہوئی - اول وہ کسی جدہ نسبی راجہ
کا ملازم ہوا اور وہانسے راجہ ساہو کی ملازمت مین آیا - یہان اوسنے اپنی لیاقت و
ذہانت سے راجہ کی نظرون مین وقار اور سب ہم نظرون سے زیادہ اعتبار پیدا کیا
اوسنے کمال کا کام یہ کیا کہ مشہور بحری قزاق اور زبردست سردار آنگرائی کو سنبھاجی
دوم کی طرف سے توڑ کر کانکان مین ساہو کا رفیق بنا دیا - راجہ ساہو نے بالاجی کو اسکی
حسن خدمات کا یہ صلہ دیا کہ اوسکو پیشوا کا عہدہ مرحمت کیا اور مستحکم قلعہ پورندھر اور
اوسکے گرد کا ملک بھی عنایت کیا - اور مال گزاری کا انتظام اوسکے سپرد ہوا جس کا
بند و بست اوسنے ایک نئی طرح سے کیا - جس سے اوسکی کمال ذہانت اور لیاقت معلوم
ہوتی ہے - واقعی اس انتظام نے مرہٹون کی سلطنت کی رونق زیادہ کردی اول کام
اوسنے یہ کیا کہ مہاراشٹر کی بلا مین جو دہمی برہمی ہو رہی تھی اور مغربی ساحل پر
جو فساد برپا ہو رہے تھے ان سب کو مٹا دیا - پھر اپنے اضلاع کو اور شہر پونہ کو جو اوسکے
جانشینون کا دار السلطنت ہوا - اپنی حسن تدبیر سے بڑی رونق دی اس ملک مین
جو رہزنون اور قزاقون کے گروہ کے گروہ لوٹ مار کرتے پھرتے تھے انکا انتظام کیا
دیہات کے آباد کرنے پر اوسنے بڑی توجہ کی زراعت کی ترقی کے واسطے اوسنے

مرہٹون کو دیدیا اور روپیہ سیکڑہ بابت سردیس مکھی کے جو رعایا سے لیا جاتا تھا وہ معاف کیا اسطرح جو تھ کے گماشتون اور سردیس مکھی اور راہداری کے گماشتون سے نجات ہوئی جنسے مسافرون اور آنے جانے والون اور بیوپاریون کو بڑی اذیت ہوتی تھی جب بادشاہ نے آصف جاہ کو بدلکر قمرالدین خان بہادر کو خلعت و قلمدان وزارت عطا کیا تو آصف جاہ کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز مع خلعت و فیل و جواہر بھیجا -

اگرچہ آصف جاہ اپنے بادشاہ سے دور دراز حیدرآباد مین آزادانہ حکومت کرنے لگا اور اوسکے قابو سے نکل گیا مگر ہمسایہ مرہٹون سے وہ محفوظ و مصئون نہ تھا۔ اس وقت مرہٹون کی حکومت بڑے لایق فایق سردارون کے ہاتھ مین تھی آصف جاہ کا ایسا مقدور نہ تھا کہ وہ اونکے برابر ٹھہر رہتا - اسلئے اوسنے ایسی حکمتین کین اور پیچ پر پیچ ڈالے کہ مرہٹون کا زور اوسکی طرف سے ہٹ کر دلی مین اوسکے دشمنون پر پڑا +

مرہٹون کی سلطنت کے استقلال کی حالت

ساہو کو تمکو یاد ہوگا کہ اعظم شاہ نے بادشاہی قید سے چھوڑ دیا تھا۔ اوسکی دارالخلافت ستارا تھی تارابائی کا بیٹا سیواجی مرگیا تو راجہ رام کا بیٹا دوسری رانی سے سنبھا دوم راج گدی پر بیٹھا - اوسکی دارالسلطنت کولاپور تھا۔ یہ دونو خاندان آپس مین رقیب تھے - آصف جاہ نے اپنی عقل دور اندیش سے یہ تدبیر سوچی تھی کہ مرہٹون مین ضعیف گروہ کو تقویت دیکر اوسکے قوی گروہ کو ضعیف کرنا چاہیئے - اسلئے وہ سنبھا دوم کا جو کمزور اور ضعیف تھا حامی و مددگار ہوا - اس وجہ سے اور اور سببون سے ساہو کا گروہ دب گیا تہا اگر اوسکو ایک وزیر بالاجی وسوا ناتھ ہاتھ آگیا ہوتا تو وہ اپنی قوت نہ دکھا سکتا اوسکی بدولت ساہو جی کو اپنی پہلی عزت حاصل ہوگئی سیواجی کے وقت سے پیشوا کا عہدہ چلا آتا تھا - اس زمانہ مین مرہٹون کی سلطنت مین

+ آصف جاہ کی تدبیر مرہٹون کا حملہ دلی پر ہونا

+ پیشوا بالاجی وسوا ناتھ

حقوق مختص المقام مقرر کئے۔ مگر اس سے یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں سب جدا جدا نہ ہو جائیں
اسلئے باہمی اتفاق رکھنے کے لئے اصل محاصل کو جدا جدا بالتفصیل تقسیم کیا اور اس تقسیم کی
تقسیم در تقسیم کی اور ہر ایک سردار کے واسطے ایک خاص حصہ محاصل کا تجویز کیا۔ اس لئے
ایک ضلع پر کئی سردارون کی اور اونکے ملازمون کی توجہ رہنے لگی راجہ کے رشتہ دارون
کی بسر اوقات کے لئے جدا جدا دیہات یا بعض اضلاع انعام و جاگیر مین دیدئے تھے
وہ سب ایک سردار کے احاطہ اضلاع مین واقع تھے۔ آیندہ بھی چھوٹی چھوٹی جاگیرین خاص
خاص آدمیون کو مرحمت ہوتی تھین۔ علاوہ اسکے ہر سردار کو صدر مقام کے لئے ایک دو گانون
کی ضرورت ہوتی تھی اور تمام سردار اس بات کے خواہان تھے کہ ان دیہات مین ہم کو اختیار
و اقتدار حاکمانہ حاصل ہو جس مین وہ رہتے تھے یا موروثی افسر تھے غرض اس تقسیم اور
تقسیم در تقسیم اور تعین حقوق کا بڑا نتیجہ بالاجی کی مد نظر ہمیشہ رہتا تھا کہ برہمنون کا اختیار
بڑھے اس طرح حاصل ہو گیا کہ مرہٹے سردارون کے پیچھے حساب کتاب کا عذاب لگا یا گیا جتنے
جاگیر دار اور سردار تھے سب جاہل تھے وہ اپنی جاگیرون کے محاصل اور تقسیم در تقسیم کے
حسابون کو بغیر برہمنون کے کیونکر سمجھ سکتے تھے اسلئے وہ برہمنون کے دست نگر ہو گئے
اس طرح اپنی قوم کی عزت بڑھنے سے پیشوا کی قوت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی +

جب بالاجی کا انتقال ہوا تو اسکا بیٹا باجے راؤ باپ کا جانشین ہوا۔ یہ راؤ برہمنون
کے سارے خاندان مین اور مرہٹون کی ساری قوم مین سیواجی کے سوا قابلیت اور
لیاقت مین سب سے زیادہ تھا مگر بالفعل اوس کو وہ تمام اختیارات نہیں حاصل ہوئے
جو اوسکے باپ کو حاصل تھے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ راجہ کے دربار مین اسکا بڑا مخالف پرتی ندہی
سری پت راؤ تھا۔ وہ بھی برہمن تھا اور ستارہ سے ادہر کے ملکون کا رہنے والا تھا۔ وہ
یہ چاہتا تھا کہ راجہ کی سلطنت اور حکومت کو مہاراشٹر مین استحکام دے اور کولاپور کے
راجہ کو مغلوب کرے اور سیواجی کے وقت کا کرناٹک کا میدانی ملک فتح کیا ہوا جسکو
مغلون اور سیواجی کے بھائی کی اولاد نے دبا لیا ہے اوس پر قبضہ کرے اور ہندوستان کے

بہت تہوڑسی جمع مقرر کی اور بتدریج اوسکو بڑہایا +

تم کو یاد ہوگا کہ اس بالاجی کی بدولت یہ کام بھی ہوا تہا کہ ۱۷۱۸ء میں سید حسین علیخان کے ماتحت فوج لیکر وہ دہلی گیا تہا اور اس سید کی بدولت ان شرائط پہ بادشاہ سے عہدو پیمان ہوگئے تھے کہ مرہٹوں کے پاس جسقدر ملک سیواجی کی وفات کے وقت تھا وہ راجہ ساہو کو دیا جائے اور دکن کے چھہ بادشاہی صوبوں اور خراج گزار ریاستوں ترچناپلی اور تنجور اور میسور سے چوتھ اور سردیس مکھی دی جائے - اور اوسکے عوض میں ساہو بادشاہ کا مطیع رہے اور دس لاکھ روپیہ سالانہ خراج دیا کرے اور تمام ملک کے امن امان اور رعایا کے حفظ جان و مال کا ضامن رہے - یہ فائدے بالاجی کو سید حسین علی خان کی خدمت گذاری سے حاصل ہوئے تھے مگر جب سید حسین علیخان مرگیا اور اوسکے خاندان کا سارا کارخانہ خاک میں مل گیا تو بھی راجہ ساہو اور بادشاہ دہلی کے تعلقات میں کوئی تغیر نہیں ہوا - فرخ سیر کی وفات پر بھی بالاجی دہلی میں ٹھیرا اور ۱۷۲۰ء میں عہدنامہ مذکور کو محمد شاہ کی مہر و حکم سے مستحکم کیا اور راجہ ساہو کو اوس نے دہ ہزاری کا خطاب عنایت کیا غرض اس عہدنامہ سے مرہٹوں کو جو دولت اور سلطنت حاصل ہوئی اوسکے سبب سے اس دانشمند پیشوا نے مرہٹوں کا وہ پرانا رنگ ڈہنگ قزاقوں اور رہزنوں کا بدل دیا - اس عہدنامہ پر بھی مرہٹوں کو اختیار تھا کہ وہ اپنے حقوق کی تحصیل خود کریں اس تحصیل میں وہ نہایت سختی و جبر کرتے تھے - اب بالاجی نے اس سختی کو ترقی سے یوں بدلا کہ پہلے چوتھ اٹکل سے لی جاتی تھی اسلئے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ چوتھ اس زر مالگزاری پر لی جائے جو مستقل طور پر راجہ ٹوڈرمل اور ملک عنبر نے زمین پر مقرر کی تہی - گو اس سبب سے کہ ملک ویران ہوگیا تھا مالگزاری مذکورہ کا ایک حصہ حاصل ہوتا تہا بالاجی نے اس قاعدہ کی تکمیل پوری پوری نہیں کی مگر اس سے مرہٹوں کا دعویٰ غیر محدود رہا مرہٹوں کو باقی کی تحصیل میں جبر و تعدی کرنے کا موقع مل جاتا تھا - اور نئے خاص اضلاع میں توسیع فتوحات کے لیے سرداروں کے واسطے

مخلوق کی ناز پروردگی کے سبب سے جسم مین جستی چالاکی اور مضبوطی اور مزاج مین جفاکشی نہ تھی برخلاف اسکے باجےراؤ لشکر مین پیدا ہوا۔ وہین رہا سہا مدبرون اور تجربہ کارون مین تربیت پائی۔ سوا اسکے اس مین فہم و فراست خداداد تہی۔ تجربہ کار ہوشیار تھا اور اپنے بھائی بندھ برہمنون کی طرح روکھا سوکھا بودا ٹھنڈا نہ تھا بلکہ خوش مزاج صاحب تدبیر سلیقہ مند تھا مرہٹونکی سپاہیانہ خصائل رکھتا تھا سادہ سپاہی تھا۔ سفر کی ماندگی اور کاموں کی محنت کی کچھہ اصل نہین سمجھتا تھا۔ مزاج مین سادگی ایسی تھی کہ گھوڑے پر سوار ہے راہ مین باجرہ کا کھیت آگیا اس مین سے دس پانچ بالین توڑ لین اور اونکے دانے نکال کر چبائے اور پیٹ بھر لیا +

باجے راؤ کے شمالی صوبون کے عزم کے مغل و مسلمان خوم مدد و معاون ہوئے۔ مبارز خان کی لڑائی سے تھوڑی مدت پہلے آصف جاہ کو مالوہ اور گجرات کی حکومت سے منتقل کردیا تھا جب آصف جاہ کو مبارز خان پر فتح حاصل ہوئی۔ تو اوسنے اپنا چچا حامد خان نائب صوبہ دار گجرات کو لکھا کہ وہ فساد برپا کرے۔ اسنے پیلاجی اور سنتاجی مرہٹون کے سوارون کو اپنا طرفدار اور یار بنایا اور اونکی امداد سے بادشاہی فوجدارون اور جاگیردارون کے گماشتون کو ملک سے باہر کردیا اور خود مختاری کا مدعی ہوا۔ جب محمد شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے تورانی امیرون کے اکھیڑنے کے واسطے قطب الملک پاس جو قیدخانہ مین پڑا تھا ایک معتمد آدمی بھیجا اور پیغام دیا کہ اب بھی تم سے کچھہ ہوسکتا ہے تو اس بیچارے سید نے یہ جواب دیا کہ اگر حضور کا ہاتھہ میرے سر پر ہو تو سب کچھہ کرسکتا ہون۔ اب تک پانچ چھہ ہزار سوار میرے قابو مین ہین اونکی مدد سے جو کچھہ حکم ہو بجالاسکتا ہون۔ جب مخالفون کو اسکی خبر ہوئی تو اونہون نے اس سید کو زہر دیکر قید ہستی سے رہا کیا۔ پھر حامد خان کی تادیب و تنبیہ کے واسطے مبارز الملک سربلند خان کو گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ نظام الملک سے یہ صوبہ لے لیا۔ سربلند خان کو ایک کروڑ روپیہ سامان درست کرنے کے واسطے دیا گیا۔ اوسکی سفارش سے سید نجم الدین علی خان بھی قید سے رہا ہو

حملہ کرنے کے ارادہ سے پہلے دکھن مین حکومت کو استقلال دے۔ مگر اوسکے خلاف باجی راؤ
کی رائے عالی بہادرانہ یہ تھی کہ لٹیرے سوارونکا گروہ جو دشمن کے ملک مین زیادہ تر آمد
ہوگا وہ اپنی قلمرو مین محکوم نہ ہوگا اور ملک مین لوٹ مار بغیر اونکو چین نہین آئیگا وہ ملک مین
امن امان قائم نہین رہنے دیگا۔ فوج کے مستقل انتظام سے ملک کی حکومت کا عمدہ انتظام
ہوسکتا ہے اسلئے مرہٹون کو شمالی ملک مین لے جانا چاہئے۔ جہان اب تک وہ نہین گئے اور
اور وہین سے اونکا پیٹ بھرنا چاہئے۔ اسسے اونکے حوصلے اور اونکے سردارون کے
عزم بڑھینگے۔ یہان رہینگے تو اپنے ملک کو کھائینگے۔ وہ ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ دور دور
کی مہمات مین لشکر مصروف رہے جس سے راجہ کی سلطنت کو وسعت برائے نام ہوا
اضلاع نے جو محاصل کا روپیہ آئے اُسسے خزانہ معمور ہو اور سپاہ کا دل لوٹ مار سے
خوش رہے اور اپنے ملک مین امن رہے۔ اور دشمنون سے جنہون نے اونکو پہلے پامال کیا تھا
عوض لیا جائے۔ اوسنے اپنے دشمنون یعنی مسلمانون کی سلطنت کا حال یہ بیان کیا کہ اب
اس مین کچھ دم باقی نہین ہے اسکی جڑ بالکل سڑ اور گل کر بودی ہوگئی ہے ایسی کمزور جنگل
کم زور نہین ہے جہان اسکے خشک تنہ پر ہمارا ہاتھ لگا تو وہ گریگا اور اُسکی ساری شاخیں گر کر خشک
ہو جائینگی۔ راجہ کے سامنے ایک اور تقریر پر زور یہ کی کہ اب ہمارا وہ زمانہ آگیا ہے کہ ہندوستان
کی زمین سے بیگانون کو نکال باہر کرین اور اونکی سلطنت کو پامال کرین اور یون قیامت
تک نیک نامی حاصل کرین۔ اے راجہ اپنی کوشش سے تیری سلطنت کو یہان سے ہمالیہ
تک پھیلا دیں۔ آپ نربدہ پار جانے کی اجازت دیں اوسپر راجہ بے اختیار ہوکر بولا کہ تو
ایسا ہی لائق باپ کا بیٹا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرے جھنڈے ہمالیہ پہاڑ پر
تو گاڑے گا +

ساہو کی صفات اور پیشوا کی لیاقت +

راجہ ساہو کے دربار مین جو یہ مباحثے پیش ہوئے انمین باجے رائے کی رائے کو
غلبہ رہا اور روز بروز اس کا اختیار اور اقتدار بڑھتا گیا اور اوسکی امداد کی ضرورتون
کے سبب راجہ اسکا محتاج ہوگیا۔ اگرچہ راجہ ساہو قابلیتون سے خالی نہ تھا مگر بادشاہی

رود گجرات مین مرہٹون کے ساتھہ بڑی لڑائیان ہوئین نجم الدین علی خان نے مرہٹون کو خوب
ٹھیک بنایا مرہٹون نے بدہ نگرا اور بیل نگر جاگیر امیر الامرا کو تاخت و تاراج کیا۔ خانہ زاد خان
پسر سربلند خان و سید نجم الدین علی خان ساٹھہ ہزار سوارون و پیادون کی جمعیت اور چند ضرب
توپ خرد و کلان لیکر میدان کھنبایچ مین مرہٹون کے مقابل ہوئے۔ مرہٹون کی ایک جماعت
کثیر کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا۔ دریاے نربدا تک اونکا تعاقب کیا۔ حدود گجرات سے باہر
نکال دیا۔ مبارز الملک سربلند خان بہت فوج رکھتا تھا۔ پانچ لاکھہ روپیہ کی ہنڈوی ماہ بماہ
بادشاہ سربلند خان پاس بھیجتا تھا۔ اور یہہ بھی مقرر ہو چکا تھا کہ جبتک گجرات کا انتظام کلی نہ ہو
تو گجرات کا محاصل سپاہ ہی مین خرچ ہو۔ جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر پہنچی تو صمصام الدولہ
کی صوابدید سے زیادہ فوج کی برطرفی کا حکم ہوا اور سربلند خان کا درماہہ موقوف ہوا۔
جب تک سربلند خان پاس یہ حکم نہین پہنچا تھا اِس صوبہ مین بادشاہ کے سطوت کا
آوازہ بلند تھا اور متمرد خستہ حال و مستمند تھے +

اِن دنون مین بادشاہ کے دربار مین اور ہی گل کھلا۔ روشن الدولہ مین ہرچند بعض صفات
حمیدہ تھین لیکن اسکے سارے کامون کا مدار رشوۃ پر تھا۔ صوبہ کابل کی بابت بارہ لاکھہ
روپیہ سال بسال خزانہ عامرہ سے روشن الدولہ کے حوالہ ہوتا تھا۔ اسمین سے آدھا آپ رکھا جاتا تھا
اور آدھا بادشاہ پاس بھیجدیتا تھا اور ایسے ہی اور کامون مین عمل کرتا تھا۔ اسپر امرا نے سعایت
کرکے اسکا پردہ فاش کیا۔ بادشاہ نے اوسپر عتاب کیا اور محاسبہ لیا۔ بادشاہ کے متصدیون نے
دو کروڑ روپیہ اوسکے ذمہ نکالا۔ بادشاہ کے حکم سے روشن الدولہ سے یہ روپیہ طلب ہوا۔ مجبور ہوکر
یہ روپیہ اوسکو اگلنا پڑا۔ وہ بادشاہ کی نظر سے گر گیا اور اخراجات کا کام صمصام الدولہ
کو سپرد ہوا۔ شاہ عبد الغفور بھی مرتشی تھا بادشاہ کے مزاج مین دخیل تھا وہ بھی معرض عتاب مین آیا
اور محبوس و مقید ہوکر بنگالہ بھیجا گیا۔ بادشاہ کی عزیز کوکی رحیم النسا بھی ان دونو مختارون کی ہمراز
تھی۔ اوس کا بھی محل سے اخراج اور دربار سے ازدواج ہوا۔ غرض اب بادشاہ کے مزاج مین
صمصام الدولہ نے بڑا دخل پیدا کیا۔ اوسنے سربلند خان کی جگہ راجہ ابھے سنگہ کو گجرات کا

دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگہ کا صوبہ گجرات مین مقرر ہونا +

اونسے سادات بارہ کو جمع کیا سربلندخان سپاہ دوست آدمی تھا وہ ہر صوبہ مین کچھہ کچھہ دنون رہ چکا تھا تھوڑے بہت اوسکے پرانے دوست موجود تھے۔ تھوڑے دنون مین ایک لشکر شائستہ اس پاس جمع ہوگیا سربلندخان نے گجرات کے لئے اپنی نیابت کی سند شجاعت خان کو بھیجی۔ اسپر حامدخان غصہ ہوکر اپنی بے مقدوری کے سبب سے گجرات سے موضع دہد مین آنکر مقیم ہوا اور کنتاجی کو اپنی اعانت کے لئے طلب کیا اور ایک جمعیت بہم پہنچائی۔ اور اس کو ساتھہ لے گجرات پر چڑھا شجاعت خان بھی گجرات سے نکلا اور حامدخان سے لڑا اور جان کھو بیٹھا مقتول کا بھائی رستم علی خان بندر سورت مین حاکم تھا اوسنے جب بھائی کے مرنے کی خبر سنی تو اوسنے پورا سامان جنگ تیار کیا۔ اور پیلاجی گائیکوار کو جو اس نواح مین تاخت و تاراج کرتا تھا اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور بندر سورت سے چلا۔ حامدخان اور سنتاجی تیس ہزار سوار لیکر احمدآباد سے چلے بیچین لڑائی ہوئی۔ ظاہر مین پیلاجی رستم علی خان کی طرف تہا مگر باطن مین وہ سنتاجی سے ملا ہوا تھا۔ اوسنے دغا سے اپنے ساتھی کو لڑائی مین قتل کرادیا۔ حامدخان کو جتوا دیا جس نے اس کمک کے عوض مین اپنے ممالک مقبوضہ کی چوتھہ اور سردیس مکھی مرہٹون کے لئے مقرر کردی۔ سربلندخان وزارت کی امیدواری مین اکبرآباد اور اجمیر کے دورا ہے پر ٹھیرا ہوا تہا کہ اوسکو بادشاہ کا حکم بھیجا کہ گجرات کو روانہ ہو۔ اس وقت بادشاہ تورانی امیرون سے ایسا ناراض تھا کہ اوسنے آصف الدولہ سے مالوہ کا صوبہ لے لیا اور گردہر کو اوسکی جگہہ مقرر کردیا نجم الدین علی خان کو اجمیر کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ اور اوس کو سربلندخان کی اعانت کے واسطے حکم ہوا۔ وہ بھی اپنا سامان درست کرکے اوسنے جاملا۔ حامدخان بھی سنتاجی اور پیلاجی کو ہمراہ لے میدان جنگ مین دشمن سے مقابل ہوا۔ مگر شکست پائی سربلندخان اور سردارون نے ایک ور راہ سے جاکر احمدآباد پر قبضہ کرلیا۔ حامدخان آصف جاہ پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۱۳۸ھ کا ہے۔ اور دوسرے سال مین آصف جاہ نے مرہٹون کے ساتھہ حامدخان کو لڑنے کے واسطے گجرات پر بھیجا

حامدخان کا مرہٹون سے مدد طلب کرنا اور چوتھ دینا +

سرداروں سے اوسکا اتحاد تھا اوسکو مرہٹوں کے آپس کے فساد اور نفاق سے جو فتحیابی و کامیابی کی اُمید تھی وہ اپنی حسن لیاقت سے نہ تھی۔ اب اوسنے یہ چھیڑ نکالی کہ باجے راؤ کو شمالی ملک کی مہمات میں مصروف دیکھکر سری پت سے جو پیشوا کا مخالف تھا رسم و راہ پیدا کر کے یہ عہدنامہ حاصل کرنا چاہا کہ حیدرآباد کے گرد کے اضلاع سے چوتھ اور سردیس مکھی نہ لے جائے (ان دونوں چیزوں کے لینے کا فیصلہ پہلے مرہٹوں کے حق میں بادشاہی حکم سے ہو چکا تھا) اور اوسکے عوض میں ملک یا نقد روپیہ ٹھیر جائے۔ غرض اس سے یہ تھی کہ اوسکی دار السلطنت کے گرد ملک بالکل مرہٹوں کی اس مداخلت سے خالی ہو جائے جو بار بار ان محصولوں کے سبب سے ہوتی تھی۔ اور ایک ملک جو سب طرح مرہٹوں کے جھگڑوں سے پاک ہو اوسکو حاصل ہو جائے۔ اس راجہ اور سری پت کو اوسنے راضی کر لیا۔ مگر پیشوا جو آیا تو اوس انتظام کو ناپسند کیا۔ بھلا وہ اپنے اختیارات کو جو غیر محدود تھے کیوں اس انتظام کو منظور کر کے محدود کرتا۔ خیر یہاں اس امر پر گفتگو ہو رہی تھی کہ نظام الملک اپنی قدیمی چال چلا جسمیں اوسکو پہلے کامیابی حاصل ہو چکی تھی وہ یہ تھی کہ ان دنوں میں کولاپور کا راجہ سنبھاجی دوم مرہٹوں کی ریاست کا دوسرا دعویدار ساہو کی اقبالمندی کے مقابل میں پھیکا پڑا تھا اپنے خاندان کے ملک میں صرف جنوبی حصہ پر اوسکا قبضہ تھا اور باقی ملک کا وہ دعویدار تھا اب اس دعویدار کی حمایت پر آصف جاہ نے کمر باندھی۔ اور بادشاہ کا اپنے تئیں قائممقام سمجھکر اوسنے یہ حاکمانہ حکم دیا کہ ہمکو یہ بڑا شبہ واقع ہوتا ہے کہ میرے ملک سے چوتھ اور سردیس مکھی وغیرہ حقوق کا روپیہ مرہٹوں کا حق مقرر ہے وہ سنبھاجی کا حق ہے یا ساہو راجہ کا۔ فریقین اپنے دعوے کو بدلائل پیش کریں۔ تمام راجہ ساہو کے کلکٹروں کو اوٹھا دیا اور چوتھ کا روپیہ ادا نہ کیا راجہ ساہو اس امر کو سنکر آپے سے باہر ہوا اور اوسکا ارادہ ہوا کہ اسی وقت لشکر کو خود چڑھا کر لے جائے مگر پیشوا نے اوسکو ٹھنڈا کر کے اس مہم کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور تھوڑے دنوں میں اپنی دانشمندی سے سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کیا اور اس خوبصورتی سے اس کام کا انجام دیا کہ اپنے راجہ کی سلطنت کی بنیاد پختہ کر دی۔ نظام الملک نے اس اپنی عمدہ تدبیر کے پورا ہونیکے

صوبہ مقرر کیا اور سربلند خان کو بادشاہ پاس بلایا۔ راجہ نے اپنی آرام طلبی کے سبب سے اپنا نائب گجرات بھیجا۔ سربلند خان نے اوسکو شکست دی کر نکال دیا۔ اوسکے بعد دوسرا نائب بھیجا اسکا حال بھی پہلے نائب کا سا ہوا۔ پھر راجہ خود پچاس ساٹھ ہزار سپاہ لیکر گجرات روانہ ہوا۔ سربلند خان ہر چند بادشاہ اور آصف الدولہ سے تشویشیں رکھتا تھا۔ لیکن بہ سبب قلت زر و اسباب سفر ناچار ابھے سنگہ سے لڑا اور اوسکو ایکدفعہ شکست دیدی اسی فتح کو غنیمت جانا اور آیندہ جان لیا کہ راجہ سے مین نہین لڑ سکتا۔ اسلئے پیغام سلام کرکے راجہ سے صلح کرلی اور پگڑی بدل بھائی بن گیا اور اوس سے روپیہ وصول کرکے سفر لیکر شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف راجہ ابھے سنگہ سے سربلند خان لڑا تھا اس لئے بادشاہ نے دو سو گرز بردار بھیجے کہ سربلند خان کو قید کرکے لے آئین اکبر آباد مین جب سربلند خان آیا تو گرز برداروں نے اوسے قید کرلیا۔ یہان وہ عفو تقصیر کے انتظار مین مقیم ہوا۔ تو ہمراہ کی سپاہ جو اکثر برطرف ہو گئی تھی تنخواہ کے تقاضے کی شورش کی۔ برہان الملک جس نے سربلند خان کی مدتون نوکری کی تھی وہ اکبر آباد مین تھا اوسنے سربلند خان سے درخواست کی کہ مین اپنے پاس سے تنخواہ چکادون تو یہ بات سربلند خان کو گران معلوم ہوئی اور اوسنے کہا کہ خدا کے فضل سے میرا حال ایسا نہین ہے کہ دوستون کا احسان اوٹھاؤن اسکی حرم سرا مین خزانہ مخفی تھا اوسنے اشرفیان نکال کر سپاہ مین تقسیم کردین +

جب آصف جاہ وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہوکر ۱۷۲۳ء مین تیسری مرتبہ دکہن مین آیا تو اوسنے ارادہ یہہ کرلیا کہ وہ ایک خود مختار ریاست قایم کرے چنانچہ تم پڑھ چکے ہو کہ وہ مبارز الملک کو مار کر دکن مین مستقل حاکم ہوگیا۔ اگر اوس پاس سے مالوہ اور گجرات کے صوبے نہ نکل جاتے تو وہ تہائی ہندوستان کا بادشاہ ہو چکا تھا۔ اب دکن مین اوسکی سلطنت ایسی شان اور شوکت سے جم گئی تھی کہ اوسنے ارادہ کیا کہ مرہٹون سے جو اوسکے ہمسایہ مین بڑے اندیشہ ناک دشمن تھے اپنے معاملات کو درست کرے وہ مرہٹون کی خصلت سے خوب واقف تھا۔ اونکے آپس مین جو فساد اور عناد تھے اونکو خوب سمجھتا تھا اون کے بڑے بڑے

آصف جاہ کا [illegible] دکن مین خود مختار ہونا ۱۷۲۳ء [illegible]

سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی اور ۱۷۳۱ء مین اوسے مجبور کر کے یہ دستاویز لکھالی کہ تمام مرہٹونکا مسلم اور سردار ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے وہ راجہ فقط حوالی کولاپور پر جسکی مغربی حد سمندر سے محدود ہے قابض رہیگا۔ اس کام سے سری پت راؤ کی بھی عزت ہوئی۔ مگر یہ کام اوس رتبہ اور شان کا نہ تھا جو باجی راؤ نے کیا تھا گو آصف جاہ کو یہ ہفت اپنے رقیب کے سامنے پیش آئی مگر پھر بھی وہ مرہٹون کی حکومت کے توڑنیکی حکمتین سوچتا رہا۔ اور آخر کو اوسنے ایک بڑا زبردست دشمن پیشوا کے لئے کھڑا کیا۔

ٹرمبک راؤ دہابری ایک بڑا مرہٹون کا سردار تھا۔ اور وہ گجرات مین لڑا تھا اور اوسکی بدولت مرہٹون کی حکومت کی صورت گجرات مین جمی تھی۔ مگر پیشوا نے گجرات کے حاکم سے جو عہدنامہ کیا اوس سے کچھہ ثمرہ ٹرمبک راؤ کو اپنی جانفشانی کا نہین حاصل ہوا بلکہ وہ اولٹا باجی راؤ کو حاصل ہوا۔ اس سبب سے اوسکا دل پیشوا سے گھٹنے اور جلنے لگا۔ اور اوسنے آصف جاہ کو اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور پینتیس ۳۵ ہزار آدمی دکھن کی طرف لیجا کر یہ ارادہ مصمم کیا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پھندے سے نکالے +

باجی راؤ نے بہت جستی اور چالاکی سے یہ چاہا کہ یہ دونو اوسکے قوی دشمن متفق نہون اسلئے گو اوسکی فوج ٹرمبک راؤ سے آدھی تھی۔ مگر اوسمین چنے چنے سوار اور رخانہ پرور سپاہی تھے۔ اس سپاہ کو وہ جلدی سے گجرات مین لے گیا شیر کی مونچھون کو اوسکے غار مین اکھیڑنے کا قصد کیا۔ ٹرمبک راؤ کے ہراول کو نربدا کے قریب شکست دی اور پھر اوسکی بھاری فوج پر جا پڑا۔ ٹرمبک راؤ نے یہ ارادہ کیا کہ کیا فتح حاصل کیجے یا جان دیجے۔ اسلئے اوسنے اپنے ہاتھی کے پیرون مین زنجیرین ڈلوادین۔ اس بلند ہمتی سے سپاہ نے بڑا سخت مقابلہ کیا اور باجی راؤ بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کا دل بڑھاتا رہا۔ آخر کار ٹرمبک راؤ کے ایک گولی اتفاق سے لگی جس سے وہ مرگیا اور اس طرح ۱۷۳۱ء مین اس قوی دشمن کا خاتمہ ہوا نظام الملک کا یہ دوسرا وار تھا وہ بھی خالی گیا۔ اب اوسکو فقط اپنی ذات سے رقیب سے سلجھنا پڑا اس فتح سے پیشوا کو بالکل گھمنڈ ہوگیا ہے نام غلبہ مرہٹی بادشاہت پر ہوگیا۔ دشمن کے ساتھ

واسطے پہلے اسنے کہ ساہو کے مقابلہ مین میدان جنگ مین آئے اوسنے مصالحت کی باتین
کرنی شروع کین اور یہ اوسنے کہا کہ مین نے یہ تجویز فقط تمہارے ہی فائدہ کے لئے پیشوا کے ہاتھہ سے
رہائی دلوانی کے لئے سوچی تھی۔ پس راجہ کو چاہئے کہ جن لوگونکو موقوف کیا ہو اونکو بحال کرے
۔ وہ ہمیشہ اوسکے وفادار تابعدار رہینگے مگر اسوقت ایسی چالاکی کی باتین بنانا نظام الملک کی
غلطی تھی شاید یہ باتین اور وقت راجہ کو اپنے وزیر پر شک دلاتین مگر اسوقت تو سارا غصہ
راجہ کا اسطرف جھکا ہوا تھا پیشوا کی شیوا بیانی اور خوش زبانی کب ایسی باتون کی طرف متوجہ
ہونے دیتی تھی غرض برسات کے موسم مین دونو طرف لشکرون کے سامان ہوتے رہے
اور ۱۷۲۷ء کو نظام الملک کی ہراول کی فوج کو پیشوا صدمہ پہنچا کر پھر گیا اور دشمن کو دق کرنیکے
واسطے اورنگ آباد کو جا دہمکایا۔ اور یہ مشہور کردیا کہ میرا ارادہ برہانپور کے غارت کرنے کا ہے
اس سبب سے دشمن شمال کو چلا۔ کچھہ فوج اوسنے دشمن کے سامنے کی۔ باقی فوج سے بڑی تیزی
اور تندی چالاکی سے گجرات پر یورش کی۔ اب آصف جاہ یہ سوچا کہ دشمن کا تعاقب کرنا
بے سود ہے اسلئے وہ جنوب کی طرف چلا اور پونہ پر حملہ کیا لیکن پیشوا جلدی سے گجرات کے باشندون
کو قتل کر خون کے ندی نالے بہا اور سیکڑون گہرونکو بے چراغ کرکے اپنے ملک کی حفاظت
کے واسطے بہت جلد آگیا۔ اب یہان آصف جاہ کی فوج نے کچھہ کام نہ کیا۔ اس کام کے کرنیکے
اوسکے بڑے دوست مرہٹے تھے۔ اونکی دوستی پر چندان اعتبار نہ تھا۔ سوا اس کے آپسمین نا اتفاقی
تھی۔ غرض اسوقت نظام الملک بڑی مصیبت مین پھنسا۔ اور اوس سرزمین مین ٹھہر گیا جہان
پانی ملنا بھی دشوار تھا۔ آخر کو لاچار ہوکر اوسنے کولاپور کے راجہ سنبھاجی کا بھی ساتھہ چھوڑا۔
اور ۱۷۲۹ء مین راجہ ساہو سے اس اقرار پر صلح ہوگئی کہ چوتھہ اور سردیس مکھی کی تمام باقیات کا روپیہ
ادا کرونگا۔ اور چند مضبوط قلعے اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکے لئے ضمانت مین سپرد کرونگا
یہ پہلا ہی وقت تھا کہ یہ دونو رقیب میدان جنگ مین آمنے سامنے آئے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ
وہ اورنگزیب کے زمانہ کا بوڑھا تجربہ کار امیر جسنے سیکڑون میدان مارے ہون وہ یون عاجز ہوکر
ایک نوجوان برہمن سے ایسی شرائط پر صلح کرے جبکہ باجی راؤ اس کام مین مصروف تھا سری پت سے بھی

آصف جاہ اور بلجے راؤ کی مصالحت +

جب آصف جاہ کی کوئی چال ٹھیک نہ بیٹھی اور پیشوا اوسپر غالب ہوا۔ اور اوسکو یہانتک اقتدار حاصل ہوگیا۔ کہ چاہتا تو آصف جاہ کو اوسکی تدابیر کے برتنے کا مزہ چکھا دیتا۔ مگر یہ دونون آدمی عقلمند تھے اور خوف دونو طرف تھا۔ باجی راؤ یون ڈرتا تھا کہ مہمات دور دراز پر جانا ہے اور ہمسایہ مین آصف جاہ جیسے دشمن کو چھوڑنا عقل دور اندیش کا کام نہین۔ اسمین بڑا خوف ہے کہ کہین عزت اور آبرو جو گھر کی سلطنت مین حاصل ہوئی ہے برباد نہ جائے۔ آصف جاہ کو یہ خوف تھا کہ مین نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ہے کہین میری جگہ باجی راؤ کو بادشاہ نہ مقرر کردے۔ غرض یہ دونو عاقل عاصیا سوقت اپنی مصلحت اسی مین سمجھے کہ چپکے چپکے دونون نے آپسمین صلح کرلی۔ اور اونمین قول وقسم ہوگیا۔ دونون ایک دوسرے کے ممد ومعاون رہین +

مرہٹون کی نیو +

اسوقت مین مرہٹون کی اور بڑے بڑے خاندانون کی نیو پڑی جب بلجے راؤ نے مالوہ پر دھاوہ کیا تو اوسنے اپنی سپاہ کے حصون کے تین بڑے افسر مقرر کیے۔ اوداجی پوار۔ ملہر راؤ ہلکر۔ رانا جی سیندھیا۔ اوداجی تو پہلے سے بھی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوسنے ملک دہار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تہا۔ مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج اور رتبہ حاصل ہوا جو سیندھیا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا۔ ملہار راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ دریاء نیرا پونہ کے جنوب مین وہ بھیڑ بکریان چراتا تھا۔ رانا جی سیندھیا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز شمار ہوتا تھا مگر تنگدستی کے سبب سے وہ بلجے راؤ کے ادنی خدمتگارون مین نوکر ہوا۔ یہ تینون سردار بعض اور خود مختار سردار نہ تھے۔ بلکہ بلجے راؤ کے محکوم تابعدار تھے اوس کی طرف سے مہمات عظیم کا سرانجام دیتے تھے۔

ابھے سنگھ کا حال اور اوسکی گجرات کی صوبہ داری +

سربلند خان کی معزولی کا حال پڑھ چکے ہو کہ اوسکی جگہ راجہ ابھی سنگھ جودھپور والا مقرر ہوا تھا اگرچہ ایک خود مختار راجہ کو کسی صوبہ مین حاکم مقرر کرنا سب وقتون مین قابل اعتراض اور مصلحت کے خلاف ہے اور خصوصاً ابھے سنگھ جیسے راجہ آوارہ مزاج کو تو اس کام پر مقرر کرنا سراسر حماقت تھا۔ اوسنے اپنے باپ جیت سنگھ کو قتل کیا تھا۔ اس قتل کا سبب مورخون نے جدا جدا بیان کیا ہے۔ راجہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی۔ اسلئے قمرالدین خان نے اوس سے وعدہ کیا

اوسنے بڑی بڑی ترقی سے دشمنونکو بہت تنگ کیا بلکہ ترمبک راو کے بیٹے کو گدی پر بٹھایا اور وہ حقوق اور مراتب مرہٹونکے جو گجرات مین متعین تھے باین شرط عطا فرمائے کہ نصف آمدنی اوسکی معرفت سرکار ساہو جی مین داخل ہوا کرے یہ راجہ لڑکا تھا اسلئے اوسکی ماکو اوسکا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اوسکی طرف سے پیلاجی گائیکوار کو سونپا یہ بڑا ہوشیار سردار تھا۔ یہ خاندان وہی ہے جسکے راجہ آجکل بڑودہ مین حکومت کرتے ہین بھیل اور کولی قومون کی اعانت سے اس خاندان کا عروج ہوا تھا۔ وہ ان چھوٹی قومون کے سردار اور افسر تھے۔ یون اس دانشمند پیشوا نے اپنے ملک کے جھگڑون کو تمام کیا +

سربلند خان مرہٹون کی خصلت اور عادت سے خوب واقف تھا اب جو اوسنے دیکھا کہ نظام الملک بازی لے گیا۔ تو اول اوسنے بادشاہ سے متواتر امداد طلب کی مگر وہان نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا تھا تو پھر اوسنے مرہٹون سے ان شرائط پر صلح کر لی کہ وہ اپنے ملک کی محاصل زمین اور سائر کی چوتھ اور سردیس مکھی دیگا۔ یہ دونون محصول ملکر پینتیس ۳۵ روپیہ سیکڑا کل محاصل ملک ہوتی تھی اور اسکے عوض مین راجہ کو ڈھائی ہزار سوار ہر وقت کمک کے واسطے تیار رکھنے پڑینگے۔ اور چوتھ کی تحصیل کے واسطے دو ایک کلکٹر اوسکی طرف سے رہینگے سوا اسکے کچھ اور روپیا نہ مطالبہ کیا جائے اور بادشاہی سلطنت کے قیام اور استحکام مین ہر طرح کی کوشش کی جائے۔ ایک بڑی بیڈھب شرط یہ بھی جو باجے راو نے راجہ کی طرف سے کی تھی کہ جو زمیندار اور سردار کسی طرحکا خلل انداز ملک کے امن مین ہوگا اوسکا انتظام کرنا ہمارا کام ہوگا۔ یہ شرط گائکوار کی مرضی کے خلاف تھی کیونکہ وہ بھیلون اور کولیون کا سردار تھا اور ان دونو قومونکی گذر اوقات لوٹ مار پر تھی۔ اس شرط سے اونکے رزق کا دروازہ بند ہوتا تھا پیلاجی گائکوار اس وقت ترمبک راو ڈہابری کا نائب تھا سو اس شرط سے یون چل گیا کہ گویا اسی باجے راو کو اختیار ہوا کہ اگر ترمبک راو اور اوسکے دوستون مین سے کوئی ملک مین دست اندازی کرے تو اوس مین بھی وہ دخیل ہو۔ اس سبب سے اوسنے نظام الملک سے اتفاق پیدا کیا اور پونہ کا قصد اس نیت سے کیا کہ راجہ کو پیشوا کے ہاتھ سے چھڑائے مگر پیشوا کی پیش قدمی اور دانشمندی فرزانگی کے آگے ترمبک راو ٹین کو کے رہ گئے +

[illegible]

مالوہ کی صوبہ داری باجے راؤ کو مقرر ہونا +

غرض وہ بھی مرگیا ۱۱۴۳ھ میں محمد خان بنگش اوسکی جگہ مقرر ہوا - مگر اوسکو بندیلوں سے ایسا معرکہ
آن پڑا کہ وہ اوسمین مصروف ہوا - راجہ جے سنگہ والی جے پور کو یہ صوبہ عنایت ہوا یہ راجہ خود بڑی
مہارت علم نجوم میں رکھتا تھا اور علم و ہنر کا بڑا قدر شناس تھا دلی مین آجتک جیسنگہ پورا اور جنتر منتر
اوسکی نام کو یاد دلا رہے ہیں اس وقت وہ بڑا معزز راجہ تھا مگر مستقل مزاج اور عالی ہمت
نہ تھا مرہٹوں سے اوسکو موروثی تعلق تھا مگر یہ تعلق اتنا تھا کہ دغابازی سے وہ مالوہ مرہٹون کو
دیدیتا جب اوسنے دیکھا کہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے میں کچھہ فائدہ نہیں ہے تو بادشاہ کے
اشارہ سے اوسنے یہ صوبہ باجے راؤ کو ۱۱۴۷ھ مین دیدیا - اب اس مالوہ کی مہم مین مرہٹون کو
بندیل کھنڈ مین بھی جانیکا اتفاق ہوا جسکا ذکر نیچے دس پانچ سطروں کے بعد لکھا جاتا ہے -
گجرات اور مالوہ کے صوبون کے نکل جانیسے سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا - ایسے وقت مین افسوس
ہے کہ مسلمانون کے ننگ و نام کے رکھنے والے جوانمرد اور جنگ آور موجود نہ تھے - نامردون سے
کیا کام ہوتا ہے جہان شیر کا کام ہو وہان لومڑی سے کیا کام نکلتا ہے جہان لوہے کی
تلوار کا کام ہو وہان لکڑی کی تلوار سے کیا سرانجام ہوتا ہے - پانی سے آگ کا کب کام نکلتا ہے
خاک سے ہوا کا کیا خاک کام ہوتا ہے - قاعدہ ہے جہان جبن اور نامردی گھر بناتی ہے
وہان مکاری دغابازی بیوفائی بے ایمانی ضرور اوسکے ہمسایہ مین آباد ہوتی ہین صمصام الدولہ
نے تمام باغیون کی تنبیہ اور سلطنت کے انتظام کو مکاری اور عیاری پر موقوف رکھا تھا اور یہہ
چاہتا تھا کہ حیلون اور شعبدون سے سارے فتنہ اور آشوب کو دور کر دون - اور آصف جاہ اور
باجے راؤ جیسے دشمنون کو لطائف الحیل مین ٹال دون بھلا پانی مین کیونکر آگ لگ سکتی ہے
یہ ارادہ اوسکا کیونکر پورا ہوتا - ایسی تدبیرون سے تو اور سلطنت کی قوت گھٹتی اور باغیون کی
تقویت بڑھتی روز بروز نفاق کا دروازہ کشادہ ہوتا تھا - اور حوادث اور فتنون کا مادہ زیادہ
ایسے وقت مین تو ایسا کوئی بادشاہ ذی شوکت صاحب سطوت عالمگیر جیسا ہوتا کہ متمرد
سرکشون اور باغی گردن کشون کے نخل نخوت اور بغاوت کو اپنے صدمون سے جڑ پیڑ
سے اوکھیڑ کر پھینکتا +

کہ باپ کو مار ڈالے تو اوسکو جودہ پور کی ریاست ملجائیگی - اسلئے اوسنے باپکے خون سے ہاتہہ لال کئے کوئی لکھتا ہے کہ کسی رجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگہ کی نسبت ٹہیری تھی - مگر راجہ اجیت سنگہ نے خود اوسسے شادی کرنی چاہی - اسلئے بیٹے نے غیرت مین آنکر باپ کو مار ڈالا - اور یہ عورت راجہ کے ساتہہ ستی ہوگئی غرض جس بیوفا راجہ نے باپ کو دغا سے قتل کیا ہو اوسسے وفاداری اور جان نثاری کی امید کرنی آگ سے پانی کی امید رکھنی ہے مگر بات امین یہ تھی کہ ابھے سنگہ کو ایسے قومی ذریعے حاصل تھے کہ مغلون کی حکومت کو حاصل نتھے اور وہ اپنے ذریعون کی بدولت اس باتکے قابل سمجھا گیا کہ سربلند خان کے قبضہ سے گجرات نکال لیگا اور مرہٹون کی لوٹ مار سے بچاویگا - پہلا مطلب تو حاصل ہوا کہ سربلند خان کو ایک سال مین فوج کشی کرکے ۱۷۳۰ء مین گجرات سے باہر کردیا - مگر دوسرا مقصد حاصل ہونا سہج نہ تہا - پیلاجی گائکوار اگرچہ ۱۷۳۲ء مین بڑودہ سے خارج ہوگیا تہا - مگر اتبک اوسمین اس قدر دم باقی تھا کہ جب راجہ ابھے سنگہ نے اپنی حکومت کا استحکام اسمین سمجھا کہ کسی طرح اوسکو ٹھکانے لگا دے - چنانچہ ۱۷۳۲ء مین اوسکو دغا سے مار ڈالا اسپر اوسکے بھائی بندونکے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے - اور اوسکو برباد کردیا اور آس پاس کی قزاق قومون بھیل اور کولیون کو برانگیختہ کیا کہ وہ کبھی مسلمانونکی مطیع نہوئین - غرض ان جنگلی قومون اور گائکوار کے خاندان نے ملکر ملک گجرات کو آپسمین تقسیم کرلیا - بلکہ اونہون نے جودہ پور پر جاکے ہاتہہ بہیکا جسکے سبب راجہ ابھے سنگہ گجرات کو چھوڑکر اپنی ریاست کی واسطے یہان نائب چھوڑ کر بھاگ گیا اور اس نائب سے کچھہ نہ ہوسکا +

مالوہ کی صوبہ داری پر باجے راؤ کا مقرر ہونا +

پہلے لکھہ آئے ہین کہ مالوہ مین راجہ گردہر صوبہ دار تہا - یہ راجہ جوانمردی سے خالی نہ تہا اوسنے باجے راؤ سے لڑنا شروع کیا اور بادشاہ سے باربار بہ سبب قلت سپاہ کے امداد مانگی مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا - آخر کار اس لڑائی مین وہ مارا گیا - اور اوسکی جگہ اوسکا بھتیجا دیارام مقرر ہوا وہ بہی لڑتا رہا اور بادشاہ کو لکھتا رہا کہ جب تک مین زندہ ہون ہندوستان سے مرہٹون کو روک رہا ہون میرے مرنے کے بعد وہ سارے ملک مین پھیل جائینگے

افغان ہم قومی کی حمیت کے سبب سے جمع ہوئے غضنفر جنگ کی بیوی اور بیٹے سے تھوڑے روپیہ کا سرانجام ہو سکا افغانون نے اسی پر قناعت کی اور وہ قائم جنگ کو اپنا افسر بنا کے وقت غضنفر خان پاس پہنچے اور قلعہ سے اوسکو نکالا اور الہ آباد مین پہنچایا۔ بیٹے نے یہ بڑا کام کیا کہ باپ کو بچایا مگر اس بچنے سے اسکا صوبہ نہ بچا۔ راجہ بندیل کھنڈ نے باجے راؤ کو اسکی حسن خدمات کے عوض مین جمنا کے کنارہ پر جھالسنی کا علاقہ دیا۔ بعد ازان جب مرنے لگا تو بلجے راؤ کے لئے ایسے حقوق بندیل کھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جنکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے ہاتھ لگ گیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ راجہ نے باجے راؤ کو متبنی کر لیا تھا +

غضنفر و سربلند خان کا عتاب +

امرائے حضور نے غضنفر جنگ پر مرہٹون اور بندیلون سے مغلوب ہونے کا قصور ثابت کیا تو وہ مورد عتاب مین آیا اور الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور مبارز الملک سربلند خان کی عفو تقصیرات ہوئین اور وہ الہ آباد کا صوبہ مقرر ہوا۔ اوسنے اپنے بڑے بیٹے خانزاد خان بہادر غالب جنگ کو صوبہ مذکور مین نائب مقرر کیا۔ وہ خود اکثر بادشاہ پاس رہتا مگر دربار مین شکستہ خاطر ہونے کے سبب سے کمتر جاتا اکثر گھر مین پڑا رہتا +

متفرق واقعات +

ان ہی دنون مین حیدر قلی خان مع اپنی بیوی کے حسن خانہ مین سوتا تھا۔ رات کو حسن خانہ مین آگ لگی بیوی نیم سوختہ زندہ نکلی میان ایسا سوختہ ہوا کہ کسی علاج سے اچھا نہوا دنیا سے چل بسا اور ۱۸ جمادی الاولی ۱۱۴۳ھ کو محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد نے انتقال کیا۔ اسی سال میں میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر صمصام الدولہ کو مفوض ہوئی۔ اس سال مین چہارم شوال کو برہان الملک کے باروت خانہ پر آگ لگی۔ فیروز شاہ کا منارہ آدہا اڑگیا اور اوسکے نیچے کی آدھی عمارت اڑکر دور جا پڑی۔ اس زمانہ مین نجم الدین علی خان رحمت الہی سے واصل ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری علاوہ میر آتشی کے مظفر خان کو ملی ۔ دہم جمادی الاخری کو بادشاہ کچھہ بیمار ہو گیا ۔ ۷ شعبان کو راجہ ابھے سنگہ پسر مہاراجہ اجیت سنگہ بادشاہ پاس آیا تھا اوسنے سنا کہ مرہٹون نے اوسکے وطن مین فساد مچایا اسلئے وہ رخصت لیکر اپنے دار الملک جودہ پور مبرتھا کو روانہ ہوا۔ اس سال مین ایک ہندو جوہری نے پنجابی

غضنفر جنگ اور بندیلون کی لڑائی اور مرہٹون کا دخل +

جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹونکا تسلط ہوگیا اور بادشاہ سے انکا تدارک کچھہ نہ ہوا تو اونکا اور آگے حوصلہ بڑھا اور صوبہ الہ آباد اور اکبر آباد پر اونکا دانت ہوا جسوقت باجے راؤ مالوہ مین آیا ہے اوسوقت محمد خان بنگش جو مالوہ کا صوبہ دار تھا۔ بندیل کھنڈ کے راجہ چہتر سال سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ اس راجہ کی ریاست مالوہ اور الہ آباد کے درمیان واقع تھی۔ محمد خان بنگش اپنی قوم کے بہت سے سپاہیون کو ساتھہ لیکر بندیل کھنڈ پر چڑہ گیا۔ اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ وہان کے دار الملک مین اس جدید ملک کے انتظام کے لئے اقامت اختیار کی۔ راجہ ایسا اوسکے ہاتھہ سے تنگ آیا کہ اوسنے ناگ پور کلان کے مرہٹون سے استعانت کی درخواست کی باجے راؤ ان سردارون مین سے جو اجین مین تھے وعدہ کیا کہ ہم اس اعانت کے عوض مین ملک اور روپیہ دینگے۔ باجے راؤ نے اوسکی درخواست منظور کی اور سپاہ روانہ کی جو بجلی کی طرح محمد خان بنگش پر جا پڑی وہ گھبرا کر قلعہ جیت گڈہ مین محصور ہوا۔ اس قلعہ کو مرہٹون نے ایسا محاصرہ کیا کہ گھاس کا تنکا نہین پہنچنے دیا۔ اور یہانتک قلعہ والون کو کھانے پینے کی تنگی ہوئی کہ گائے

گھوڑے

گدہے گتے تک

نہ چہوڑے

جو کھانے کی

چیزین نہ تھین وہ کھائین۔ باہر نکلنا میسر نہ ہوا غضنفر جنگ کے زن و فرزند فرخ آباد مین تھے وہ امراء حضور سے استعانہ و استمداد کرتے تو کوئی نہین سنتا۔ دہلی کی سلطنت مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی آخر ناچار ہوکر احمد خان کے بیٹے قائم خان نے اقوام سے رجوع کی اور اوسکی بیوی نے روہیل کے پٹھانون کے پاس اپنی چادر بھیجی کہ وہ بنگش کو گرفتاری سے خلاص کرین (پٹھانون مین اس طرح چادر بھیجنا نہایت ضرورت کی حالت مین عزت بچانے کے لئے درخواست کرنا ہے)+

بھی رعایت کی تو امیر الامرا نے ناچار ہو کر اپنے بھائی مظفر خان کو جو گھر میں بیٹھا اپنی شجاعت
کی شیخیاں بگھارتا تھا مرہٹوں کی جنگ اور تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت دلائی اور پانس امیر
مع سپاہ کے اوسکے رفیق اور معین کئے۔ افواج شاہی اوسکی ہمراہی مین گئی غرض وہ بڑے
ٹھاٹھ سے مرہٹون سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا مرہٹون کی لڑائی کا ضابطہ جنگ
بطور چپاولی و قزاولی ہے اثناء راہ میں کہیں مظفر خان سے مرہٹے دوچار نہ ہوئے۔ وہ
سرونج مین جا کر مقیم ہوا۔ اس میدان مین مرہٹون نے چند ماہ اوسکو محصور رکھا اور اجناس
و غلہ کو اس پاس جانے نہ دیا مظفر خان بہادر نے خودداری کر
بادشاہ اور اپنے بھائی کے حکم کا انتظار کیا جب حکم معاودت صادر ہوا تو اوسنے خدا کا شکر
کیا۔ اور بادشاہ اور بھائی کی خدمت مین آیا دوازدہم محرم ۱۱۴۷ھ کو بادشاہ کی کورنش
بجا لایا۔ اس سفر پر بھی اوس کے خوشامدیون نے کہا کہ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند +
چہارم جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان مرہٹون کی
تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ یہ دونو بہادر بھی مظفر خان کی طرح مرہٹون کو
تلاش کر کے اولٹے چلے آئے۔

شوال ۱۱۴۷ھ میں مرہٹون نے قصبہ سانبھر پر کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے
تاخت کی وہان کے فوجدار فخرو نے تین چار ہاتھی اور تین لاکھ روپیہ کا مال اسباب خانہ
مرہٹون کو دیا کہ وہ اسے دست بردار ہون مرہٹون نے اوسپر قناعت نہ کی فخرو کو ایسا
لوٹا کہ صرف اوسکے بدن پر کپڑے چھوڑے۔ قصبہ مذکور کے قاضی نے جاہلیت کی حمیت
کو کار فرمایا کہ پہلے اپنے عیال کو مارا اور پھر جہان تک ہو سکا مرہٹون سے لڑا اور مجروح
ہو کر اپنے گھر مین مرا۔

اس زمانہ مین راجہ بھگونت کچھوارہ زمیندار غازی پور ضلع کوڑہ مین سرکشون کا بڑا سرغنہ
تھا وہ جان نثار خان کو ہمیشہ آزار پہنچاتا تھا۔ جان نثار خان و قمر الدین خان کا بہنوئی ضلع
کوڑہ کا ناظم تھا جب کوڑہ مین نواب سربلند خان صوبہ الہ آباد مین آیا تو جان نثار خان نے بھگونت کے

کفش دوزون مین سے ایک کفش دوز کو ہولی کے ہنگامہ مین مار ڈالا تھا اونھون نے بادشاہ سے
فریاد کی جب کسی نے نہ سُنی تو اونھون نے جامع مسجد مین دو جمعون کی نماز نہ پڑھنے دی۔ قاضی
کو بے عزت کیا۔ روشن الدولہ انتظام کو گئے تو ادنپر بھی دور سے جوتیان پھینکی گئیں۔ غرض مشکل
سے یہ دنگہ مٹا۔ آخر شوال اور ماہ ذیقعدہ مین شاہجہان آباد مین عفونت کے سبب سب چھوٹے
بڑے تپ مین مبتلا ہوئے۔ پٹنہ والہ آباد و اکبر آباد سے بیماری شروع ہو کر شاہجہان آباد
مین آئی۔ یہان سے پانی پت و لاہور میں اوسنے سرایت کی مگر انجام بخیر ہوا تھوڑے آدمی مرے
ماہ رجب ۱۱۴۳ھ مین بعض راتوں کو ایسی سردی پڑی کہ مٹکے اور ٹھلیون میں پانی جم گیا اور
برف پڑی۔ اس شہر میں کبھی ایسی جاڑے کی شدت نہیں ہوئی +

پانچویں رجب ۱۱۴۵ھ کو بادشاہ شاہجہان آباد سے اعز آباد بڑھتھہ کی طرف سیر و شکار
کو گیا۔ سرزمین اکبر آباد مین مرہٹون کی شوخیون کی خبر سنکر ادنکی گوشمالی کے ارادہ سے ایک دو
منزل بادشاہ چلا اور ہنڈن ندی کے کنارہ پر سات آٹھہ روز قیام کیا جب مرہٹون کے
باہر چلے جانے کی خبر سنی تو ماہ شوال مین شاہجہان آباد میں چلا آیا + بادشاہ کا سیر و شکار کو جانا +

دہم رمضان ۱۱۴۶ھ کو بادشاہ نے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ کو مرہٹون
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا جب مرہٹون نے گجرات اور مالوہ کے صوبون کو تسخیر کر لیا اور کوئی
اوسکا تدارک ظہور مین نہیں آیا۔ تو اونھون نے اپنے تگ و تاز کو اور دست طلب دراز کیا آہستہ آہستہ
آگے قدم بڑہایا۔ اور کچھہ مدت گذرنے کے بعد ملک بادشاہی کے ایک دو محال پر تصرف کیا
یہانتک کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد وہ گوالیار تک جو اکبر آباد سے قریب ہے متصرف ہوئے
آصف جاہ نے مرہٹون کے اغوا مین کوشش کی فساد کو بڑہایا۔ اور مرہٹون کو اور
بلاد کی تسخیر پر دلالت کر کے دلیر کیا۔ ارکان سلطنت کے ضعف کو مرہٹے دیکھہ کر خود بخود
آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے اب آصف جاہ کی تحریک کے بہانہ کو خاطر خواہ جان کر
قدم آگے بڑہایا۔ امیر الامرا اور خالصہ کے محالات پر اونہون نے تاخت و تاراج کی۔
جب مرہٹون کی تاخت و تاراج نے حدود گوالیار سے آگے بڑہ کر محالات متعلقہ اکبر آباد و اجمیر پر مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ کو جانا +

بادشاہ کی ملازمت کی ۔ ۲ شوال کو ابوالمنصور خان صفدر جنگ داماد و خواہر زادہ برہان الملک
اور شیخ عبد اللہ خان وغیرہ نے اس سبب سے رخصت کی درخواست کی کہ لسیر بھگونت نے مرہٹون کو اپنی
کمک کے لئے بلایا تھا +

اسی عرصہ میں ۱۰ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ کو یادگار خان کشمیری کو کہ چرب زبان و ہوشیار اور
امیر الامرا صمصام الدولہ کے رفقا مین سے تھا راجہ جے سنگہ سوائی اور آپاجی راؤ سپہ سالار مرہٹہ پاس بھیجا
جو راجہ ساہو کی طرف سے ممالک ہندوستان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا تھا ۔ کہ وہ راجہ جے سنگہ سوائی
کی معرفت مرہٹون سے جواب سوال کرے ۔ گجرات اور مالوہ کی صوبہ داری بھی اونکو دی گئی تھی
مگر مرہٹون نے کسی بات کو نہ سنا اور گجرات اور مالوہ کے صوبون کے لینے پر اونکی حرص کی آگ
نہ بجھی بلکہ اونھون نے اپنا مقدور پیشتر سے بیشتر دیکھا اونھون نے اور زیادہ پاؤن پھیلائے ۔
پیشوا کو اس وقت بڑی فرصت حاصل تھی کیونکہ کولاپور کے راجہ سے پہلے ہی صلح ہو چکی تھی ۔
نظام الملک سے کچھہ خوف باقی نہ رہا تھا اوسنے تو خود مرہٹون کو شمال کا رستہ بتلا دیا تھا ۔
وہ بیٹھا ہوا اپنی جدا ہی سلطنت قایم کر رہا تھا گو اوس اطراف سے بالکل غافل نہ تھا مغربی ساحل
پر جو دشمن پیشوا کے راجہ کے بھتیجان و ور درازکی مہمات کے زمانہ مین مغلوب کر لیا تھا گجرات
مالوہ ۔ بندیل کھنڈ مین بادشاہی اہلکار کا نام نہ تھا ۔ اسکے محصول سے اسکی سپاہ کثیر کا کام چلتا
تھا ۔ اجمیر و بندیل کھنڈ کے راجپوت اسکے دوست تھے ۔ ہان برار مین خاندان بھوسلا نے
سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی تھی جس سے ناگپور کی ریاست کی بنیاد پڑی ۔ اگرچہ
یہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی مگر اوسنے مغلوں کے ساتھہ لڑنے مین کچھہ خلل نہین ڈالا
پیشوا کے زیر حکومت بڑے بڑے جوانمرد افسر ہولکر اور سیندھیا تھے ۔ جب سب باتین
جمع ہو گئین تو باجے راؤ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمائے
بادشاہ نے ۲ ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ کو امیر الامرا صمصام الدولہ کو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے
رخصت کیا ۔ اوسنے اکبر آباد مین تیس چالیس ہزار سوار مع توپ و توپخانہ اور اور آلات
کارزار کے آراستہ کئے ۔ ہندوستان کے بعض عمدہ راجہ اسکے ہمراہ تھے سرداران مغل و

امیر الامرا صمصام الدولہ و وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجے راؤ و مرہٹون سے مقابلہ اور آخر میں صلح کا پیغام +

استیصال کے لئے اس سے مدد مانگی - سربلند خان نے کہا کہ بھگونت کے مطیع کرنے مین بہت مدت لگیگی - میرے پاس سپاہ کے خرچ کے لئے روپیہ نہیں ہے - اگر تم روپیہ دو تو مین بھگونت کو سزا دون جان نثار خان نے روپیہ دینے سے انکار کیا تو سربلند خان نے الہ آباد کو مراجعت کی بھگونت سنگہ جان نثار خان کی جان لینے کے لئے اپنا قابو ڈھونڈ رہا تہا کچہہ تھوڑی مدت کے بعد اوسنے دفعۃً جاکر اوسکو مار ڈالا - اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا - اوسکے گھر کی عورتون پر متصرف ہوا (منتخب اللباب مین لکہا ہے کہ روپ رائے پسر بھگونت نے اوسکی بیٹی پر تصرف کرنا چاہا مگر اوسنے اپنی عصمت بچانے کے لئے زہر کہا کر جان دیدی) یہ خبر سنکر قمر الدین خان وزیر کو بڑا غصہ آیا - وہ امراے دہلی کو ساتھہ لیکر بھگونت سے لڑنے کے لئے نکلا بھگونت قلعہ غازی پور مین متحصن ہوا - وزیر نے سب طرح کی کوششین کیں مگر اونکا کچہہ اثر مترتب ہوا - تو آخر کو محمد خان بنگش نواب فرخ آباد کو قلعہ غازی پور کا محاصل سپرد کرکے دہلی چلا گیا نواب نے کوئی بھگونت سے کچہہ روپیہ لیکر معاملہ کر لیا اور فرخ آباد کو معاودت کی اسسے بھگونت کو پہلے سے بہت زیادہ دلیری ہوئی اوسنے کوڑہ پر قبضہ کر لیا +

جب بادشاہ نے صلع مذکور برہان الملک کو سپرد کیا تو وہ ۱۱۴۸ھ مین بہت تاک سپاہ لیکر گیا قلعہ غازی پور سے بھگونت تین ہزار سوار لیکر دفعۃً لشکر کے روبرو آیا - نواب کے توپخانہ سے اوسکے بہت آدمی مارے گئے گو بھگونت ان توپون کی مار سے بچکر ہراول پر حملہ آور ہوا جسکا سردار ابو تراب خان تہا بھگونت نے اوسکو مار کر نواب کے قول پر حملہ کیا - سر خدا یار خان چہہ ہزار سوارون کے ساتھہ اسسے لڑا سخت لڑائی کے بعد اوسکو شکست ہوئی تو نواب خود اوسکی کمک کو گیا اور بڑی گھمسان لڑائی ہوئی - بھگونت کو گھیر کر درجن سنگہ چودھری نے مار ڈالا - نواب برہان الملک نے بھگونت کا سر کاٹکر بادشاہ پاس بھیجا - اور کھال مین بھس بھر کر قمر الدین خان پاس بھیجی بعض کہتے ہین کہ درجن سنگہ بھگونت کا رشتہ دار اور نواب کا نوکر تہا بعض اس کو برہمن بتاتے ہین راجہ بھگونت کو فارسی کتابونمین اجاندو ازارو او بادار وبھی لکہا ہے برہان الملک چند روز اس جگہ میں رہ کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا - رجب ۱۱۴۸ھ کو

برہان الملک کا مرہٹون سے مقابلہ کرنا اور اونکو شکست دینا +

تاب و توان سے باہر جانتا تہا صلح وجنگ کی شقوق پر تامل عمیق ہوتا اور معاملہ کا انفصال ناتمام اور ملتوی رہتا سب باتون سے اصلح شاہجہان آباد کی مراجعت ٹھیری +

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ فقط اودہ کا صوبہ دار اور خواص بادشاہی کا داروغہ تھا ۔ ان امیرون مین سے جنکا ذکر اوپر ہوا اوسکے مدارج مین کمتر تھا لیکن نہایت شجاع و غیور مردانہ صاحب شعور اور جویائے نام و ننگ اولوالعزم با فرہنگ تھا وہ امرا کی سستی دیکھکر اور مرہٹون کی شوخی سے دل تنگ ہوا باوجودیکہ صوبہ کی حدود شمالی گنگا کی طرف تھے اور اوسکو دکھنیون سے سروکار نہ تھا اوسنے محض غیرت کے سبب مرہٹون سے رزم کا عزم کیا اور پیکار کے لئے مستعد ہوا ۔ وہ اپنی فوج کو پیکار کے لئے ہمیشہ آراستہ رکھتا تھا اب از سر نو آراستہ کیا اور اسباب حرب آذوقہ کو جسقدر مناسب تھا مہیا کیا ۔ اور اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کو ساتھ لے اپنے دار الملک سے کوچ کیا اور گنگا سے پار گیا اور جمنا سے پار اترنے کا ارادہ تھا کہ راجہ بھدورا کی کمک کرے ۔ راجہ کہ برہان الملک سے توسل رکھتا تھا ۔ اوس کے قلعہ کا محاصرہ مرہٹون نے کر رکھا تھا اوسنے برہان الملک کو عرائض لکھی تھین کہ وہ میری امداد کرے برہان الملک نے جواب میں لکھا کبھی عاجز ہوکر مرہٹون کو کوڑی نہ دینا مین ابھی آیا ۔ مرہٹون از بدلنگن نے آپسمین اتفاق کرکے جمنا کے گھاٹون پر اپنا ازدحام کر رکھا تھا اونپر سے عبور کرنا آسانی اور جلدی سے نہین ہوسکتا تہا ۔ راجہ کو مرہٹون کے ہاتھ سے ایک صدمہ عظیم پہنچا ۔ راو ملہار نے کہ باجی راو کا عمدہ سردار تھا جمنا سے پایاب جگہ سے عبور کیا ۔ اور برہان الملک کے عقب مین آیا چکلہ اٹاوہ سے آگرہ کے موتی باغ تک جس جگہ آبادی دیکھی اوسکو جلایا غارت کرکے خاک کی برابر کیا سعد آباد و جالیسر پر دست درازی کی اور اونکو خراب کیا ۔ ۲۴ ذیقعدہ کو ۱۱۴۹ھ کو برہان الملک بلائے ناگہان کی طرح ملہار راو ہلکر پر گرا ۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور تین عمدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا اعتماد پور تک کہ چار کروہ مسافت پر تھا تعاقب کیا اور راہ مین کشتون کے پشتے لگا دئے ۔ راو ملہار کے ایک زخم منکر لگا اور فراریون کے ساتھ گیا اور بھاگ گیا ۔ راہ مین جمنا مین کچھ مرہٹے ڈوبے ۔ باجی راو کے پاس ملہار راو گیا ۔ یہ سپہ سالار دکھن قصبہ کوٹلہ آبادی سادات ہین کہ گوالیار کے قریب تھا

ہندوستانی اوس کے ملازم ہمرکاب تھے علاوہ انکے مغلیہ اور تورانیہ قدیمی ملازم بادشاہ کے اوس کے
ہمراہ تھے اس لشکر کے ساتھ اجمیر کی راہ پر دشمن کا منتظر تھا محمد خان بنگش اپنے مسکن فرخ آباد
سے بادشاہ کے حکم سے مرہٹون کی روبراہ تھا ان تمام مشہور امرائے مقتدرہ مین سے کسی کی جرأت
یہ نہ تھی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتا اور ا ونکے کان اینٹھتا۔ خود صمصام الدولہ بیٹھا ہوا
تدبیرات سوچتا اور اونکا خلاصہ جے سنگھ لکھتا۔ اونکے جواب مین جے سنگھ کے دل مین جو کچھہ آتا وہ
امیر الامرا کو لکھہ بھیجتا۔ راجہ ابھے سنگھ راٹھور اپنے وطن مین افیون کی پینک مین رہتا۔ دن کو
خواب مین رات کو بیچتاب رہتا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیر الامرا اوسکو طلب کرتا تو خودداری
اور اپنے ملک کی حفاظت کا عذر لاطائل لکھہ بھیجتا علی ہذا القیاس اعتماد الدولہ کبھی اپنے سے
غافل کبھی ہراس مین اپنے لشکر گاہ میں اپنے رفقا اور اپنے ہم قوم امرا سے مشورہ کرتا مگر
عقدہ نہ حل ہوتا ہمیشہ آصف جاہ کی اعانت کی امید رکھتا صمصام الدولہ و بادشاہ سے
دونو سے آصف جاہ نہایت آزردہ خاطر ہو کر دکن کو چلا گیا تھا۔ وہ ان طرفون کی مفاسد
کی اصلاح پر التفات نکرتا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ جس صورت سے ہو سکے ارکان سلطنت و اعیان
مملکت کی کسر شان ہو۔ آصف جاہ کی طرف سے بادشاہ سوء ظن رکھتا تھا۔ امیر الامرا کی مخالفت
کے سبب آصف جاہ سے رجوع نہیں کرتا بلکہ قطعی امراے تورانیہ سے بدگمان ہو کر کسی سے
اپنی اعانت نہین چاہتا تھا۔ روز و شب تذبذب مین گذرتے تھے۔ اور کوئی کام کسی بنائے
درست پر نہین قائم ہوتا تھا حضور بادشاہ کے امرائے بے مقدور اور منصبدار معذور کسی
کام کو نہیں کرتے تھے اونمین سے اکثر کو لیاقت بھی نہ تھی بعض مثل عمدۃ الملک وغیرہ کے
امیر الامرا کی ناخوشی کے سبب اسکی مرضی کے خلاف کسی التماس کی مجال نہ رکھتے تھے
اگر عمدۃ الملک یا مبارز الملک سربلند خان کہ جرأت اور کام کی لیاقت رکھتے تھے کچھہ کہتے تو
بادشاہ صمصام الدولہ کی مرضی کے خلاف کسی کی بات نہ سنتا جو کچھہ بادشاہ کے دل مین آتا
وہ صمصام الملک کو لکھہ بھیجتا اور وہ عذر مین عرائض دور از کار جواب مین لکھہ بھیجتا۔ امرا
مین سے ہر ایک مرہٹون سے مصالحت چاہتا تھا اور مرہٹون کے استیصال کو امیر الامرا اپنی

ملک فتح کی یہ ہوائیان اڑین کہ سارے مرہٹے دکھن کو بھاگ گئے جب باجے راؤ کے کان مین یہ خبر پہنچی تو وہ مرہٹون کی بدنامی کا دہبہ مٹانے کے لئے اور زیادہ لڑائی پر آمادہ ہوا اور اون سے کہا کہ اب مین بادشاہ کو جتلاتا ہون کہ ہندوستان خاص مین ہون اور اوسکی دار السلطنت مین اپنے مرہٹون کو دکھلاتا ہون اور اپنی لڑائی کے شعلون کو بھڑکاتا ہون - وہ بڑی بڑی منزلین طے کرتا ہوا ۸ - ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۹ھ مین تغلق آباد مین آیا - اُس دن کالکا کا میلا تھا اس مین ہندو مسلمانون کا جم گھٹا تھا - اس میلے کو اونے بڑی دل جمعی سے لوٹا بہت مال جمع کیا - رات کو قطب صاحب کے مزار کے قریب آیا - پھر عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دکانون کو جلایا اور غارت کیا - وہین کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا - کالکا کے مجروح و مضروب شہر مین آئے مرہٹون نے قتل و غارت کو زبان حال و مقال سے ظاہر کیا - اِس خبر کے سُننے سے اور مجروحون کے حال دیکھنے سے دہلی مین نہایت ہول پیدا ہوا - بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ پر کہ شاہجہان آباد سے بہت قریب ہے لڑائی شروع ہوئی دو چار غیرت مند امیر مارے گئے - باقی بے حیا اپنا سا منہ لیکر شہر مین چلے آئے - شاہجہان آباد کے قریب جو بادشاہی لشکر تھے وہ اس خبر کو سنکر اور بادشاہی کی تنہائی کا اندیشہ کرکے ہر ایک ایلغار کرکے شاہجہان آباد کی طرف دوڑ گئے - اور چند روز مین جمع ہو گئے - باجے راؤ نے جب برہان الملک کا آنا سنا تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی چار و ناچار قصبہ ریواڑی و پٹودھی کی طرف گیا اور دونو قصبون کو خاطر خواہ لوٹا - اسی راہ سے گجرات اور مالوہ چلا گیا - اور کہین نہین ٹھیرا - برہان الملک کے سوا کسی اور کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی - ہر ایک امیر کچھ بہانہ بنا کے اپنی جگہ سے نہین ہلا + اب ارکان شاہی سے کچھ اور نہ ہوسکا سوا اس کے کہ نظام الملک کی منت سماجت کرین - بادشاہ نے جو لشکر کشی کی اُسنے مرہٹون کی نظرون مین بادشاہ کی عزت اور گھٹ گئی تھوڑی مدت کے بعد باجے راؤ نے خود عہد نامہ کی بابت خط کتابت شروع کی - مالوہ اور گجرات دینے کی تجویز دربار شاہی مین ہوئی - اِن ملکون کے دیدینے کا پوشیدہ عہد نامہ لکھا گیا مگر اوسپر امراے شاہی کا اتفاق نہ ہوا - مرہٹون کے ایک سردار کو

ٹھیرا ہوا تھا - برہان الملک اوسکے تعاقب مین دھول پاری کی طرف آیا کہ اکبرآباد سے اٹھارہ کوس
پر دریائے چنبل کے اس طرف واقع ہے - اوسنے سنا تھا کہ باجے راو وہان ہے - اسکا ارادہ تھا
کہ باجے راو سے جہان ملاقات ہو وہان مقابلہ و مقاتلہ مین مشغول ہون کہ ہندوستانیون کی
آبرو گئی ہوئی پھر حاصل ہو اور بگڑی ہوئی بات بنے - مگر وہان مرہٹون کے لشکر کا پتا نہ تھا
ناچار برہان الملک اپنے خیمون مین آیا اور دو روز آرام کیا اور حکم دیا کہ لشکر کا ہر سوار چار روز
کا سامان کھانے پینے کا اپنے ساتھ لیکر مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ ہو اور خود بھی پانی سے بھری
مشکین اور پکی روٹیان ساتھ لین اور حکم دیا کہ جو شخص ملازمون مین سے اپنے خیمہ گاہ مین رہیگا
اوسکے گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کی جائے گی اور ہاتھیون پر بھاری جزائل کو اونٹون پر
رکھکر ہلکی توپون اور ضربزنون کو ہمراہ لیا اور کھانے پینے کی چیزین اونٹون اور چھکڑون پر لادی
ہوئی ساتھ لین اور مصمم عزم کیا کہ اگر چنبل کے اس طرف غنیم ہوگا تو مع فوج دریا کے پار جاکر
اوس سے دست برد مردانہ اور مبارزت دلیرانہ کرونگا جب یہ سامان تیار کرکے حرکت پر مستعد ہوا
تو برہان الملک کی جرأت و جلادت کی خبر صمصام الدولہ کو پہنچی تو وہ بڑا شرمندہ ہوا اوسنے
چاہا کہ مین بھی برہان الملک کی طرح نام پیدا کرون یا اوس کو بھی اپنی طرح بدنام و رسوا کرون
اسلئے اوسنے شتر سوارون کے ہاتھ متواتر مکتوبات بھیجے ان مین یہ لکھا کہ مین آپ آتا ہون
ہم تم دونون ملکر دشمن کو استیصال کرینگے زنہار کار مین جلدی نہ کرنا - برہان الملک بہادر نے
امیرالامرا کے خطوط آنے سے عین سواری و تیاری لشکر کے وقت اپنا ارادہ ترک کیا - تین چار
روز بعد امیرالامرا آیا بادشاہ کے حکم سے جو بسبب مرہٹون کے قرب کے خوفناک تھا اور صاحب فوج
امیر مہم و مدافعہ مین مامور تھے قمرالدین خان بھی مع اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے تیس کوس
آمیر کی سڑک پر تھا محمد خان غضنفر جنگ بنگش بھی اپنی جمعیت کے ساتھ ایک طرف غنیم کا
منتظر تھا صمصام الدولہ اور برہان الملک مین ملاقات ہوئی طرفین مین ضیافتین ہوئین -
اسطرح غنیم کو چھہ سات روز کی فرصت مل گئی - اور برہان الملک کے تعاقب کا اضطراب
باجے راو کے دل سے باہر ہوا - اوسنے شاہجہان آباد کو فوج سے خالی تصور کیا - برہان الملک کی

برہان الملک کو صمصام الدولہ [illegible]

جتنے معلوم ہو جائے کہ ہان اہیں قدرت خاصّت گرمی اور نقصان پہنچانے کی ہے نہایت آدمیت کے
ساتہہ بادشاہ سے خط وکتابت شروع کی مگر اوسکا نتیجہ کچہہ نہ ہوا - پہر وہ شہر سے تہوڑی دور
چلا گیا اور اوسنے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ شہر کے پاس رہنے مین مجہے یہ اندیشہ تہا کہ کہیں فوج اوسکو
لوٹ نہ لے - اسلئے پرے ہٹ گیا ہون جب وہ شہر سے پیچہے ہٹا تو شہر کی خلقت اوسے
کچہہ اور سمجہی اور لڑنے کے لئے آمادہ ہوئی - مگر پہر شکست کہا کر آفت اوٹہا کر شہر مین چلی آئی جب
سعادت خان کو قمرالدین خان ساتہہ لے دارالسلطنت کی امداد کے لئے پہنچا تو باجے راؤ نے ادہر سے
جانیکا قصد کیا اسطرح واپس جانا مرہٹون کے آئین جنگ کے موافق کچہہ بیعزتی کی بات نہ تہی - بادشاہ
نے اوسکو مالوہ جاگیر مین اور تیرہ لاکہہ روپیہ عنایت کئے یہ کامیابی اوسکو ایسی ہوئی کہ آجتک
اوسکی کسی قوم کے سردار کو نہیں حاصل ہوئی تہی - اوسکا ارادہ تہا کہ جمنا کے نیچے سے پایاب
اوترے - اور گنگا جمنا کے دوآبہ کو لوٹتا ہوا جائے مگر برسات قریب آنے اور آصف جاہ
کے دلی کی جانب بڑہے آنے سے یہ قصد کیا کہ دکن کو جلد چلا جائے - وہان اوسکو بعض اور
کامون کی بہی ضرورت تہی - اگرچہ دکن کو باجے راؤ چلا گیا - مگر آصف جاہ دلی کی طرف
بدستور چلا آتا تہا - کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ آصف جاہ جسکا بادشاہ دشمن تہا اور رات دن اوسکی
بیخ کنی کی فکر مین رہتا تہا - اب اوسنے کس منت اور سماجت سے اوسے اپنی حمایت کے لئے بلایا
اور بالکل اختیار اپنا اوسکو دیدیا اور کہدیا کہ جو کچہہ وہ میری سلطنت سے لڑائی کا سامان
جمع کر سکے اکٹہا کرے - غرض آصف جاہ دہلی مین ربیع الاول ۱۱۵۰ھ مین پہنچا اور اپنے
بیٹے غازی الدین خان کو دکن مین نائب کر آیا تہا - اب بادشاہ نے آصف جاہ کو مرہٹون سے
لڑنے کے لئے روانہ کیا - اور مالوہ کی صوبہ داری بجائے باجے راؤ کے غازی الدین خان کو
مرحمت ہوئی - اب وہ اکبرآباد مین آیا ساری سلطنت ایسی ضعیف ہو گئی تہی کہ کہین سے
سامان جنگ عمدہ مہیا نہ ہوا - اوس پاس فقط پینتیس ۳۵ ہزار سپاہ تہی - اور اوسمین بعض راجپوت
راجہ بہی ہمراہ تہے - وہ ابتک محمد شاہ کا ساتہہ دیئے جاتے تہے - توپخانہ کا سامان اوس کے
ساتہہ نہایت عمدہ تہا - اب سعادت خان کا بہانجا صفدر جنگ بہی لشکر کے ساتہہ اوسکی

یہ سب حال معلوم ہو گیا - اوس نے یہان کے نفاق کا حال باجے راؤ کو لکھ بھیجا تو باجی راؤ نے اپنی درخواستون کو بڑھانا اور مالوہ اور گجرات کے سوا متہرا اور الہ آباد و بنارس ہندؤن کے مقدس شہرونکو بھی مانگا - اگرچہ بادشاہ مین یہ قدرت نہ آئی تھی کہ وہ علانیہ مرہٹون کا مقابلہ کرتا - مگر ایسا ذلیل بھی نہین ہوا تھا کہ وہ اس درخواست کو منظور کرتا - اب اوسنے کچھ تھوڑا سا نقصان اوٹھا کر مرہٹون کو ٹھنڈا کرنا چاہا مرہٹون نے بھی اپنا مقصود عظیم ہاتھ سے نہین دیا بلکہ اوسپر عمل کیا کہ نکے راہگیر و دیگرے راہ عوی کن - مرہٹون کے حال پر جو اور عنایتین کین تھین منجملہ اونکے یہ بھی تھی کہ مرہٹے راجپوتون کے ملک سے خراج وصول کرین اور آصف جاہ کے ملک مین سے جو حقوق اونکو حاصل ہین اونپر اضافہ کرین اور وجہ ان حقوق کے عنایت کرنے کی یہ تھی کہ آصف جاہ اور راجپوتون کی لڑائی مین مرہٹے مصروف ہو جائین - یہ مقصد کسی قدر حاصل بھی ہوا -

آصف جاہ نظام الملک کو بادشاہ مرہٹون کے فسادون اور خللون کا بانی مبانی جانتا تھا - اب معلوم ہوا کہ اوس سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے تو اوسکی دلجوئی ضروری جانی اور سنہ ۱۱۵۰ مین اوسکے پاس بادشاہی شقے اشفاق آمیز گئے اور بادشاہ نے اوس کو اپنے پاس بلایا - آصف جاہ بھی مرہٹون کا حال دیکھ کر چوکنا ہو گیا تھا کہ مین نے اپنی منصوبے کو حد سے بڑھا دیا - اور اب اوسکو بادشاہ کے ضعیف ہونیسے ایسا ہی اندیشہ تھا جیسا کہ پہلے اوسکے دشمن ہونے سے خوف تھا سوا اسکے دربار دہلی اوسسے امداد او استعانت کے لئے التجا کر رہا تھا اور اس بے وقت مین وہی کو اپنا بیڑا پار کرنے والا سمجھتا تھا - اور اوسکی سرکشی اور بغاوت کی باتون کو سب بھول گیا تھا - وہی کو اپنی بلاؤن کا ٹالنے والا جانتا تھا اب آصف جاہ نے بھی یہ سوچ سمجھ کر بادشاہ کی اعانت کا ارادہ مصمم کر لیا -

باجے راؤ کے آنے سے دلی والون کے دلون پر جو صدمہ ہو گا وہ وہی خوب جانتے ہونگے مگر اسکا یہان آنے سے فقط بادشاہ کو اپنی ہیبت دکھانی اور ڈرانا منظور تھا - اوسکو غصہ لانا منظور نہ تھا - اسلئے اوسنے شہر پر اپنی فوج کی دست درازی نہونے دی - مگر دو ایک کام ایسے کھاوے

ناصر جنگ بادشاہ کے دربار مین تھا سوہان سے وہ سپاہ لیکر دکھن کی فوج کو محنت و مشقت سے نہ چھینا
جب بھوپال شہر پر بہت ہجوم ہوگیا تو آصف جاہ نے بڑی مشکل اور آفت سے اپنے تئین اس چھینے
سے نکالا - اور توپونکی امداد سے بہت سہج سہج سفر تین تین میل کا ایک ایک دن کرنا شروع کیا
مگر پھر اوسکو وہی وقت پیشوا کا آگے پیش آیا جو پہلے آچکا تھا اور مجبور ہوکر یہ عہدنامہ اپنے ہاتھہ سے
لکھہ کر باجے راؤ کو دیا کہ سارا مالوہ اوسکو دیا جاوے جو نربدا اور چنبل ندی کے درمیان واقع ہے اس میں
بالکل اختیار حکومت دیا جاوے اور خرچ لڑائی کا جو پچاس لاکھہ روپے سے کم نہ تھا بادشاہی خزانہ سے
ادا کیا جاوے غرض یہ عہدنامہ بادشاہ کے دستخط کے واسطے لیکر آصف جاہ دلی کی طرف
چلا اور پیشوا اپنے ملک کو گیا - پھر یہ دونون رقیب کبھی آمنے سامنے نہ ہوئے لیکن پیشوا کے
سامنے اس میں کہن سال کا بیٹا کھڑا ہوا - اور اوسنے باپ کا عوض لے لیا اب مرہٹون کا دماغ
آسمان پر ہوگیا تھا - اونہون نے نظام الملک کی حکومت اور سلطنت کو بالکل دکھن سے اکھیڑنا چاہا مگر
وہ اس کام مین خود ذلیل ہوئے پیشوا کی اس محنت و کامیابی کی ایسی دھوم سارے ملک مین ہوئی
کہ اور شور و فساد ملک مین دب رہے عہدنامہ ہنوز بادشاہ کے دستخط سے مرتب نہین ہوا تھا کہ ۱۱۵۱ھ سنہ ۱۷۳۸ع
مین نادرشاہی بلا آئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب سمجھہ بھول گئے - ایک مدت کے
بعد ہوش حواس درست ہوئے +

اپنی کتاب کو نادرشاہ کا سارا حال لکھہ کر نادرنامہ اور درہ نادرہ بنانا منظور نہین ہے
اسکا وہی حال جو ہندوستان سے متعلق ہے بتفصیل اور کچھہ اور مختصر حال اس کا لکھتا
ہون - اسوقت ہندوستان کی سلطنت کی وہی کیفیت تھی جو تیمور اور بابر کے عہد میں تھی اور
اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آوے سوا اسکے ایران کے ملک کا بھی
حال ایسا ہی ہو رہا تھا کہ جسسے ہندوستان پر حملہ ہونا ضرور تھا اب ہم اول کچھہ ایران
کا حال لکھتے ہین +

ایشیا کے ملکون کا یہ دستور ہوگیا ہے کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہین رہتا
اس امر کو ہمنے کئی جگہ اپنی تاریخ مین بالتفصیل بیان کیا ہے لہذا ایران مین خاندان صفوی کی سلطنت

تائید کرنے کے لئے آیا پیشوا اسنے دو چند فوج لیکر دریائے نربدا سے پار اترا اگرچہ اوسنے اپنی فوج کا
تخمینہ بہت کیا تھا مگر بعض سپاہ اسنے نہ مل سکی ما بعد اوسکو اوس دشمن کے مقابل آنا پڑا جس سے وہ پہلے
ہزیمت پاچکا تھا۔ مگر اس سے اوس کی شہرت میں کچھ فرق نہیں آیا تھا۔ اوسکے ساتھ وہ ہندو راجہ
تھے جو شجاعت اور مردانگی ملک کے سبب سے لیکر نکلے تھے۔ بادشاہ کا نام بھی اتبک لوگون کے دلون میں ہیبت
اور خوف پیدا کرتا تھا۔ ان سب باتون کے سوا آصف جاہ کے بھاری توپخانہ کے سامنے ہلکی
مرہٹے سپاہیونکا ٹھہرنا مشکل تھا گو یہ سب باتین تھین مگر یہ پیشوا اپنی سپاہ کو سوچ بچار کرکے آگے
بڑہائے لایا۔ اسوقت نظام الملک اس بڑی لڑائی کی جوابدہی کے ذمہ سے مضمحل ہو جاتا تھا
دوم پیرانہ سالی نے بھی ضعیف کر دیا تھا۔ اوسنے خود حملہ نہ کیا اور نہ اوسکی پرانی حکمت چل سکی کہ
مرہٹون کو اپنے ساتھ لیکر مرہٹون کو لڑتا۔ لوہے کو لوہے سے کاٹتا غرض اوسنے جو حزم اور احتیاط سے رہا
بھوپال کے قلعہ کے قریب اقامت اختیار کی اوس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ اوسے پیشوا کو خوف بھی جاتا رہا
اور وہ یہ سمجھا کہ دشمن نے خود اپنے تئیں آپ ایک مستحکم مقام میں قید کر رکھا ہے۔ غرض اس حصار نے اگرچہ حملون
کا اثر نہ ہونے دیا مگر دشمن کا حوصلہ بڑہایا۔ اور اوسنے سارا ملک گرد و نواح کا تاخت و تاراج کیا اور سپاہ
جو آصف جاہ کی امداد کیواسطے آئی تھی اوسکو ملنے نہ دیا اور رسد آمد و شد کی بالکل مسدود کر دی۔
اس سبب سے سپاہ کی شکستہ دلی روز بروز بڑہتی چلی گئی۔ اور دشمنون کی فوج کے دل دن بدن بڑہتے
چلے گئے جب وہ دہ کا صوبہ دار لشکر لیکر نہ آیا تو نظام الملک کی سپاہ کا رہا سہا دل اور بھی بجھ گیا
پیشوا سے جہانتک ہوسکا مغلون کی سپاہ کو گہیرے پڑا رہا۔ اور اونکی مصیبت کو اس سبب سے
زیادہ کر دیا کہ کسی مفرد سپاہی کو جو اوسکے لشکر میں آنے سے خوش تھا اپنی طرف نہیں آنے دیا۔
اب دونو رقیب میدان جنگ میں ترازو کی تول تھے۔ ہر ایک اپنے پلڑے کو اورون کی امداد سے
بھاری کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ مگر یہ آرزو کسی کی پوری نہ ہوئی نہ باجے راؤ کی فتوحات بڑہانے کے
لئے بھوسلانے امداد کرنی گوارا کی۔ نہ باجے راؤ کا بھائی حقیقی استعانت کے لئے آسکا۔ کیونکہ اسوقت
اوسنے پرتگیزونکو اونکی آبادی بسائین پر گھیر رکھا تھا اور قریب تھا کہ شہر فتح پانے کو تھا۔ اس لگی بگائی
ہانڈی کو چھوڑ کر کہان جاتا۔ اب دوسری طرف آصف جاہ کا یہی حال تھا کہ اوسکا دوسرا بیٹا

کچھ رتبہ کا آدمی نہ تھا بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین اس پستی خاندان کو میرزا مہدی ندیم منشی
نادر شاہ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ اس دُرِ شاہوار کو اپنی ذاتی آب و رنگ پر فخر ہے کچھ
معدن پر نازش نہین ہے۔ نادر کے لڑکے کی شادی جب محمد شاہ کی بیٹی سے ہوئی ہے اور
دلہن والون کی طرف سے آدمی پیغام لیکر آئے کہ ہمارے ہان دستور ہے کہ دولہا اپنی سات
پشت کا نام بتائے آپ اپنے باپ دادا کا نام بتائیے تو اونے یہ کہا کہ بگو داماد شما پسر نادر شاہ
نادر شاہ پسر شمشیر تا ہم چنین تا ہفتاد بار بشمار۔ غرض نادر شاہ سنہ ۱۱۰۰ھ مین پیدا ہوا۔ اوسکے
لڑکپن کا حال تو کسی نے کچھ لکھا نہین۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آغاز عمر ہی مین شجاعت
اور مردی و تہور و حذاقت کے آثار اوسے ظاہر ہونے لگے تھے سترہ برس کی عمر مین
وہ ازبکون کے ہاتھ مین جو خراسان کو لوٹنے آتے تھے گرفتار ہوا اور ماں بھی اوس کے
ساتھ پکڑی گئی۔ چار سال وہ قید مین رہکر رہا ہوا۔ اور ماں اوسکی اس قید ہی مین دنیا کی
قید سے چھوٹ گئی۔ اب یہ جو چھوٹ کر اپنے وطن مین آیا جب تک وہ شاہ طہماسپ کی
خدمت مین پہنچا۔ حال اوسکا سوا اسکے نہین لکھا گیا کہ اس مرد عجیب کی طبیعت ہمیشہ ایک ہی
وتیرہ پر یکسان رہی اول اپنے ملک کے ایک امیر بابل بیگ کا ملازم ہوا۔ اوسکو قتل کیا
اوسکی لڑکی کو بھگا لے گیا۔ اوس سے نکاح کیا۔ رضا قلی مرزا اسسے پیدا ہوا پھر لٹیرون کو ساتھ
لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرتا رہا۔ اسوقت سے اوسکی بہادری کا شہرہ ہونا شروع ہوا۔
والی خراسان نے اوسکو نوکر رکھ کر ازبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوسنے اپنی شجاعت اور
مردانگی دکھائی کہ سپاہی سے افسرون مین اوسکی ترقی ہوئی۔ مگر یہان کچھ ایسی حرکات نامناسب
کین کہ والی خراسان نے اوسکو لکڑیان مار کر نکال دیا۔ وہ اس سبب سے ایسا غضب مین آیا
کہ مشہد سے چلا گیا۔ اوسکا چچا کلات مین ایک چھوٹی قبیلہ افشار کا سر طائفہ تھا اوس پاس
چلا گیا مگر چچا بھی بھتیجے کی حرکتون سے تنگ آ گیا۔ اوسکو نکال دیا۔ پھر اوسنے اپنی لوٹ مار
شروع کی۔ اب اسوقت مین دولت صفویہ پر زوال آ رہا تھا سارے ملک مین شور و غوغا مچ رہا تھا
تین ہزار فتنہ برپا کرنے والے نادر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اوسکو اپنا امیر بنایا۔

پر دو سو برس کا عرصہ گذر چکا تہا اسلئے اب ویسکا ایسا پتلا حال ہو گیا تہا کہ مغربی افغانون نے ایران پر
حملہ کیا۔ اونکا سردار بڑا عالی حوصلہ صاحب مناہمت محمود خان تھا۔ اوسنے ۱۱۳۴ھ مین صفہان کو فتح کر لیا
اور حسین شاہ شاہ ایران کو گرفتار کر لیا اور دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا۔ اور خود بادشاہ ہو گیا۔
باقی ملک کے فتح کرنیکا بھی ارادہ کیا۔ اوسمین کبھی شکست کبھی فتح پاتا رہا۔ ان افغانون کی اسقدر تعداد
نہ تھی کہ وہ سارے ملک پر تصرف کر سکتے۔ محمود جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے سب اہل ایران کو اونکے عہدون پر
بحال کیا مگر ایک ایک افغان اونکے ساتھ شریک کر دیا غرض ابتدا سلطنت مین اوسنے عمدہ تدبیرین
کین لیکن آخر کو ایسا درشت مزاج ہو گیا کہ اوسکے خود بعض افسر اُس سے برگشتہ ہو گئے اور اہل ایران کے
ساتھ مراعات چھوڑ دی اور تین سو ایرانیون کو دغا سے مار ڈالا غرض تین برس سلطنت کر کے
۱۱۳۷ھ مین مر گیا اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا۔ وہ نہایت جوانمرد اور صاحب تدبیر اور معظم تھا۔
مگر اسوقت یہ آفت آن پڑی کہ ایران مین جو افغانون کے تسلط سے بدنظمی پھیلی تو روس کے بادشاہ پیطر اعظم
اور شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ اور آخر کو جو صلح ہوئی تو ایران کی سلطنت سے بہت سے
اضلاع علیحدہ ہو گئے۔ شاہ ایران قید مین تھا۔ اوسکا بیٹا شاہزادہ طہماسپ نکل گیا تہا اور شمالی مغربی
اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح نہین کئے تھے وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور اوسنے روس اور روم سے پیغام
سلام شروع کئے۔ اور یہ لالچ دیا اقرار کیا کہ اگر مجھے میرے باپ دادا کی سلطنت افغانون سے دلا دین تو مین
اونکو وہ اضلاع دیدونگا جو اونہون نے اب اپنے قبضہ مین کر لئے ہین مگر پیطر تو مر گیا تھا فقط شاہ روم نے
اوسکی درخواست کو منظور کیا۔ اور اشرف نے کچھ تو اوسکو تلوار سے اور کچھ اس لعنت ملامت سے اُسکو روکا
کہ شیعون کے عوض مین سنیونکا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ شاہزادہ طہماسپ صاحب لیاقت تھا اوسکے
پاس سامان بہت کم تھا۔ رعایا اوسکی دوست نہ تھی۔ اوسکی کوششین بھی کچھ ٹھکانے کی نہ
تھین۔ دشمن اوسکو ذلیل جانتے تھے کچھ خوف اوسکا نہ رکھتے تھے مگر ۱۱۴۲ھ مین قسمت نے اوسکو ایک
لائق اور مستقل مزاج آدمی ایسا مل گیا جسنے اوسکو باپ دادا کی تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا۔ اور وہ
آدمی کون تھا۔ نادر شاہ تھا +

نادر شاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تھا اور اوسکے باپ کا نام امام قلی تھا قوم اوسکی افشار تھی۔ وہ کچھ

اور دفعتہً اپنی مذہب کو بدل ڈالا - کیا تو شیعہ تھا یا سُنی ہوگیا حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سوا اپنی خود بینی کے نہ تھا جب اوسنے اپنا کام شیعہ ہونے مین بنتے دیکھا شیعہ رہا جب اور ملکون کی فتح کرنے مین دیکھا کہ سنی ہونا کام آئیگا سنی ہوگیا - اب وہ مستقل بادشاہ ہوا - اور یہ سکہ اوسکا چلا جسپر ایک طرف نادر شاہ ایران زمین خسرو گیتی ستان - دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تھا جسکو بذلہ سنج لاخیر فیما وقع پڑھتے تھے ہجری ۱۱۵۰ سنہ ۱۷۳۷ء مین اوسنے اپنے استحکام سلطنت کے لئے افغانونکو اپنا رفیق بنایا اور سنہ ۱۱۵۱ ۱۷۳۸ء مین ہندوستان پر آندہی کی طرح چڑہ آیا - اب اس کا مفصل حال ہم لکھتے ہین +

جب نادر شاہ نے خلجیون کا ملک فتح کرلیا تو تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا مل گیا - وہ ہندوستان کی سلطنت کے ضعف اور ناتوانی سے خوب واقف ہوگیا - ہندوستان سونے کی چڑیا ہمیشہ سے مشہور ہے اوسنے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اس چڑیا کو پکڑنا چاہئے اور اوسکی چونچ سے جواہرات اگلوا کے اور مہمات کے نقصانون کو پورا کرنا چاہئے سوا اسکے یہ خیال بھی اوسکو تھا کہ یہ جنگ جو فوج اوسکے زیر حکم ہے اگر نئی نئی فتوحات مین مصروف نہ کیجائے گی تو خود آپسمین دنگا فساد کریگی اور لڑ کر کٹ مریگی غرض ہندوستان پر اوسکا حملہ حذاقت اور دانشمندی سے خالی نہ تھا - اور لڑائی کے واسطے یہ سبب بھی پیدا ہوگیا کہ قندہاری افغان ادہر سے نکل کر تمام کوہستان کابل مین پھیل گئے تھے چونکہ کابل مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ دار رہتا تھا - اسلئے نادر شاہ نے محمد شاہ کے پاس نامہ محمد خان کے ہاتھ بھیجا جسمین اتحاد اور وداد کی باتین بیان کین جو ایران اور ہندوستان کے بادشاہون کے درمیان ہمیشہ سے چلی آتی ہین اور پھر یہ لکھا کہ تم بھی اپنے صوبہ کابل کے نام حکم بھیجدو کہ وہ افغانون کو نکال دے تاکہ دونو طرف سے دبکر اس فرقہ کی قرار واقعی گوشمالی ہوجائے یہان ان دنون مین عیش و عشرت کا زور شور تھا محمد شاہ بہادر صاحب سریر تھا تاج سانی کے سوا کسی کام سے کام نہ تھا ہر وقت ہاتھ مین جام اور بغل مین دلارام تہا کسکو دماغ تھا کہ نامہ کا جواب لکھتا سوا اسکے نادر شاہ کی نادر شاہی کو کون مانتا تھا ابتک اوسکو نادر قلی سمجھے بیٹھے تھے - اب تردد یہ پڑا کہ اصل جواب کیا لکھین - اور جواب لکھین تو القاب کیا لکھین

نادر شاہ کا حملہ ہندوستان پر +

اوسنے خراسان پر سخت خراج لگایا جب چچا نے دیکھا کہ بھتیجے کا اختیار اور اقتدار روز افزون ہے تو اوسنے خط لکھا کہ تم شاہ طہماسپ کی نوکری کرکے افغانون سے لڑنے جاؤ۔ اور اپنے بدبخت بادشاہ کی امداد کرو۔ نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرمون کو معاف کردے تو مین خدمت گزاری کے واسطے حاضر ہون۔ پرانے قصور جو بادشاہ کے ہان سے معاف ہوگئے تہے اونپر یہ ایک نیا قصور اور بڑہایا کہ اپنے چچا کو مار ڈالا۔ اور یہ سمجہا کہ وہ اوسکی ترقی کا حارج ہے اور خراسان مین افاغنہ سے لڑنے پر تیار ہوا۔ جو کہ ان افغانون کو خراسان سے نکالنا منظور تہا اور وہ نادر کی قوت بازو سے بن پڑا اسلیئے شاہ طہماسپ نے اوسکے پہلے قصورون کا ذرا خیال نہ کیا۔ اب فتوحات نادر سے بادشاہی مہمون کو رونق حاصل ہونے لگی۔ مگر بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک و حسد تہا۔ ایک مہم مین نادر مصروف تہا جب بادشاہ نے اوسکی طلبی کے واسطے حکم لکھا تو اوسنے آنیسے انکار کیا۔ اسلیئے بادشاہ نے اوسے باغی کہا۔ اس لفظ کو سنکر وہ ایسا افروختہ ہوا کہ بادشاہ پر فوج لیکر جہپٹا۔ اور اوسکو ایسا مغلوب کیا کہ جو اوسنے کہا وہ بادشاہ کو کرنا پڑا اور اوسوقت سے بادشاہ کا کچہہ اختیار باقی نہین رہا۔ اب اوس اولوالعزم نے اپنے ملک کے آدمیون کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور اونکو اپنی ہمت مردانہ دکھا کر مردِ بنایا۔ اور تہوڑے دنون بجلی اور آندھی کی طرح سے سارے ملک پر پہر گیا۔ اوسکی شہامت اور جلادت اور ہمت کا دیکہہ کر عقل دنگ ہوتی ہے کہ ملک کے ملک اور صوبونکے صوبے فتح کرتا چلا گیا سب سے عظیم الشان کام یہ تہا کہ اوسنے ایران کو سنہ ۱۱۴۲ھ مین بالکل پٹھانون سے پاک صاف کردیا۔ اور اوسکے عوض مین بادشاہ نے چار ملک عظیم خراسان اور مازندران و سیستان و کرمان یعنے ایران آدہا ملک اوسکو مرحمت کیا۔ جس شخص نے ظالم دشمنونکے پنجون سے ملک نکالا ہو اوسکے لئے یہ [illegible] بادشاہ نے اوسکو یہہ بہی اجازت دیدی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکہے اور اپنے نام پر سلطان کا لقب [illegible] مگر اوسنے انکار کیا۔

سنہ ۱۱۴۶ھ مین اوسنے روسیونکو بحر خزر پر روک کر صلح نہایت استحکام کے ساتھہ کرلی۔ اہل عرب کو مغرب مین آگے نہ بڑہنے دیا سلطان روم کو شمال سے خارج کردیا اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنونکے قبضونمین چلے گئے تھے اون سب کو دوبارہ لے لیا۔ یہ سب کام سنہ ۱۱۴۶ھ تک کئے۔ سنہ ۱۱۴۸ھ مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت دی کہ اوسکی حدود اپنی قدیمی حدود پر قائم ہوگئین۔ پہر سنہ ۱۱۵۰ھ تک مین خاندان صفوی کا خاتمہ کیا۔

نادر شاہ نے اول جلال آباد مین آنکر قتل عام کیا پشاور مین آیا دریاء اٹک سے پار اُترکر پنجاب مین
۱۵ رمضان ۱۱۵۱ھ نوامبر ۱۷۳۸ء مین پہنچا اور یہان ایک قیامت برپا کی ہزارون لٹیرے ملک کو لوٹنے لگے دریا
راوی کے کنارہ پر زکریا خان صوبہ دار لاہور اپنی سپاہ کے انبوہ کو نادر شاہ کے سامنے لڑنیکے
لئے لے گیا لیکن احمقون کی صلح اور جنگ عجیب و غریب ہوتی ہے۔ نادر گھوڑا دریا مین ڈال کر
اوتر گیا اور چند قزلباش سوارون نے زکریا خان کا لشکر تتر بتر کر دیا۔ تو وہ خود بھی جا کر نادر کا مطیع اور
تابعدار بن گیا اب آگے دلی سے سومیل پرے نزدک تک بادشاہ جا پہنچا محمد شاہ نے بھی اوسکی آمد آمد کی
خبر سنکر تھوڑی سی بہت فوج اکٹھی کی۔ آصف جاہ بھی جسکی دانائی اور مردانگی سب کے نزدیک
مسلم تھی آن پہنچے۔ راجہ جے سنگھ اور راجاؤن نے اسوقت امداد مین لیت و لعل کیا غرض دو مہینے
مین چلتے چلتے چار منزلین طے ہوئیں۔ کرنال مین ڈیرے خیمے پہنچے علی مردانخان کی نہر کے
گرد توپون کا زنجیرہ باندھ کر پڑے۔ برہان الملک سعادت خان صوبہ اودہ کا بڑا انتظار ہو رہا
تھا۔ اوس پاس توپخانہ نہایت عمدہ تھا۔ ۱۵۔ ذیقعد ۱۱۵۱ھ کو وہ بھی آن پہنچا خاندوران خان
اوسکے استقبال کے واسطے گیا۔ اور اوسکو بادشاہ پاس لایا۔ اوسکو حکم ہوا کہ امیر الامرا کے
پاس لشکر اُتارے۔ مگر ایرانیون نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر کو بادشاہی لشکر سے ملنے نہ دین۔
چنانچہ باہم مقابلہ ہوا اور یہ خفیف مقابلہ لڑائی کی صورت پکڑ گیا جب بادشاہ نے آصف جاہ سے
کہا کہ برہان الملک کے لشکر کی کمک پر جاؤ تو اوسنے یہ کہا کہ پہر دن باقی ہے برہان الملک کا لشکر
منزلین مار کر ہارا تھکا آیا ہی۔ بہتر ہے کہ آج کے دن آرام کرے برہان الملک جلدی نہ کرے
کل توپخانہ کو آگے رکھکر اور کل لشکر کو ترتیب دیکر انتظام سے لڑینگے اسکو آصف جاہ کی کاہل انگاری
خاندوران خان سمجھا اوسنے بادشاہ سے کہا کہ برہان الملک نکل گیا ہے وہ دشمن سے
لڑ رہا ہوگا حیف کی بات ہے کہ ایسا جوانمرد جان فشان مرنیکے لئے جائے اور ہم اوسکا تماشا
دیکھا کرین میری غیرت اور مروت کا یہ اقتضا نہیں ہے کہ مین اوسکے پہلو مین جا کر نہ کھڑا ہون
اور ونکو اختیار ہے یہ کہکر کھڑا ہو گیا اور ہاتھی پر سوار ہوا اور لشکر ساتھ لے برہان الملک کے لشکر سے
آدہ کوس پرے جا کھڑا ہوا۔ نادر شاہ کے لشکر نے حماء پر حملے کیے اور دو گھنٹے لڑائی کا ہنگامہ گرم رہا۔

خیر یہ تو بہانہ ہی تہا مگر اصل حقیقت یہ تھی کہ ہندوستان کی سپاہ مین ہمت کہان تھی کہ وہ افغانونکو
نکالتی اور روکتی مصلحتاً یہ توقف تہا اور یہ سمجہا تھا کہ نادر شاہ کو حسین خان افغان مارکر قندہار
سے پرے بھگا دیگا - جب محمد خان ایلچی ایک سال کے بعد بھی نہ آیا تو اُس پاس نادر نے آپنے آدمی
دوڑائے - اور اصل حال پوچہا جب آدمی بھی جواب لیکر نہ آئے اور ایک سال کے اندر قندہار فتح
ہوگیا - اب بھی دلی سے جواب نہ آیا تو نادر کو بھی غصہ آیا - اوسکا بل پر وہ اُمنڈکر چڑہ آیا - ناصر خان
صوبہ کابل نے کچھ مقابلہ کیا مگر آخر کو شکست پائی - نادر کا کابل پر بھی تسلط ہوگیا - یہان کابل و
قندھار دونون فتح ہوئے وہان دلی مین جو کوئی امیر الامرا خاندوران خان سے یہ خبر کہتا
تو وہ ہنس کر یہ کہتا کہ تمھارے گھر بہت بلند پہاڑ پر ہین اس سبب سے تم کو نادر شاہ قزلباشون اور
مغلون کے ساتھ دور سے دکھائی دیتا ہے اور سارے بادشاہ کے رفیق اور مصاحب یہ کہتے تھے کہ
یہ ساری افترا پردازیان اعتماد الدولہ اور آصف جاہ اور اور تورانی امیرون کی ہین نادر شاہ کے
ایلچیون کو بھی بتلاتے تھے کہ وہ زکریا خان تورانی حاکم لاہور نے بنا کر بھیجے ہین بعض یہ خیال
کرتے ہین کہ آصف جاہ جب دکن کو گیا تو نادر شاہ کو خفیہ ایلچی بھیجکر سنکار گیا کہ آپ بیتکلف چلے
آئیے - یہان دلی تک میدان صاف ہے - مگر یہ کب عقل باور کرسکتی ہے کہ وہ امیر جو کسی ملک مین
درجہ اول رکھے وہ دشمنونکو اپنے گھر بلائے - اب یہان نادر شاہ نے کابل مین مقیم ہوکر صفر ۱۱۵۱ھ کو اپنے
ایلچی کے ہاتھ پہر بادشاہ کو ایک خط لکھا اور اوسمین پہلی حرکات پر اوسکی لعنت ملامت کی اور یہ تحریر کیا
باوجود ان سب باتون کے ہمارے اور تمھارے اتحاد مین فرق نہین آیا امید ہے کہ آئندہ اوسکو تم برقرار
رکھوگے - یہ ایلچی دس آدمیون کے ہمراہ جب جلال آباد مین آیا تو مارا گیا - نادر کو اس واقعہ پر علم ہوا
وہ پہلے ہی سے محمد خان ایلچی کے انتظار مین مضطرب تھا - اب یہ خبر سنکر اور بیقرار ہوا - اوس نے
(اکتوبر ۱۷۳۸) شعبان ۱۱۵۱ھ مین کوچ کردیا - ابتک دلی کا دربار اس غفلت مین بیٹھا تھا کہ کابل و پشاور کے
درمیانی پٹھان نادر کو آگے نہ بڑہنے دینگے مگر اسوقت مرہٹون کی لڑائی کے سبب صوبہ کابل کا
انتظام بالکل بگڑ رہا تھا - راستون کے انتظام کے واسطے جو افغانون کو روپیہ دیا جاتا تھا وہ بھی
نہین پہنچا تہا - غرض دشمنون کے آنے کے لیئے سامنے کے درے اور راستے غیر محفوظ کھلے پڑے تھے

حیران پریشان انگشت بدندان بیٹھے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے آیندہ کیا کرین کہ اس
مژدہ کو سن کر شادان ہوئے۔ بادشاہ نے فوراً آصف جاہ کو روانہ کیا۔ اوسنے برہان الملک کی
وساطت سے نادر کی ملازمت حاصل کی اور دو کروڑ روپیہ بھیجنے کا وعدہ کرکے وہان سے حضرت
محمد شاہ کی خدمت مین آیا اور اپنی کاردانی اور دولت خواہی ظاہر کی۔ برہان الملک کی حسن
خدمات کو اوڑا دیا۔ بادشاہ نے اُسسے خوش ہوکر امیر الامرائی کا خلعت بخش بحال مرحمت کیا
دوسرے روز ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ھ ۱۴ فروری ۱۷۳۸ کو نادر شاہ کے بلانے سے محمد شاہ اوسکی ملاقات کیلئے گیا
جب لشکر کے قریب وہ پہنچا تو نصر اللہ مرزا کو استقبال کے لئے بھیجا جب وہ رستہ مین ملا تو بادشاہ
نے تخت روان کو زمین پر رکھوا کر اوسکو گلے لگایا اور اُس کو فرزندون کی طرح ساتھ
لیکر نادر شاہ کے خیمے پر پہنچا۔ وہان نادر بھی خیمہ کے باہر استقبال کے لئے آیا۔ اور اپنی مسند پر
اوسکو نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے دردمندی اور بھائی بندی کی باتین ہونے لگین۔
نادر شاہ نے شکایت کی کہ اتنے خط مین نے بھیجے آپنے اوسکا جواب نہ دیا۔ اس سبب سے مجھے یہان
آنا پڑا۔ بادشاہون کو ایسا تغافل مناسب نہین ہے۔ محمد شاہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ اگر یہ
تغافل نہ ہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس جواب کو نادر شاہ سنکر بڑا خوش
ہوا اور بولا کہ حق تعالی ہندوستان کی سلطنت آپکو مبارک کرے یہان کی فرمان روائی آپہی
کا حق ہے جو شخص آپ کے حکم سے سرتابی کرے اوسکی گوشمالی کے لئے مین حاضر ہون غرض بادشاہ
ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔ اب یہان سے مورخون کی یہ گفتگو شروع ہوتی ہے برہان الملک
امیر الامرائی کی تمنا مین بیٹھا تھا جب اوسنے سنا کہ آصف جاہ نے اوڑا تو وہ بہت دل ہی دل
مین گھٹا غیض و غضب مین آنکر نادر شاہ سے عرض کیا کہ بجز آصف جاہ کے مقتدر امیر ہی تو اند
آپنے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ روپیہ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے خزانون اور دفینون
اور فلان فلان جواہرات لاکھون روپیہ کی قیمت کے چھوڑ دئے دو کروڑ روپیہ تو یہ فقیر اپنے
گھر سے نکال کر دے سکتا ہے۔ بادشاہی خزانون اور امرا اور تجار اور مہاجنون کی دولت کا کیا
ٹھکانا ہے۔ آپ شاہجہان آباد چلئے اور ان قارونی خزانون کو نہ چھوڑئے۔ نادر یہ سن کر بڑا خوش ہوا

ایران کے آزمودہ کار سپاہی کے روبرو اس سپاہ کی کیا حقیقت تھی اونسے گھنٹہ دو گھنٹہ مین تھوڑی دیر مین مار کر دہوئین اُڑا دئے میدان جنگ مین بہت بڑے بڑے سردار کام آئے - امیر الامرا، خاندوران خان زخمی ہوکر میدان سے پھرا - یہان بادشاہی انتظام کی یہ خوبی تھی کہ امیر الامرا پہنچا نہ تھا کہ سب ڈیرے خیمے لٹ گئے - اور سارے کارخانون کی خاک اڑ گئی - یہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ امیر الامرا خاندوران خان صمصام الدولہ بہادر کہان فروکش تھا - اس بیچارے زخمی کو خیمہ کا بھی کہین سایہ نہ ملا - ایک بچھونہ کہین پڑا تھا اوسپر لا اتارا - اعتماد الدولہ آصف جاہ اور خواجہ سرایان بادشاہی عیادت کے لیئے آئے - وہ آنکھین بند کئے پڑا تھا جب ہوش آیا تو یہ زبان پر لایا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام کیا اب تم جانو اور تمہارا کام جانے - مگر اتنا ہم کہے جاتے ہین کہ بادشاہ کو نادر شاہ کی ملاقات کے لئے اور نادر شاہ کو دلی مین مت لیجانا جس طرح ہو سکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا - ۱۹ - تاریخ خاندوران خان کا انتقال ہوا - اب برہان الملک اور اوس کے رفیق دشمن سے میدان مین لڑ رہے تھے - اونکو چارون طرف سے قزلباشون نے گھیر لیا - ایک نوجوان ہم وطن برہان الملک کا گھوڑا دوڑا کر اوسکے ہاتھی کے سامنے گیا - برہان الملک نے تیر اوسپر چلانا چاہا - اوسپر اس نوجوان نے یہ کہا کہ محمد امین دیوانہ شدہ با کہ میجنگی - اور یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑا اور گھوڑے کو اوسسے باندھا اور خود رسہ پکڑ کر ہاتھی پر عماری کے اندر برہان الملک کے پاس جا بیٹھا - برہان الملک ایران کے دستور سے واقف تھا - اوسنے اطاعت اختیار کی - اور نتیجہ تقدیر کا اسیر ہوا - لشکر قزلباش کے ہمراہ لشکرگاہ مین پہنچا - صرف ایک گھنٹہ دن باقی رہا تھا کہ نادر شاہ اپنے خیمے مین اولٹا چلا آیا - بادشاہی مورچے مستحکم بہت تھے اونپر حملہ نہیں کیا - برہان الملک کی تقصیرات معاف کردین - اور اوسکو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا - اب برہان الملک کے پاس یہ خبر پہنچی کہ امیر الامرا مر گیا - اوسکو ایک مدت سے امیر الامرائی کی لو لگی ہوئی تھی - اسلئے اوسنے بادشاہ سے مصلحت آمیز باتین بنانی شروع کین اور نادر شاہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضور دو کروڑ روپیہ لے لین اور یہین سے واپس تشریف لیجائین - نادر شاہ اس بات پر راضی ہو گیا - برہان الملک نے یہ بشارت اپنے بادشاہ کو لکھی - یہان بادشاہ اور آصف جاہ سرگریبان

امرا کا باہمی بن یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہت ایرانی سپاہیون کو اپنی حفاظت کے واسطے نادر سے
کہہ کر لے گئے تھے اونکی بہی حفاظت نہ کی بعض نے انکو قتل کر کے عوام الناس کے حوالہ کر دیا اور بعض نے
خود مورچے جا کر اونپر حملہ کیا جب نادر کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو اوسنے چند آدمی بہیجے کہ وہ آدمیون کو
سمجھا دین کہ میرے مارے جانے کی خبر بے اصل ہے - مگر ان آدمیونکو بھی لوگون نے مار ڈالا - رات بہر نادر
نے صبر کیا اور سارے آدمیون کو جو اوسکے پاس تھے حکم دیا کہ وہ چپ چاپ بیٹھے رہین جو حملہ کرے اوسکو
جواب دین خود کسی پر حملہ نہ کرین جب صبح ہوئی تو نادر شاہ خود گہوڑے پر اس نظر سے سوار ہوا
کہ اس شورش کو مٹائے مگر اوسکے سوار ہونیسے اور فتنہ برپا ہوا - اسمین شبہ نہین کہ خون کا اتفاق
ہے کہ ہرگز نادر کی نیت یہ نہ تھی کہ وہ دلی والون کو خود تکلیف دیتا اور دوسرے تکلیف پہنچاتے - مگر وہ شہر مین
سوار ہوا تو اوسپر پتھرون کی بوچھاڑ شروع ہوئی - بلکہ ایک شخص نے تفنگ اوسپر چلایا جس سے ایک بیگ
اوسکا پہلو مین گر کر مر گیا - اپنی آنکھون کے سامنے اوسنے دیکھا کہ جابجا قزلباش مردہ پڑے ہین اور
لشکر بھی اوسکا لشکرگاہ سے شہر مین آن پہنچا تو اوسنے قتل عام کا حکم دیدیا - اور کہہ دیا کہ جہان ایک
ایرانی مردہ دیکھو وہان ایک ہندوستانی زندہ نہ چھوڑو جسوقت اوسکے لشکر کا ہاتھ تلوار پر پڑا تو
شہر والونکا ہاتھ یون کا یون ہی رہ گیا پھر نہ ہلا - صبح سے دو پہر تک کشتون کے پشتے لگ گئی اودہر تلوار
کی آنچ سے آدمیون کا کام تمام ہو رہا تھا ادہر آگ کی آنچ سے مال اسباب مکان خاک ہو رہے تھے
اسوقت وسط شہر مین روشن الدولہ کی مسجد مین نادر شاہ تلوار کھینچے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور اوس کی
آنکھون مین خون اوتر رہا تھا کسی کا یارا نہ تھا کہ شفاعت کے لئے زبان ہلا سکے! اوسکا غضب قہر خدا تھا
سب امیر دیکھتے تھے اور دم نہ مارتے تھے - ایک خواجہ سرا محمد شاہ پاس دوڑتا ہوا گیا کہ حضور کی رعایا سب قتل
ہو گئی یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا اور آصف جاہ اور قمر الدین خان کو لیکر نادر شاہ پاس پہنچا اور اوسنے
اپنی رعایا کے قصور معاف کرنیکے لئے کہا - نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی کوئی درخواست ایسی نہین
ہوئی جسمین خونریزی ہو اسلئے تلوار اپنی نیام مین کھینچی سارے شہر مین پہلی نقیب امان امان کہتے
ہوئے بھاگے پل کی پل مین امن امان ہو گیا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی سپاہ کا کیا عمدہ انتظام
تھا کہ ادہر اوسنے اپنی تلوار کو نیام مین ڈالا اودہر سارے لشکر کی تلوار نیام مین پڑ گئی - اگر کسی کی

اور اوسنے آصف جاہ کو سوال و جواب کے واسطے طلب کر کے نظر بند کر لیا۔ اور اوسسے کہا کہ بادشاہ کو بلا دو۔ اوسنے کہا کہ آپسے یہ عہد نہین ٹھیرا تھا۔ نادر نے کہا کہ ہم اپنا عہد نہین توڑتے ہین بادشاہ کی عزت آبرو اور سلطنت دولت سے کچھہ کام نہین رکھتے ہین صرف ملاقات منظور ہے۔ غرض آصف جاہ نے عرضی بادشاہ کو لکھی۔ بادشاہ تنہا آیا۔ نادر نے اوسکو عزت حرمت کے ساتھہ خیمہ مین اوتروا دیا اور کہا کہ اسباب تجمل سلطنت اور مستورات حرم سرا کو مع اپنے عملہ فعلہ کے یہان بلا لو۔ اور خاطر جمع سے یہان استراحت کرو۔ اور اوسکے لشکر مین حکم بھجوا دیا کہ جسکا جی چاہے یہان آجائے جسکا جی چاہے وہان چلا جائے۔ بادشاہ نے مجبور وہی کیا جو اوسنے کہا۔ بعد اوسکے برہان الملک اور طہماسب خان جلائر کے ہاتھہ اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ لطف اللہ خان صادق قلعہ دار شاہجہان آباد کے نام بھیجدیا کہ وہ سارے کارخانے شاہی اونکے حوالہ کرے غرض وہون نے یہان آنکر قلعہ دار سے کنجیان لے لین۔ اور سارے کارخانون پر قبضہ کر لیا جب یہ حال گذرا تو محمد شاہ کا لشکر پریشان ہوا۔ اکثر راہ مین قزلباشون کے ہاتھہ سے جو تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے مارے گئے۔ اور جو اوسکے ہاتھہ سے بچے اونکو ہندوستانیون نے زندہ نہ چھوڑا۔ اور اگر زندہ چھوڑا تو کپڑا بدن پر نہ چھوڑا۔ القصہ غرہ اول ذی الحجہ تاریخ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے اور نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اترا۔ اور اپنے سپاہیون کو محلون مین جابجا حفاظت کے لئے بھیجدیا۔ اور حکم دیدیا کہ کوئی سپاہی رعایا پر دست درازی نہ کرے۔ اور اگر کوئی خلاف حکم کرے تو اوسکے گوش و دماغ کو کاٹ ڈالو۔ باوصف اسکے کہ نادر شاہ نے یہ دور اندیشیان کین۔ مگر ہندوستانی اس خونخوار فوج سے راضی نہ ہوئے۔ اتفاق سے عید اور نوروز دونو ایک روز ہوئے اسلئے بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا۔ جامع مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑہا گیا۔ چوتھے روز عصر کے وقت مشہور ہے کہ بھنگیر خانہ مین بیٹھے بیٹھے ایک بھنگڑ بولا کہ وہ محمد شاہ رنگیلے تیر اکیسا کہنا ہے مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھہ سے مروا ہی دیا۔ یہ ہوائی خبر سارے شہر مین ہوا کی طرح پھیل گئی۔ دلی کی خلقت اون قزلباشون پر پل پڑی جو محلون مین محافظت کی واسطے مقرر تھے۔ اور مختلف جگہ مین متفرق تھے اونکو بے خبر جا کر قتل کر ڈالا۔ اسوقت ہندوستانی

بھیجدو کہ وزیر صاحب کو منصب مین باشگری (یعنے ہزار آدمیون کی افسری) کا حاصل ہو جاے - اس قتل عام ہی پر بس نہوی - اس ہندوستان کی چڑہائی سے نادرشاہ کا بڑا مطلب تھا کہ یہان کے مال سے اپنے تئین مالامال کرے جب اوسنے فتح حاصل کی تھی دولت کے لوٹنے پر غش تھا - اول اس روپیہ کے دلانے والا سعادتمند سعادتخان تھی جسنے اپنے بھتیجے شیر جنگ کی معرفت دو کروڑ روپیہ گھر سے منگا کر خزانہ نادری مین داخل کیا تھا جب سعادت خان مر گیا تو اونکی جگہ سربلندخان ہندوستانی اور طہماسپ خان ایرانی کھڑے ہوے - اول دونون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا بیگمات تک کا زیور اوتروالیا تخت طاؤس لے لیا - بعد اوسکے بڑے امیرون کے گھر ضبط کئے بعض امیرون پر جبر و تعدی کر کے بہت سا مال چھین لیا پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا کی کمبختی آئی - سارے شہر کے دروازون پر پہرہ بندی تھی کہ کوئی شہر سے مال لیکر نہ نکل جائے - غرض مال بتلانے کے لئے ہر دولتمند کے گلے پہ چھری رکھی ہوئی تھی - بہت سے غیرت مند زہر کھا کر مر گئے بہت سے لوگ بیچارے پکڑے گئے باندھے گئے - نادر کی طرف سے جو ظلم تھا سو تھا بیچ کے یہ اہلکار اپنا گھر دولت سے بھرنے کے لئے غریبون کی جان کھائے جاتے تھے - دس وصول کرتے تو پانچ آپ کھاتے غرض جان اور مال اور عزت اور آبرو کے لئے گھر گھر رونا تھا اہل صوبہ سے برسون کی باقی کا روپیہ وصول کیا گیا جب نادر کو خوب معلوم ہو گیا کہ اب کوئی ٹھکانا روپیہ ہاتھ لگنے کا باقی نہین رہا تو اوسنے مراجعت کا ارادہ کیا اور اوسنے محمد شاہ کو خود تخت سلطنت پر بٹھایا اور سارا زیور پہنایا اور عہدنامہ لکھایا جسمین دریاء سندہ کی مغرب طرف کا ملک سارا اوسکی قلمرو مین داخل ہوا اب جو لوٹ وہ ہندوستان سے لے گیا اوسکے تخمینہ مین اختلاف زمین و آسمان کا ہے کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہے کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہے اور بہت سے جواہرات بتلاتا ہے جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہو سکتا اس نادرشاہ کے آنیکی ہزارون حکایتین اور روایتین مشہور ہین سیکڑون نقلین اوسکی اب تک نقل مجلس ہوتی ہین مگر صحیح صحیح حال اوسی قدر سمجھنا چاہیے جو نادرشاہ نے خود اپنے بیٹے رضا قلی کو خط مین لکھا ہے اور اوسمین وہ سارا حال لکھا ہے جو لاہور سے محمد شاہ کے دوبارہ تخت پر بٹھاتے تک گذرا ہے اوس کا خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین +

تلوار گردن پر رکھی ہوئی تھی تو وہین ہی آگے نہ چلی۔ اب اسمین مورخون کا اختلاف ہے کہ کتنی آدمی مرے
آٹھ ہزار سے ڈیڑہ لاکھ تک تخمینہ کیا ہی مگر سچ یہ ہی کہ جن لوگون کا خانہ حیات تاراج ہوا
اونکی خانہ شماری اور مردم شماری کون کرتا ہے۔ نادر شاہ کے آدمیون کو جو ہندوستانیون کے
ہاتہہ سے قتل ہوئے کوئی سات سو بتاتا ہی کوئی ہزار کہتا ہی۔ پانی پت کی لڑائی مین نادر کے تین آدمی مرے
تھے اور بیس زخمی ہوئے تھی ہندوستانی بیس ہزار مرے تھے غرض ایرانی اور ہندوستانی دونون کیلئے
یہ ہنگامہ پانی پت کی لڑائی سے بڑا تھا جو امرا بھاگ کر دہلی سے کچھ فاصلہ پر کسی قلعہ مین محصور تھے
ان سکو نادر نے مارڈالا جس شخص پر اوسکو گمان اس معرکہ مین شریک ہونیکا ہوا اوسکی جان نہ چھوڑی
بعد اسکے اپنے پسر دوم نصراللہ مرزا کا محمد شاہ کی بیٹی سے نکاح کیا جو محفلین سوگ اور سوز کی تھین
اب وہ سرود و رقص و سرود کی مجلسون سے بدل گئین۔ معلوم ہوتا ہی کہ دلی کے آدمی کیسے لہو و لعب کو
پسند کرتے تھے اور امراء دہلی کس درجہ نالائق ہوگئے تھے کہ ہنوز ایرانی دلی سے گئے نہ تھے کہ اونکی
مجلسون مین نقلین ہونی شروع ہوگئین کہ ایرانیون کے چہرے خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی
گڑگڑاتے ہوئے انکے پاؤن مین گرتے اسپر یہ اہل مجلس خوش ہوتے اور قہقہے مارتے غرض دہلی مین نادر شاہ
اٹھاون دن رہا محمد شاہ سے خلوت مین ملاقاتین رہین اور اوسنے انتظام سلطنت اور دوام دولت
قیام اور استحکام کیواسطے بہت نصیحتین کین۔ پہر اوسنے امرا اور اعیان سلطنت کو بلا کر بادشاہ کی خیر خواہی
کے لئے تاکید اور تنبیہ کی اور اطراف حاکمون کے نام یہ حکم گشتی بہرا کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو۔ آخر
فقرہ اس تحریر کا یہ تھا کہ من محمد شاہ یک رحیم وو بدن اگر غدر نخواستہ خبر طغیانی شما بالنسبة
بہ بادشاہ گوش زد من بشود نام شما را از صفحہ ملقت محو خواہم کرد جو اوسنے کہا اگرچہ اوسکے کرنے
کی فرصت تو اوسے نصیب نہین ہوئی مگر جنکو اوسنے دیکھا دیا تھا اونہون نے اوسکی تقلید کرکے
بہت جلد اس خاندان کو خاک مین ملا دیا۔ گویا نادر اس خاندان کے ذلیل و خوار کرنیکا خود سبق
لوگون کو سکھا گیا اور اوسکی ہیبت کو لوگون کے دلون سے اوٹھا گیا اگرچہ وہ امرا کی بڑی خاطر داری
کرتا تھا مگر اونکو خوب پہچانتا تھا۔ ایکدن قمرالدین خان سے پوچھا کہ آپکی کسقدر بے بیان ہین
اوسنے عرض کیا کہ ساڑھے آٹھہ سو۔ نادر اپنے نوکرون سے کہا کہ ڈیڑہ سو اور قیدی عورتون سے

بر بادشاہی ہندوستان مقرر نمود وہ تاج سلطنت بر سرے و نہیم حمد خدا را کہ بانجام چنین کار ما را قدرت داد
باقی ہم ان باتون کو زٹل جانتے ہین کہ آصف الدولہ اور سعادتخان دونو نے یا اونمین سے ایک نے نادرشاہ کو
بلایا تہا ۔ یا یہ سعادتخان نادرشاہ کو بہکا کر دلی مین لایا تہا ۔ اب ان دونو کہانیون کے سوا ایک
کہانی اس سے بڑھ کے اور غضب کی سنو جسکو آجکل فرنگستانی مورخ اور محقق بھی یقین کرتے ہین اور
اور ہم اوسکی نقل آگے کرتے ہین ۔ اس ملک مین ایک گروہ یاوہ گوؤن اور حماقت پیشیون کا ہے کہ وہ
اپنے تئین عالمون سے بہتر اور حکیمون سے برتر سمجہتا ہے اور بازاری آدمیون مین اپنی عقل فروشی کے
لیئے دماغ سے گھڑ گھڑ کر کہانیان کہا کرتا ہے اور انکو اپنی عقل کے زور سے ایسے پیرایہ مین لاتا ہے کہ اصل
واقعہ کچھ سے کچھ نظر آنے لگتا ہے اور بے اصل بات اصلی واقعہ معلوم ہوتا ہے افسوس ہے کہ
بعض اوقات ایسی باتون کو عقلمند بھی یقین کرنے لگتے ہین ۔ اب وہ نقل یون ہے کہ نادرشاہ نے
آصف جاہ کو بلایا اور کہا کہ او بڈہے تونے ہمکو قندہار مین کیا لکھہ کر بہیجا تہا کہ اگر بندگان حضور یہان
تشریف لائین تو پچاس کروڑ روپیہ غلام حاضر کریگا بادشاہ اور امرا کے خزانے اور دفینے فلان
اسکے ہین ۔ اب وہ روپیہ کہان ہے ۔ جا آج کل کی اور مہلت ہے اگر روپیہ لایا خیر ہے نہین ہم
تو نہین ۔ آصف جاہ یہ سنکر سیدہا برہان الملک کے پاس گیا اور کہا بھائی آج یہ مجھہ پر آفت آئی
ہے کل تم پر آنیوالی ہے مین وہی آصف جاہ ہون کہ ملک دکن کو کئی دفعہ مینے خاک مین ملایا ۔ اٹھتر
لڑائیون مین نام پایا ۔ آج یہ قزلباش مجھہ بے نام و نشان مجھے یون لعنت ملامت کرتا ہے
اس جینے سے تو مرنا بہتر ہے میرا ارادہ ہے کہ زہر کا پیالہ پیکر مر رہون ۔ خدا کے ہان نادر سے
میرا سوال و جواب ہو رہیگا ۔ برہان الملک نے بھی کہا اچھا مین بھی یہی کرتا ہون اس بڑہاپے مین
کون بے عزتی اٹھائے ۔ غرض برہان الملک نے جاکر اپنے گھر مین زہر کا پیالہ پی لیا ۔ اور خدا کو
جان سونپ دی ۔ اور آصف جاہ گھر مین آرام سے سو رہا صبح اوٹھکر جو سنا کہ برہان الملک فوت ہوا
تو ظاہر مین رنجیدہ مگر دل مین خوش ہوا ۔ بعض نے اسمین اور نمک مرچ یہ لگایا ہے کہ دونو آصف جاہ
اور برہان الملک کو نادر نے بلایا اور اونکی دغابازی اور بیوفائی پر لعنت ملامت کی اور ڈاڑہی
مین تھوک دیا اسلیئے دونون نے آپسمین یہ ٹھیرایا کہ زہر کا پیالہ پیکر جان آفرین کو جان دیدین آصف جاہ

اول خبرے از جنگ فوجے از سپاه ایران با مقدمه لشکر هند و غلبه ایرانیان میدهد و بعد از کوششے که برای
منع ملحق شدن لشکر سعادت خان به لشکر محمد شاه نمود و فائده بران مترتب نشده بود مینویسد و بعد ازان میگوید
بدین مضمون که چون این مدد بمحمد شاه رسید مستظهر گشت و لشکر خود را نموده در میدان صف محاربت آراست
و ما که در اندک جمعیتے بودیم قراول بجهت صیانت اردو گذاشته و از قادر متعال استعانت جسته بر دشمن حمله بردیم
تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ و تفنگ خرمن سوز عمر اعدا بعد ازان بعون الهی بهادران شیر
شکار صف خصم را بر هم زده ایشان را متفرق کردند درین مقام تفصیل تا مهمها اعاظم امرا که کشته و زخمی و
اسیر شدند مینویسد از جمله مقتولین خاندوران و از ماسورین سعادت خان را ذکر میکند و بعد میگوید
که این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت هم عساکر ما غنیم را تعاقب کردند هنوز یکساعت از روز
باقی بود که معرکه حرب بکلی از دشمن پاک شد و چون استحکامات اردوے ایشان مستحکم و مضبوط بود فرمان
دادیم که از یورش دست بدارند خزانه لیها و چند فیل و قدرے از توپخانه پادشاه هندوستان و
نفائس غنایم از هر قسم بسبب این فتح بدست افتاد و از بیست هزار متجاوز از دشمن بر خاک
هلاک افتادند و خیلے بیش ازین نیز در قید اسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر محمد شاه را احاطه کرده
راه مراودت با اطراف و حوالی را بر ایشان مسدود ساختیم و توپها و خمپاره ها را بجهت با خاک یکسان
کردن استحکامات مهیا نمودیم چون اختلال اغتشاش عظیمی در اردوے هندیان راه یافته و بهیچ وجه
آواره پذیر نبودند محمد شاه از روے اضطرار ابا بد شده بعد از یکروز در پنجشنبه هفتدهم ذیقعده
نظام الملک را باردوے ما فرستاده روز دیگر خود با اعیان ملک حضور رسید در وقتے که محمد شاه رو باردو
می آمد بملاحظه اینکه ما ترکمانیم و او نیز از سلسله ترکمانیه و خانواده گورکانیه است فرزند عزیز نصر الله میرزا تا بیرون
اردو باستقبال فرستادیم و او در خیمه بادشاهی ما گشت نظر بملاحظه قرابت اهلی آنچه لازمه احترام پادشاهی
وے بود معمول داشتیم و او مهر سلطنة خود را با سپرده و ما حکم کردیم که کسی متعرض سراپرده شاهی متعلقان
سرای سلطنت و امرا و اعیان مملکت نشود درین وقت پادشاه و حرم پادشاهی و جمیع اکابر و اعاظم
هندوستان که از اردو حرکت کرده اند به دهلی رسیده اند و ما نیز در بیست و نهم ذی القعده بجانب دهلی
حرکت خواهیم کرد اراده این است که نظر بملاحظه نسب محمد شاه و قرابت اهلی که فیما بین هست او را دوباره

خطاب دلایا جعفر خان کو تو داماد سے رنجش تھی مگر اوسکے بیٹے علاء الدولہ سرفراز خان یعنے نواسے سے کمال محبت تھی جب اپنا وقت مرگ قریب دیکھا تو نواسہ کو اپنے جانشین مقرر کرنا چاہا محمد علی وردیخان اور حاجی احمد سے شجاع الدولہ نے مشورہ کیا اور ان بھائیوں نے بادشاہ دہلی کی خدمت مین اسکی طرف سے درخواستین بھیجین کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی نظامت اور دیوانی اوسکو مرحمت ہو اور اپنی سپاہ کے معتمد آدمیون کو ظاہر مین موقوف کیا - اور اونسے کہہ دیا کہ تم مرشدآباد مین مختلف مقامات پر جاکر جمع ہو - اور اس خبر کے منتظر رہو کہ کب جعفر خان کے گھر مین شجاع الدولہ آتا ہے - برسات کا موسم بھی قریب تھا - اسلئے کشتی وغیرہ سب سامان درست کرلیا اور جعفر خان کی ڈیوڑہی تک برابر ڈاک لگادی کہ جسوقت قاصد چل آئے تو فوراً خبر پہنچ جائے جب یقین ہوگیا کہ جعفر خان پانچ چھہ روز کا مہمان ہے تو شجاع الدولہ مع محمد علی وردیخان اور اور رفقا کے کٹک سے چلدیا اور اپنے بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا اڑیسہ مین اپنا قائم مقام کیا - راہ ہی مین جعفر خان کے انتقال کی دھر خبر پہنچی - ادھر بادشاہ کی طرف سے سند بھی آگئی - وہ بہت جلد مرشدآباد مین پہونچا - اور چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہوگیا - اور شادیانے مسند نشینی کے بجوائے اب سرفراز خان دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا کہ کیا تھا کیا ہوگیا - ناچار سوا اسکے چارہ نہ دیکھا کہ باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نذر اور مبارکبادی دی - شجاع الدولہ نے نہایت عدالت سے کام کیا - سرافراز خان کو بدستور دیوان صوبہ بنگالہ رکھا دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ مرشد قلی خان اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈھاکہ کا حاکم اور محمد علی وردی کو عظیم آباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور بادشاہ کے ہان سے اوسکو مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری کا منصب دلایا +

شجاع الدولہ کا مرنا اور محمد علی وردی خان کی لڑائی سرافراز خان سے اور اسکا انجام +

جب نادر شاہ دہلی میں آیا تو شجاع الدولہ اپنی اجل سے مرگیا علاء الدولہ سرافراز خان باپ کا جانشین ہوا حاجی احمد اور محمد علی وردی خان کے تمام رشتہ دار ریاست مین دخیل تھے ادہر انسے سرافراز خان کی بگڑ گئی - اور ادھر نادر شاہ کے دینے کے لئے زر کثیر کا مطالبہ آیا خرچ کم کرنیکے واسطے محمد علی وردی خان نے لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح سرافراز خان کو بتائی - اسنے اور سب

جہوٹے موہے دم چرا کر پڑ رہا - برہان الملک نے آدمی کو خبر کے لیے بھیجا ۔ اوسنے جاکر کہا کہ آصف جاہ کا دم لبو پر ہے تو وہ اس کام مین ہے رقیب کم رہنے کو غنیمت سمجہا - اور سچ مچ زہر کا پیالہ پی گیا - اور مر گیا - آصف جاہ بھلا چنگا صبح اوٹہا اور اوسنے فخریہ دوستون سے کہا کہ کیا دشمن کو مارا ہے - فقط اصل حال یہ ہی کہ سب معتبر مورخ لکھتے ہین کہ نادرشاہ دہلی مین تہا کہ برہان الملک سرطان کے پہوڑے سے مرگیا -

جب نادرشاہ یہانسے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دہلی سے تین زرخیز صوبے بنگال بہار اڑیسہ علحدہ ہو گئے - اور اونمین جداہی علی وردی خان کی ایک ریاست قائم ہو گئی - شجاع الدولہ قوم افشار سے تہا اور جعفر خان کا داماد تہا - جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکی سفارش سے شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ دار ہوا - مگر ان داماد اور خسر مین ایسا مزاجونکا اختلاف تہا کہ وہ پاس پاس رہنا پسند نہین کرتے تہے - اور شجاع الدولہ کی بی بی باپکے گھر خاوندکی بدمزاجی کے سبب سے رہتی تھی - اور اوسکا بیٹا سرفراز خان بھی اپنی ماکے ساتھہ رہتا تہا اور نانا نواسے کو بہت چاہتا تہا - جعفر خان کا پہلے نام مرشد قلی تھا - اسلئے جو شہر اوسنے بنایا اوسکا نام مرشدآباد رکھا - اوسی مین وہ رہتا تہا - شاہزادہ اعظم شاہ کے رفیقون مین ایک شخص مرزا محمد تھا - اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی و حاجی احمد لائق فائق ہتے - جب شاہزادہ اعظم مارا گیا تو مرزا محمد زمانہ کے ہاتہہ سے تنگ ہوکر شجاع الدولہ صوبہ دار اڑیسہ کے پاس چلا گیا - اوسکی بی بی بھی قوم افشار سے تھی اور شجاع الدولہ کی رشتہ مند تھی - کوئی کہتا ہے کہ اوسکی انا تھی - پہر مرزا محمد علی بھی باپ پاس گیا اور اس سرکار مین نوکر ہو گیا اور روز بروز اپنی حسن لیاقت کے سبب سے ترقی پاتا گیا ۔ اور شجاع الدولہ کے مزاج پر حاوی ہوتا گیا - اوسنے پھر اپنے بھائی حاجی احمد کو بھی یہان دہلی سے مع اہل و عیال کے بلوا لیا - وہ بھی شجاع الدولہ کے رفیقون مین شریک ہو گیا - ان دونو بہائیون کی حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب بندوبست ہو گیا ۔ اور ریاست کو خوب استحکام ہو گیا - اوسکی آمدنی بھی بڑہ گئی +

شجاع الدولہ نے بادشاہ کی خدمت مین آدمی بھیجکر مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خان کا

مرہٹون کا ملک بنگال مین غدر مچانا +

صوبہ اڑیسہ کا انتظام کرکے مرشدآباد کو ۱۱۵۶ھ مین آیا تو کیا سنتا ہے کہ ملک کو مرہٹے تاخت و تاراج کررہے ہین +

یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ برار کے راجہ رگھوجی بھوسلا نے اپنے سپہ سالار بہاسکر پنڈت کو پچیس ہزار سپاہ دیکر یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین اپنی فتوحات کو توسیع دے علی وردی خان ہنوز بردوان مین پہنچا تھا اور یہان اوسنے اپنا سامان جنگ نہین رکھا تھا کہ مرہٹون نے اوسکے ملک کے گردنواح مین غدر مچادیا کچھہ لڑائیون کی چھیڑچھاڑ ہوئی مرہٹون نے یہ کہا کہ اگر دس لاکھہ روپیہ دو تو او لٹے چلے جائین مگر علی وردی خان نے اوس سے انکار کیا اور اوسنے مرشدآباد جانیکا قصد کیا اوسکے ساتھہ پانچہزار سپاہ تھی مگر بہیر بہنگاہ اوسکے ساتھہ ایسی ہولی کہ جس سے نظم سپاہ مین خلل پڑا اور اس سبب سے اوسکا بڑا نقصان ہوا تمام توپین اور خیمے اور سارا اسباب باربرداری وغیرہ اوسکا مرہٹونکے ہاتھہ لگا مگر اوسنے مرہٹونکی شرائط کو جو بسبب فتحیابی کے سخت کرتے جاتے تہے انکار کیا چار روز مین وہ کٹوا مین پہنچا اور اوسکا بھتیجا صولت جنگ بھی کمک کے لئے آگیا میر حبیب ایک سردار جو مہابت جنگ کی نوکری چھوڑکر مرہٹون سے جاملا تہا اوسکے ماتحت مرہٹون نے مرشدآباد پر حملہ کیا لیکن علی وردی خان بطور ایلغار کے اس شہر مین آپہنچا اور اوسکو مرہٹونکی لوٹ مار سے بچا لیا مگر اپنے دوست جگت سیٹھہ کو نہ بچا سکا تیس لاکھہ روپیہ اوسکے گھر سے مرہٹے نکال کر لیگئے اب سارے دکن مین مرہٹے ایسے پھیل گئے کہ گنگا کے مغرب مین سوا مرشدآباد اور اوسکی نواح کے کوئی جگہ اونسے خالی نہ تھی یہ موسم برسات کا تھا اس اثنا مین محمد علی وردی خان نے اپنا سارا سامان نہایت درست کرکے ایک سپاہ جرار لیکر دریاؤن کے پایاب ہونے سے پہلے کشتیون کا پل باندھ کر پایہ اُتر گیا اور دفعتاً مرہٹونکو جا دبایا اور اونکو ایسا بھگایا کہ اونکے سارے خیمے اور اسباب ہاتھہ لگے اور جنگلون مین گھیر گھیر کر اونکا خوب شکار کیا پھر کچھہ دنون بعد مرہٹون نے کٹک پر حملہ کیا یہان بھی علی وردی خان نے اونکو شکست دیدی اور وہ سب کے سب بنگال سے چلے گئے محمد شاہ نے اس حسن خدمات کے عوض مین علی وردی خان اور اوسکے خاندان کو بڑے بڑے خطاب عنایت اور خلعت مرحمت کئے اور صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کو حکم دیا کہ اوسکی اعانت کو جائے مگر علی وردی خان نے فتح حاصل کرکے اس دوست کی دوستی سے جو حقیقت مین

اوس کے دل مین پیدا ہوا حاجی احمد اوسکے بھائی سے دلوا دی لے لی۔ اسپر اوسنے جلد اپنے بھائی کی
[redacted]
ایک ایک بات کی سو سو باتین لکھہ کر بھیجنی شروع کین جب محمد علی وردی خان نے دیکھا کہ سرفراز
سے کسی طرح نہین نبھے گی۔ تو اوسنے اپنے پرانے دوست معتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کی سعی سے
ایک کروڑ روپیہ نذرانہ دینے کے وعدہ پر یہ حکم منگا لیا کہ سرفراز خان کا گھر ضبط کرو اور اوس کے
ہاتھہ تلے سے تینون صوبے نکال لو۔ غرض ۱۱۵۳ھ ۱۷۳۹ء مین ان تینون صوبون کا وہ مالک ہو گیا اور
سرفراز خان کا گھر بار ضبط کر کے اوسنے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا۔ اب یہ ایک طول طویل قصہ
ہے جسکے پڑھنے سے دل گھبراتا ہے کہ اوسنے کسطرح سے مرشدآباد پر قبضہ پایا اور سرفراز خان کو کیونکر
نکالا اسکا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہے کہ آیا سرفراز خان نے محمد علی وردی خان سے بدسلوکیان کین یا
اوسنے نمک حرامی کی اور فریب و دغا اور مکاری سے ان تینون صوبون پر قبضہ پایا۔ اڑیسہ
مین سرفراز خان کا بہنوئی مرشد قلی خان صوبہ تھا۔ اوسکو محمد علی وردی خان مہابت جنگ نے
لکھا کہ تمھارا اتفاق الضمیر کیا ہے اوسکا ارادہ صلح کا تھا مگر اپنے داماد باقر علیخان کے کہنے سے اوسنے
مصالحت سے انکار کر دیا۔ اور مہابت جنگ دس بارہ ہزار سوار لیکر اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا سخت لڑائی
کے بعد مرشد قلیخان کو شکست ہوئی۔ اور وہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ اور پھر آیندہ لڑنیکی قسم کھائی
مگر کٹک مین یہ معاملہ پیش آیا کہ مہابت جنگ نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان صوبہ دار مقرر کیا تھا
اوسنے سپاہ کی تنخواہ مین تخفیف کرنی چاہی۔ اس سپاہ نے قبول نہین کیا کیونکہ یہ بیچارے غریب الوطن مرشدآباد
سے گئے تھے مگر کٹک کے آدمیون نے گھر کی نوکری سمجھکر تھوڑی تنخواہ قبول کر لی غرض اس طرح
قدیم الخدمت موقوف ہوتے گئے۔ اور نئی فوج بھرتی ہو گئی۔ اس نوجوان نے جوانی کی مستی مین آن کر
ایسے برے کام کرنے شروع کئے کہ کٹک مین ایک قیامت برپا کر دی اسپر لوگون نے باقر علی خان داماد
مرشد قلی خان کی تحریک اور ترغیب سے ایک ہنگامہ برپا کر کے صولت جنگ کو گرفتار کر لیا۔ اور باقر علیخان
کے حوالہ کر دیا۔ ہر چند صولت جنگ کے ماباپ نے مہابت جنگ سے کہا کہ باقر علی خان کو اڑیسہ دیکر صلح کر لو
اور صولت جنگ کی جان بچالے۔ مگر اوسنے کسی کا کہنا نہ مانا اور فوج کو چڑھا کر ملک اڑیسہ مین لے گیا اور
اور باقر علی خان کو شکست دی اور بھتیجے کو اجل کے حلق مین سے نکال کر لے آیا اور وہان

وعدہ کرنا سہل ہوتا ہے مگر بعد غرض نکلنے کے اوسکا ایفا مشکل ہوتا ہے۔ ا رہی وقت مین مصطفیٰ خان سے
بہار کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کر بیٹھا جب وقت نکل گیا تو یہ سوجھی کہ کہین اسی طرح سے بہار کی
صوبہ داری سے وہ بھی بنگال کی صوبہ داری پر ڈنکہ نہ بجاے کیونکہ یہ مصطفیٰ خان ہی اسکا سپہ سالار تھا
جسنے اوسکو اس رتبہ پر پہنچایا تھا۔ اوسکی لیاقت کا نقش دل پر تھا غرض اس بات پر دونون مین رنجش
شروع ہوئی۔ اتنے مین یہ معاملہ در پیش آیا کہ مصطفیٰ خان کے دو رفیق علی وردی خان کے دربار مین
آئے اور اونہون نے کہا کہ مصطفیٰ خان بھی آتا ہے۔ خواجہ سرا نے مہابت جنگ سے آنکر کہا کہ محل سرا مین
تشریف لیچلئے حضور کے گھر مین نواب بیگم کو ہیضہ ہوا ہے۔ مہابت جنگ بیتاب ہو کر اور ان دونون
آدمیون سے یہ کہہ کر کہ تم بیٹھو مین آتا ہون محل مین چلا گیا۔ ان دونون کو شبہ ہوا کہ شاید آج
مصطفیٰ خان کے قتل کا ارادہ ہی جو یہ خود بہانہ کر کے محل مین چلا گیا ہے یہ سمجھ کر وہ وہان سے چلے راہ
مین مصطفیٰ خان ملا اوس سے اونہون نے یہ کہا کہ آج آپ کہان جاتے ہین وہان تو یہ تجویز ہوئی
ہے وہ یہ سنکر اولٹا اپنے گھر آیا۔ اور اپنے تن کے نو ہزار سوارون کو لیکر بگڑ بیٹھا۔ ادھر بھی سپاہ کی
کمر بندی ہوئی اس وقت نہ پوچھو کہ مہابت جنگ کی جان پر کیا بنی ہوئی تھی۔ آخر کو دونوں میں یہ
فیصلہ ہو گیا کہ مصطفیٰ خان نے استعفا دیدیا۔ اور مہابت جنگ نے اوسکو سترہ لاکھ روپیہ تنخواہ کا اس شرط
سے دیدیا کہ وہ اوسکی عملداری مین نہ رہے مصطفیٰ خان آٹھہ نو ہزار اپنے آدمیون کے ساتھہ مرشد آباد سے
چلدیا۔ اوسنے اپنی چھاونی میں آگ لگا گیا جب شہر والون کی جان مین جان آئی۔ اب وہ راج محل مین گیا
وہان سے ہاتھی اور توپخانہ لیا پھر بہار کے لینے کا ارادہ مصمم کرلیا +
اس وقت مہابت جنگ کا بھتیجا ہیبت جنگ بہار مین فرمانروا تھا چچا کا خط آگیا تھا کہ جبتک
مین نہ آؤن مصطفیٰ خان سے نہ لڑنا مگر اوسنے اسکا خیال نہ کیا تر ہت سے کوچ کیا اور اس پرانے تجربہ کار
سپہ سالار اور اوسکی سپاہ آزمودہ کار پر حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ اوسکو بالکل شکست ہو اور خود گرفتار ہو
مگر عجب اتفاق ہوا کہ ہیبت جنگ کی سپاہ بھاگی جاتی تھی کہ مصطفیٰ خان کا فیلبان گولی کی ضرب سے
ہاتھی سے نیچے گرا۔ اس سبب سے ہاتھی بگڑا ناچار مصطفیٰ خان اوسپر سے اس نظر سے کودا کہ ہیبت جنگ کو گرفتار
کر لے مگر اوسکی سپاہ نے یہ جانا کہ وہ بھی فیلبان کی طرح ہاتھی سے گرا ہے اسلئے سپاہ متفرق اور منتشر ہو گئی

[illegible]

دشمن کی دشمنی سے زیادہ مخوف تھے نجات پائی - اوسکو صفدر جنگ پر یہ شبہ ہوا کہ کہین وہی ان صوبون کو نہ دبالے - ایک ہی سوبے لڑائی ہو رہی ہو دوسری آ ستے ہو جائے تو بہر مشکل پڑے اسلئے صفدر جنگ جب عظیم آباد مین آیا - تو بادشاہ مناسب اوسکو لکھ بھیجا کہ آپ کی ضرورت مرشد آباد مین نہین ہے آپ اودھ کو تشریف لیجایئے - دس لاکھ روپئے بھی سفر خرچ کے لئے بھیجدے - تکلیف اٹھانے کی اجرت دیدی - اور بادشاہ کو بھی لکھ بھیجا کہ مجھے صفدر جنگ جیسے آدمیون کی استعانت کی ضرورت نہین ہے - سب سے زیادہ عمدہ تدبیر بنگال بچانیکی پادشاہ کو سوجھی - وہ یہ تھی کہ بالاجی راؤ کو علی وردیخان کی امداد کے لئے بھیجا - رگھوجی بھاسکر پنڈت کے شکست پانیسے بڑے طیش مین آیا - وہ خود سپاہ کثیر بڑے سامان سے لیکر بنگال پر چڑھ آیا - یہان بالاجی مرشد آباد مین اپنے ہم وطنون کے نکالنے کے لئے آپہنچا تھا اسکا سبب یہ کام کیون اُسنے اختیار کیا آگے بیان کیا جائیگا - اوسنے رگھوجی کو پائل ضلع بنگال سے ۱۷۴۳ء مین شکستین دیکر خارج کر دیا - دوسرے برس بھاسکر پنڈت بہت سی سپاہ لیکر بنگال پر چڑھا اور دشمن سے بہت کچھ روپیہ مانگا مگر ایکی دفعہ علی وردیخان اور بہی سپاہیانہ پیچ کھیلا مصطفیٰ خان اور راجہ جانکی رام مہید مصالحت مین کوشش کی کچھ ایسے افسانون کے فسون بنائے کہ بھاسکر پنڈت اور اوسکے بڑے بڑے سردار اس بات پر راضی ہوئے کہ میدان گنگ پور مین ایک خیمہ کے اندر ملاقات آپس مین ہو اور زبانی شرایط صلح کا فیصلہ ہو اس ملاقات مین آخر صفر یا شروع ربیع الاول ۱۱۵۸ھ ۱۷۴۴ء بھاسکر پنڈت اور اوسکے سب رفیقون کو بلا کر علی وردیخان نے قتل کر ڈالا اور پھر مرہٹون کی سپاہ پر حملہ کر کے شکست دیدی فقط ایک گانکوار کا سردار بچکے گیا مگر اس دغابازی اور فتح دونو سے کچھ فائدہ نہ ہوا +

علی وردی خان حقارت سے اپنے دشمنون کو تو جانور سمجھتا تھا مگر یہ کام لوس نے مصطفیٰ خان کے ساتھ بھی دغا کا کیا - وہ کیا کرے مقتضائے زمانہ ہی تھا - ہر جگہ دغابازی کا بازار گرم تھا اسکو بے ایمانی کا آسرا تھا - مہابت جنگ دل کا سخی ہاتھ کا فیاض تھا اور اپنے رفیقون کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کرتا تھا - لمدہ جو اوسنے وعدہ کرتا اوسے پورا کرتا - اب اس آخر مہم مین جب اوسے مشکل پڑی تو طبیعت کی فیاضی سے رفیقون سے بڑے بڑے وعدے کر لئے مگر اونکا پورا کرنا اندیشہ سے خالی نہ تھا غرض کی وقت

مصطفیٰ خان مہابت جنگ علیوردیخان کا کارداد اور داماد تھا +

مرہٹون کی طرف سے تھا +

اس زمانہ مین علی وردی خان کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی کھٹکا لگا رہا اوسنے کٹک کی فتح کا ارادہ کیا
اس کام مین کامیابی کی صورت نمودار ہوتی تھی کہ اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر اور عطاءاللہ بگڑ بیٹھے
اونکو مرشدآباد مین لاکر موقوف کیا مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی نے پھر مرشدآباد پر حملہ کیا مگر اوسکو اپنی
بہادری سے اوسنے ہٹا دیا غرض اب اس جوانمرد پر ایک بلاؤن کا دریا امنڈ آیا - نمک حرام بےغیرت
بے وفا افسر سردار خان اور شمشیر خان جو بہار مین مقیم تھے اونھون نے بہت سے اوباش اور بدمعاش اپنے
پاس جمع کئے - بہار مین اسوقت ہیبت جنگ صوبہ دار تھا اوسنے چاہا ان دونون بدمعاشون کی
معافی تقصیرات کی درخواست کی اور بہت منت اور سماجت سے یہ التجا کی کہ اونکو پھر ملازم رکھہ لیجئے اب تک
اسکا سبب نہین معلوم ہوا کہ وہ اس بات کو کیون چاہتا تھا اگرچہ مہابت جنگ کا دل اس درخواست کے
منظور کرنے سے راضی نہ تھا مگر بھتیجے کی دلشکنی بھی منظور نہ تھی اسلئے اوسنے درخواست منظور کرلی -
اول ہی ملاقات مین یہ گل کھلا - کہ ہیبت جنگ نے اس نظر سے کہ ان دونو بیوفا بے ایمان سردارونکا
دل صاف ہو اپنے نوکرون اور پہرہ دار سپاہیون کو علحدہ کردیا - اور تنہائی مین ملاقات کے لئے بلایا
جب شمشیر خان آیا اور وہان اوسنے یہ تنہائی دیکھی تو ہیبت جنگ کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا - اور
اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جھٹ پٹ پٹنہ پر قبضہ کرلیا ایک غدر مچا دیا ہیبت جنگ کا باپ حاجی احمد
بعد سرفراز خان کے برباد کرنیکے بھائی سے ناراض ہوکر گوشہ نشین ہوا تھا اوسکو باغیون نے گرفتار کرلیا
اور دولت بتلانیکے لئے نہایت تکلیف دی - یہانتک کہ وہ مرگیا - گو اوسنے اپنی دولت نہ بتائی
مگر باغیون نے اپنی قسمت سے پائی - اور اوسکو سپاہ کے بھرتی کرنے مین خرچ کرنا شروع کیا اور بیچارے غریب باشندون
سے نہایت جبر اور قہر سے روپیہ وصول کیا اور ہیبت جنگ کی بی بی کو بھی جو مہابت جنگ کی
بیٹی تھی یہ باغی لے گئے غرض یہ سارا حال ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ مین گذرا - اب اسوقت اس جوانمرد کی مصیبتون
کو دیکھنا چاہئے کہ ادہر ان باغیوں کا زور اودہر مرہٹون کا شور بھتیجے اور بھائی کا قتل ہونا -
بیٹی کا باغیون کے ہاتھہ مین پڑنا جو افسر اپنے پاس ہین انکا قابل اعتبار کے نہ ہونا - ایسے وقت مین
اس دانشمند شجاع نے اپنے منتخب افسرونکو جمع کیا اور اونکی نہایت تشفی اور تسکین کی اور بڑے بڑے

علی وردی خان کے برخلاف سرکشیان +

اور اس پرانے سپاہی کو سوار اسکے کچھہ نہ بن آیا کہ میدان سے بھاگ کر اپنی سپاہ مین جا۔ غرض یہ لڑائی بڑے لطف کی ہوئی کہ دونو لشکر آپسمین ایک دوسرے سے بھاگے۔ ایک ہفتہ کے بعد مصطفے خان نے پھر ہیبت جنگ کے لشکر پر حملہ کیا مگر ہیبت جنگ کو فتح ہوئی۔ اور مصطفے خان کی زخمی آنکھہ مین زخم لگا۔ اور دو اوسکے بڑے رفیق مارے گئے۔ اب اس شکست کے بعد اوسنے یہ سنا کہ علی وردی خان بھی آتا ہے تو اس سے وہ بھاگ گیا۔ چچا بھتیجون کی فوج نے اوسکا سخت تعاقب کیا۔ اور اودہ کی سرحد تک اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ پھر ایک مدت کے بعد وہ ہیبت جنگ سے لڑا مگر شکست کھا کر مارا گیا+

علی وردی خان کی مرہٹون سے صلح ۱۷۵۱ع+

اس عرصہ مین علی وردی پر مرہٹون کا ایک اور حملہ ہوا۔ راگھوجی کو جب اپنے سپہ سالار بھاسکر اور اوسکے ساتھہ اونیس افسرون کا دغا سے قتل ہونا معلوم ہوا تو اوسکو نہایت غصہ آیا۔ اور اوس نے یہ بھی دیکھا کہ یہان یہ فساد و عناد ہو رہے ہین اور اوسکے سبب بے انتظامی اپنے پانون پھیلا رہی ہے اسلئے وہ بھی یہان لشکر لیکر اپنے پانون پھیلانے آیا۔ اور علی وردی سے بہت کچھہ روپیہ اور ملک مانگا علی وردی خان نے دو مہینہ تک تو لیت و لعل مین ٹالا کبھی کچھہ شرائط صلح پیش ہوئین کبھی کچھہ غرض جب موسم لڑائی کے واسطے آگیا تو اوسنے راگھوجی بھوسلا کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی دفعہ شکست دی اور ایک دفعہ یہانتک نوبت پہنچی کہ راگھوجی گرفتار ہی ہو گیا ہوتا مگر بچ گیا۔ پھر ایک دفعہ مرہٹون نے مرشدآباد پر حملہ کیا مگر علی وردی خان نے اپنی شجاعت اور دلاوری سے شہر کو محفوظ رکھا۔ مرشدآباد ہی مرہٹون کا مرشد تھا جو اونکے ہاتھہ سے بچا نہیں تو مرہٹون نے کسی متمول شہر پر ہاتھہ نہین ڈالا جسکو لوٹ لاٹ کر برباد نہیں کیا کٹوا کے قریب راگھوجی کو بڑی شکست ہوئی اور ساری اوسکی سپاہ مین بے انتظامی پھیل گئی۔ اسلئے وہ ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۵ع مین لٹا چلا گیا۔ اب میدان کی لڑائیان موقوف ہوئین علی وردی خان نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دہوم دہام سے کی۔ کچھہ دنون امن امان رہا مگر پھر جو جھگڑے شروع ہوے تو علی وردی خان کے مرنے پر ختم ہوئے

راگھوجی بھوسلا جو گرفتاری سے بچکر نکل گیا وہ علی وردی خان کے دو افغان سردارون شمشیر خان و سردار خان کی دغا تھی ان دونون سردارون کو موقوف کیا۔ مگر اوسنے یہ بے احتیاطی کی کہ اونکو چھہ ہزار سپاہ کے ساتھہ بہار مین رہنے دیا جسکا انجام برا ہوا اسلئے کہ میر حبیب کے قبضہ مین

اب آیندہ موسم مین کیا دیکھتا ہی کہ مرہٹون کے گروہ ادھر ادھر سرحد پر تاک جھانک
کررہے ہین غرضکہ ان سب تکالیف کے سوا یہ ایک بھاری آفت آئی کہ سراج الدولہ اوسکا نواسہ جسکو
وہ بیٹے سے زیادہ چاہتا تھا اوس سے باغی ہوگیا اسے منانا اپنے حق مین کانٹے بونے تھے
مرہٹون سے بہت سی لڑائیون کے بعد اوسنے ان شرائط پر ۱۷۵۱ء ۱۱۶۴ھ مین صلح کرلی کہ کٹک اونکے حوالہ کیا
اور بنگال کی چوتھ کا بارہ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ علی وردی خان کے حالات بھی آصفجاہ کے حالات سے
بہت مشابہ ہین۔ بعد بہت سی فتوحات کے اوسکو بھی مرہٹون کے آگے گردن نیچے کرنی پڑی اور اونکے
لئے تھیلی کا منہ کھولنا پڑا۔ کچھ دنون اب امن سے کاٹے۔ مگر یہ کھٹکا لگا رہا کہ دیکھئے اب آگے کیا ہوتا ہی
کیونکہ وہ اپنے نواسے سراج الدولہ کی نالائقی اور بیہودہ مزاجی کو خوب سمجھتا تھا +

علی وردی کی وفات وخصائل +

جمادی الاولی ۱۱۶۹ھ مین اسی برس کی عمر مین استسقا کے مرض سے وفات پائی۔ ابتدا جوانی سے
اوسکو شراب و رقص و سرود اور ممنوعات کی ساتھ رغبت نہ تھی وہ صوم صلوۃ اور تلاوت قرآن اور
اوراد وظائف کا پابند تھا۔ بہت سویرے اوٹھکر اول وقت صبح کی نماز پڑھتا اور پھر چند مصاحبون
کے ساتھ قہوہ پیتا۔ خود حقہ نہیں پیتا تھا مگر اپنے اور رفقا کو پلاتا تھا۔ دو گھڑی دن چڑھے دربار عام کرتا
سب سردار اور اہالی موالی و ملازم اور ارباب حاجت حاضر ہوتے ہر شخص اپنا احوال عرض کرتا۔ مقصد
حاصل کرتا پھر وہ خلوت مین جاتا۔ وہان خاص رشتہ دار اور بعض مصاحب جمع ہوتے۔ شعرخوانی اور نقل و
حکایات بیان ہوتے کھانیکا اوسکو نہایت شوق تھا۔ عمدہ عمدہ کھانے روز یہ سب ملکر کھاتے۔ بعد
کھانا کھانیکے سب رخصت ہوجاتے پھر وہ سوتا۔ کچھ سوکر وہ نماز پڑھتا اور پھر قران کی تلاوت کرکے عصر کی
نماز پڑھتا۔ رات دن مین بعد عصر ایک ہی دفعہ شورہ یا برف کا پانی پیتا۔ اوسکے بعد فاضل عالم جمع
ہوتے حدیث و قرآن کا ذکر رہتا۔ دو گھنٹہ یہ صحبت رہتی بعد اوسکے جگت سیٹھ اور عمائد آتے اور اونسے
معاملات ملکی مین گفتگو ہوتی شہر و دیار کے اخبار کا استفسار ہوتا پھر کچھ تھوڑی دیر ناچ گانے کا شغل
رہتا پھر وہ محل مین جاتا۔ رات کو وہ کھانا نہ کھاتا۔ مگر کچھ میوہ وغیرہ سے شوق کرتا۔ جب
تہائی شب گذر جاتی تو وہ آرام کرتا۔ دو گھڑی رات رہتی تو پھر وہی صبح کی نماز مین
مصروف ہوتا۔ اس عجیب زمانہ مین یہ افغان امیر بھی عجیب و غریب صاحب تدبیر جو نظر

انعام اکرام کے وعدے کیئے اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو مجھسے ناراض ہو وہ خوشی سے چلا جا میری پاس نرہے غرض اس حکمت سے سارے اوسکے افسر خیرخواہ اور سپاہ دل سے ہواخواہ ہو گئے۔ سب پہلی باتون سے چشم پوشی کر کے اوسنے میر جعفر کو کٹک کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور مرشدآباد عطاء اللہ اور ایک اپنی بھتیجے کو سپرد کیا اور بڑی تیاری اوسنے باغیون کی سرکوبی کے لئے کی۔ اور اوس کے کہنے سے شہر کے تمام دولتمند جنکو لڑنا نہیں آتا تھا گنگا کے پار چلے گئے۔ اور اوسنے یہ اشتہار دیدیا کہ سارا شہر مرہٹون سے لڑنے کے لئے تیار رہے۔ اب وہ چالیس ہزار سپاہ اور بہت سا ذخیرہ اور سامان لیکر ایک لواڑہ مین بیٹھ دریا پار اپنے گھر کے دشمنون کے مارنے کے لئے چلا اور وہ جتنا آگے بڑھتا گیا اوسکا لشکر بھی بڑھتا گیا۔ اور باغیون کا سردار اپنی ایک ورد غا بازی کے سبب سے اوسکے ہاتھ مین پڑ گیا جسکا بیان آگے آتا ہے اسطرف سے شمشیر خان نے پچاس ہزار سپاہ کا میر حبیب کے اغوا سے کیا تھا۔ اب افغان اس لشکر مین گئے۔ وہان اونکو خلعت مرحمت ہوئے اور بہار کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ پھر وہان سے چلے آئے۔ اب ان افغانون کا ارادہ ہوا کہ اپنی تنخواہ کا دعوی اونپر ثابت کیجے اسلئے اونھون نے میر حبیب کی دعوت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوسکو اتارا اور اوسکے گرد پہرہ چوکی بٹھا یا جب وہ چلنے لگا تو افغانون نے کہا کہ سارا کام ہمنے آپ کے حکم کے موجب کئے ہین اب ہماری تنخواہ کا چالیس لاکھ روپیہ عنایت کیجے ملعبد بہت گفتگو کے دو لاکھ روپیہ دیکر میر حبیب نے خلاصی پائی غرض اسطرح ان افغانون اور مرہٹون مین نفاق کی جگہہ نفاق ہوا علی وردی خان نے دوسرے روز آکر باغیون پر حملہ کیا اور انکو شکست عظیم دی شمشیر خان مارا گیا اور اوسکے سارے مال اسباب پر قبضہ ہوا۔ اوسکے خیمہ مین جسوقت مہابت جنگ نے اپنی بیٹی کو بھی دیکھا تو خوشی کے مارے پھولا نسمایا مرہٹے جیسے آئے تھے ویسے ہی نامراد چلے۔ اور اس ملک کو بالکل خالی کر گئے کچھ کٹک مین باقی تھے اوسنے خدا کا نہایت شکر بھیجا غربا و مساکین مین بہت روپیہ تقسیم کیا اور فقیرون کو مالا مال کر دیا جو باغیون کے اہل و عیال گرفتار ہو کر آئے تھے اونکے ساتھ نہایت مروت اور محبت سے پیش آیا غرض جو زخم اوسکے دلپر اپنے دوستون کے ہاتھون سے پہلے پہنچے تھے اونکا اندمال یون ہو گیا اوسنے بہت چاہا کہ حبیب سے صلح ہو جائے مگر اس کام مین کامیاب ہوا +

۳ لیکر روانہ ہوا۔ اس اثنا مین راگھوجی بھونسلا کا بیٹا جانوجی اور میر حبیب بھی لشکر لیکر آن پہنچے۔ یہ سارا کام ان مرہٹون اور رغ

خاک میں ملے جاتے تھے۔ اسلئے اوسکو آگ سی جلا تا جاتا تھا۔ گائکواڑ کے خاندان کے حقوق میں گجرات کے اندر اس پیشوا کے انتظام سے خلل پڑ رہا تھا سبب قبیلوں میں طرار ضا قوت شوکت رکھتی تھا وہ کئی دفعہ پیشوا سے انتظام سلطنت ستارا کے باب میں جھگڑے اوٹھا چکا تھا۔

باجی راؤ نے آصف جاہ کی ملک پر حملہ کیا اسوقت آصف جاہ تو دلی کے دربار میں تھا مگر اوسکا بیٹا ناصر جنگ باپ کا قائم مقام تھا۔ وہ دس ہزار سپاہ لئے برہانپور میں پڑا تھا باجی راؤ نے اول شہر کا محاصرہ کیا اوسکو یہ خیال تھا کہ میں اس تدبیر سے اوسیطرح کامیاب ہونگا جیسا کہ اوسکے باپ پر فتحیاب ہوا تھا مگر اس نوجوان عالی ہمت نے اپنی ایسی قدرت دکھائی کہ اوسکو شکست دی لو جب اوسکو امداد پہنچ گئی تو اور دشمنوں کو شکست دیکر احمد نگر پہنچ گیا۔ اور پونہ کا قصد کیا۔ اسوقت پیشوا نے صلح کرنے کو مصلحت جانا ۱۱۵۳ھ ۱۷۴۰ء میں اوسنے آشتی کر لی۔ اسوقت وہ بڑی بڑی پریشانیوں میں گرفتار تھا اپنے گرو کو یہ مایوسی کا خط لکھا ہے کہ مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہیں قرض دینا ہے سب طرف سے مایوسی نے گھیر رکھا ہے میرا حال اسوقت ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص زہر کھا بیٹھا ہو اب میں دارالسلطنت ستارا کو جاتا ہوں وہاں میرے بہت دشمن ہیں۔ وہ میری چھاتی کو اپنے پیروں سے دلینگے اسوقت موت آجائے تو میں بڑا اوسکا ممنون منت ہوں معلوم نہیں اسوقت اوسکو کیا سوجھی تھی کہ وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ اپریل ۱۷۴۰ء میں دریاء نربدا پر موت نے دامن پکڑ لیا سارے منصوبے خاک میں مل گئے اوسکے تین بیٹے تھے ایک بالاجی راؤ وہ اپنے باپ کے عہدہ پر پیشوا مقرر ہوا۔ دوسرا رگھناتھ تیسرا شمشیر بہادر جو ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اوسکے زیر حکومت سارا بندیل کھنڈ تھا (باندے کے نواب وہی کی اولاد میں سے تھے)

موت کے آنے سے پہلے باجی راؤ کے آخر زمانہ میں اوسکا بھائی چمناجی کاکن میں لڑائیاں لڑ رہا تھا جن دشمنوں سے وہ لڑتا تھا اون پاس ایسے قلعے اور جزیرے تھے کہ ایک طرف و نیچے سمندر دوسری طرف پہاڑ اور جنگل تھے اونکے فتح کرنیکے واسطے بہت کچھ سامان کی ضرورت تھی اسلئے چمناجی کو اونپر فتح نہیں حاصل ہوئی۔ اب ان دشمنوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک کولابہ کا مشہور قزاق انگرائی تھا وہ بڑے نام ساہوجی کا مطیع تھا وہ اس رہزنی کو اپنی بحری جوتھ کہا کرتا تھا انگریزوں نے بھی

آصف جاہ کے ملک پر باجی راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور اوسکے منصب +

+ باجی راؤ کی موت ۱۱۵۳ھ ۱۷۴۰ء

اب ہم پھر دلی کے حال پر متوجہ ہوتے ہین -

نادرشاہ کے جانیکے بعد شہر مردون سے پر تھا اور زندون سے خالی تھا مکانون پر ویرانی برستی تھی محلے کے محلے چلے پڑے تھے مردون کی سڑاند سے بھیجا نکلا جاتا تھا نہ کوئی کسیکو کفن دینے والا تھا نہ گور مین دفن کرنیوالا تھا مگر ہندو مسلمان سب ایک ہوگئے تھے - ڈھیرون مین جل کر خاکستر ہوگئے یہ تو شہر کی کیفیت تھی - دربار کا حال یہ تھا کہ کچھہ دنوں تو وہ بھاری نیند میں سوتا رہا اور جب اوٹھا تو اوسکی آنکھوں مین اسقدر چیپڑ لگا ہوا تھا کہ دیکھنے سے گھن آتی تھی خزانہ مین پھوٹا بادام نہ تھا محاصل اور خراج کا کہین پتا نہ تھا سپاہ تباہ اور خستہ حال تھی اسپر مرہٹون کا بھی خوف بالکل نہین گیا تھا جو صوبے اونکے قبضہ مین چلے گئے تھے وہ اونکے ہاتھہ سے تباہ ہوگئے تھے ان سب مصیبتون اور آفتون پر درباریونکا آپس کا جھگڑا نہ چکا - وہی ایک فریق تورانی امیرون کا تھا جنکے سرتاج آصف جاہ اور قمرالدین خان وزیر تھے - دوسرا گروہ اُن امیرونکا تھا جو اونکو خارج کرنا چاہتا تھا اور اونمین بادشاہ بھی شمار ہوتے اگر بیچ مین مرہٹونکا جھگڑا نہ آن پڑتا تو ان امیرون نے سلطنت کے ٹکڑے کرکے کبھی آپسمین تقسیم کرلئے ہوتے اور خاندان تیمور کے بے نام و نشان کردیا ہوتا +

جسوقت یہان نادرشاہی ہورہی تھی اُسوقت باجی راؤ سہما بیٹھا تھا اوس نے یہ کہا کہ نادرشاہ ایسا دشمن ہے کہ اسوقت سب آپسکی جھگڑون کو سمیٹ کر لپیٹ رکھین اور دکھن کے ہندو مسلمان دونون ملکر اپنے دشمن سے سمجھہ لین مگر اتفاق کہان تھا خیر جب نادرشاہ چلاگیا تو باجی راؤ مین پھر دم آیا اور اُسنے وہی پرانا دعویٰ پیش کیا کہ آصف جاہ نے جو عہدنامہ لکھا ہے اوسپر بادشاہ مہر و دستخط کرے (اس عہدنامہ کا حال وہان لکھا ہے جہان سے نادر کا ذکر شروع ہوتا ہے) اب اس کام کے لئے اوسکو دلی جانا چاہئے تھا مگر اوسنے دکھن کو اپنی مہمات کے لئے پسند کیا کہ یہان پیشواؤن کے خاندان کو مرہٹے بری نظرون سے دیکھتے تھے اور اوسکی بہت سے رقیب اور حریف پیدا ہوگئے تھے اور اوسکے ہاتھہ سے راجہ کو چھڑانا چاہتے تھے سیندہیا اور ہلکر تو البتہ خیرخواہ اس خاندان کے تھے کیونکہ اونکی نمود او رشان انہی کے سبب سے ہوئی تھی ٹرمبک ہاری کا جھگڑا ابتک فیصلہ نہ ہوا تھا سری پت راؤ اوسکا پرانا رقیب موجود تھا جتنے قدیمی خاندان مرہٹون کے تھے وہ اس پیشوا کے انتظام

نادرشاہ کے جانیکے بعد شہر دلی اور دربار کا حال +

مرہٹون سے معاملات +

اور راج اوسی خاندان مین قایم ہوجاوے +

جسوقت باجے راؤ مرا تو راگھوجی بھوسلا جو کرناٹک میں سپہ سالاری کر رہا تہا ستارے مین دوڑا آیا اور بابوجی نایک کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھہ لایا یہ نایک بڑا دولتمند اور معزز تھا اور باجے راؤ پیشوا پر اوسکا روپیہ لینا تھا اوسکو یہ پٹی پڑھائی کہ اپنا روپیہ بالاجی سے لیکر اوٹھے۔ قرض کا یہ سبب ہوگیا تھا کہ ملک توے ویران پڑا تھا اور ایسا محاصل حاصل نہ ہوا تھا کہ بڑی بڑی مہمات کے خرچ کے لئے کافی ہوتا۔ ناچار اوسکا خرچ قرض سے ہوتا تھا۔ اب بالاجی کو یہ دقت پیش آئی۔ کہ ہندون کے ہان اسیوقت مین باپ کا قرض نہ چکانا بڑی بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی تھی سوا اسکے نایک نے راجہ کو بھی نذرانہ اس نظر سے پیش کیا کہ اوسکو عہدہ پیشوا ملجاے۔ مگر بالاجی کا پایہ بالا تھا۔ اسلئے کہ سرجی پت راؤ جیسا باجے راؤ کا مخالف تھا ایسا ہی راگھوجی سے ناموافق تھا۔ باجی راؤ کا نہایت لائق بھائی چمناجی آپا دل وجان سے اپنے بھتیجے کا پیشوا ہونا چاہتا تھا۔ بالاجی کا دیوان ایسا ہوشیار تھا کہ تھوڑے دنون مین روپیونکے توڑونکا ڈھیر لگا دیا۔ ان سب باتونکے سوا خود بالاجی کی لیاقت اور شہرت دوسرا اوسکے باپ دادا کی عزت تیسرا اس عہدہ کا موروثی استحقاق ان سب باتون کے سبب سے اوسے روپیہ کا کیا توڑا تھا۔ سارا قرض فوراً ادا کیا۔ نایک جی اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔ راگھوجی یہ پہلی ہی دفعہ زک اوٹھا کر چلا گیا بالاجی نے اپنے قوی دشمن کو یوں زیر کیا پہر جو اور دشمن مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے اونکو بھی ہمیشہ جیت کیا +

نظام الملک سے بالاجی کی کمال دوستی تھی اسواسطے کہ جب ناصر جنگ اوسکا بیٹا باپ سے باغی ہوکر اور دلی سے آیا تو بالاجی اوسکی کمک کو گیا۔ اور اوسکے بیٹے کو ۱۱۵۵ھ مین مغلوب کیا اس سبب سے نظام الملک نے اس امر مین کوشش کی کہ بالاجی کو مالوہ ملجائے۔ ان ہی دنون میں اتفاق سے چمناجی آپا پیشوا کا چچا مرگیا اور ایک بیٹا سدیشو راؤ دس برس کا چھوڑ گیا۔ باپ کے مرنے سے یہ لڑکا اناتھہ ہوگیا اور ایسا جنگلی بھینا بن گیا کہ کوئی اوسکی نکیل پکڑکر کسی طرف گھسیٹ سکا آیندہ اوسکا حال پڑہوگے! اسکے سبب سے مرہٹونکے سر پر کیا آفت آئی۔

برس روز تک بالاجی اپنے ملکی انتظام مین مصروف رہا پہر ہندوستان خاص کی طرف

بالاجی کی اون جانشینی کے خلاف سازشین +

[illegible] +

پرتگیزون کی مدد لے کر اوسپر وار کئے مگر کچھ نہ کر سکے - ہالنڈ والون نے بھی اوسے سمجھنا چاہا مگر کوئی اوسے نہ سمجھ سکا - اوسکے خاندان مین دو بھائیون مین فساد ہوا جسمین سے ایک بھائی کی طرفداری پیشوا نے کی دو قلعے اوسکے جو گھاٹون کے نیچے تھے لے لئے مگر اوس سے یہ جھگڑا ختم نہ ہوا - ایک دفعہ پیشوا نے انگریزی بیڑے کی امداد سے بھی اوسپر حملہ کیا مگر کوئی فیصلہ پیشوا کے زندگی مین اس کام کا نہ ہوا دوسرے دشمن اوسکے سیاہ رنگ کے مسلمان جنجرہ کے حبشی تھے وہ خشکی مین بھی مرہٹون کو چین نہین لینے دیتے تھے اونکے ملکو نکو اپنا ہم رنگ بنا دیتے تھے - بہت سے قلعون پر اونھون نے قبضہ کر لیا پیشوا کی سعی اور کوشش کا غایت یہ نتیجہ تھا کہ ۱۱۴۹ھ ۱۷۳۶ء مین اونکو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اونکی لوٹ کھسوٹ سے باز آئین تیسرے فرنگستانی دشمن پرتگال والے یعنی پرتگیز تھے - اوسنے یون لڑائی کی ٹھنی کہ دو انگرائی کے دو بھائیون کی لڑائی مین ایک بھائی کی طرفدار تھے ۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷ء مین لڑائی شروع ہوئی ۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ء مین یون ختم ہوئی کہ سالسٹی و لباین اور کونکن کے دو چار شہر جو اوسکے قبضہ مین تھے چھن گئے - لباین کے محاصرہ مین پانچ ہزار آدمی مقتول ہوئے پس اسی پر قیاس کرنا چاہئے کہ اوسکا کسقدر نقصان ان لڑائیون مین ہوا ہوگا - باجی راو کو خیال تھا کہ جو اوسکا جانشین ہوگا اوسکو ان مصائب کا ہجوم ضرور اوسکو مغلوب کر لیگا - مگر اوسکا بیٹا بالاجی جو جانشین ہوا وہ ایسا ہوشیار اور عاقل تھا کہ اوسنے باپ کی مصیبتون کا بوجھ سنبھال لیا ——— اور اوسنے نہایت استقلال اور ہمت سے ساری مشکلون کی دلدل سے اپنے تئین نکال لیا -

دشمنون کا ذکر ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین ان سب مین بھوسلا خاندان کا بانی رگھونا تھ غضب تھا وہ لشکر کے آس پاس ملک کا رہنے والا تھا پہلے وہ سوارون مین نوکری کرتا رہا - مگر جب راجہ ساہو دلی کی قید سے رہا ہو کر آیا تو یہ اسکا دل سے رفیق ہوا - راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک تھا اونکا حاکم مقرر کر دیا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ راگھوجی بھوسلا اوسکا چچیرا بھائی جانشین ہوا وہ راجہ کا رفیق بھی تھا اور ہم زلف بھی - اب اوسنے ملک برار مین اپنی حد بڑھانے کو اوس علاقہ پر جو خاص باجی راو سے علاقہ رکھتا تھا دست درازی شروع کی اور محصول و خراج وصول کیا اس سبب سے پیشوا کو اندیشہ پیدا ہوا اور یہ بھی خطرہ ہوا کہ کہین راجہ اوسکو متبنی نہ کرے

آصف جاہ کی وفات

ناصر جنگ جو باپ کا قائم مقام دکھن مین تھا ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱ء مین باغی ہو گیا اسلئے آصف جاہ دہلی سے دکھن آیا اور بیٹے کو مغلوب کیا بعد اوسکے وہ ارکاٹ کے فسادون مین مبتلا رہا۔ آخر کو جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ جون ۱۷۴۸ء مین ستتر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا پھر اوس کے بیٹون مین فساد برپا ہوا جسکا حال انگریزوں اور فرانسیس کے حال مین لکھینگے۔ ہم نے اس زمانہ کی تاریخ کا بیان ہندوستان کی مفصل تاریخ سلطنت انگلشیہ مین لکھا ہے +

آصف جاہ اور باجی راؤ پیشوا +

آصف جاہ کے مرنے پر ہمکو اوسکا رقیب باجی راؤ جو اوس سے آٹھ برس پہلے مر گیا تھا یاد آگیا دکھن مین اس زمانہ کے اندر دو آدمی گذرے ہین اونکی حالت مین مماثلت اور مشابہت بہت تھی گو بعض باتون مین مخالفت ہو۔ ایک تورانی امیرزادہ دوسرا ہندوستان کا برہمن دونو بڑے باپ کے بیٹے۔ دونو کے دل اس تمنا سے بھرے ہوئے کہ کوئی اپنے خاندان مین جدید سلطنت جمائین۔ دونو صاحب تدبیر و شمشیر منتظم عاقل۔ آصف جاہ کا مزاج بالکل شیر کا سا کہ جسوقت کوئی اوسے چھیڑ دے تو غصہ مین آکر آپے سے باہر ہو جاے مگر اس شیر مزاجی پر روباہ بازی کرنا وہی کا کام تھا۔ باجی راؤ کا مزاج غصیلا نہ تھا مگر مکر و فریب مین آصف جاہ سے کم نہ تھا۔ ایک راجہ کے دربار کا رکن تھا اور بہت سے رقیب رکھتا۔ مگر کوئی اوس سے زیادہ لائق نہ تھا۔ راجہ مستقل مزاج تھا دوسرا بادشاہ کے دربار کا رکن تھا اور وہان بہت سے رقیب رکھتا تھا جنمین سے بعض اوسکے ہمسر اور بعض برتر تھے اور بادشاہ تلون مزاج تھا۔ آصف جاہ کے پیچھے بلائین بہ نسبت باجی راؤ کے زیادہ لگی ہوئی تھین باجی راؤ کا دشمن کبھی راجہ نہین ہوا اوسکی بیخ کنی کے درپے نہ ہوا۔ برخلاف اسکے بہت دفعہ آصف جاہ کے برباد کرنے پر بادشاہ کا ارادہ ہوا آصف جاہ کے ایک طرف پانی رہتا تھا (یعنے بادشاہ) کہ جسکے اندر ذرا چوکے تو ڈوب جاے۔ دوسری طرف آگ رہتی تھی (یعنے مرہٹے) جسکی آنچ سے ہر وقت جلنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ باجی راؤ پاس ابھی جدا امارت اور سلطنت کی عمارت قایم کرنے کے واسطے مصالح موجود تھا۔ فقط تعمیر کرنا تھا۔ برخلاف اسکے آصف جاہ کو مصالح بھی بہم پہنچانا اور پھر عمارت بنانا دونو کام کرنے تھے۔ آصف جاہ کے انتقال کے برس روز بعد دسمبر سنہ ۱۷۴۹ء مین راجہ ساہو کا انتقال ہوا اس راجہ نے

متوجہ ہوا- ان دنون مین راگھوجی بھوسلانے بنگال پر حملہ کیا تھا جسکا حال پہلے بیان کر چکے ہین
کہ بالاجی پیشوانے بادشاہ کی طرف ہوکر محمد علی وردی خان کی ایسی اعانت کی کہ راگھوجی
کی وہان چلنے نہ دی- اس حسن خدمت کے جلدو مین بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ مالوہ
ملا جسکی مدت سے تمنا تھی اور ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ع مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا اور
اور شرائط اس صوبہ کے عطا کرنے کی یہ تھین کہ اس صوبہ مین امن امان رکھے- موافق واسطے
جو جاگیرین اور اراضی مقرر ہین ونکے اندر دست اندازی نہ کرے- نربدا کے پار کسی اور مرہٹے
افسر کو اترنے نہ دے اور بادشاہ کی اعانت اور کمک ایک ہزار سپاہ سے کیا کرے- بالاجی نے ان
شرائط مین سے بعض کے پورا کرنے کے لئے دہار کے راجہ پوار سے اتحاد پیدا کیا- اس راجہ نے باجے راو
پیشوا کے مقابلہ مین ترمبک کی اعانت کی تھی- اس اتحاد سے یہ فائدہ تھا کہ وہ کسی قدر
مغرب مین گائکوار کی اور مشرق مین راگھوجی کی روک ہوگا +

۱۱۵۵ھ ۱۷۴۲ع مین مغلون کے دربار سے مرہٹون کو ان صوبون مین سے چوتھ وصول کرنیکی اجازت
ہو گئی جنمین کبھی کبھی اونکی لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی مگر اوسکی کوئی سند بادشاہ کی طرف سے
مرحمت نہین ہوئی- اسوقت مرہٹون کا راجہ بھی معاملات ملکی مین مداخلت نہین کرتا تھا- مگر
سیواجی کی نسل مین سے تھا مرہٹے اوسکو اپنا دیوتا مانتے تھے جو بادشاہی صوبونکے محصولات کا
انتظام تھا اوسکا فیصلہ وہی کرتا تھا- پیشوا ہر ایک مہم کے بعد اوسکی آمد خرچ کا حساب راجہ کے سامنے
پیش کرتا- کوڑی کوڑی کا حساب اوسمین لکھا ہوا ہوتا- مگر بعض اوقات اس حساب کتاب کے
معاملات ایسے پیچ در پیچ آجاتے تھے کہ اونکا فیصلہ ہونا مشکل ہوتا تھا- جب راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا
اوسکے برخلاف پیشوا نے بادشاہ کی طرفداری کی اور اپنا احسان بادشاہ پر کیا- اور
محمد علی وردی خان سے جدا روپیہ وصول کیا- مگر جب ستارے مین راگھوجی نے سازش
اوسکے برخلاف قایم کی تو اوسکے پچھلے چھوٹے اوسنے اپنے تمام حقوق جو دریائے نربدا اور مہاندی
کے پار ملکون مین تھے راگھوجی کو ۱۱۵۷ھ ۱۷۴۴ع مین دیدئے- اور اوس کو ان اضلاع میں
مطلق العنان کر دیا +

[illegible]

[illegible]

اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کسی بُرے کام کے کرنے میں پس و پیش نہ کرتا تھا - اب وہ اپنی چال نہایت
فطرت اور سلیقہ کے ساتھ چلا - وہ یہ چاہتا تھا کہ سکوار بائی پاس سپاہ عمدہ موجود ہے بڑے بڑے
آدمی اوسکے طرفدار ہیں وہ منتظر بیٹھے ہیں کہ ادھر راجہ کا دم نکلے اودھر بالاجی سے تلوار چلے - اسلئے
اول اوسنے ایسی تدبیرین کین کہ ساری فوج بس میں آجائے - اور جتنے رانی کے رفیق اور اوسکے
مخالف تھے سب دوست ہو جائیں تاکہ جسوقت راجہ مرے تو رانی کچھہ نہ کر سکے - اسکے سوا
ایک اور تدبیر یہ کی کہ اوسنے تارا بائی کے غصہ اور غضب کو افروختہ نہ ہونے دیا - اور اوسنے
جو اپنے پوتے کی کہانی بنائی تھی اوسے یقین کر لیا اسمین اوسکو دو فائدے حاصل تھے اول
یہ کہ تارا بائی اوسکے ساتھہ سکوار بائی کی مخالفت کے لیئے تیار ہو گئی - دوم اس بہانے
سے کسی وقت موقع پاکر راجہ سے یہ سند لکھوائی کہ اوسکو تمام مرہٹون کی سلطنت کا اختیار اس
شرط پر دیا جائے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارا بائی کے پوتے رام راجا کی نام سے قائم
رکھے غرض یہ ایک دستاویز ہزارون لشکر سے زیادہ بالاجی کے کام آئی - جب راجا مرا تو بطور طنز
کے اوسکی رانی کو یہ کہلا بھجوایا کہ آپ ستی ہونیکے لئے تکلیف نہ اوٹھائین - اسلئے وہ یہ جانتا
تھا کہ اس عورت کو غیرت اور اپنے قول کا پاس ہوگا تو وہ ضرور راجہ کے ساتھہ ستی ہوگی -
غرض جب راجا مرا تو اوسنے رام راجا کو راج گدی پر بٹھایا - کسی سردار نے شمشیر کے خوف
سے کسی نے تدبیر کے زور سے کسی نے جاہ و منصب کے لالچ سے اس راجہ کو راجہ مان لیا لعد بالاجی
سب طرح کی مناسب تدبیرون سے اس راجہ کو سارے مرہٹون کا راجہ بنا دیا - راگھو جی کو تمام پہلے
حقوق عنایت کئے - اور سری پت کی جائداد منضبطہ سے بھی کچھہ حصہ دیا گیا - ہلکر اور سیندھیا کو
سارا مالوہ دیدیا گیا - مگر وہ حصہ مستثنیٰ رہا جو پہلے اورنکو جاگیر مین دیا تھا +

بالاجی کی حکومت بغیر لڑے بھڑے قائم نہ ہوئی تھوڑے دنون اوسکی حکومت مین بڑے خطرے
اوسکے چچیرے بھائی سداشیو راؤ عرف بھاؤ کے جھگڑون سے پیدا ہوئے - مگر سب کا انجام بالاجی کے
حق مین بخیر ہوا - راجا رام نے سارا سلطنت کا اختیار پیشوا کو بعض شرائط ٹھیرا کر دیدیا تھا مگر وہ شرائط
پوری نہ ہوئین جب بالاجی اورنگ آباد کو حیدر آباد کے جھگڑون مین دخل دینے کے واسطے گیا تو

۱۷۴۹ع +

مدت تک راج کیا وہ سیواجی کا پوتا تہا۔ اور اورنگ زیب کا قیدی تھا۔ پیشوا کے تین پشتون کا مربی تہا مرہٹونکا بڑا راجہ تھا غرض یہ وقت بھی ہندوستان مین عجیب گذر رہا ہے جہان دیکھو وہان ایک جھگڑا اُٹھ رہا ہے۔ اب اس راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اوسکی نیت مین تھا کہ وہ اپنے رشتہ دار پرانے دشمن کولاپور کے راجہ کو متبنےٰ بنالے۔ مگر اوسکے بھی اولاد نہ تھی۔ اس سے مرہٹون کا یہ ارادہ ہوا کہ راجہ سے کہہ کر سیواجی کے بڑے چچا دتوجی کی اولاد مین سے کسی کو متبنےٰ کرائین۔ اس کے دور کے رشتہ مند خاندان مین کوئی شخص منتخب کرکے ابھی راجہ نے متبنےٰ نہین کیا تھا کہ اوسکی رانی سکوار بائی جو راجہ کی مالک تھی وہ اس تمنا مین تھی کہ کوئی چھوٹا لڑکا متبنےٰ کیا جائے وہ صغر سنی کے سبب سے فقط نام کا راجہ ہو اور مین خود راج کی مالک ہون مگر یہان پردہ غیب سے کچھہ اور ہی گل کھلا اور سلطنت کے اندر ایک اور ہی راز سربستہ کھلا رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ابتک زندہ تھی۔ گو عمر مین بوڑھی تھی مگر عالی ہمتی اور اولوالعزمی مین جوان تھی۔ اوسنے یہ کہا کہ سیواجی دوم کے مرنے کے بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اوسکو مین نے چھپا رکھا ہے راج کا حق اس میرے پوتے کا ہے وہ مرہٹونکا مہاراجہ بنایا جائے۔ اوسکا نام رام راجا دوم رکھا جائے۔ ابتک اسمین شبہ ہے کہ تارا بائی کا یہ بیان صحیح تہا یا غلط تھا۔ اس پوتے کے جانشین ہونیسے اوسکے خود ہاتھہ مین سلطنت آتی تھی۔ سکوار بائی جو اپنی سلطنت چاہتی تھی اس بات کو سن کر آگ بگولا ہوگئی کہ یہ دوسری آواز کدھر سے آئی۔ اسلئے اوسنے اپنی طرح کا ایک متبنیٰ راجا بنانا چاہا۔ بالاجی بہت سی فوج لیکر ستارے میں آیا تو یہان اوسکی جان عذاب مین پھنسی کہ دونو عورتون نے اپنے اپنے منصوبے کا سامان درست کر رکھا ہے عورتون کی ہٹ مشہور ہے یہ دونو اوسکی خود حکومت کی مخالف تھین مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ سیواجی کے خاندان پر تو مرہٹے مٹے ہوئے ہیں اور ہم سے پیشواؤن سے پہلے ہی خار کھائے ہوئے بیٹھے ہیں اسلئے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ مین اپنے اس ارادہ کو ظاہر کرون کہ راجگی کو موقوف کرکے خود سب مرہٹون کا راجا بنجاؤن۔ تارابائی سے بالاجی تو ڈر گیا مگر سکوار بائی نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی اور اسکی مخالف تدبیرین کرنی شروع کین اور اس نے اس ارادہ کے چھپانے کے لئے یہ مشہور کیا کہ مین راجہ کے ساتھہ ستی ہونگی۔ بالاجی غضب کا پتلا تھا۔

الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا ئے - یہ کہکر شہر سے باہر اپنے خیمے روانگی کے واسطے جا دئے مگر بادشاہ نے اونکی خاطر سے امیر خان کو الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا دیا - موتمن الدولہ اسحق خان شوستری پایہ کا امیر تھا وہ اس سال مین مرگیا - اوسکی بیٹی کی شادی ابو المنصور خان صفدر جنگ سے کردی - اسی سال مین آصف جاہ دلی سے دکن کو گیا - اور اپنے بڑے بیٹے غازی الدین خان کو یہان بادشاہ پاس چھوڑ گیا - اوسکی شادی قمر الدین خان کی بیٹی سے ہو گئی - اس ناتے رشتے کے سبب سے اِن دونو تورانی امیرون مین اتحاد پیدا ہوا - اور اس اتفاق سے اونکے مخالفین کی سازشون کا بازار سرد ہوا +

روہیلون کا عروج +

یہی زمانہ روہیلون کی سرکشی کا ہے یہ قوم افغانستان سے آکر ہندوستان مین بسی تھی اور اس ملک کی پچھلی لڑائیون مین اوسنے نام پیدا کیا تھا - اور آخر کو گنگا کے مشرقی ملکون مین اودہ سے لیکر پہاڑون تک اوسکا تسلط ہو گیا تھا - اصل اوسکی یہ ہے کہ شہاب الدین خان روہیلہ کے دو بیٹے حسن خان اور شاہ عالم خان تھے حسن خان کا بیٹا دوندے خان تہا شاہ عالم خان کا بیٹا حافظ الملک رحمت خان - شہاب الدین خان کا ایک متبنی داؤد خان تھا - وہ ہندوستان مین آیا جب اوسکو نوکری نملی تو اوسنے قزاقی کا پیشہ اختیار کیا - اور عالمگیر کے عہد مین اس طرح کچھ اسباب مار جمع کیا - اوسکے کچھ اولاد نہ تھی - ایکدن راہ مین ڈیڑھ برس کا لڑکا پڑا پایا - معلوم نہین وہ ہندو تھا یا مسلمان تھا - (علی محمد خان والی رامپور کا جد اعلی ہے وہ جاٹ کا لڑکا مشہور ہے مگر نواب کلب علیخان مرحوم والی رامپور نے اپنے خاندان کو سید قرار دیا ہے اسلیئے اس لڑکے کو حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد مین ثابت کیا ہے) اوسکو لیکر پالا - اور علی محمد خان اوسکا نام رکھا جب وہ چودہ برس کا ہوا تو داؤد خان مرگیا - اور یہ اوسکے مال اسباب کا وارث ہو گیا - غرض چند روز بعد علی محمد خان کا غلغلہ شروع ہوا - اور پہار سنگہ فوجدار بریلی کا وہ ملازم ہوا - اوسکے سبب سے اوسکا عروج شروع ہوا - پھر وہ جنگلون مین چلا گیا - بنگڑہ مین جاکر اوسنے اپنا مسکن بنایا - نوبت خانہ ڈیوڑھی پر بجوایا - اپنے تئین نواب مشہور کرایا - جب کسی نے کہا کہ یہ باتین بغیر حکم شاہی بالکل زیبا نہین - تو اوسنے یہ جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے جو شخص خود شمشیر زنی سے ملک حاصل کرے اوسکو اون حکمون کی

تو تارا بائی نے راجہ رام کو آگے ملا کر یہ کہا کہ تو اپنا سارا اختیار راجائی کا لے لے۔ اور یہ جو تو نے پیشوا سے
اقرار کر لیا ہے اوسے توڑ۔ مگر جب راجہ کو اوسنے دیکھا کہ وہ اوسکا کہا نہین مانتا۔ تو اوسکو ایک قلعہ کے
اندر قید کر دیا۔ اور اوسکو مشہور کر دیا کہ وہ جھوٹا اور فریبیا ہے۔ اور اس قلعہ کی حفاظت اون
مرہٹون کے سپرد کی جو بہت قدیمی نوکر اس گھرانے کے تھے اور وہ پہلی سب باتونکو دیکھ چکے تھے
اور پیشوا کے اختیارات پر دانت پیستے تھے۔ اور اوسنے راجہ کے اون آدمیونپر توپین لگا دین جو پہرون
پر بے خبر پڑے تھے اور پیشوا کے سارے سپاہیون پر جو جا بجا پڑے ہوئے تھے گولے برسانے
شروع کئے اور دتاجی گائکوار کو جو پیشوا سے خار کھائے بیٹھا تھا اور بہت سے بچا لئے دم بخت
ہو رہا تھا بلا لیا۔ دتاجی اپنے دھن بھاگ سمجھا کہ آج یہ دن نصیب ہوا کہ پیشوا کو بالکل دار السلطنت
سے نکال دینے کیواسطے بلایا گیا۔ پندرہ ہزار سوار اُس پاس تھی پیشوا کے طرفدار اوس سے لڑنے گئے
مگر اونکو شکست ہوئی۔ غرض گائکوار اور تارا بائی دونونے ملک کے بہت سے قلعے فتح کر لئے۔ اور سری نیت
کسی رشتہ دار کو اونھون نے پت ندھی یعنے وزیر اعظم مقرر کیا۔ بالاجی بہت شتابی ستارے مین گیا
اور اوسنے سنہ ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۱ع) مین دتاجی کو دغا سے قید کر لیا۔ مگر تارا بائی وہ غضب کی عورت تھی کہ
اوسکو وہ مطیع نہ کر سکا۔ باقی حال مفصل اسکے تیسرے حصہ مین دیکھو۔ ان مرہٹون کے ذکر نے ہماری تاریخ
سلسلہ کو توڑ دیا۔ اور جن بادشاہون کی سلطنت کا ذکر کرتے تھے اوس سے آگے کے زمانہ مین
چلے گئے۔ مگر اوسکے بغیر ہمکو کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔ ہندوستان کی سلطنت کے جب ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے تو اوسکا جدا جدا بیان کرنا چاہئے۔ اب ہم پھر دلی کی تاریخ کی طرف متوجہ ہوتے ہین +
سنہ ۱۱۵۳ھ (۱۷۴۰ع) تک دہلی کی سلطنت کا بیان کر چکے ہین اب سنہ ۱۱۵۴ھ (۱۷۴۱ع) سے پھر شروع کرتے ہین
اس سال مین یہ واقعہ پیش آیا کہ نادر شاہی مین قمر الدینخان وزیر کا بیٹا بدر الدینخان مارا گیا۔ یا مفقود الخبر دہلی کا حال +
ہو گیا۔ ایک دستاویز اوسکی جائداد کی اولاد کے نام لکھ کر وزیر عمدۃ الملک امیر خان کو دی کہ بادشاہ سے
دستخط کرا دے۔ اوسنے اوسکا کچھ خیال نہ کیا۔ اس سبب سے وزیر اور آصف جاہ دونو رنجیدہ خاطر
ہوئے۔ تو ایک دن عمدۃ الملک نے علانیہ بادشاہ سے ان تورانی امیرونکی نسبت کچھ کہا تو ان دونو
نے سپاہ جمع کر کے بادشاہ سے کہا کہ ہم کو حج کو جانے کی اجازت دیجے۔ یا امیر خان کو

یہ سمجھایا کہ تم فقط قمر الدین خان کے بھانجے ہو اور تمھارا بھائی یحیی خان اوسکا داماد بھی ہے
اب وہ بادشاہ پاس گیا ہی ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے ۔ بہتر ہے کہ اس وقت شاہ
ابدالی سے جو سرحد ہند پر موجود ہے آپ اتحاد و موافقت پیدا کیجیے ۔ وہ بھی کہنے مین آگیا اور اوسنے
شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر ۔ شاہ ابدالی یہ خدا سے چاہتا تھا ۔ اوسنے کہا بہت
اچھا ۔ ادینہ بیگ نے گیا کام کیا کہ قمر الدین خان کو لکھ بھیجا کہ آپکا بھانجا شاہ ابدالی سے
ساز باز رکھتا ہے ۔ اوسپر قمر الدین خان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آجتک ہمارے ہان نمک حرامی نہیں
ہوئی خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا ۔ پانچون صوبے کشمیر لاہور ٹھٹھہ ملتان کابل
اوس نور چشم کے عمل مین ہینگے ۔ اب شاہ نواز خان کو تقویت ہوئی اور احمد شاہ سے نقض عہد
کیا ۔ اس اثنا مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان پاس آگیا تھا ۔ اب احمد شاہ نے ایفاء
وعدے کے لئے شاہ نواز خان کو خط لکھا تو اوسکا جواب الٹا ملا تو وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا ۔ جب وہ
لاہور کے قریب آیا تو اس نظر سے کہ زکریا خان کو نادر شاہ نے لاہور کا صوبہ مقرر کیا تھا اور
شاہ نواز خان اوسکا بیٹا تھا ۔ اپنا چھوٹا بیٹا شیخ عمر اوس پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ اطاعت اختیار کرو
مگر اوسنے اسکے بیٹے کو قید کر لیا اور لڑنیکے لئے سامنے آیا ۔ تھوڑے مقابلہ کے بعد اوس لشکر سے
جو دلی سے محمد شاہ نے بھیجا تھا جا ملا ۔ دلی سے یہ لشکر بڑے کر و فر سے چلا ۔ مرزا احمد ولیعہد اوسکا
سپہ سالار تھا ۔ قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ اور بڑے رتبہ کے امیر اوسکے ہمراہ تھے ۔ غرض
احمد شاہ درانی لاہور پر تصرف کرتا ہوا اور تمام دہات اور قصبات پر قبضہ کرتا ہوا ستلج کے کنارہ پر
پہنچا تو اوسنے ستلج کی پایاب اہون کو دیکھا کہ وہ بادشاہی سپاہ کے قبضہ مین ہین ۔ اس
درانی بادشاہ پاس بارہ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ تھی وہ یہ سمجھتا تھا کہ سپاہ کی قوت اور قدرت کام مین
آتی ہے اوسکی قلت اور کثرت کام نہین آتی ۔ اس ولولہ کو دیکھو کہ وہ اس قلیل لشکر کے ساتھ
دریا ستلج سے لدھیانا کی طرف ایسی جگہ سے اترا کہ جہان دریا پایاب تھا ۔ تیرہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ کو
سرہند پر قبضہ کر لیا ۔ یہان پہلے علی محمد خان روہیلہ صوبہ دار تھا ۔ اوس کو اس نظر سے کہ وہ
اپنی ہم قوموں سے نہ ملجائے اور جگہ بدل دیا تھا ۔ غرضکہ قمر الدین خان نے یہان بہت کچھ اپنی لشکر کا

احتیاج نہین غرض یہانتک اوسکا عروج ہوا کہ اوسکے آقازادے حافظ الملک رحمت خان اور دوندے خان اوسکے ہان ملازم ہوئے - جب اوسکی ان حرکات کی خبر محمد شاہ کو ہوئی تو نواب وزیر الممالک قمر الدین خان کی طرف سے ہرنند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کی تنبیہ کرے ان دونو مین لڑائی ہوئی ہرنند لڑائی مین مارا گیا - رہیلون کو فتح حاصل ہوئی - اور بہت مال اسباب اونکی ہاتھ آیا بادشاہ کا مدت سے ارادہ تھا کہ دریاے گنگ کے پار کے ملک کی سیر کرے اسلئے وہ خود اس سرکشی کے فرو کرنے کے بہانہ چلا بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتھ لیا علی محمد خان اول تو بادشاہ کی خبر سنکر ڈرا - مگر مرنے کا ارادہ مصمم کرکے لڑائی کے لئے مستعد ہوا کئی مہینے تک بادشاہی لشکر کو جنگل مین حیران رکھا آخر کو قمر الدینخان وزیر کو عرضی عفو تقصیر کے لئے لکھی - اوسپر بادشاہ نے اس شرط سے قصور معاف کیا کہ وہ شاہجہان آباد تک لشکر کے ساتھ قیدیونکی طرح جائے - یہ اوسنے قبول کر لیا - او قیدیونکی طرح دہلی مین گیا - وہانسے رہا ہو کر سرہند مین صوبہ مقرر ہوا - یہان حافظ الملک رحمت خان بھی اُس سے آن ملے - یہ مہم ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء مین واقع ہوئی - رہیلون اور قمر الدین خان کی ملی بھگت تھی +

احمد شاہ درانی کا حملہ ہندوستان پر +

۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء مین نادر شاہ اپنے ملازمون کے ہاتھ سے مارا گیا - احمد خان پہلے نادر شاہ کے ہان یساول تھا پھر رفتہ رفتہ اوسکے ہان ایک بڑے پایہ کا افسر ہوگیا - جب وہ مرگیا تو خود غزنین اور قندہار پر متسلط ہوا - اور وہان اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا - نادر کے عہد سے ناصر خان صوبہ دار کابل تھا - شاہ ابدالی نے اوسکو بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا - مگر پانچ سوار درانی اوسکے ساتھ کئے کہ پانچ لاکھ روپیہ جنکے دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی بھیجے - ناصر خان جب کابل مین آیا تو اپنے وعدہ سے پھر گیا - شاہ ابدالی اوسپر چڑھ کر آیا - وہ بھاگ کر پشاور مین آیا - جب شاہ اسطرح ہندوستان کی سرحد پر آیا تو اوسنے پنجاب کا بڑا احوال لکھا - یہان لاہور کے صوبہ دار عز الدولہ زکریا خان کے مرنیکے بعد ۱۱۵۹ھ مین اوسکا بیٹا میر یحیٰ خان دار السلطنت لاہور مین پہنچا - اور اس پر متصرف ہوا بعد اوسکے شاہ نواز خان دوسرا بیٹا لاہور مین پہنچا - اور باپ کے ورثہ کا بھائی سے طالب ہوا تو دونو بھائیون مین لڑائی شروع ہوئی - انجام یہ ہوا کہ میر یحیٰ خان اور اوسکا بیٹا قید ہوئے - مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ پاس چلے آئے اور شاہ نواز خان لاہور کا مالک ہوا - عدینہ بیگ نے جو بڑا شیطان تھا شاہ نواز خان کو

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین
(۹) بنگال	۱۲۱۹	۵۲۳۷۳۹۱۱۰	(۱۰) اڑیسہ	۲۴۴	۱۹۷۱۰۰۰۰۰
(۱۱) کاشمیر	۵۱	۲۱۳۰۷۴۸۲۶	(۱۲-۱۵) دکن کے چار صوبے اورنگ آباد ظفر آباد برار خاندیس ۵۵۲ پرگنے آمدنی ۲۹۶۷۰۰۰۰۰		
(۱۶) مالوہ	۲۵۷	۴۲۵۴۷۶۶۷۰	(۱۷) ملتان	۹۸	۲۴۵۳۱۸۵۷۵
(۱۸) کابل	۴۰	۱۵۷۶۲۵۳۸۰	(۱۹) ٹھٹھہ	۵۷	۷۴۹۷۶۹۰۰
اس صوبے مین چار سرکارین ہیں					

احمد شاہ کی سلطنت

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ع مین تخت سلطنت پر احمد شاہ جلوہ افروز ہوا - اوسکی سلطنت کا آغاز مبارک معلوم ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید کچھہ پھر سلطنت کے گئے دن پھرے - وہ خود بیس برس کا جوان تھا - اوسکے دربار مین بڑے بڑے لائق اہلکار تھے - آصف جاہ مرہٹونکو دکھن مین روکے ہوئے تھا - شمالی حملونکا جو طوفان ابھی آیا تھا وہ بھی رفع دفع ہو گیا تھا - مگر تمام کام اور انتظام جو شخصی اور شخصی سلطنتون کے ہوتے ہین اونمین سخت عیب یہی ہوتا ہی کہ اونکا اعتبار نہین ہوتا - ایک مصیبت اس سلطنت پر اول ہی سال جلوس مین یہ پڑی کہ آصف جاہ مر گیا - اول اوس سے وزارت کی درخواست کی گئی - مگر جب اوسکے مرنیکی خبر آئی تو ابو المنصور خان کو وزارت کا منصب ملا - عمدۃ الملک ار المہام کو برہان الملک کا خطاب عنایت ہوا - آصف جاہ کے چھہ بیٹے تھے اول بیٹا میر محمد شاہ تھا جسکا لقب غازی الدین خان فیروز جنگ تھا - دوسرا بیٹا میر احمد جسکا لقب ناصر جنگ تھا وہ باپ کی جگہہ قائم مقامی کرتا تھا - تیسرا میر محمد جسکا لقب صلابت جنگ تھا - چوتھا میر محمد شریف جسکا خطاب بہان الملک تھا - پانچوان نظام علی خان چھٹا میر مغل اوسکا لقب ناصر الملک تھا - اول بیٹے کو بادشاہ نے مشرف دیوان خاص اور بخشیگری رسالہ والا شاہی کی مرحمت کی - احمد شاہ درانیون کے حملہ سے ڈرا بیٹھا اسلئے اوسنے ناصر جنگ کو سپاہ سمیت دکن سے اول بلایا - مگر جب یہ معلوم ہو گیا کہ احمد شاہ درانی اپنی شمالی مہمات مین مصروف ہے تو اس امداد کی کچھہ ضرورت نہ رہی اسلئے اوسکو برہانپور سے اولٹے جانیکا حکم بھیجدیا - غرض سب ملکا روان اور

اسباب چھوڑا تھا اور اوسکا لشکر آگے بڑھ گیا تھا۔ اس سارے اسباب پر احمد شاہ درانی قابض ہوا اور کئی توپین اوسکے ہاتھ لگین جو اوس پاس پہلے نہ تھین۔ غرض جب یہ خبر بادشاہی لشکر کو پہنچی تو وہ لڑنے کے لئے الٹا پھرا۔ اسلئے شرقی فوج غربی اور غربی فوج شرقی بن گئی درانی لشکر کی اس تیز دستی سے بادشاہی فوج ڈری ہوئی تھی جب اوسکے پاس آئی تو اپنے گرد خندق کھودی۔ اگرچہ وزیر قمر الدین خان کی جان نماز پڑھنے مین ایک گولہ کے لگنے سے گئی مگر دس روز تک اوسکا لشکر درانیون کے دستبرد سے اوڑتا رہا جب چھبیسوان دن ہوا تو درانیون کے سوارون نے سخت حملہ کیا اور خندق کود کر اندر گھس گئے۔ مگر شکست کھا کر بھاگے اور ربیع الاول تاریخ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ع کو وہ اپنے اپنے گھرونکو بھاگ گئی اس لڑائی مین راجہ ایسری سنگہ جے پور کا راجہ بھی شریک تھا مگر وہ لڑائی کے بغیر اپنے ملک کو بھاگ گیا مرہٹون نے اوسکے ملک پر حملہ کیا تھا۔ ابو المنصور صفدر جنگ نے توپخانہ سے خوب کام لیا میر منو پسر قمر الدین خان نے بڑی داد شجاعت دی بادشاہ نے اوسکو باپ کی وصیت کے موافق معین الملک کا خطاب دیکر لاہور اور ملتان کی صوبہ داری پر روانہ کیا۔ اب شاہزادہ احمد دہلی کو پھرا چلا آتا تھا کہ اوسکو باپ کے مرنے کی خبر پہونچی۔ محمد شاہ مرض اسہال مین مبتلا ہوا ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ع اپریل کو عالم بقا کو رخصت ہوا تیس سال سلطنت کرکے خاندان تیموریہ ہی کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا دیا اور عیش و عشرت کے وہ سامان جدید ایجاد کر گیا کہ جنکی پیروی سے آج تک امیرونکا ستیاناس ہوتا ہے تاریخ مظفری مین محمد شاہ کی سلطنت کے صوبون کی آمدنی یہ تفصیل ذیل لکھی ہے جو نادر شاہ کو بتلائی گئی +

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین
(۱) شاہجہان آباد	۲۸۵	۱۱۶۸۳۹۸۲۶۹	(۲) آگرہ	۲۳۰	۱۰۵۱۷۰۹۲۴۳
(۳) لاہور	۳۳۰	۹۰۷۰۱۶۱۲۵	(۴) اجمیر	۲۳۵	۶۳۶۸۹۴۸۸۲
(۵) احمد آباد	۲۰۰	۴۴۰۰۸۳۰۹۶	(۶) الہ آباد	۲۹۸	۴۳۶۶۸۰۷۲
(۷) اودھ	۱۴۹	۳۲۰۰۷۲۱۹۳	(۸) بہار	۲۵۲	۷۲۱۷۴۷۰۱۹

جو دلی میں گیا تو وزارت میں خلل پڑا۔ ملکر اہلکارون کو رشوت دے دلاکر پھر وزارت کی بنیاد کو پختہ
کر لیا۔ بعد ان فتوحات کے احمد خان نے اودہ اور الہ آباد کو نائب صوبون سے خالی پایا تو اونکے لینے کا ارادہ
کیا۔ اور بےحساب فوج لیکر الہ آباد پر حملہ کیا۔ یہان صفدر جنگ کے رفقا و بقاء اللہ خان اور علی قلی نے
قلعہ مین پناہ لی۔ اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ خلد آباد سے لیکر قلعہ تک سارے شہر میں آگ لگا دی اور
اوسے لوٹ لیا صرف دریاباد کو جسمین افغان رہتے تھے چھوڑ دیا۔ شیخ افضل الہ آبادی کے دائرہ
کو بھی مقدس سمجھکر ہاتھ نہیں لگایا۔ پھر سنہ ۱۱۶۳ھ ۱۷۵۰ع میں بلگرام کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر چند آدمیون کی
خیر گذری کہ وہان کچھ روشناس احمد خان کے نکل آئے۔ غرض یہ لوٹ ہو رہی تھی۔ احمد خان کی
حکومت اچھی طرح ان صوبون میں نہیں بیٹھی تھی کہ اب وزیر الملک نے دیکھا کہ اوسکی پریشانی اور
خرابی کی کوئی حد باقی نہیں رہی ہے اور وہ روہیلون کے مقابلہ میں ضعیف و ناتوان ہے تو اوس نے
اس بدنامی کے دہبہ کو اسطرح دہویا کہ وہ اوپر پھیل گیا یعنے اوس نے مرہٹون کو اپنی امداد پر
مستعد کیا۔ ملہار راو ہلکر اور جے آپا سیندھیا سے جنکو بالاجی نے ابھی مالوہ کو بھیجا تھا اعانت کی
درخواست کی اور سورجمل جاٹ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ان ہندوؤں کو بہت ملک اور دولت دینے
کا وعدہ کیا۔ یہ تدبیر اوسکی درست بیٹھی۔ اول جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۴ھ کو اوسنے کوچ کیا۔ جالیسر
اور سعد آباد میں احمد خان کی طرف سے شادل خان حاکم تھا اول اوسکو شکست دی جب احمد خان نے
اس شکست کا حال سنا تو الہ آباد کے محاصرہ کو چھوڑ کر فرخ آباد میں آیا۔ اور دریا کے کنارہ پر جسین پور پہنچا
یہان سعد اللہ خان روہیلہ بھی امداد کو آگیا ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ع میں یہان لڑائی ہوئی۔ افغان بیچارے اکیلے اپنے
دم سے تھے جانب مخالف مین مرہٹے جاٹ وزیر کی فوج قدیم جدید اسلئے دس بارہ ہزار افغان مارے گئے
اور اونکو شکست ہوئی مگر احمد خان اور سعد اللہ خان زندہ نکل گئے۔ اور کوہ کمایون مین جاکر پناہ لی
اب سرحد کوئل اور جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کی سب پہاڑیون تک مرہٹون کا قبضہ ہو گیا اور اونکو
اجازت ہو گئی کہ وہ چوتھ وصول کرین یہ مرہٹے وہ منحوس قدم تھے جس باغ میں قدم رکھتے اوس کو
جنگل بناتے تھے جس آبادی میں بیٹھتے تھے اوسکو ویرانہ کر دکھاتے تھے غرض یہ شاداب سرسبز
ملک مرہٹون کی پامالی سے اور وزیر الملک کا نامہ اعمال بداعمالی سے سیاہ ہوا۔ افغان بھی

سلطنت کا انتظام کرکے بادشاہ عیش و عشرت شاہانہ میں مصروف ہوا۔ گویا اب بادشاہی کے یہی معنی ہو گئے تھے کہ سارے دن مے نوشی ہو اور عورتوں سے صحبت ہو۔ رات دن طبلہ سارنگی کھڑکا کرے۔ ڈوم ڈھاڑیوں اور گویوں بھویوں کی دھوم مچا کرے۔ اور دنیا سے خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس رنگیلے بادشاہ کی سلطنت میں بڑے ہنگامے یہی ہیں کہ دو صوبے پنجاب و روہیل کھنڈ کے لڑائیوں کے خون سے رنگین ہوتے رہے +

وزیر الملک صفدر جنگ کے ہمسایہ مین روہیلے لگے ہوئے تھے۔ اس ہمسائگی کے سبب سے اسکے دل میں انکی طرف سے خار اور غبار تھا جب علی محمد خان مرگیا تو اوسنے قائم خان پسر محمد خان بنگش کو لکھا کہ اوسکے بیٹوں سے ملک چھین لے۔ ان دونوں کی لڑائی مین خواہ کوئی مارا جائے وزیر اپنی جیت جانتا تھا۔ قائم خان ملک کی طمع میں آنکر سعد اللہ خان پسر علی محمد خان پر لشکر چڑھا کر لیگیا اور اوسکو بدایوں کے قلعہ میں جا کر گھیر لیا ہرچند اوسنے عاجزی کی مگر اوسنے ایک نہ سنی۔ آخر کو مرتا کیا نہ کرتا وہ قلعہ سے لشکر لیکر نکلا اور اوسنے قائم خان کو شکست دی اور اوسکی جان لی جب یہ واقعہ وقوع میں آیا تو وزیر بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوئل میں لایا۔ اور خود فرخ آباد میں پہنچا۔ اور بیچارے قائم خان مرحوم کی بیوہ اور بال بچوں سے سارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا فقط فرخ آباد اور چند مواضعات اوسکی ماں اور بی بی کو دئیے باقی سب کچھ ضبط کر لیا۔ بادشاہ اُلٹا سنہ ۱۱۶۳ مین دلی میں چلا آیا اور وزیر یہاں چند روز تک مقیم رہا۔ اور نول رائے اپنے نائب کو جو ملک اودھ مین تھا یہ سارا نیا ملک لیا ہوا اوسکے سپرد کیا۔ اس نائب نے قنوج کو اپنا صدر مقام بنایا قائم خان کا بھائی احمد خان صفدر جنگ کی خدمت میں رہتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ یوں بھائی اور باپ کا ملک چھن گیا تو اوسنے وزیر کی رفاقت سے جدائی اختیار کی اور اپنے ملک پر قبضہ کرنے چلا گیا اور روہیلوں کو اپنی امداد کے لئے بلا لیا اور اسی زمانہ میں جبکہ مراد آباد میں رحمت خان اور دوندے خان نے بھی ایک فتح حاصل کی تھی اوسنے سنہ ۱۱۶۳ھ میں نول رائے پر لشکر کشی کی۔ اوسکو شکست دی کر جان سے مار ڈالا جب یہاں یہ حال گذرا تو صفدر جنگ سورجمل جاٹ کو ساتھ لیکر ان پٹھانوں سے لڑنے آیا مارہرہ پر دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا صفدر جنگ زخمی ہوا اور شکست پائی یہ شکست پاکر

[illegible] +

اور یہ اوسے کہا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور اور ملتان کا خود انتظام کرلے ابھی یہ دلی تک پہنچے نہ تھے کہ وہاں جاوید خواجہ سرا نے جو بادشاہ کے منہ بہت چڑھا ہوا تھا اور نواب بہادر کا خطاب بھی حاصل ہوگیا تھا شاہ درانی کو صلح کا پیغام بھیجا یہ بادشاہ نادر شاہ کا زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا ملتان اور لاہور دونو صوبے دیکر صلح کرلی اور غنیمت جانا کہ یہ بلا ٹلی۔ احمد شاہ درانی یہ دونو صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا۔

صفدر جنگ کی بدنامی

جب صفدر جنگ دلی میں آیا تو بڑا آشفتہ خاطر ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ میں ملہار راؤ کو خرچ ہتھیر کا وعدہ کرکے یہاں لایا ہوں اوسکو کس گھر سے روپیہ دوں۔ امیر الامرا فیروز جنگ خلف آصف الدولہ جو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکھن کے چھہ صوبوں کے لئے بادشاہ سے درخواست کرتا تھا اور بادشاہ اونکے بھاری نذرانہ مانگتا تھا۔ اوسنے کہا کہ اگر یہ صوبے مجھے عنایت ہوں تو میں ملہار راؤ کو اپنے ساتھ لیجاتا ہوں اور جو روپیہ ٹھیرا ہے وہ دلا دیتا ہوں یہ درخواست منظور ہوگئی اور ملہار راؤ دکھن کو فیروز جنگ کے ساتھ رخصت ہوا۔ اب وزیر الملک کو اس خواجہ سرا کا بڑھنا بھی ناگوار خاطر تھا اور اوسکے سبب سے اوسکے رعب داب میں بھی فرق آگیا تھا۔ اوسنے ایکدن جاوید نواب بہادر کو دوستانہ اپنے گھر ضیافت میں بلاکر مار ڈالا۔ اس خواجہ سرا کو بادشاہ دل و جان سے عزیز رکھتا تھا صفدر جنگ کی اس حرکت سے وہ ظاہر اور باطن میں ناراض ہوگیا۔ اور اوسکی انتقام کو دری ہوگیا

صفدر جنگ کی دغا بازی اور شہاب الدین خان عماد الملک کا حال اور خصائل اور اسکے اخلاق و عادات

جب فیروز جنگ ملہار راؤ کو لیکر دکن میں گیا تو وہ اپنے بیٹے شہاب الدین محمد خان کو نیابت میر بخشگیری پر چھوڑ گیا فیروز جنگ جب اورنگ آباد میں پہنچا۔ تو بھائی اوسے لڑنے کے لیے آیا مگر ہنوز لڑائی نہ ہوئی تھی کہ اجل کا حکمنامہ اوس پاس آپہنچا شہاب الدین محمد خان کو باپ کا سارا مال ہاتھ لگا۔ اگرچہ وہ عمر میں سولہ برس کا تھا مگر آفت روزگار تھا۔ وہ عیش و عشرت کی لذت سے ناآشنا تھا۔ ایام طفلی میں لہو و لعب سے نفرت تھی۔ اور وہ بلند ہمت عالی رکھتا تھا۔ اپنے بڑے ارادوں کے پورا کرنے میں کسی برے کام کے کرنے میں پرہیز نہ کرتا تھا۔ اور عجیب حکمت سے اونکو پردۂ اخفا میں چھپا رکھتا۔ قتل کرنا اور دغا دینا اوسکی عادت میں داخل تھا۔ برے کاموں کے نتیجوں کی پروا نہ وہ اپنے لئے کرتا نہ اوروں کے لئے سوچتا۔ متقضی ایسا تھا کہ صفدر جنگ کو روز سلام کرنے جاتا جس روز اوسکا باپ فیروز جنگ دہلی سے گیا ہے تو صفدر جنگ بڑا خوش تھا مگر یہ نہیں جانتا

ان مرہٹون کے ہاتھہ سے تنگ آئے۔ اور اونکے توسط سے وزیر سے صلح کی درخواست کی مرہٹونکی عادت تھی کہ وہ کسی طرف کو بالکل غارت نکیا کرتے تھے۔ دونو فریق کو قائم رکھہ کر اپنا مطلب حاصل کیا کرتے تھے غرض ان مرہٹون نے رہیلون کے وزیر سے صلح کرادی +

یہان یہ فتح حاصل ہوئی۔ وہان اجمیر کے صوبہ دار کو شکست ہوئی سلطنت کو فتح شکست کا فائدہ ونقصان برابر ہوا۔ اجمیر کی شکست کی تفصیل یہ ہے کہ سید صلابت خان ذوالفقار جنگ اجمیر اور اکبر آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسوقت جودہ پور کی ریاست کے لئے تخت سنگہ اور مہاراجہ سنگہ چچا بھتیجے لڑ رہے تھے کہ تخت سنگہ بادشاہ پاس آیا اور ذوالفقار جنگ سے ملا صلاح یہ ٹھیری کہ اکبر آباد اور اجمیر کے صوبون کے انتظام کیواسطے تخت سنگہ فوج لائے اور ذوالفقار جنگ اوسکو جودہ پور کی ریاست دلائے۔ تخت سنگہ تو ناگور مین لشکر لینے گیا اور ذوالفقار جنگ جاٹون کے ملک پر متوجہ ہوا۔ نیم رانا پر حملہ کر کے اوسے فتح کر لیا۔ آگے نارنول مین گیا۔ ابتدا اول یہ ارادہ کیا کہ اکبر آباد کا بندوبست جاٹون کو شکست دیکر کرے چنانچہ اوسنے اونکو شکست دیکر اوس سے صلح کر لی تخت سنگہ جب سترہ اٹھارہ ہزار سپاہ لیکر آیا تو اوسنے جاٹونکو ذوالفقار جنگ کے خیمے مین بیٹھا پایا۔ اتنے مین مہاراجہ سنگہ بہت سے راجپوت راجاؤن کو ساتھہ لے اوسے لڑنیکے لئے آیا۔ لڑائی ہوئی تخت سنگہ کی مرضی کے برخلاف ذوالفقار جنگ نے کام کئے اسلئے شکست فاحش پائی اور نادم اور پشیمان دلی مین آیا۔ یہان اوسکی امیر الامرائی اور صوبہ داری چھن گئی اوسپر وہ بڑا افروختہ ہوکر بادشاہ کی جان کے درپے ہوا تھا کہ بادشاہ نے اوسکو قید خانہ مین بھیجدیا +

یہان یون سلطنت بگڑ رہی تھی کہ یکایک خبر آئی کہ احمد شاہ درانی ہندوستان مین لاہور کے قریب آن پہنچا ہے معین الملک ناظم صوبہ نے شہر سے نکل کر اوسکا مقابلہ کیا۔ چار مہینے تک برابر لڑائیان ہوتی رہین آخر ایکدن سخت لڑائی ہوئی۔ ادینہ بیگ اور کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت نکی اسلئے اوسکو شکست ہوئی۔ اسوقت اوسکو یہ خوب تدبیر سوجھی کہ وہ احمد شاہ درانی کی خدمت مین چلا گیا۔ اوسنے نہایت اعزاز واکرام کیا۔ اب یہان سے بادشاہ کے خطوط متواتر صفدر جنگ کے بلانے کے لئے جاتے تھے۔ اونے ملہار راؤ کو زر خطیر کا وعدہ کیا اور اپنے ساتھہ لیکر دلی کی طرف چلا۔

جاٹون اور اپنے دوست صفدر جنگ پر حملہ کرنے مین کچھہ تامل نہ کیا - غرض چھہ مہینے تک یون ہی جوتی پیزار چھری کٹاری توپ بندوق دار الخلافہ کے اندر باہر چلتی رہی - آخر کو مہاراجہ مادہو سنگہ کچھواہہ نے بیچ مین پڑکر صلح کرائی صفدر جنگ مغلوب ہو گیا تھا - اوسنے فقط اس بات پر قناعت کی کہ اودہ اور الہ آباد کی صوبہ داری اوس پاس رہے +

غازی الدین خان کی لڑائی جاٹون سے +

جب صفدر جنگ چلا گیا تو خانخانان وزیر اور غازی الدین خان امیر الامرا مدار المہام سلطنت ٹھہرے ہر ایک کو جیسا چاہتا تھا ہر ایک ملکی اور مالی معاملات کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا - باوجود قرابت اور اتفاق کے اونمین نفاق پیدا ہوا - ہر ایک نے اپنی رائے اور مدعا کے موافق کام کیا - جاٹون نے صفدر جنگ کا ساتھہ دیا تھا - اسپر عماد الملک خار رکھائے بیٹھا ہوا تھا - اسوقت ٹھاکر راؤ سات ہزار لشکر سے اوسکے ساتھہ تھا - اسلئے اوسنے جاٹون سے لڑنیکا ارادہ کیا - خانخانان یہ چاہتا تھا کہ سورجمل بالفعل پچاس لاکھہ روپیہ عفو تقصیر کے عوض پیشکش دیتا ہے اوسے لینا چاہیئے - یہ روپیہ لیکر سپاہ کی درستی مین صرف کرنا چاہیئے جب استقلال خوب ہو جائیگا تو سال آیندہ مین جاٹون کا استیصال کرنا چاہیئے عیش آرام کے سبب سے بادشاہ کو لیاقت ایسے امور مین افضال کی رہی نہ تھی عماد الملک نے جوانی کے گھمنڈ مین اور مرہٹون کی امداد اور بھروسہ پر سورجمل پر حملہ کیا - اور اوسکو قلعہ کمبھیر مین گھیر لیا اوسکے ملک پر قبضہ کر لیا تین مہینہ محاصرہ پر گذر گئے قلعہ نہ فتح ہوا - اور ٹھاکر راؤ کا بیٹا کھانڈی راؤ مارا گیا قلعہ کا توپون بدون تسخیر ہونا مشکل تھا - اسلئے عماد الملک نے عاقبت محمود خان کشمیری کو رسالہ سین داغ کے ساتھہ شاہجہان آباد مین توپخانہ لینے کے لئے بھیجا - اور کہہ دیا کہ اگر یہ کام آسانی سے ہو جائے تو فبہا ورنہ جسطرح ہو سکے کرنا عماد الملک کی التماس عاقبت محمود خان نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی اور بہت اصرار کیا - خانخانان یہ سوچا کہ اگر توپخانہ گیا تو پھر واپس نہ آئیگا - جاٹونکو شکست ہو جائیگی - پھر معلوم نہین عماد الملک سنگدل بیرحم مرہٹون کے ساتھہ ہوکر کیا کیا خرابیان پھیلائے اسلئے اوسنے توپخانہ کے بھیجنے مین توقف کیا - عاقبت محمود خان اسپر گڑنہ بیٹھا تو اوسنے بادشاہ کی رسالہ سین داغ کی تنخواہ کا دعوی کیا - اور خود اوس رسالہ مین قیدیونکی طرح ہو بیٹھا - اور سارے دن شہر مین ایک غدر مچا دیا - بادشاہ کے دربار مین بھی کسی کو نہین جانے دیا [illegible]

وہ اپنا لڑکا اوسکی جان لینے کے لئے عذاب چھوڑے جاتا ہے یہانتک اوسنے وزیر کو پرچایا کہ اوس نے بادشاہ
سے غازی الدین خان عماد الملک کا خطاب اوسکو دلا دیا۔ اور بیٹے سے زیادہ چاہنے لگا۔ اوسکی
محل سرا تک مین وہ جانے لگا صفدر جنگ پہلے جاوید خواجہ سرا کو تو شہید کر چکا تھا۔ اب اوسکو یہ لو لگی کہ
کسی طرح انتظام الدولہ خانخانان کو جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تہا۔ اور غازی الدین خان اوسکا
بھانجا تھا ٹھکانے لگائے اول اوسنے منافقانہ اتفاق پیدا کرنا چاہا مگر وہ اوسکے دم مین نہ آیا
ایک خواجہ سرا کے ہاتھ صفدر جنگ نے بے قاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی تھی اس گستاخی
پر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکے حکم سے بادشاہی آدمیون نے قلعہ دار کو جو صفدر جنگ کی طرف سے
تھا اور اوسکے آدمیونکو قلعہ سے باہر کردیا غرض اس مین شہر کے اندر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا
ہزارون آدمی قلعے کی گرد جمع ہو گئے صفدر جنگ نے جب دیکھا کہ بات بگڑ گئی تو اوسنے عرضی
بھیجی کہ صوبہ اودہ کے جانیکے لئے رخصت ملجائے یہ درخواست منظور ہوئی۔ وہ بادشاہ سے
رخصت ہوکر دو تین روز شہر کے ادہر اودہر اس امید پر پھرتا رہا کہ شاید اب بھی بادشاہ بلا لے۔
مگر بادشاہ اسکے دل سے ناراض تھا۔ اب سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ اور غازی الدین خان
کا انتظام ہو گیا شہر کے برجون پر توپین لگ گئیں۔ اور پیدل اور نئے نوکر جمع ہونے شروع ہوئے
صفدر جنگ نے جانا کہ دشمن میرا کام تمام کرنے مین کوئی کسر باقی نہیں رکھینگے اسلئے وہ بھی لڑائی
کے لئے مستعد ہوا۔ اور سورج مل جاٹ اور راجندر گسائین فوجدار بادلی محال سہارنپور کو بلا لیا۔ اب
طرفین سے مورچے قائم ہو گئے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ غازی الدین خان نوجوان فتنہ انگیز نے
ایران اور توران کا جھگڑا اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کردیا۔ اور راجہ دیبی دت کو
صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ روہیلون کے امرائے عظام سے ملکر اونکو ادھر بلا لے۔ غرض یہ راجہ گیا ہی
تھا کہ نجیب خان جو صفدر جنگ کے جماعہ دارون مین تھا اور دوندے خان روہیلہ کا داماد تھا گھوڑے
پر سوار ہوا اور اوسنے کہا کہ جسکسی کو اہل سنت وجماعت کا پاس ہو وہ میرے ساتھ ہو لے اور جو
میرے ساتھ متفق نہ ہو وہ چلا جائے یہ کہنا تھا کہ ایک افغانون کا لشکر اوسکے ساتھ ہو گیا۔ اور وہ بادشاہ کی
خدمت مین چلا آیا۔ غازی الدین خان نے ہولکر کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ اونہون نے اپنے ہم مذہب

کہ حکم صادر فرمایا جاوے کہ خانہ زاد جسقدر ہین وہ اپنا حق نمک ادا کرین صفدر جنگ کو امداد کے واسطے لکھے اور سورج مل کو اعانت کے واسطے بلائے - جاٹ رجپوت صفدر جنگ سب ملکر ضرور ملک کے لینگے لیکن غازی الدین خان نوراہی ہین سے لشکر کے آدمیون کو دم دلاسا دیتا آتا تھا - سارے منصب داروں اور افسرون نے لڑنے سے انکار کر دیا - اسپر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ غازی الدین خان میرا نمک پروردہ ہے وہ میرے ساتھ دغا نہیں کریگا - اب تم چند روز جب تک مرے ہوے ہین گھر بیٹھے رہو باہر نہ نکلو - اگرچہ وزیر نے تین دفعہ بادشاہ سے کہا کہ حضور کی یہ رائے خطا ہے مگر بادشاہ نے وزیر کو تسلی آمیز جواب دیدیے - ابتو ناچار وزیر اپنے گھر گیا اور اپنی حفاظت کا خوب سامان جمع کیا عماد الملک کی طرف سے عاقبت محمود خان بادشاہ کے وزیر بنے - اب اونسنے تمام امرا کو اپنے پاس جمع کیا - اور یہ تقریر اونکے سامنے بیان کی کہ ای امیرو سنو کہ یہ احمد شاہ ہمارا بادشاہ کیسا نالایق ہے - اوسکے سبب سے سلطنت برباد ہوئی جاتی ہے قیام سلطنت کا اسباب نظر نہین آتا - نہ اوسمین ایسی جرأت اور ہمت تھی کہ وہ اپنے دشمنون سے یعنی مرہٹون سے لڑتا - نہ اوسمین راست بازی تھی کہ وہ اپنے دوستون کے ساتھ سچا ہوتا اور وعدہ خلاف نہ ہوتا غرض وہ نامرد کم ہمت چھوٹا تلون مزاج ہے اسلیے بہتر ہے کہ کسی اور شاہزادہ کو بادشاہ بنائیں - عماد الملک کے خوف کے مارے کسمین دم تھا کہ چون و چرا کرتا - سب نے تسلیم کیا - علما بلائے اونھون نے فتوے لکھہ کر پیشانی پر حدیث اور آیتیں قرآن کی لکھین آگے اوسکے یہ تحریر کیا کہ بادشاہ سے ایسے افعال قبیح سرزد ہوے ہین کہ خدا و رسول کے حکم کے موافق اوسکا معزول ہونا چاہیے - حاشیہ پر سبکی مہرین ہو گئیں - غرض دہم شعبان ۱۱۶۷ھ (جولائی ۱۷۵۴ء) اسکو احمد شاہ کو تخت سے اوتار کر قید خانہ مین بٹھایا - اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار کو تخت پر بٹھایا - اور اوسکا لقب عالمگیر ثانی رکھا - احمد شاہ نے چھہ سال دس مہینہ سلطنت کی افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد مین اکبر اور اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہو گئی - اگرچہ بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی مگر اوسکے قبضہ مین دوابہ چند ضلعے اور جنوب مین ستلج کے کئی ایک ضلع رہ گئے تھے - گجرات مرہٹون کی پامالی مین تھا بنگال بہار اڑیسہ علی وردی خان کے جانشینون کے تصرف مین تھا اودہ مین صفدر جنگ کا ڈنکا بجتا تھا -

وزیر کے گھر سے اپنی حفاظت کے واسطے لاتا تھا کہ راہ مین وزیر کے آدمیون نے چھین لئے غرض جامع مسجد کے نیچے لاٹھی پونگا توپ بندوق ہونے لگی۔ آخر کو عاقبت محمود خان یہانسے ڈاسنہ چلا گیا اور وزیر کی جاگیر اور خالصہ سے جو کچھ وصول کرسکا وصول کیا۔ انھی دنون مین عماد الملک نے نجیب خان کو باونی محال سہارنپور مین بھیجا تھا اوسنے تمام محالات پر قبضہ کر لیا۔ وزیر کے سب عمال کو باہر کر دیا۔ اوسپر وزیر خفا ہوا۔ اور بادشاہ کو لونی مین لایا۔ اور نجیب خان کی تنبیہ کے واسطے اوسکا ارادہ مصمم کرایا۔ اس اثنا مین نجیب خان نے اپنی عفو تقصیرات کی عرائض بھیجیں۔ اوسکا قصور معاف ہوا۔ بادشاہ نے باونی محال سہارنپور اپنی طرف سے اوسکو عنایت کیا۔ جب سے گجرات اور مالوہ مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا تو وہ ہر سال تازی سپاہین اپنے ساتھ لیکر ہندوستان کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے تھے اور تمام راجپوتانہ کو لوٹ کر اونھون نے برباد کر رکھا تھا۔ اسلئے خانخانان کا ارادہ ہوا کہ مرہٹون کی ترقی کو سد کرے۔ راجپوتانہ کے راجاؤن اور وزیر نے ایک محضر بنایا۔ اور سب نے دستخط کئے اور اوسکو سورجمل اور صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور لکھا کہ جب بادشاہ کوئل مین پہنچے تو صفدر جنگ وہان سے آنکر ملے۔ اور وہان سے متفق ہوکر آگرہ مین آئیں تو سارے رجپوت اور جاٹ جمع ہون۔ غرض یہ محضر سورجمل پاس روانہ کیا۔ ادہر عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے واسطے آتے ہین۔ جو نوشتہ جاٹون کو لکھا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھ پڑ گیا۔ اوسنے وہ خط اولٹا بادشاہ کو لعنت ملامت کرکے بھیجدیا اور خود تو محاصرہ مین مصروف رہا اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنیکے لئے بھیجدیا +
ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیمہ پر گولے برسانے شروع کئے۔ سارا لشکر بادشاہ کا بھاگ گیا صرف تین سو آدمی ساتھ رہ گئے۔ بادشاہ اور وزیر بہزار مصیبت دلی مین پہنچے بادشاہ قلعہ کے اندر گیا۔ وزیر باہر خیمہ مین اترا سارا مال اسباب بادشاہی مرہٹون کے ہاتھ آیا دوسرے روز عماد الملک بھی محاصرہ کو چھوڑ کر چلا آیا جو بادشاہ کا لشکر تباہ راہ میں ملا۔ اوسکی تشفی اور تسلی کی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ پیچھے رہ گیا تھا اوسکے ساتھ وہ اور ملہار راؤ دہلی میں پہنچے۔ اب خانخانان اور امرا سے بادشاہ نے عماد الملک غازی الدین خان کے باب مین مشورہ کیا سب نے عرض کیا کہ عماد الملک مرہٹون کا مطیع ہو گیا ہے۔ اب اوسے خانہ لوگی کی توقع عبث ہے صلاح وقت تو یہ

+ [illegible]

مارنا ہے تو مار ڈالو نہیں تم سب پٹ جاؤ گے۔ اور اگر مارنا منظور نہیں ہے تو یہ بد نہادی کیا ہے
غرض زندگی باقی تھی کہ بادشاہ کا پیغام اون پاس آیا کہ وزیر کو چھوڑ دو اور اپنی تنخواہ آنکر لیجاؤ۔
اوسوقت بادشاہ کے گرد سارا دربار اس نیت سے اکٹھا تھا کہ وزیر کہیں ٹھکانے لگے مگر جسکو خدا رکھے
اوسے کون چکھے۔ باغیوں کے افسرون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھایا اور دستار اور لباس درست کر کے
چھوڑ دیا جون ہی وہ اپنے خیمہ مین پہنچا اوس نے اپنے سپاہیونکو حکم دیدیا کہ رسالہ مین داغ کی سوارون
کو جہان پاؤ وہان قتل کرو۔ تھوڑے عرصہ مین سب اسباب اور جان و مال اونکا برباد گیا۔ بادشاہ
دلگیر ہوکر دلی میں چلا آیا۔ اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی جو بادشاہ کے لئے سب گناہون
سے بدتر ہے اختیار کی +

غازی الدین خان عماد الملک کا وزیر ہونا +

تمکو یہ یاد ہوگا کہ جسوقت ملتان اور لاہور کے صوبے شاہ ابدالی کے ہاتھہ آئے تھے تو اوسنے اوسکے
پہلے صوبہ دار معین الملک پسر قمر الدین خان کو دیدئے تھے۔ اب خیال کرنیکی بات ہے کہ لوگون کے دلونمیں
اس بادشاہی ملازم کا کیا ادب اور لحاظ ہوگا کہ اوسکو اس بادشاہ نے یہ صوبے دیدئے اور اوسپر مزید یہ ہے
کہ جب وہ اتفاقاً گھوڑے سے گر کر مر گیا تو اوسکے کم عمر بیٹے میر مومن کو صوبہ داری عنایت کی اور مہمات
ملکی کا اختیار اوسکے ماں کے سپرد کر دیا مومن خان کا بھی انتقال ہوگیا تو خواجہ موسیٰ داماد معین الملک کو
صوبہ دار مقرر کیا بھکاری خان رستم جنگ کو مدار المہام مقرر کیا مگر اوسکو ایکدن معین الملک کی بیگم
نے بلاکر لونڈیون کے ہاتھہ سے سولی دیدی۔ خفیہ خفیہ مرزا ادینہ بیگ نے اپنے نام نائب صوبہ داری کی
سند شاہ ابدالی سے منگالی۔ مرزا ادینہ بیگ جو نامرد اور فطرتی تھا اور اس ملک کی حکومت مین اوسکو
بڑا تجربہ حاصل تھا عماد الملک کی رگ و پے مین شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اوسنے یہ ایک
فساد کھڑا کیا کہ سپاہ کو اور شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہانسی حصار کی
راہ سے لدہیانہ مین پہنچا۔ اور مرزا ادینہ بیگ کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور یہان سے سید جمیل الدین خان
ساتھ سپاہ روانہ کی اور معین الملک کی بی بی یعنی اپنی ممانی کو خط لکھا کہ وہ اپنے لڑکی کو جسسے
اوسکی نسبت ٹھہری تھی بھیجدے۔ اس بیچاری نے مع جہیز کے اپنی لڑکی کو بھیجدیا۔ بعد
اوسکے مرزا ادینہ بیگ اور اپنے سردارون کی فوج بھیجکر لاہور سے اپنی ساس کو جو بیچاری

وسط دوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور وہ اضلاع جنکو اب روہیل کھنڈ کہتے ہین روہیلون
پاس تھا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تہا۔ باقی سارے ہندوستان مین ہندو متسلط تھے
صرف اتنا ٹکڑا دکھن کا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا جنمین نظام کی اولاد جھگڑ رہی تھی میدان
سلطنت مین کچھ کچھ انگریزی سوداگر بھی پیر جماتے جاتے تھے۔ بادشاہ کا حال ایسا ہو گیا
تھا جیسا پتھر یا کاٹ کے بتون کا ہوتا ہے خواہ اپنی جگہہ پر رکھہ کر اونکی پرستش کی خواہ
توڑ پھوڑ کر پیرون کے تلے ملا +

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان

عالمگیر ثانی نیا بادشاہ ہوا۔ غازی الدین خان اوسکا بیٹا وزیر ہوا۔ احمد شاہ کی طرف سے عاقبت
محمود خان نے یہ جعلی رقعہ خانخانان انتظام الدولہ کے نام لکھا کہ مجھے اس قید سے چھٹاؤ اور اپنی پناہ
مین پہنچاؤ۔ اسی رقعہ کو پکڑ کر بادشاہ کو بڑی بے عزتی کے ساتھ اندھا کیا۔ اور جب صاحب نے اپنی
بیٹے کی رہائی کے درپے ہوئی تو اوسکی آنکھونکو بھی بے نور کر کے نور چشم کے ساتھ قید کیا۔ خانخانان کو
بھی جو خیر خواہ ملازم وزیر کا تھا اوسکو بھی ٹھکانے لگایا۔ سنہ ۱۱۶۷ھ مین صفدر جنگ نے بھی انتقال کیا۔ شجاع الدولہ
اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ یہ کھٹکا بھی وزیر کے سر سے گیا۔ اب وسنے دل کھول کر اپنے اختیار اور اقتدار
کو بڑھایا۔ بادشاہ کسی بات مین کچھہ خلل نہ دیتا تھا۔ نام کا بادشاہ تھا پہلے تمکو یاد ہو گا کہ رسالہ
سین داغ کو کیسا گستاخ اور بااقتدار صفدر جنگ اور جاٹون سے لڑنے کے لئے خود وزیر نے کیا تھا
اب وہ اونھون نے اپنے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا اونکو وزیر نے تمام محالات خالصہ پرگنہ پانی پت
اور رہتک وغیرہ اونکی تنخواہ مین دیدئے۔ وہ تین چار مہینہ تک یہان کی رعایا روپیہ وصول کر کے
مزا اڑاتے رہے مگر وزیر نے یہی محالات قطب شاہ روہیلہ کو دیدئے۔ اب دونون مین لڑائیان شروع
ہوئین قطب شاہ کو آخر فتح حاصل ہوئی۔ اب وزیر نے لاہور لینے کے قصد سے کوچ کیا تھا +
پانی پت مین پہنچا تھا کہ ان سین داغ کے سوارون نے وزیر کو گرفتار کیا۔ اور اوسکو پیادہ پانی پت کے
کوچون مین گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر مین لے گئے۔ وزیر صاحب کی دستار کہین تھی اور ازار کہین
اس برے حال پر بھی زبان گالیان دینے سے بند نہین کی وہ کہتا تہا کہ اے قرمساقو اگر تم کو مجھے

شاہزادون اور وزیر نے بھی پیشکش کیا۔ اور لشکر جمع کرکے اونکے ہمراہ گیا۔ اب وہ دریاے گنگ سے
پار اُترا۔ اور شجاع الدولہ سے بھی نذرانہ طلب کیا۔ وہ لڑنیکے لئے مستعد ہوا۔ اور کچھہ لڑائی ہوئی۔ مگر
سعد اللہ خان رہیلہ کی معرفت پانچ لاکھہ روپیہ پر فیصلہ ہو گیا۔ اور شوال سنہ ۱۱۷۰ھ مین عماد الملک
یہ نذرانہ لیکر فرخ آباد مین آگیا۔ اور شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ اپنے دوسرا کام جاٹون
سے خراج لینا آسان نہ تھا۔ اونہون نے قلعونمیں پناہ لیکر افغانون سے لڑنا شروع کیا اور افغانون
کی رسد اور بار برداری کو بھی کئی دفعہ لوٹ لیا۔ آگرہ کے بادشاہی قلعہ دار مرزا سیف اللہ
نے بھی قلعہ سے ایسی گولیان برسائین کہ خانجہان اوسکے پاس نہ پھٹکنے پایا۔ آخر کو اونہون نے
کئی لاکھہ روپیہ نذرانہ کے دیکر اس بلا کو بھی ٹالا۔ جب اپنی جاٹون پر کامیاب ہوئے اور
آگرہ کے قلعہ کو لے نہ سکے تو اس اپنی جلن کو یون ٹھنڈا کیا کہ بیچارے غریب شہر متھرا پر جہان
ایک میلا تھا دفعتہً آن پڑے سارے شہر کو خوب لوٹا اور عورت بچون تک پر ہاتھہ دراز کیا
اب تیسرا کام دلی کے لوٹنے کا تھا جسکو بادشاہ نے خاص اپنی ذات کے لئے رکھا تھا۔ ایسا
لوٹا کہ نادر گردی کو بھی بھلا دیا۔ گو احمد شاہ اپنے مزاج اور طبیعت سے نادر شاہ کی مانند سفاک
اور بے رحم نہ تھا مگر اوسکے ساتھہ سپاہ نادر کی سپاہ سے زیادہ اجڈ اور وحشی تھی وہ اوس کے
کہنے مین نہ تھی۔ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۷۵۷ع کو وہ داخل ہوا اور دو مہینہ تک برابر لوٹتا رہا بڑے بڑے
امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا نہ چھوڑا۔ یہ کام سب تمام کرکے شاہ دُرانی انوپ شہر کی
چھاونی مین گیا۔ اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کئے۔ اتنے
مین گرمی ایسی پڑنے لگی کہ اوسکے لشکر مین سے ہزارون مرنے لگے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری
خبر آئی۔ اور اب لوٹنے کے لئے بھی کچھہ یہان نہ بچا تھا غرض جون شوال سنہ ۱۷۵۷ع مین اپنے ملک کو چلا گیا
اور نجیب خان رہیلہ کو بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا (اس امیر کا نام نجیب الدولہ لکھا جائیگا) اور جانے سے
پیشتر احمد شاہ نے محمد شاہ کی بیٹی سے جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ پہلے اس
شاہزادی سے شادی کرنیکا ارادہ خود عالمگیر ثانی کا تھا۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی بھی شادی بادشاہ
کی بھتیجی سے کی۔ اور اسی شاہزادہ کو لاہور ملتان ٹھٹھہ کا ناظم مقرر کیا۔ اور خانجہان کو اوس کا

بے خبر پڑی سوتی تھی پکڑ بلایا - اور جب لدھیانہ مین آئی تو عذر معذرت پیش کی اور لاہور اور ملتان کی صوبہ داری تیس لاکھ روپیہ پیشکش لیکر مرزا ادینہ بیگ کو دیدی - اور دلی کو واپس چلا آیا سارے رستہ اوسکی ساس یہ کہتی چلی آئی کہ یہ کام اچھا نہیں کیا - اوسکا برا انجام دیکھو گے کیا ہوتا ہے شاہ ابدالی جسکا نام ہے وہ جب سنیگا تو دلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا +

جب عماد الملک کی اس حرکت کو شاہ ابدالی نے سنا تو ظاہر تھا کہ وہ اوس ملک مین جسکو وہ اپنا سمجھتا تھا کب ایسی مداخلت بیجا کی برداشت کرسکتا تھا بیقرار ہو کر پاشنہ کوب قندہار سے لاہور پہنچا - مرزا ادینہ بیگ اوسکے آگے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکا - ہانسی حصار میں جہان پانی کم ملتا ہے چلا گیا - یہ بادشاہ کوچ بکوچ سنت مین پہنچا - اب وزیر نجیب خان کو ساتھ لیکر لڑنیکے کے لئے دلی سے چلا مگر اوسکو اپنا اصل حال معلوم نہ تھا کہ اوسکی درشت مزاجی اور بیباکی اور سفاکی نے لوگون کے دلون کو اوسکی طرف سے کیسا برگشتہ کر رکھا ہے جب اوسنے دیکھا کہ نجیب خان کے ساتھ بہت سپاہ دشمن کے لشکر مین چلی گئی - اور وہان اوسکی مدارات مہمانون کی سی ہو رہی ہے تو اوسکو اپنی حقیقت کھلی - اوسنے اپنے تئیں بڑی لیاقت سے بچایا - اب کوئی چارہ سوا تابعداری کے اوسکو نہ تھا - اول ساس پاس دوڑا گیا - اور اوس سے سفارش کرائی اور پھر شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کو خوشامد درآمد سے اپنے ساتھ ملا لیا - غرض ان حکمتوں سے اپنے قصور معاف کرائے بلکہ وزارت بھی قائم رکھی اور اس سیدھے سادہ سپاہی بادشاہ کو پرچا کر اختیار اور اقتدار پہلے سے بھی بڑھا لیا -

اب احمد شاہ نے ۱۱۷۰ھ مین شاہجہان آباد مین آیا - اور بادشاہ سے ملاقات کی اور بادشاہانہ اختیار اپنے ہاتھ مین لئے - اب اس مہم کا خرچ یون وصول کرنا شروع کیا کہ عماد الملک وزیر کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک بڑے سردار خان جہان کو بھیجا کہ وہ جاٹون سے جاکر خراج تحصیل وصول کرے - اور شہر سے روپیہ کے وصول کرنے کا خود ارادہ کیا - ان تین کامون مین سے عماد الملک نے اپنا کام خوب انجام دیا - اوسنے جان نثار خان درانیون کے ایک سردار کو اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی اور مرزا بابر کو ہمراہ لیا - اور دریاے جمن سے پار اترا - اور سیدھا فرخ آباد پہنچا - یہان احمد خان بنگش نے مال اسباب بہت تحفہ

احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد مین آنا +

سوار ہوئے ۔ اب کچھ اور مہلت اونھین نہ ملی جو سپاہ محاصرہ کئے پڑی تھی اونسے دیوارون کو توڑ کر گھوڑے
چڑہ بندوقین مارنی شروع کین اور دروازہ کا خوب بندوبست کرلیا ۔ مگر اتفاق سے دریا کی
طرف ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اوسپر سے شاہزادہ اور اوسکے چند رفیقون نے گھوڑے کودا
دریا مین ڈالدئیے اور فقط تن تنہا جوانمرد سید علی اعظم خان دشمنون کے روکنے کے لئے کھڑا
ہو گیا اور دشمنون سے لڑتا رہا جب تک کہ شہزادہ دور نکل گیا الغرض وفادار جان نثار کی جان گئی ۔ مگر
شاہزادہ مجنون کے ٹیلہ تک پہنچ گیا ۔ یہان ایک مرہٹہ راجہ کا لشکر اترا ہوا تھا ۔ اونسے شاہزادہ کو دیکھکر
بڑی آؤبھگت کی ۔ اور ایک خیمہ مین اوتارا ۔ اور فرخ نگر پہنچا دیا ۔ یہان موسیٰ خان بلوچ پسر کامگار خان
نے کئی ہزار روپیہ پیشکش کئے ۔ یہ مرہٹہ سردار تو علحدہ ہو گیا اور شاہزادہ سہارنپور مین نجیب الدولہ
پاس پہنچ گیا ۔ آٹھ مہینہ تک وہ یہان رہا ۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم برپا تھا ۔ اور
جعفر خان انگریزون کی حمایت سے اوسپر متسلط ہو گیا تھا اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو سمجھایا
کہ آپ بنگالہ جائے (اب آگے حال پھر لکھا جائے گا)

ابھی ہم لکھ چکے ہین کہ ۱۱۷۰ھ مین احمد شاہ درانی متھرا اور دہلی کو لوٹ کر اپنے ملک گیا تیمور شاہ
ناظم اور خانجہان کو نائب مقرر کر گیا ۔ خان جہان نے ادینہ بیگ کو جسکی دغابازی مکاری اور بیوفائی
اور بے ایمانی کا حال پڑھ چکے ہو ۔ اپنا نائب کرکے دوآبہ جالندہر مین مقرر کیا ۔ تھوڑے دنون کے بعد
جو ادینہ بیگ کو بلایا تو وہ نہ آیا ۔ اور پہاڑون مین بھاگ گیا ۔ خان جہان نے مراد خان کو دوآبہ
مین اوسکی جگہ مقرر کیا ۔ ادینہ بیگ نے سکھون کو سکھا پڑھا کر اپنی طرف کھڑا کیا اور مراد خان سے
لڑنیکے لئے دوآبہ مین بھیجدیا ۔ وہ اونکے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکا ۔ لاہور مین خان جہان پاس چلا آیا
سکھون نے دوآبہ کو خوب لوٹا مارا ۔ مگر ادینہ بیگ کو جب معلوم ہوا کہ نرے سکھون کی اعانت سے
کام نہین بنے گا تو اونسے رگھناتھ راو اور شمشیر بہادر کو متواتر خط بھیجکر بلایا ۔ مرہٹے ایسی تقویون کی
راہ تکا ہی کرتے تھے شعبان ۱۱۷۱ھ (مئی ۱۷۵۸ء) مین دونون پنجاب کی طرف روانہ ہوئے ۔ اول سرہند مین
عبد الصمد خان کو جو درانیون کی طرف سے حاکم تھا ۔ لڑکر مارا ۔ اور لاہور اور سارے پنجاب پر
قبضہ کرلیا ۔ درانیون پاس جماعت کم تھی وہ مرہٹون کے آگے سے پیچھے ہٹتے ہٹتے اٹک پار اتر گئے

سپہ سالار مقرر کیا اور خود اپنی سپاہ عظیم لیکر قندھار چلا گیا +

وزیر کا دلی مین آنا اور نجیب الدولہ کا نکالنا +

دلی سے جسوقت احمد شاہ ابدالی روانہ ہوا تو غازی الدین خان فرخ آباد مین تھا اوسنے
نجیب الدولہ کی مخالفت کے سبب سے احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا۔ اور شاہجہان آباد کی طرف چلا
مگر وہ یہ جانتا تھا کہ نجیب الدولہ کو معطل بٹھانا کچھہ اکیلے کا کام نہین ہے۔ آجکل مرہٹون کے اقبال کا ستارہ
چمک رہا تھا اسلیے اوسنے رگھناتھ راؤ اور ملھار راؤ ہلکر کو دکھن سے بلایا۔ اور شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا
عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ محصور ہو گئے ستائیس روز تک روز لڑائی توپ گولہ سے ہوتی رہی
آخر ہلکر کو بادشاہ نے بہت سی رشوت دی جب محاصرہ سے نجات ہوئی عماد الملک نے بہت آسانی
سے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا وہ اپنی جاگیر مین جو سہارنپور چاندپور بدنہ وغیرہ مین تھی چلا گیا
اور اوسنے باقی امیرون کو بھی جو بادشاہ کے طرفدار تھے نظربند رکھا۔ اور ولیعہد کو بھی اپنے قابو مین لانا چاہا

شاہزادہ ولیعہد کا دلی مین آنا اور ... +

عالی گہر عالمگیر ثانی کا بڑا بیٹا تھا۔ اور وہی ولیعہد تھا۔ ابھی شاہ ابدالی کی بعد عماد الملک
دلی مین نہین آیا تھا کہ اوسکے خوف کے مارے ولیعہد کو محالات جھجھر وہانسی۔ دادری وغیرہ جاگیر مین دیکر
بادشاہ نے رخصت کردیا تھا اور فوج دیکر اوسے کہدیا تھا کہ جتنے ملک پر تم سے قبضہ ہو سکے قبضہ کرو
جب عماد الملک دلی مین آیا تو اوسنے بادشاہ کو مجبور کیا کہ ولیعہد کو بلائے سیف الدین محمد خان کشمیری کو
دس ہزار سوارون کے ساتھہ بھیجا کہ جسطرح ہو سکے شہزادہ کو لے آئے۔ ناچار شاہزادہ دلی مین آیا۔
اور عماد الملک نے چاہا کہ وہ قلعہ مین جائے مگر وہ نہ گیا علی مردانخان کی حویلی مین جو جمنا کے کنارہ پر
تھی فروکش ہوا۔ اس شاہزادہ کی عمر سینتیس برس کی تھی۔ ابھی محل کے مزے نہین اوڑائے تھے
اوسمین ساری صفتین فیاضی کی موجود تھین جو اس خاندان کے ساتھہ مخصوص ہین اب وزیر نے
اس شاہزادہ کو حکم دیا کہ اپنے آدمیونکو موقوف کرکے اپنی جاگیر پر بھیجو۔ خزانہ مین اونکی تنخواہ دینے
کے واسطے روپیہ نہین ہے اسطرح سے اوسکی سپاہ اور آدمیونکو پراگندہ کیا پھر ایکدن اوسکی حویلی کا
محاصرہ کرلیا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلیم گڈھ کے قلعہ مین قید کرے شہزادے نے یہ ارادہ دیکھہ کر اپنے
رفقا راجہ رام ناتھہ اور میر جعفر اور سید علی اعظم خان سے مشورہ کیا سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ جسطرح سے
ہو سکے دشمنونکو چیر پھاڑ کر اس محاصرہ سے نکلجاؤ۔ دوسرے روز بہت سویرے وہ گھوڑون پر چپ چاپ

بند کر رکھا تھا کہ سارا لشکر اوسکا حالت نزع مین تھا جسوقت شجاع الدولہ بلدور مین پہنچا۔ اور اوسنے دیکھا کہ مرہٹے کچھ رستہ وغیرہ لوٹ رہے ہین تو اوسنے انوپ گر گسائین اور امراؤ گر گسائین اور مرزا نجف خان کو حکم لڑنیکا دیا۔ اونہون نے مرہٹون کو مار کر گنگا پار اُتار دیا۔ اور بہت کچھ مال اسباب اونکا چھین لیا۔ اب پٹھانون کی جان مین جان آئی۔ وہ پہاڑون سے اپنے ملک مین آئے

اب اس گوبند رام بندیلہ کی سپاہ کے غارت ہونیسے دتاجی سیندھیا کی فوج بہت ضعیف ہوگئی تھی ادہر احمد شاہ ابدالی کے آنیکا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اسلئے جمادی الاول ١١٧٣ھ نومبر ١٧٥٩ء مین مرہٹون نے شجاع الدولہ اور اوسکے رفیقون سے صلح کرلی۔

احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا +

١١٧٢ھ ١٧٥٨ء مین تیمور شاہ پنجاب کی حکومت سے خارج ہوا تھا۔ اسوقت احمد شاہ ابدالی اپنے ملک کے شمال مغرب مین لڑائی مین مصروف تھا اور جب وہ پنجاب کے دوبارہ قبضہ مین لانیکی غرض سے روانہ ہوا تو ناصر خان بلوچستان کے حاکم نے اوسکی مزاحمت کی اور خود مختار ہونیکا ارادہ کیا۔ اس سبب سے بلوچستان کے بکھیڑے مین پھنس گیا اور خاطر خواہ انتظام کرنے مین اوسکو توقف ہوا۔ بعد اوسکے وہ شکارپور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا۔ اور لشیا ورنک اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ محرم ١١٧٣ھ ستمبر ١٧٥٩ء مین بارادہ تراہ مرہٹون نے اوس سے خفیف مقابلہ کیا۔ سامنا بھی نہوا تھا کہ بھاگا۔ سردار صدیق بیگ اور ادینہ بیگ کی بی بی بھی کونون مین چھپ رہی۔ شاہ درانی ویران ملک اور دریاؤن سے بچکر شمالی پہاڑون کی راہ سے آیا۔ اور سہارنپور مین دریاے جمن سے اوترکر دوآبہ مین آگیا +

عالمگیر ثانی کا قتل +

ممالک ایشیا مین فقیری بھی عجیب چیز ہے اوسکے لباس مین ہزارون بڑے کام بھی طرح سرانجام ہوسکتے ہین اس ٹٹی کی اوجھل مین سیکڑون شکار ہوتے ہین عالمگیر ثانی کی بھی جان اس فقیری کے ہاتھون سے گئی۔ فی الحقیقت یہ اعتقاد فقیری ہی انسان کے لئے وبال عظیم اور عذاب الیم ہے۔ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ کو جو تعلق و ارتباط احمد شاہ درانی کے ساتھ تھا اوسکو شجاع الملک اپنے حق مین ضرر سمجھتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ اسلئے اس بادشاہ نے اس بادشاہ کو بلایا ہے کہ میری تمام بدکرداریون کا انتقام اس بادشاہ کے ہاتھون سے لے۔ اور معلوم ہے کہ نجیب الدولہ کو

اتنے مین برسات آگئی مرہٹون نے لاہور کا صوبہ ادینہ بیگ کو دلایا۔ اور پچہتر لاکھ روپیہ نذرانہ سالانہ ٹھہرالیا۔ اور رگھناتھ اور شمشیر بہادر دکن کو چلے گئے۔ اور جنگوجی کو یہان راجپوت راجاؤن سے لڑنے کے لیئے دہلی میں چھوڑ گئے ادینہ بیگ سنہ ۱۱۷۱ھ ۱۷۵۹ مین مرگیا جنگوجی نے سرہند کی فوجداری پر تو ادینہ بیگ کے دوست صدیق بیگخان کو اور دوآبہ مین ادینہ بیگ کی بی بی کو اور لاہور کی صوبہ داری پر ساما مرہٹہ کو مقرر کیا۔

صفدرجنگ نے پہلے مرہٹون کو بلاکر دوآبہ مین دخل دلادیا تہا اب تتاجی سیندھیا نے سنہ ۱۱۷۱ھ ۱۷۵۸ مین دکن سے آکر یہ ارادہ کیا کہ سارا ہندوستان خاص فتح کرلے غازی الدینخان اوسکے ساتہہ اس کام کا محرک ہوا اور شریک ہا پنجاب پر قبضہ ہو ہی گیا تھا۔ رہیل کھنڈ اور اودہ باقی تہا ایک سال تو ممالک قدیمہ کے انتظام مین اوسنے صرف کیا۔ اوپہر روہیل کھنڈ کے فتح کرنے کے ارادہ سے وہ جمنا پار اترا اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ وہ مرہٹون کے سامنے نہ ٹہر سکا۔ گنگا کے کنارہ پہ سکرتال مین مقیم ہوا۔ یہان برسات کے چار مہینے برابر توپ گولہ مرہٹون سے چلتا رہا۔ سعد اللہ خان و حافظ الملک حمت خان اور دوندخان سب نے نجیب الدولہ کی اعانت کا قصد کرلیا تھا۔ ان سب نے ملکر شجاع الدولہ کو لکہا کہ مرہٹے دوآبہ مین موجود ہین۔ برسات کے منتظر ہین جسوقت دریا کا پانی اوتر گیا تو اول وہ ہمارے ملک مین اترینگے۔ اور ہم کو حذر ہے تر بہ تر کرینگے پہر ملک اودہ پر پانی پھیرینگے۔ اسلیئے رسد کی تدبیر کچھہ پہلے سے کرنی چاہیئے شجاع الدولہ پہلے ہی سمجھہ گیا تہا کہ نجیب الدولہ کی اعانت مین سستی و تساہل کرنا اپنا نقصان کرنا ہی اوسنے پہلی دشمنیون کو بھلا دیا۔ لکھنؤ سے شدت کی برسات مین لشکر لیکر شاہ آباد میں شوال سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ مین پہنچا اور گنگا کی طغیانی کے سبب سکرتال مین نہ پہنچ سکا جسوقت دریاؤن کے پانی اوترے۔ تتاجی سیندھیا نے گوبندرام بندیلہ کو بیس ہزار لشکر کے ساتھہ دریا کے پار رہیل کھنڈ مین غدر مچانے کیواسطے بھیجدیا۔ اوس نے تمام چاندپور نگینہ اور پرگنونکو خراب کیا اور رام گنگا سے پار اوتر کر امروہہ تک ملک کو لوٹ لیا پٹھان اوسکا مقابلہ نکرسکے اسلیئے پہاڑونکی طرف بہاگ گئے شجاع الدولہ اس خبر کو سنتے ہی سکرتال مین جہان نجیب الدولہ محصور تھا پہنچا۔ یہان چارون طرف سے گوبندرام نے ایسا سامان رسد نجیب الدولہ کا

مرہٹوں کا ارادہ کل ہندوستان کی فتح کرنے کا [illegible] +

کے پاس باولی پر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین سیندھیا او ر دو تہائی فوج اوسکی ماری گئی
جنکوجی کچہہ آدمیون سمیت دکن مین اس خبر کے سُنانے کے واسطے چلا گیا کہ احمد شاہ ابدالی
اوسکے تعاقب مین نارنول تک گیا ملہر راؤ ہلکر اسوقت سکندرہ مین تھا یہہ خبر سنکر چنبل کی
طرف گیا اور سورجمل جاٹ سے اعانت کی استدعا کی اوسنے انکار کر دیا کہ مین درانیون سے
اگر وہ میرے ملک مین آئینگے تو مستحکم قلعون کی پناہ مین جو کچہہ مجھسے ہو سکیگا کرونگا افغان
اپنے ملک سے رسد کا سامان لیکر شاہ ابدالی کے لشکر کو جاتے تھے ہلکر نے اونکے لوٹنے کا ارادہ
کیا۔ افغانون نے یہہ چالاکی کی کہ جو کچہہ نقد و جنس تھا وہ گنگا پار بھیجدیا اور جسطرح صید بہنسانیکے
لئے دانہ بچھاتے ہین اسطرح کچہہ تھوڑا سا اسباب ہلکر کے ہاتھہ لٹوا دیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی
تو اوسنے شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو حکم دیا کہ ہلکر کے لشکرون پر حملہ کرین وہ نارنول
سے بڑی کڑی منزلین کرکے سکندرہ مین پہنچے اور ہلکر کے لشکر مین ایسا ہلڑ مچا دیا کہ وہ صرف تین سو
سوارونکو جو گھوڑونکی ننگی پیٹھون پر سوار تھے ساتھہ لیکر بھاگ گیا۔ باقی اوسکا لشکر مارا گیا
یا قید ہوا اور تمام اسباب ابدالیون کے ہاتھہ لگا +

اب موسم برسات کا آگیا تھا شاہجہان آباد پر مرہٹون کے حملہ کا کچہہ اندیشہ نتھا اوسکی حفاظت
کیواسطے احمد شاہ نے تھوڑے سے درانی مقرر کرکے انوپ شہر مین شجاع الدولہ سے ملنے کیلئے چھاونی ڈالی
نجیب الدولہ کو اوس پاس بھیجا کہ وہ اوسکو رفاقت پر راضی کرے۔ اور اوسکو لے آئے نجیب الدولہ اوسکے پاس
گیا اسمین عہود مواثیق ہوئے اپنے بیٹے مرزا امانی کو نائب صوبہ دار اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام
مقرر کرکے شجاع الدولہ احمد شاہ پاس دس ہزار سوار لیکر ۳ ذی الحجہ ۱۱۷۳ کو آن پہنچا
یہان اوسمین تعظیم و تکریم کے ساتھہ ملاقات ہوئی۔ اسسے پہلے بادشاہ کے ساتھہ سب مسلمان متفق
ہوگئے تھے شجاع الدولہ کی خط و کتابت مرہٹون کے ساتھہ بھی جاری رہی اور اس سبب سے
وہ مرہٹون اور ابدالیون کے معاملہ مین ایک واسطہ بنا رہا

ان شکستون سے پہلے گھناتھہ دکن مین پہنچا تھا اوسکی فتوحات سے مرہٹونکو خوشی حاصل ہوئی
مگر وہ جیز جسپر مرہٹے عاشق ہین یعنی روپیہ وہ اوسکے پاس نتہی نیفنے لوٹ کا مال جسکے لئے مرہٹے منہ پسارے

شجاع الدولہ کا احمد شاہ ابدالی سے ملنا +

مرہٹوں کا اقبال +

کس رتبہ کو پہنچا ئیگا غرض اس خیال سے اوسنے اپنے خالو نظام الدولہ کو جو قید مین تھا قتل کیا اور
تیسرے روز مہدی علیخان کشمیری کو سکھا پڑھا کر بادشاہ کی خدمت مین بھیجا بیچارہ بیکس
بادشاہ سلطنت کے کامون سے ہاتھ اوٹھا کر خلوت نشینی مین اوقات بسر کرتا تھا فقرا پر اعتقاد رکھتا تھا
مہدی علیخان نے بادشاہ سے آنکر عرض کیا کہ ایک درویش کامل فیروز شاہ کے کوٹلہ مین قابل زیارت
آنکر وارد ہوے ہین اونکی کشف و کرامات کی تعریف مین نہیں کرسکتا - یہ بھولا شاہ اس شیطان کشمیری
کی افترا پردازی کو کیا جانتا تھا - تنہا فقیر باکرامت کی زیارت کو روانہ ہوا جب پہلے دروازہ پر
پہنچا تو اوس کشمیری نے تلوار ہاتھ سے لے لی - اور اوسکو پردہ اوٹھا کر اندر لے گیا - دروازہ
اندر سے بند کیا - مرزا بابر بادشاہ کا داماد ہمراہ تھا اوسنے تلوار کھینچ کر ایک آدمی کو زخمی کیا - مگر
اوسکو آدمیون نے زخمی کرکے بادشاہ کے محافہ میں بٹھا سلیم گڈھ کے قلعہ مین بھیجدیا بادشاہ نے
جو پردہ اٹھا کر دیکھا تو موت کے فرشتے کھڑے ہوئے تھے دو چار اوزبک ننگی تلوارین لیکر اوسپر
پل پڑے اور سر کو تن سے جدا کیا - اور بے سر دھڑ کو جمنا کے ریت پر پھینکدیا - بدمعاشون نے
لاش پر یہ ظلم کیا کہ اوسکے کپڑے اوتار کر لیگئے یہ واقعہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ھ نوامبر ۱۷۵۹ کا ہے کئی روز
بعد اس کشمیری کے حکم سے لاش ہمایون کے مقبرہ میں دفن ہوئی اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر
بٹھا کر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نہ مانا - اسوقت شاہزادہ
عالی گہر جو ولیعہد تھا (جسکا حال پڑہ آئے ہو) وہ دلی مین نہ تھا بنگال مین اپنی سلطنت کے
جمانے کی تدبیرین کر رہا تھا - اثنا نہ لودون نے متفق ہوکر بغیر بادشاہ کے لڑائی کے کامونکو جاری رکھا
جب احمد شاہ انتربید یعنی گنگا جمنا کے دوآبہ مین گیا تو سعد اللہ خان و نجیب الدولہ و احمد خان
بنگش حافظ رحمت خان دوندی خان سب کے سب اوسکی خدمت مین گئے - اسوقت تک مرہٹون کے
جاٹ ممد و مددگار رہتے تھے تو بھی مرہٹونکا لشکر تیس ہزار کے قریب اس ملک مین تھا مگر اوسکے دو گروہ
تھے ایک دتاجی سیندھیا کے ماتحت تھا دوسرا ملہر راو ہلکر کے پاس تھا اور اونمین آپسمین فصل تھا
باشندے اس ملک کے اونکی لوٹ مار سے تنگ ہوگئے تھے - اونہون نے احمد شاہ کے آنیکی خبر بھی نہین کی
غرض احمد شاہ درانی نے اوس گروہ پر جو دتاجی سیندھیا کے ماتحت تھا حملہ کیا اور شاہجہان آباد

قلعہ دار تھا۔ اوسنے مقابلہ کیا کچھہ مرہٹے حضری دروازہ توڑکر قلعہ مین داخل ہو گئے تھے اونکو درانیون
نے مارکر نکال دیا پھر ابراہیم بیگ گاردی نے جھروکہ کی طرف سے توپ کے گولے مارکے دیوان خاص اور رنگ محل
کو کئی جگہہ سے توڑ پھوڑ دیا غرض آخر کو یعقوب علی خان نے اپنی جان بچاکر مرہٹون کو قلعہ حوالہ کیا
اور خود شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ بھاؤ نے قلعے کی قلعہ داری شنکر راؤ کو سپرد کی مرہٹوں کو
اوسکی حفاظت کے لئے متعین کیا اس اثنا مین بھاؤ نے کئی دفعہ شجاع الدولہ کی معرفت چاہا کہ شاہ
ابدالی سے صلح ہو جائے مگر شجاع الدولہ نے صاف کہدیا کہ دکن کے برہمن ہندوستان پر مدت سے متسلط ہین
اونکے سر پر وفور طمع و حرص و بدعہدی و بدفعلی کے سبب سے یہ بلا شاہ درانی کی آئی ہے الیسوں کے ساتھہ
کیا کوئی صلح کرے جو کسی کی آبرو اور آسائش کے روادار نہون سب چیزین اپنے اور اپنی قوم
لئے چاہتے ہون آخر سب اونکے ہاتھون سے ایسے عاجز ہوئے کہ اونھون نے اپنے پاس ناموس اور
حفظ آبرو اور رفاہ خلائق کے لئے شاہ ابدالی کو منتیں کرکے ولایت سے بلایا ہے۔ اور اوسکے صدمات کو
مرہٹونکی ایذا رسانی سے ہیچ سمجھا۔ بالفعل صلح کا ہونا ناممکن تھا مرہٹون کی یہانتک نوبت دنا
اور تنگ دستی یہ پہنچی کہ دیوان خاص کی چھت کہ نقرہ میناکاری کی تھی اوتار لیا۔ اور ٹکسال مین
بھیجدیا۔ قدم شریف اور حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ مین اسباب سونے چاندی کا تھا وہ بھی
لے لیا۔ اور اوسکے سکے بنا ڈالے۔ دانہ گھاس کی قلت سے بھاؤ بہت تنگ ہو رہا تھا آخر ایام برسات
مین اوسنے شاہجہان آباد کے چھوڑنیکا ارادہ مصمم کیا۔ ۲۹ صفر سنہ ۱۱۷۴ کو اوسنے شاہجہان
ثانی کو کہ نام کا بادشاہ تھا معزول کرکے مقید کیا اور مرزا جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر
کو تخت پر بٹھایا۔ اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا تاکہ شاہ ابدالی اوس سے بدگمان ہو جائے
اور شنکر راؤ کو بدستور اپنے عہدہ قلعہ داری پر بحال رکھا۔ ارادہ تو اوسکا یہ ہوا تھا کہ بسواس راؤ کو تخت
سلطنت پر بٹھائے مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کے مخمصے کو مٹ جانے دو جب یہ کام کرنا ان
کو سورجمل دیکھکر بہت گھبرایا۔ وہ کچھ پہلے سے بھی ناراض تھا کیونکہ جب اوسنے بھاؤ کو یہ صلاح دی تھی
کہ آپ اپنی بھاری توپوں اور اسباب کو ہمارے قلعہ مین چھوڑ جائیے۔ اور پیادونکو ساتھہ لیجائیے
صرف سوار لیجئے اور اوسی طریق سے جو آپکے باپ دادا کے لڑنیکا طور ہے لڑئیے اور احمد شاہ ابدالی کے لشکر

بیٹھے تھے بلکہ ان مہمات کا خرچ کا قرض ایک کروڑ روپیہ گھر سے دینا پڑا - اسی زمانہ مین سداشیو راو
نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا تھا اور اودگر کی لڑائی مین ایک ایسا عہدنامہ حاصل کیا کہ جس سے بہت ملک
اور دولت دونو ہاتھ لگے - غرض جو کام اوسنے دکن مین کئے تہے اوسکے مقابلہ مین رگھناتھ جی
کے کام ہلکے تہے اسلئے دونو بہائیونمین رقابت پیدا ہوئی سداشیو راؤنے بہائی کو فضول کہا
اوسپر رگھناتھ جی نے کہا کہ ابکی دفعہ آپ تشریف ہندوستان خاص کی لڑائی پر لیجائیے ساری
حقیقت کھل جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ دکن اور ہندوستان خاص کی مہمات مین کیا فرق ہے اسلئے ان
دونو کی کام ادل بدل ہو گئے - جو دکن مین تھا وہ ہندوستان خاص کو چلا جو ہندوستان خاص مین تہا وہ
دکن رہا اسوقت مرہٹونکی عملداری کو جو وسعت حاصل تہی وہ کبھی نہ پہلے ہوئی اور نہ آیندہ حاصل
ہوئی شمالی سرحد اوسکی اٹک دریا ہمالیہ پہاڑ تہے اور جنوب مین جزیرہ نما دکن کے پچھلے سرے تک یعنی سمندر تک
جو جو ملک ان سرحدونکے درمیان خارج از حکومت تہے وہ باج گزار تھے اب وہ صرف لٹیرے ہی نہین
تہے بلکہ اونمین شان بادشاہانہ پائی جاتی تہی - بڑے بڑے عمدہ تنخواہ کے سپہ سالار نوکر تہے - دس
ہزار سپاہ فرنگستانی قواعد دان اون پاس تھی وہ آدہے بادشاہ آدہے راہزن تہے +

جب دکن مین دتاجی سیندہیا کے قتل اور ہلکر کی سپاہ کی بربادی کی خبر پہنچی سداشیو راؤ عرف بہاؤ
چچا زاد بھائی بالاجی راؤ کا بڑے کروفر سے دکن سے چلا اوسکے ساتھ لشکر نہایت آزمودہ کار توپخانہ
فرنگستانی طرز پر قواعد دان ساتھ تھا اور توپخانہ کا افسر ابراہیم گاردی شاگرد رشید بسی فرانسیسی
جرنیل کا تھا - سواس راؤ پسر بالاجی راؤ بھی اس سبب سے ساتھ ہوا تھا کہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر
بیٹھے اور خاندان بابریہ کا خاتمہ کرے اور ابدالیون سے انتقام لے - جب لشکر اس کروفر کے ساتھ
اکبر آباد مین پہنچا سورجمل جاٹ بھی ہلکر کی وساطت سے ملاقات کو آیا اور تیس ہزار سوار ساتھ لیگیا
اور راہ مین فوج رحیم تونکی بہی اونکے لشکر مین شامل ہوتی گئی - عماد الملک بھی متہرا مین بہاؤ سے
آملا - بہاؤ نے یہ سوچا کہ جمنا پار ہو کر ابدالی کی تو برسات مین لڑنا مشکل ہے اسلئے بہتر ہے کہ چلکر
شاہجہان آباد لے لیجے چنانچہ وہ ۹ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ مین شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور سعد اللہ خان
کی حویلی مین اترا اور اوسنے سپاہ کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا - احمد شاہ کی طرف سے یعقوب علی خان ہمشیرزادہ

خبر پہنچی کہ گوبند راے بندیلہ ضلع اٹاوہ سے دس ہزار سپاہ اور خزانہ اور بہت سا سامان رسد کا لئے
چلا آتا ہے۔ اور شاہدرہ شاہجہان آباد کے قریب آ پہنچا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ میرٹھ وغیرہ کو لوٹتا ہوا
کنج پورہ کی راہ پانی پت مین بہاؤ سے ملے۔ شاہ ابدالی نے عطائی خان درانی کو پانچہزار سوارون کے
ساتھ اوس سے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے اول شاہدرہ مین شنکر راؤ قلعہ دار شاہجہان آباد کو
قتل کیا۔ پھر غازی آباد میں مرہٹونکا خون بہایا۔ اور جلال آباد میں پہنچا۔ یہان گوبند راے
بندیلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اوس سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ سارا سامان رسد اور خزانہ
اسباب سب انہیون کے ہاتھ لگا +

دونو لشکرون مین روز چھیڑ چھاڑ رہتی کبھی کبھی بھاری دھاوے ہو جاتے۔ اودھر مرہٹے
ابتداء جنگ سے تنگ تھے۔ ادھر احمد شاہ درانی کے لشکر مین ہندوستانی امیر اس امتداد جنگ سے
عاجز تھے اونہون نے احمد شاہ درانی کی منت سماجت شروع کی کہ آپ معاملہ کر کے اس لڑائی کا فیصلہ
کر دیجئے۔ اسپر احمد شاہ سب ہندوستانیون کو جواب یہ دیتا تھا کہ آپ لڑائی کے نشیب و فراز سے واقف
نہین اور سب معاملونکا آپکو اختیار حاصل ہے مگر اس معاملہ کو میری مرضی پر چھوڑ دیجئے۔ خندق کے سامنے
ایک سرخ خیمہ اوسنے کھڑا کرایا تھا۔ اوسمین اشراق کی نماز پڑھتا تھا۔ اور شاہ کو کہانا کہاتا تہا۔ دن بھر
گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے پہرونکو مختلف مقامات پر دیکھتا بھالتا تھا۔ ہر روز پچاس ساٹھ میل سے کم
نہ چلتا تھا۔ دن بھر کا یہ کام تھا۔ رات کو پانچہزار سوارونکا بکتر دشمن کی جانب جہانتک قرب دس کا
ممکن تھا لگاتا۔ اور لشکر کے گرد سارے دن وہ گشت پھرتا تھا وہ ہندوستانی امیرون سے کہہ دیتا کہ آپ چین سے
آرام کرین مین آپکی خبر گیری کرتا ہون کوئی آفت آپ پر نہین آنے دونگا۔ اوسکا حکم قضا و قدر سے کم نہ تھا
کسی آدمی کا مقدور نہ تھا کہ اوسکے حکم کی تعمیل مین ذرا بھی توقف کرے +

اب بھاؤ کا قافیہ یہانتک تنگ ہو گیا تھا کہ اوس نے کاشی راؤ کی معرفت شجاع الدولہ پاس پیغام بھیجا کہ
وہ بیچ مین واسطہ ہو کر احمد شاہ سے صلح کرا دے۔ جب یہ درخواست صلح احمد شاہ کو سنائی گئی تو اوسنے یہ کہا کہ مین
آپ سب صاحبونکا مددگار ہون۔ اور مجھے سوا لڑائی کے اور معاملونسے کچھ سروکار نہین۔ اور انکا فیصلہ
جسطرح چاہئے وہ فیصل کیجئے۔ سب ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے مگر نجیب الدولہ ہمیشہ صلح کی مخالفت کرتا رہا

ستائیے کچھ دنون وہ یہان کے موسم کی شدت سے آپ گھبراکر چلا جائیگا ۔ اور مرہٹون نے بھی اوسکی تائید
کی مگر بھاؤ اپنے نشہ نخوت مین مست تھا اس نیک صلاح پر مطلق خیال نہ کیا اور یہ کہا کہ سورجمل
چھوٹا سا زمیندار ہے وہ ان باتونکو کیا جانے یہ سنکر سورجمل بھی دلی سے علحدہ ہوکر اپنے قلعہ بلبگڈہ مین
تماشا دیکھنے جا بیٹھا ۔ اب بھاؤ دلی سے کنج پورہ کی طرف گیا وہان عبدالصمد خان ابدالی و بعض اور سردار
رسد بہم پہنچاکر احمد شاہ کے لشکر مین بھیجتے تھے ۔ ربیع الاول کو بھاؤ وہان پہنچا اور قلعہ کنج پورہ کو فتح کرلیا
اور سب افغانی سردارونکو مار ڈالا ۔ اور قلعہ کو لوٹ لیا ۔ یہ سنکر شاہ درانی بھی غصہ مین بھر آیا ۔ اور وہ انوپ شہر
سے ۔ ١٧ ربیع الاول کو چلا ۔ اور باگپت کے گھاٹ جمنا سے پار اوترا ۔ یہان کہین جمنا پایاب تھی کہین
غرقاب تھی ۔ اگرچہ اسطرح اوترنے مین اوسکے کچھ ہمراہی بحر فنا مین غرق ہوئے مگر دشمنون پر اس
دلیرانہ کام کا ایسا رعب بیٹھا ۔ اور بھاؤ کو خوف ہوا کہ وہ سرہند جاتا جاتا اولٹا پانی پت کو آیا
اور اوسکے سواد شمالی مین برخلاف اپنے دستور کے توپونکا حصار لشکر کے گرد باندھا ۔ اوسکے مقابل شاہ
ابدالی کا لشکر بھی تیسرے روز ١٣ کو آن پہنچا ۔ تفصیل ان دونو لشکرونکی یہ ہے کہ بھاؤ پاس پچپن ہزار سوار
جرار قواعد دان تنخواہ دار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جنمین سے نو ہزار فرانسیسی قواعد جانتے تھے ۔ اونکا
سردار ابراہیم بیگ خان گردی تھا جو فرانسیسی جرنیل بسی کا شاگرد رشید تھا اور دو سو توپین سوا قلعہ شکن
توپون کے اوسکے ساتھ تھین راہ مین جو اولشکر اور جو بہ تیرون کی سپاہ اوسکے ساتھ ہوگئی تھی ۔
وہ سب ملکر تین لاکھ آدمی لڑنے والے تھے ۔ احمد شاہ کی فوج مین پچاس ہزار سوار اور چالیس ہزار سپاہ ہندوستانی
پیادے اور تیس توپین تھین احمد شاہ اس قلت سپاہ کے سبب سے مرہٹون پر حملہ نہ کرسکتا تھا ۔ اوسنے
بھی اپنے لشکر کا حصار باندھا ۔ روز چھ چھ چار لڑائیونکی ہونی شروع ہوئی جابجا ۔ ونطرف مرہٹون کے
رسد روکنے کا سامان کیا گیا ۔ سرہند کی طرف سے آلا جاٹ زمیندار رسد کی امداد کرتا تھا ۔ اسلئے درانیون نے
اوسپر بھی حملہ کیا ۔ جب احمد شاہ ابدالی نے دیکھا کہ مرہٹے باوجود تنگ ہونیکے بھی توپخانہ کی زنجیرہ سے نہین
نکلتے تو اوسنے ٨ ربیع الاول کو توپخانہ پر یورش کی مرہٹے بھی مستعد ہوکر سامنے آئے دوپہر سے
شام تک لڑائی رہی بھاؤ کا سسر بلونت راؤ مارا گیا ۔ اور رات ہوجانیسے کچھ لڑائی کا فیصلہ نہوا
لشکر اپنے اپنے خیمونکو چلے گئے نجیب الدولہ اور روہیلون نے اپنی شجاعت اور بہادری دکھائی ۔ اسی اثنا مین

جلد جاکر خبر دو کہ وہ میری مدد کو آئے نہیں میں مارا گیا۔ مگر شجاع الدولہ اپنی جگہ پر قائم رہا اوس کی امداد پر جرأت نہ کر سکا۔ احمد شاہ اس معاملہ سے بے خبر نہ تھا اوسنے فوراً وزیر کی کمک کے لئے لشکر بھیجا اور عین وقت پر آن پہنچا۔ لڑائی میں بڑا گھمسان ہو گیا۔ مگر اب بھی مرہٹوں کا پلہ بھاری تھا۔ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑے سپاہیوں کو گھیر کر قتل کرنیکا حکم سنایا۔ اور یہ کہدیا کہ جو بھاگیگا وہ مارا جائیگا۔ بعد اوسکے اوسنے اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک سپاہ کو اپنے بائیں طرف دشمن کے بازو پر حملہ کا حکم دیا۔ اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ قلب سپاہ میں بھاؤ اور بسواس راؤ گھوڑوں پر سوار لشکر کو لڑا رہے تھے۔ خنجر اور کھانڈے بازی ہو رہی تھی کہ یکایک خدا معلوم کیا ہوا کہ مرہٹوں کے لشکر کا قدم میدان جنگ سے اوٹھ گیا۔ قدم کا اوٹھنا تھا کہ میدان جنگ کا اونکے مردوں سے بھرنا تھا۔ لشکر اسلامیہ نے اونکا تعاقب بڑے جوش و خروش سے ہر جانب میں پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک کیا اور مرہٹوں کو مار مار کر ڈھیر لگا دیا جو مرہٹے ان دشمنوں کے ہاتھ سے بچ گئے اونکو گنواروں نے مار ڈالا۔ بسواس راؤ اور بھاؤ مارے گئے۔ جنکوجی سیندھیا کو کسی درانی نے چھپا رکھا تھا وہ بھی تلاش کرنے سے پکڑا گیا اور مارا گیا۔ ابراہیم خان گردی بھی قید ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد موت نے اوسکے زخموں پر بھی مرہم رکھا۔ شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوئے مارے گئے مالوہ میں ملہار راؤ جان بچا کر نکل گیا۔ مہاجی سیندھیا بھی لنگڑا ہو کر وہاں جا پہنچا۔ ان دو سرداروں کے سوا کوئی اور نامور سردار نہیں بچا۔ مرہٹوں کو ایسی شکست کبھی نہیں ہوئی تھی نہ ایسی مصیبت پڑی تھی اس سے ساری قوم کا دل پژمردہ اور افسردہ ہو گیا۔ اس صدمہ سے بالاجی بھی تھوڑے دنوں بعد مر گیا جب سے شکست کی خبر سنی تھی ایک مندر میں بیٹھکر سنسکرت پڑھنا اختیار کر لیا تھا۔

احمد شاہ درانی کا ولایت کو واپس جانا

بعد اس فتح کے احمد شاہ پانی پت سے نواح دہلی میں آیا۔ اور چند روز متوقف ہوا ہندوستان کا بادشاہ۔ شاہزادہ عالی گہر یعنے شاہ عالم کو مقرر کیا۔ اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کے وزیر ہونے اور نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے کی سفارش کی شاہ عالم اوسوقت دہلی میں نہ تھا۔ اس لئے اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب دہلی میں مقرر کیا۔ اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کیا اور شجاع الدولہ کو خلعت دیکر اودھ اور الہ آباد کے صوبوں پر بھیجدیا۔ اور خود قندھار کو چلا گیا +

اور یہ کہتا تھا کہ اگر بادشاہ چلا گیا۔ اور مرہٹونکی قوت باقی رہی تو وہ ہم کو برباد کر دینگے۔
بھاری لشکر بھاؤ کا جب ایک حصار مین محصور ہوا تو غلاظت اور نجاست کے سبب سے اوسمین ٹھیرنا
مشکل ہوا اسپر اسباب رسد کی تنگی ہوئی سپاہی بھوکے مرنے لگے آخر کار سب سردارونے متفق ہوکر
بھاؤ کو جا گھیرا۔ اور یہ کہا کہ آخر گرسنگی کے ہاتھون سے آدمی اور جانور ہلاک ہوتے ہین اس سے بہتر ہے کہ
سب ملکر ایک دفعہ دشمنون پر جا پڑین جو کچھ نصیب مین ہونا ہو سو ہو جائے غرض سب نے پان کا بیڑا کھایا
اور لڑنے مرنے پر قسم کھائی سارے لشکر مین حکم سنایا گیا کہ کل صبح کو لڑائی ہے بھاؤ نے عین تنگی کے وقت
شجاع الدولہ کا رندہ کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے یہ لکھ کر بھیجا کہ اب پیالہ لبالب ہے ایک بوند کی
اوسمین سمائی نہین اگر بن پڑے تو آپ کچھ کیجیے ورنہ صاف جواب دیجیے پھر لکھنے پڑھنے کی دقت نہین
ملیگا۔ رات کے تین بجے یہ کاغذ شجاع الدولہ کو وہ سنا ہی رہا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح
ہو رہے ہین شجاع الدولہ احمد شاہ کے خیمہ مین گیا وہان وہ ہتیار لگائے تیار بیٹھا تھا گھوڑے پر سوار ہوکر
خیمہ کے آگے کسا کسایا تیار رہتا تھا سوار ہوا دشمن کی طرف چلا لشکر اوسکے پیچھے ہوا۔
۶ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو مرہٹونے ابراہیم خان گردی کے لشکر کو آگے رکھا اور توپ گولہ کی مار شروع کی
مسلمانون نے توپونسے کچھ کام نہ لیا مرہٹونکی توپین بہت قریب آگئیں تو ابراہیم خان گردی نے
اپنے سپاہیونکو گولیوں کے مارنے سے منع کیا اور سنگینون سے لڑنیکا حکم دیا۔ وہ رسیلون پر گرے
چونکہ وہ قواعد دان نہ تھے اسلئے وہ بہت سے مارے گئے اور اونکی پہلی صفین ٹوٹ گئیں اور اسکے سبب سے
شاہ ولی خان وزیر کی سپاہ قلب کا داہنا بازو کھل گیا اور اوسپر بھاؤ اور وسواس راؤ نے اپنی
نہایت عمدہ فوج سے حملہ کیا۔ اس حملہ مین وزیر کا بھتیجا عطائی خان اوسکے پہلو مین مارا گیا۔ اور اوسکی
سپاہ درانی بھی پیچھے ہٹی وہ گھوڑے سے اترا اور اوسنے چند رفیقون کے ساتھ لڑکر مرنیکا قصد
کیا شجاع الدولہ کا لشکر وزیر کے لشکر کے عقب مین تھا مگر خاک اور دھوئیں کے سبب سے کچھ نظر نہ آتا تھا
کہ کیا ہو رہا ہے جب اوسنے دیکھا کہ آدمیون اور گھوڑون کی آواز نہین آتی تو اوسنے کاشی راے کو
دریافت کرنیکے لئے بھیجا تو اوسنے آکر یہ دیکھا کہ وزیر گھوڑے سے نیچے کھڑا ہے اور اپنے
آدمیونکو لعنت ملامت بھاگنے پر کر رہا ہے اور سپاہ کو جمع کرتا ہے اوسنے یہ کہا کہ شجاع الدولہ پاس

جو بھگوڑا ولیعہد ایسے بادشاہ کا جسکی سلطنت بر سر زوال ہو مناسب اور مصلحت نہیں ہے
گو اوسنے شاہزادہ کی بہت خاطر کی اور نذر پیش کی مگر اوسے یہ کہا کہ آپ محمد قلیخان پاس
تشریف لیجائیے۔ وہ میرا عزیز ہے اوسمین اوسکا مونس دل و جان شریک ہیں اور اوسنے جو ارادہ کیا ہے وہ
مین پسند کرتا ہون غرضکہ دم دیکر شاہزادہ کو الہ آباد روانہ کیا۔ یہان محمد قلی خان نے اوسکا نہایت اعزاز
کیا اوسنے اپنی طرف سے صوبہ بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی صوبہ داری کی سند محمد قلیخان کو لکھہ دی اور
اوسے کہا کہ بادشاہی جھنڈا اٹھا کر اور سراج الدولہ اور انگریزونسے سمجھہ لے غرض نومبر ۱۷۵۹ء مین
شاہ عالم کرم ناسا سی پار اترا۔ اسی زمانہ مین اوسکا باپ عالمگیر قتل ہوا جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے
مگر ڈاک تو پہلے نہین تھی کہ آدہ آنہ مین دوسرے روز خبر ہوتی۔ یہ ایسی بڑی خبر بھی اوسپاس ایک مہینہ
بعد بہار کے ایک گانو کوتونی مین پہنچی۔ شاہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا۔
اور اپنا نام شاہ عالم رکھا۔ اور اوسنے حکم دیا کہ باپ کی تاریخ انتقال سے میری تاریخ جلوس شمار ہو
چنانچہ فرمانون مین یہی تاریخ لکھی گئی +

بادشاہ کی خصلت ولیاقت +

وہ اپنے باپ کی طرح متحمل رحم دل حسب منا وجاہت تھا مگر اوسمین عیب بھی ایسے تہے کہ وہ ان
خوبیونکو بھی لے ڈوبے تھے اوسکی دلیری تھی تو وہ یہی تھی کہ مصیبت کے وقت گھبراتا نہ تھا۔ مگر اسمین وہ
جوانمردی اور شجاعت نہ تھی جو اسوقت مین اوسکی حالت کے لئے پر ضرور تھی تحمل اور رحم نے اوسکو اور
خاک مین ملایا تہا۔ وہ اس درجہ پر تھا کہ کسی شخص نے خواہ۔ کیسی ہی بیوفائی اور کج ادائی کی ہو مگر
جب اوسکی تقصیر معاف کردی تو پھر اوسکو خیال بھی نہوا کہ اوسنے میرے ساتھہ کچھہ کیا بھی تھا انکھون
کی مروت نے اوسے اندھا کردیا تھا۔ جو امیر اوسکے پاس ہوا اوسکے خلاف مارے مروت کے کوئی کام نہ کرسکا
جسنے اوسے اوبھی ذلیل کردیا تہا۔ جو کچھہ اوسکے آگے پیش آتا تھا وہ اوسے راضی تھا اپنی مصیبتونکو ان
ہمت بلند کرکے اور حوصلہ کو بڑہا کر یونہین ٹالتا تہا۔ وہ شاعر بھی تہا آفتاب تخلص تھا چار جلدون
مین ایک قصہ لکھا ہے جس سے ہر زمانہ کے آدمی ادنی متوسط اعلی کی طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے۔ اوس کا
نام شاہ عالم کا قصہ ہے۔ زبان اوسکی فصاحت اور سلاست مین میر امن کے چار درویش سے
کم نہیں ہے اوس کا یہ شعر مشہور ہے شعر سعادت کی خبر لا جا + ابتو آلم سے گذرتی ہے

عمادالملک کا حال +

اس بڑی لڑائی کا سبب تو عماد الملک تھا مگر کہین اوسکا نام نہین آیا شاید اسی خیال سے کہ لوگونکو ہوگا کہ وہ مر گیا حقیقت مین یہ فتنہ انگیزی اوسکی آخر بازی تھی جسکی جیت مین اوسکے واسطے سب کچھ تھا اوسکی ہار مین کچھ بھی پاس نہ تھا جب شاہ ابدالی آگیا اور اوسنے مرہٹونکا حال دیکھا تو وہ میدان سے کھسک گیا کچھ دنون سورجمل بھرتپور کے ٹھاکر پاس رہا اور پھر وہ ناچار ہوکر آہستہ آہستہ دکن مین چلا گیا بیس برس تک بھیس بدلے پڑا پھرا کیا کوئی کام اوسنے ایسا نہیں کیا کہ جسکا بیان تاریخ مین کیا جائے ۱۷۹۰ء مین انگریزی پولس کے ہاتھ لگ گیا گورنر جنرل کے حکم سے وہ مکہ معظمہ بھیجا گیا۔ آخر عمر مین پھر وہ ہندوستان مین آیا اور احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص پیدا کیا اور ملتان کے صوبہ دار سے یارانہ جوڑا یہان اگر موت کا وارنٹ نہ آجاتا تو ضرور کوئی نہ کوئی فساد کھڑا کرتا +

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان

شاہزادہ عالی گہر کا نام بادشاہ ہونے پر شاہ عالم ہوا ہم نے اوسکا حال وہانتک لکھا ہے کہ وہ دہلی سے باہر نکل آیا جب وہ نجیب الدولہ پاس گیا تو عماد الملک وزیر کا اسکو خوف ایسا پیچھے لگا ہوا تھا کہ اوسنے اس شاہزادہ کو صلاح دی کہ ممالک شرقیہ مین چلا جائے اسی عرصہ مین عرضیان محمد قلی خان صوبہ الہ آباد کے بلاوے مین آئین وہ شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اور عالی ہمت تھا اوسکا ارادہ تھا کہ ملک بنگال اور اڑیسہ اور بہار پر جہان انگریز اور علی وردی خان کا نواسہ سراج الدین خان لڑ رہے تھے قابض اور متصرف ہو شاہزادہ خدا سے یہی چاہتا تھا وہ الہ آباد کا عازم ہوا۔ اور اول لکھنؤ مین ۹ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین آیا شجاع الدولہ صفدر جنگ کا بیٹا یہان صوبہ تھا۔ باپ کی ساری لیاقتین اوسمین موجود تھین فن سپہ گری سے خوب واقف تھا۔ انتظام ملکی سے بھی ناآشنا تھا میدان جنگ مین بڑا جوانمرد تھا سوا اسکے وہ ایچ پیچ کی باتین اور مکر و فریب کی گھاتین جنکا آجکل چرچا سارے ملک مین پھیل رہا تھا خوب جانتا تھا ملکی جوڑ توڑ خوب لگانے آتے تھے اوسنے سوچا کہ اسوقت ایسے شاہزادہ کا ساتھ دینا

شجاع الدولہ نے الٰہ آباد کے صوبہ اور قلعہ پر تصرف کیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو وہاں متعین کیا تھا
کہ جسوقت احمد قلی خان وہان آئے تو اوسکے ہاتھ پیر باندہ کر اوس پاس بھیجدے اور جسطرح ہوسکے
اسے گرفتار کرلے۔ اس راجہ نے اوسکو بنارس پر روکا وہ خود اس راجہ کی معرفت شجاع الدولہ پاس
گیا اور مارا گیا۔ اب بادشاہ جنوب کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اوسکو یہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھ دیگا
مگر سوا خادم حسین خان کے کوئی اور اوسکی کمک پر نہ کھڑا ہوا۔ یکایک بادشاہ نے پٹنہ پر پھر حملہ کیا
مگر کپتان نوکس نے راجہ شتاب رائے کو اپنی طرف کر کے بادشاہ کو پھر شکست دیدی۔ اب بادشاہ کو
اس لڑائی سے بڑا اضطراب ہوا اور وہ شمال کی طرف چلا۔ انگریزی اور نواب کی سپاہ نے تعاقب کیا
نواب کی سپاہ کا سپہ سالار اوسکا بیٹا میرن تھا۔ اوسپر جولائی کے مہینہ میں بجلی
گری وہ اوسسے مر گیا نواب کی سپاہ اپنی چھاونی میں پٹنہ چلی گئی پھر بادشاہی لشکر اپنی پرانی اقامت
گاہ میں گیا۔ اور آغاز ۱۷۶۱ء میں بنگالہ کی سپاہ نے جسنے قواعد سیکھی تھی بادشاہی فوج کو شکست
دی۔ اور اسمین موشیر لا بھی گرفتار ہوا۔ وہ آخر تک لڑتا رہا اور اپنے تئین دشمنون کے حوالہ
نہیں کیا جبتک اوسسے یہ وعدہ نہین کیا گیا کہ تلوار اوسسے نہیں لی جائیگی۔ دوسرے روز انگریزی
افسر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب بادشاہ تنگ آگیا تھا۔ دو برس سے برابر لڑائی جھگڑوں میں مصروف
تھا۔ جس سے کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا۔ اب اوسکو سب طرف سے مایوسی تھی مگر اوسکو وہ سارا حال معلوم
تھا جو شاہ ابدالی نے بعد فتح پانی پت کے اوسکے لئے تجویز کیا تھا۔ انگریزوں نے ان دنوں میں میر جعفر کی
جگہ میر قاسم کو بنگال میں نواب بنایا تھا۔ اور اوسکی منظوری بادشاہ سے منگائی اور چوبیس لاکھ
روپیہ سالانہ خراج کا بادشاہ کے واسطے مقرر کر دیا تھا۔ اب بادشاہ کا یہ ارادہ تھا کہ انگریزوں کی استعانت
سے دلی میں جا کر تخت سلطنت پر بیٹھے۔ مگر بیچ میں ایک جھگڑا کھڑا ہو گیا جسکے سبب سے اس کام میں بہت
دیر لگ گئی اس جھگڑے کو آگے بیان کرتے ہیں +

شجاع الدولہ دلی سے اودہ میں آیا اور یہان سے چلکر سرائے سید راجی میں شاہ عالم سے ملا۔ اور اوسکے
ساتھ الہ آباد میں آیا۔ اب مرہٹوں کا تسلط بالکل دوآبہ سے اوٹھ گیا۔ اس جگہ بادشاہی پہرہ چوکی
بیٹھ گئے۔ کالپی میں کچھ ہٹے تھے سو وزیر نے بادشاہ کو ساتھ لیجا کر رجب ۱۱۷۴ھ میں اونکو بھی نکال دیا

شجاع الدولہ وزیر ہوا ۲ اگست ۱۷۶۱ء +

اسی پر اوسکا عمل تہا۔ وہ ایسا نا عاقبت اندیش تہا کہ کل کی کچھہ نہ سوچتا۔
انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تہا۔ بہار مین اوسکا نائب راجہ رام نرائن
ایک ہندو تہا میر جعفر نے نائب کی کمک کے لئے مرشد آباد اور کلکتہ سے آدمی بھیجے مگر وہ نہ آئے کہ بادشاہی فوج نے اوسکو
شکست دیدی وہ زخمی ہوکر پٹنہ مین چلا گیا اوسپر حملہ کرنا بادشاہ نے مناسب جانا۔ اتنے عرصہ
مین نواب کی فوج کو انگریزی رجمنٹ کی امداد پہنچی۔ اونسے ۱۸ فروری سنہ ۱۷۶۰ء کو بادشاہ کو شکست
دیدی۔ اب بادشاہ نے یہ بڑا ارادہ کیا کہ جسوقت مرشد آباد سپاہ سے خالی ہوا تو پہاڑون کی راہ
سے لشکر اودہر مرشد آباد کے بیچ مین پڑکر اوس دار السلطنت کو لے لے۔ مگر پہلے اس سے کہ وہ مرشد آباد
پہنچے انگریزون نے اوسکو ۷ اپریل کو شکست دیدی اسی مارہ مین اوسکے موسیو شیر لا ملا (موسیو شیر فرانسیسی میں
نام کے ساتھہ لتعظیم کیواسطے لگاتے ہین) اوسکے پاس سو فرانسیسی تھے اونسے بادشاہ سے عرض کیا کہ
حضور اپنے دلی ارادہ کو مجھسے فرمائین۔ بادشاہ نے اوس سے سچی سچی بات کہدی کہ محمد قلی کی اعانت سے
جو مصارف سپہ مین وہ بہم پہنچ سکتے ہین اور کچھہ سامان میرے پاس نہین ہے کہ ممالک مشرق کی فتح کرنے کا
سامان کرون اسلئے چہپرہ کو جاتا ہون غرض یہ فرانسیسی افسر اوسکا سفر مین شریک ہوا لیکن ہمیشہ
بادشاہ سے آگے جایا کرتا۔ صاحب سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ ایک دن میری اوس سے سہسرام مین ملاقات ہوئی
تو وہ کہنے لگا کہ مین پٹنہ سے شاہجہان آباد تک پہرا کہین سلطنت کا نام نہ پایا سوا غریب آزاری
اور مسافرون کی غارتگری کے کچھہ اور نہ دیکھا ہر چند مین نے ان بڑے بڑے سردار شجاع الدولہ اور
عماد الملک سے کہا کہ ملک بنگال کا انتظام کرین انگریزون سے لڑین مگر کسی احمق نے اس درخواست پر
التفات نہ کیا اور اوسکی حسن وخوبی کو کوئی نہ سمجھا اسوقت اس فرانسیسی سردار کا بھی ملجانا بادشاہ
کے حق مین اون ہزارون ہندوستانی سپاہ سے بہتر تہا جسکا کوئی ہندوستانی افسر غدار ہوتا
ان فرانسیسیون کی اعانت سے بادشاہ نے پٹنہ کو گھیر لیا۔ تو کپتان نوکس بردوان سے سپاہ لیکر
چلا اوسمین دو سو گورے تھے۔ باقی ہندوستانی سپاہ تھی تین سو میل کا سفر تیرہ روز مین طے کیا
اور یہان پٹنہ مین آنکر بادشاہ کو شکست دیدی اور جنوب کی طرف گیا مین بھگا دیا۔ اب اسوقت
بادشاہی سپاہ کا سپہ سالار کامگار خان تہا کیونکہ احمد قلی خان الہ آباد کو چلا گیا تھا اور وہان

بادشاہ کا الہ آباد میں رہنا +

اب خاندان تیمور کے بادشاہ پاس ملک میں صرف صوبہ الہ آباد تھا - اور آمدنی میں وہ روپیہ تھا جو انگریز اوسکو دیتے تھے - دربار کی یہ کیفیت تھی کہ پرانے پرانے سردار اس امید میں حاضر ہوتے تھے کہ شاید بادشاہ کے بھلے دن آئیں بادشاہ بھی اونکی خاطر بہت کرتا تھا - انگریزی جرنیل کرنیل بھی موجود رہتے تھے اور ملکی معاملات مین صلاح اور مشورہ دیتے تھے - اسوقت میں مرزا نجف خان بادشاہ کا بڑا رفیق تھا اور وہی دربار مین آفتاب تھا - شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسنے سرکار انگریزی کے ساتھ رفاقت کی تھی اسلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر انگریزون نے کوڑہ جہان آباد میں اوسکو دیدی تھی - اوسنے فوجداری کا خوب انتظام کیا تھا منیرالدولہ کو خانسامانی کی خدمت تھی - وہ سارے گھر کا مدارالمہام تھا - اور سب رفیقون کا سرگروہ - سارے نوکرون چاکرون کی موقوفی بحالی کا اوسے اختیار تھا - اور انگریزون سے جو معاملات ملکی مین سوال وجواب ہوتے تھے وہ اسی کی معرفت ہوتے تھے - انکے سوا باقی سفلے ملازم تھے جیسے کہ حسام الدین خان اور راجہ رام رتن بہادر خان محلی - وہ بادشاہ کی طبیعت سے بہت مناسبت رکھتے تھے - ان سب میں سرآوردہ حسام الدین خان تہا وہ بادشاہ سے اس سبب سے بہت تقرب رکھتا تھا کہ ناچ گانے نوخاستہ کو رقص و سرود سکھلا کر بادشاہ کا دل خوش کیا کرتا تھا اور اس کام سے بہت سا نفع اور فائدہ اوٹھاتا تھا وہی معتمد السلطنت تھا

شجاع الدولہ کا بیٹا مرزا سعادت علی جو اپنے باپ کا آخر کو قائم مقام ہوا نائب وزیر تھا +

دلی میں نجیب الدولہ کے بیٹے کا معاملات +

ہم لکھ آئے ہین کہ ۱۷۶۵ء مین نجیب الدولہ کو امیر الامرا - اور جوان بخت کو نائب بادشاہ دہلی مین شاہ ابدالی نے مقرر کیا تہا نجیب الدولہ سے کوئی شخص بہتر اس کام کیواسطے نہیں مقرر ہوسکتا تھا شاہزادہ نوجوان نیک بخت ایسا ہی تھا جیسے کہ اوسکے خاندان مین نوجوانی مین ہوا کرتے ہین نجیب الدولہ ایسا عاقل ہوشیار دانشمند تھا کہ کم ہوتے ہین امانت داری اور ایمانداری تو اوسوقت میں اوسپر ختم تھی وہ اپنے پرانے آقاؤن نواب دوندے خان سلیہ اور نواب وزیر شجاع الدولہ کی فرمانبرداری کئے جاتا تھا ملہر راؤ ہلکر سے بھی اوسکا سازباز چلا جاتا تھا یاد ہوگا یہ مرہٹہ پانی پت کی لڑائی سے اپنے ہم وطنون کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا غرض یہ جوانمرد اس ٹوٹی پھوٹی سلطنت کو نبھا رہا تھا دوآبہ سے اوس نے مرہٹون کے حاکمون کو نکال دیا تہا آگرہ کے قلعہ مین جاٹون کا تصرف تھا - پانی پت مین جو ہزیمت مرہٹون کو

اور بندیل کھنڈ کا بھی انتظام کر لیا۔ پادشاہ نے اوسکو خلعت وزارت بھی مرحمت کیا جھانسی کے قلعہ کو فتح کرکے وہ پھر الہ آباد مین آگیا۔ اب میر محمد قاسم خان عالیجاہ انگریزون سے شکست پاکر پادشاہ پاس آیا۔ اور شجاع الدولہ سے استعانت کا خواستگار ہوا۔ شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کی طرف انگریزون سے لڑنیکے لیے چلا بکسر مین ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ع کو دونو نوابون کو انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ ان لڑائیون کا حال تاریخ سلطنت انگلشیہ ہند مین لکھا ہے۔ دو برس تک بادشاہ کو شجاع الدولہ ساتھ ساتھ لئے پھرا کبھی بنارس لے گیا کبھی الہ آباد کبھی لکھنؤ۔ ظاہر مین بادشاہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر درحقیقت وہ قیدی اعزاز کے ساتھ تھا اس سبب سے انگریزون کا بڑا نقصان ہوا۔ پادشاہ اونکے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اگر یہ معاملات بیچمین حاجز نہ ہوتے تو پادشاہ انگریزونکی استعانت اور رعایت سے دلی مین اپنے ملک کا مالک ہو گیا ہوتا +

بادشاہ بکسر کی لڑائی مین کچھ ہنین بولا بعد لڑائی کے دوسرے دن شام کو وہ انگریزی لشکر مین خود آیا۔ اور انگریزون سے یہ عہد و پیمان اوسنے کیا کہ شروع سال ۱۷۶۵ع سے بنگال بہار اڑیسہ تینون صوبون کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التمغا کے سرکار کمپنی کو دی گئی اور خراج دیوانی جو اب تک لیا جاتا تھا معاف کیا گیا۔ اور چھبیس لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا۔ اور سرکار بنارس اور غازی پور بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دی گئی صوبہ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا۔ انگریزون نے بادشاہ کی سالانہ کچھ نقدی بھی مقرر کر دی۔ اور نواب بنگال صوبہ دار رہا۔ سرکار کمپنی اوسکی شریک نظامت اور مال کی کام مین رہی۔ نواب کی نظامت کا خرچ اوٹھانا اور بادشاہ کا نذرانہ ادا کرنا سرکار کمپنی کا کام تھا۔ شجاع الدولہ اول فیض آباد مین اپنے ملک مین بھاگ گیا۔ اور جب اوسنے سنا کہ الہ آباد بھی انگریزون کے ہاتھ پڑ گیا تو وہ لکھنؤ بھاگا اور روہیل کھنڈ کے افغانون سے مدد مانگی۔ اونھون نے اس نواب کے خاندان کو بڑی عزت سے بریلی مین رکھا۔ اور تین ہزار آدمیون سے امداد بھی کی۔ اور ملہار راؤ ملکر سے مدد لیکر انگریزون سے لڑنا شروع کیا۔ مگر کانپور کے قریب اوس کو شکست ہوئی۔ اسلئے وہ اپنے ملک کو چلا گیا اور پادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن دار ہو گیا +

دونو صاحبون اور انگریزون مین صلح +

بلوچون کو مار دھاڑ روانہ کری اور فرخ نگر پر قبضہ کر لیا اور نجیب الدولہ سے یہ درخواست کی کہ بہادر گڈہ بھی اوسکے حوالہ کیا جائے۔ بہادر خان نے نجیب الدولہ سے استعانت چاہی اور بری عاجزی دلائی مگر نجیب الدولہ کچھہ نہ بولا جب سورجمل نے یہ دیکہا کہ میرے خوف سے اوسنے بلوچونکا ساتھہ ندیا تو اوس نے وعیداری کی درخواست کی۔ نجیب الدولہ نے یعقوب علی خان کو کہ شاہ ابدالی کے وزیر کا بہائی تہا۔ اور شاہجہان آباد کی بھی قلعداری کر چکا تہا سورجمل پاس بھیجا۔ ملتانی چھینٹ کے تھان بھی بطور تحفہ کے اوس پاس بھیجے اس سفیر نے صلح کی باتیں کرنی شروع کیں اور چھینٹ کے تھان بھی پیش کیے۔ وہ سورجمل کو بھی پسند آئے درزی کو بلا کر اوسنے کہا کہ ہمارے لئے ایک جوڑا ابھی اسکا تیار کر لاؤ۔ اس جوڑے مین ایسا لگا کہ وکیل سے کچھہ بات بھی نہیں کی جب وکیل نے اوسکو اس کام مین مصروف دیکھا تو وہ رخصت ہوا اور اوسنے کہا کہ ٹھاکر صاحب جلدی اور جہالت سے کام کرنا نہین چاہئے۔ اب مین رخصت ہوتا ہون۔ کل پہر آؤن گا اوس پر سورجمل نے کہا کہ اگر آپ کل صلح کے لئے آئین تو کبھی نہین آئیے گا غرض یعقوب علیخان نے آنکر نجیب الدولہ سے یہ کہا۔ اُسے بھی غیرت آئی اوسنے کہا کہ اب اس کا فیصلہ انشاء اللہ جہاد کرون گا۔ اوسنے چارون طرف سے مسلمانونکو جمع کیا۔ کہ اتنے مین سورجمل سپاہ لیکر شاہدرہ کے قریب ہینڈن پر آیا ہمیشہ اوسکی لڑائیون مین یہ رویہ رہا کہ وہ فوج کا انتظام کرتا اور خود جوکہو کے مقامون سے ہیدار رہتا۔ قاعدہ کے موافق اوسکو دلی کا محاصرہ کرنا چاہیئے تھا مگر وہ تہوڑے آدمیون کے ساتھہ وہان آیا جہان بادشاہ کی پرانی شکارگاہ تھی اپنے گنوار پنے سے اوسکو یہی سمجھا کہ مین بادشاہون کی شکارگاہ مین شکار کھیلنے آیا سید محمد خان پچاس سوارون کا رسالہ لئے جاتا تہا ایک شخص نے بتلا دیا کہ خانصاحب آپ کدہر جاتے ہین دیکھئے سورجمل اکیلا کھڑا ہے خانصاحب اوسپر ٹوٹ پڑے اور شکارگاہ مین شکار مار کر نجیب الدولہ پاس لے آئے نجیب الدولہ کو دو روز تک یقین نہ آیا کہ سورجمل مارا گیا جب یعقوب علیخان نے اوسکا وہ ہاتھہ پہنچانا کہ جسمین ناسور تھا اور اوسکی آستین کو دیکھا کہ وہ اوسی چھینٹ کی تھی جو اوسنے تحفہ بھجائی تہی تو اوسکو یقین ہوا۔ اوس کا بیٹا جواہر سنگہ سکندرآباد سے سپاہ لئے چلا آتا تہا کہ دفعتہً مغلون نے اوسپر حملہ کیا جنکے ساتھہ ایک نیزہ پر سورجمل کا سر بھی تھا۔ اس نیزہ کو جواہر سنگہ کی فوج دیکھہ کر ایسی گھبرائی کہ شکست کھا کر اپنے ملک کو بھاگی جواہر مل اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا

ہوچکی تھی اوسکے سبب سے آٹھ برس تک اونکا منہ نہوا کہ ہندوستان کی طرف رخ کرتے۔ مگر ملہر راو
اسے مستثنیٰ ہی۔ اب یہ نجیب الدولہ کی عملداری اور انتظام دلی کے ارد گرد تھوڑی دور پر تھا سو میل تک
جاٹون کا عمل دخل تھا۔ اور اسوقت اونسے کچھ لڑائی نہ تھی +

جاٹون کا اگر مفصل حال لکھا جاتا تو ایک کتاب بنجائے اسلئے ہم اونکا حال جہان سکھونکی عملداری کا
ذکر کرینگے وہان لکھینگے۔ مگر بالفعل تو راجہ سورجمل کا ذکر کرتے ہین یہ راجہ بڑا ہوشیار اور لائق تھا
سپہداری کا سلیقہ صف آرائی میں مہارت ملک ستانی میں کاردان پہلے درجہ کا تہا۔ وہ بھاؤ کو ساتھ
پانی پت کی لڑائی مین ہوا تھا۔ اگر بھاؤ غرور مین آنکر اس شعور راجہ کو چھوٹا راجہ نہ گنتا اور پوری اوسکی
امداد لیتا تو یقینی پانی پت کی لڑائی کی کچھہ اور ہی صورت ہوجاتی اور سارے ہندوستان کی تاریخ کچھہ سے
کچھہ ہوجاتی جب یہ مرہٹونسے جدا ہوا تو اوسنے آگرہ سے جسمین ایک ہٹہ سردار تھا نکال دیا اور
میوات مین اوسنے قبضہ کیا چار قلعے نہایت مستحکم بنائے۔ غازی الدین خان عماد الملک اوسکی پاس
پناہ لیکر آیا تھا مگر اوسکو تو نکال دیا اب اوس پاس ایک ور بدمعاش فرانسیسی سمرو آگیا تہا سمرو جو فرانسیسی
شمر تھا اور اوسی نے شجاع الدولہ کو لوٹ لیا تہا اوسکی نوکری چھوڑکر سورجمل پاس ایک پلٹن سپاہیونکی
اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپ کے لچے بدمعاش لیکر آیا جب اس راجہ کو یہ امداد ملگئی تو اوسنے
دلی کی سلطنت سے ایسی درخواستین کرنی شروع کین جس سے سلطنت کا نام بھی نہ رہے اسوقت نجیب الدولہ
نے اس عقلمندی اور دانشمندی سے کام کیا کہ کچھہ دنون سلطنت کو تھام لیا۔ اور جاٹون کو بڑا صدمہ
پہنچایا اور مسلمانونکو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر اوٹھا یا۔ اس لڑائی میں بلوچون نے بڑی امداد
نجیب الدولہ کی کی اور اوہنیں کی بدولت جاٹون پر فتح نصیب ہوئی +

مدت سے بلوچ فرخ نگر میں بستے تھے اونمیں سے کامگار خان عہد محمد شاہ مین ایسا بخت بیدار
اور صاحب اقتدار ہوا کہ وہ اکثر اوقات فوجداری کا کام کرتا اور کبھی کبھی پانی پت اور حصار کی
حکومت بھی اوسکے سپرد ہوجاتی۔ پھر اوسکے ملازمون مین سے بہادر خان نے عروج پایا اور وہ سہارنپور
مین فوجدار ہوا۔ اوسنے عماد الملک اور نجیب الدولہ سے موافقت بہم پہنچا کر ایک قلعہ بارہ کوس پر دلی سے
بنایا اور اوسکا نام بہادر گڈہ رکھا جب کامگار خان مرگیا تو اوس کی اولاد مین جھگڑا ہوا۔ تو سورجمل نے

جاٹون سے سلطنت کو نجیب الدولہ نے بچایا +

شاہ ابدالی نے نوّے کوس دو روز مین طے کرکے اوسپر حملہ کیا اور شکست دی - اور بیس ہزار آدمیون کو قتل کیا - اور پانی پت کے نواح مین پچاس ہزار سپاہ لیکر آیا لیکن نورالدین خان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا - پہر کبھی ہندوستان مین نہین آیا - شجاع الدولہ کو ایک لعنت ملامت کا خط لکھہ کر بہیجا کہ ہم نے تجھسے کیا کہا تھا اور تونے بادشاہ کے ساتھہ کیا سلوک کیا - مگر یہ دوغا اوسکی روانگی کے بعد کب اوسکی بات کو مانتا تھا +

اب مرہٹون نے ۱۷۶۶ء مین تمام اپنے آپس کے جھگڑونسے فرصت پائی - اور چنبل پار اُترے اور اس سنہ کے آخر مین وہ جے پور پر گرے - اور یہان سے ۱۷۶۹ء مین بہرتپور مین پہنچے وہانسے محصول لیا اور دہلی پر حملہ کا ارادہ کیا - اونکے سردار دو تھے - ایک مادھوجی سیندھیا پٹیل وہ رانوجی سیندھیا کا بیٹا تھا - وہ رہیلون اور پٹھانون کا جانی دشمن تھا - دوسرا توکاجی ہلکر تھا وہ ملہراو ہلکر کا سرار فوج کا تھا - وہ اپنے آقا کی طرح پٹھانونکو دوست رکھتا تھا - غرض ان دو سردارونمین ہمیشہ سے اختلاف رائے چلا آتا تھا - اسی سبب سے مرہٹونکے معاملات سرسبز نہوا اور اس اختلاف سے اونکو اوپر بڑی بڑی نوبتیں آئیں اب دہلی مین نجیب الدولہ نے ہلکر کے ساتھہ اتفاق کرکے حملہ کرنیوالون سے مصالحہ کرلی اسمین جاٹونکو تو نقصان ہوا مگر رہیلونسے جو نجیب الدولہ کے کہنے سے صلح کی اوسکے سبب سے دسط دوآبہ کے اضلاع مرہٹون کے حوالہ کرنے پڑے جو بادشاہی اضلاع دہلی اور الہ آباد کے درمیان تھی تھوڑے دنونکے بعد یہ وزیر نیک تدبیر ساٹھہ برس کی عمر مین مر گیا - کچھہ ضرور نہین کہ ہم اس شریف نجیب وزیر کی خوبیون کا زبان قلم سے اشتہار دین خود اوسکے کام اوسکا اظہار کر رہے ہیں کہ پچاس سوار ونکی سرداری سے اوسنے میدان جنگ مین دلاورانہ کام کرکے اپنے تئین اس رتبہ پر پہنچایا - اور خوش اخلاقی اور نیک نیتی سے اپنے ان پڑہ ہونے اور عالی خاندان نہونے کے عیبون کو مٹایا سلطنت کی کل جو بالکل بند ہوسی تھی اوسکو اپنی جوانمردی کے ہاتھون سے چلایا - ضابطہ خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا - اگر اس بیٹے مین بھی باپ کی سی لیاقتین ہوتین اور شاہ عالم بھی عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہوتا تو سلطنت تیموریہ کے سوکھے کھیت کو یون ہرا کر لیتا - کہ پہر رہیلونکو اپنا رفیق بناتا سیندہیا اور ہلکر کو آپسمیں لڑاتا اور انگریزون کے ساتھہ دوستی رکھتا +

مرہٹون کا جے پور بہرتپور اور دہلی پر گرنا اور ضابطہ خان کا لینا +

اوراونسے یہ بڑی غلطی کی کہ وکیلونکو بھیجکر ملہر راؤ کو اپنی امداد کے واسطے بلایا۔ اول مین تو وہ کامیاب ہوا۔ شاہجہان آباد کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو تین مہینہ تک نجیب الدولہ کو ستایا کیا۔ مگر ملہر راؤ ملکر ہمیشہ مسلمانون کا رفیق دل سے تھا سو وہ جاٹون کو چھوڑکر بھاگ گیا۔ اس سبب سے صلح ہوگئی اور خضر آباد مین نجیب الدولہ کی جواہر سنگھ سے ملاقات ہوئی۔ پھر جواہر سنگھ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب اس نوجوان کے ہمراہ وہ شمرو فرانسیس پھر ہوا۔ یہ بھی عجب مرد آدمی تہا پہلے وہ میر قاسم عالی جاہ کا نوکر ہوا۔ اوس کو نمک حرامی سے پکڑوا کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور پھر شجاع الدولہ کا نوکر ہوا۔ اوسکو خراب کیا پھر جواہر مل کا نوکر ہوا۔ اور اوسکو چڑہاکر راجہ مادہو سنگھ جیپور والے سے لڑنے کے لئے لے گیا۔ اجمیر کے قریب پوکھر کے تالاب پر رجپوتون سے شکست پائی تو پھر وہ راجہ جے پور کا نوکر ہوگیا۔ اب جواہر سنگھ پھر کر الور مین آیا۔ پھر وہان سے پھر تیور مین گیا۔ وہانسے آگرہ مین پہنچا۔ اور تھوڑے دنون مین مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جے پور کے راجہ نے قتل کرادیا۔ اسکے بعد جاٹون کی ریاست مین بہت سے جھگڑے برپا ہوئے۔ اور سورجمل کے دو بیٹے اور مارے گئے۔ باقی تیسرا بیٹا رنجیت سنگھ راجہ ہوا۔ اوسکے عہد مین جاٹونکی ریاست کا بڑا عروج ہوا۔ جس ملک کی وہ فرمانروائی کرتے تھے اوسکے شمال مغرب مین الور اور جنوب مغرب مین آگرہ تہا۔ اوسکی آمدنی دو کروڑ روپیہ کی تھی۔ ساٹھ ہزار فوج اون پاس تھی +

اسوقت دکن مین مرہٹے اپنے جھگڑونمین آپ پھنسے ہوئے تھے۔ اونہون نے ہندوستان پر بالکل توجہ نہین کی اور ۱۷۶۱ء مین جو الہ آباد مین اونسے بادشاہ سے معاملے ہوئے اونکا بھی کچھہ لحاظ نہین کیا۔ مگر اوس ملک مین دنگہ مچایا جہان وہ یہ جانتے تھے کہ بادشاہ انگریزون کی اعانت سے قابض ہوگا۔ نجیب الدولہ نے گو اپنی پاک طینتی اور حسن نیتی سے شاہجہان آباد کا انتظام کیا۔ اور سب کو خوش راضی کیا۔ مگر وہ دہلی کی سلطنت کو مستحکم نہ کرسکا اور نہ وہ ملک دوبارہ لے سکا جسسے بادشاہ چین آرام سے اپنے باپ دادا کے قلعہ مین بسر کرتا۔ ابھی مشرق مین جاٹون سے اوسنے اپنی دلیری اور جوانمردی سے پیچھا چھٹایا ہی تھا کہ مغرب سے سکھون نے دہلی پر آفت لانیکا ارادہ کیا۔ مگر اسوقت شاہ ابدالی نے پھر اوس کی امداد کی۔ سکھون نے اس بادشاہ کے نائب کو نکالدیا تھا اور سارے ملک مین غدر مچا رکھا تھا۔ اپریل ۱۷۶۶ء مطابق ۱۱۷۵ھ وہ لاہور مین آیا۔ سکھہ بھاگ کر پہاڑونمین چلے گئے۔ آلا جاٹ نے سرہند مین دو لاکھ کے قریب سپاہ جمع کی

[illegible] +

بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے ٹہرا گیا۔ اور ۲۰ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا۔ عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مجد الدولہ کا اوسکو خطاب ملا وہ مدار المہام بادشاہ کے گھر کا ہوا۔ یہ ایک آدمی بڑا مکار اور فریبیا تھا۔ اوسکے کامون سے آگے حال معلوم ہوگا۔ مرزا نجف خان نے سپاہیون اور بہادرون کو تلاش کرکے اپنے تئین لائق سپہ سالار بنایا۔ اب یہان بادشاہ کو اوسکے دوستون یعنے مرہٹون نے چین نہین لینے دیا +

مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر

ابھی ہم نے لکھا ہے کہ ضابطہ خان کو ایک برس گذر گیا تھا کہ وہ اپنے علاقہ بادنی محال یعنی ضلع سہارنپور اور مظفر نگر کو چلا گیا تھا۔ اوسکے پاس تین بڑے مضبوط قلعے تھے۔ دو پتھر گڈہ و سکرتال دریاء گنگ کے بائین داہنی طرف تھی۔ یہ اوسکے باپ کے بنائے ہوئے تھے۔ تیسرا قلعہ غوث گڈہ مظفر نگر کے قریب تھا جسکی عالیشان مسجد آجتک اوسکا نشان بتاتی ہے۔ اول ان قلعون پر بادشاہی لشکر نے حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اوسنے اول سکرتال کا محاصرہ کیا اور مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور ضابطہ خان جب محاصرے سے تنگ ہوا تو اوسنے بھائی بندونکو لکھا کہ جہان جہان گنگا پایاب ہوگئی ہے اون مقامات کی حفاظت کرو۔ اگر دشمن گنگا پار اوتر آئینگے تو نہ مجھے چھوڑینگے نہ تمھیں اس لکھنے پر ان افغانون نے معابر کا انتظام کیا۔ اس انتظام سے مرہٹون اور نجف خان کو بھی معلوم ہوا کہ گنگا پایاب ہے۔ وہ چند معابر سامنے سے گذرا جسے محی قطین نے یہ جانا کہ وہ ادہر کو چلا گیا مگر دفعتہً ایک معبر سے اوتر کر حملہ آور ہوا۔ ضابطہ خان نے مقابلہ اوسکا اچھی طرح کیا مگر شکست کھاکر شجاع الدولہ پاس بہاگ گیا گھربار اہل و عیال اور خزانہ اوسکا دشمنون کے ہاتھ لگا۔ ان اہل و عیال مین غلام قادر خان اوسکا بڑا بیٹا بھی تھا۔ وہ ایسا خوبصورت تھا کہ جب بادشاہ پاس بھیجا گیا تو اوسنے محل سرا کی بیگم بنایا شاید اسی کا عوض آخر اوس نے لیا۔

مرزا نجف خان کا حال +

اگرچہ یہ لڑائی مرہٹون کی ضابطہ خان کے ساتھ تھی مگر اسمیں مرزا نجف خان نے بڑا نام پایا۔ واقعی وہ ناموری کے لائق ہی تھا۔ اصل میں ایران کا شہزادہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا اور اوسکی بہن آصف الدولہ کے بھائی اعزالدولہ کو بیاہی گئی تھی اوسنے لیاقت و شجاعت سے اپنا عالی خاندان ہونا اور ہندوستان کے امیرون پر برتر ہونا دکھادیا۔ اول اپنے بہنوئی کے بیٹے محمد قلی خان کے پاس

ضابطہ خان کا دلی سے مرہٹون کا نکالنا + شاہ عالم کا دلی مین آنا +

جب ہٹی دوآبہ کے ادہر کے حصونمین پہیلے ۔ اور تمام رہیلکھنڈ مین فرخ آباد کے سوا پہیل گئے تو
ضابطہ خان نے کوئی لڑنیکا سامان نہین کیا ۔ یہانتک کہ ۱۷۷۰؁ مین مرہٹے دارالسلطنت پر بہی قابض ہو گئے
قلعہ مین اونہون نے جوان بخت کو بدستور قائم رکھا ۔ اور خود اوسکی طرف سے انتظام کرنا شروع کیا ضابطہ خان
نے مرہٹونکا مقابلہ نہین کیا بلکہ وہ اپنی ریاست سہارنپور اور نجیب گڈہ کو چلا گیا +
شاہ عالم اپنی پست فطرتی اور کم عقلی سے ہمیشہ محکوم اپنے کسی ملازم کا ہو جاتا آجکل وہ امیر الدولہ
اور انگریزون کے کہنے مین چلتا تہا ۔ اب یہان الہ آباد مین رہتے رہتے ایسا تنگ ہو گیا تہا کہ
اوسنے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا مگر اسکا وہ محتاج تہا ۔ کہ کوئی اوسکو وہان تک پہنچائے اس
کام کے واسطے مرہٹے مقرر ہوئے اور سیف الدین خان سفیر بنکے مرہٹونکے سردارون پاس
دکن مین گئے ۔ اور ۱۷۷۱؁ مین بادشاہ نے کلکتہ مین انگریزی حاکمون سے اس امر مین مشورہ پوچھا ۔
اونہون نے نہایت اپنی مرضی کے خلاف یہ ارادہ بتایا شجاع الدولہ نے اپنے اغراض نفسانی کے سبب سے
درپردہ بادشاہ کے اس ارادہ کی تائید کی ۔ مئی ۱۷۷۱؁ مین الہ آباد سے بادشاہ دلی کو چلا اوسکے ساتھ
اسوقت فوج تھوڑی تھی مگر آراستہ تھی ۔ ایک پلٹن انگریزی وردی پہنے ہوئے تھی میڈوک فرانسیسی اوسکا
افسر تھا ۔ اگرچہ ان پڑہ تھا مگر سپاہی اچھا تھا سپہسالار مرزا نجف خان تھا ۔ اور میجر جرنیل سر رابرٹ بارکر
صاحب کچھہ فوج لیکر کڑہ تک بادشاہ کے ساتھ گیا یہان ان جرنیل صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ آپ دلی نہ جائیے ۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا جن اضلاع مین بادشاہ ہو کر چلا گیا پہر اوسکی حکومت کا
کوئی نشان اونمین نمودار نہ ہوا ۔ اب اس بادشاہ کی سلطنت مین دو مخالف گروہ تھے ۔ ایک مسلمان جو یہ
چاہتے تہے کہ شاہ ابدالی جسقدر ملک ہمارے لئے چھوڑ گیا ہے اوسکو اپنے قبضہ مین رکھین ۔ دوسرے مرہٹے
تھے جو یہ چاہتے تھے کہ پانی پت کی لڑائی مین جو نقصان ہمارا ہوا ہے اوسکو پورا کرین ۔ اوسکے سوا شجاع الدولہ
تھا جو اس تاک مین رہتا تھا کہ جو گروہ ضعیف ہو اوسی سے کچھہ لیمرے ۔ انگریز بہی اپنی دانشمندی سے اعتدال کے
ساتھہ اسی منصوبے کے درپے تھے ۔ اب بادشاہ فتح گڈہ مین پہنچا ۔ یہان احمد خان بنگش ان ہی
دنون مین مرا تہا اوسکے بیٹے مظفر الدولہ نے پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ کا پیش کیا ۔ بادشاہ نے یہان برسات کے
سبب سے مقام کیا اسوقت تین ہزار مرہٹونکی سپاہ دہلی مین تھی ۔ مادہوجی سیندھیا پہلے فرخ آباد مین

شہر مین داخل ہوا - دشمن بھی اوسکے پیچھے آئے قلعہ کی حفاظت مرزا نے اچھی طرح کی مگر حسام الدولہ
مرہٹون کے لشکر مین پیغام صلح لیکر چلا گیا - اسوقت بادشاہ کی ضعیفی اور نالایقی سے مرزا کی سا
بہادری خاک مین مل گئی مرہٹونکو اسوقت دکن جانیکی ضرورت تھی اسلئے بادشاہ سے فقط یہ شرائط
ٹھیر گئین کہ ضابطہ خان امیر الامرا ہو - اور وہ اضلاع دوآب جو بادشاہ پاس انگریزونکی حمایت کے سبب سے
تھی وہ اونکو دئے جائین - یہ شرائط منظور ہو گئین اب مرہٹون نے سکرتال کی لڑائی کی تنخواہ کا دعوی
مرزا سے شروع کیا - اور اوسکے دربار مین نہ آنیکا حکم بادشاہ سے دلا دیا - یہ ذکر دسمبر ۱۷۷۲ء یعنی بادشاہ
کے آنیسے گیارہ مہینے بعد کا ہے - اب آگے ۱۷۷۳ء کی وارداتین سنو +

اسوقت مرزا نجف خان کے ساتھ تھوڑے سے آدمی مرنے لڑنے والے جوانمرد تھے سہارنپور سے
اُسنے اپنی متبنی افراسیاب خان کو بھی بلا لیا اور طہراؤ دروازہ کی طرف اسمعیل خان کابلی کی مستحکم
حویلی مین ہو بیٹھا - مرہٹون سے کسی طرح نہ دبا - برابر جواب دیتا رہا - اور اونسے کہدیا کہ مین تمہاری تنخواہ
نہین دے سکتا - ایک دن نجف خان ہتیار لگا اور سبز کپڑے پہن اور اپنے لشکر کو لیکر مرہٹون سے
لڑنے کو نکلا - اور جب وہ اُنکے لشکر کے قریب پہنچا تو کوجی نے مرزا کا استقبال کیا - اور بڑی خاطر داری
اور عزت سے اپنے خیمہ مین لے گیا +

اب مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کر کے مرہٹون نے روہیلون پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا - اور رام گھاٹ سے
وہ روہیل کھنڈ مین آن پڑے - بادشاہ نے جو صوبے اپنے دوآبہ میرٹھ مین جوڑ رکھے تھے اور ان کا
انتظام نہ کر سکتا تھا وہ انگریزون نے پچاس لاکھ روپیہ کو شجاع الدولہ کے ہاتھ بیچ ڈالے تھے - اب
انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کے ساتھ مرہٹون سے لڑنے کے لئے روہیل کھنڈ مین مستعد ہوئی -
حافظ رحمت خان کو چالیس لاکھ روپیہ کی ضرورت پڑی - اوسنے مرہٹون سے دوستی کر لی جب
شجاع الدولہ اور انگریزون کی فوج اوس کو نظر پڑی تو وہ پھر مرہٹونکو چھوڑ کر آن ملا -
مرہٹے اسلئے اٹاوہ کو چلے گئے - پیشوا کے مرنیکے سبب سے اونکو ضرورت دکن مین جانیکی
تھی وہ وہان چلی گئی +

مرزا نجف خان شجاع الدولہ کا رشتہ مند تھا اوس پاس چلا آیا - نواب وزیر شجاع الدولہ نے

مرہٹون اور نجف خان کا مقابلہ +

روہیلون سے لڑائیان + مرہٹون [illegible]

الہ آباد میں رہتا تھا جب شجاع الدولہ کے دغا سے اپنے بھتیجے کو مار ڈالا تو وہ پھر شاہ عالم کی رفاقت میں
رہنے لگا۔ اوسکے ساتھ جو رفاقت اور لیاقت کے کام کئے اونھیں آگے پڑھ لینا +

مرہٹوں اور شجاع الدولہ کی صلح + بادشاہ نے ۱۷۷۲ء میں سات تو دہلی میں بسر کی مرہٹے آگرہ کے ارد گرد پڑے رہے بہیلوں نے
شجاع الدولہ کے ساتھ اتفاق کر کے اہل اسلام کو متفق کرنا چاہا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپسمیں صلحنامہ لکھا گیا
اور اسمیں سر کرہ پایر کرصاحب جنرل شریک تھا اور اسی کی صلاح اور مشورہ سے یہ صلح ہوئی کہ حافظ
رحمت خان شجاع الدولہ کے ساتھ اون سب معاملون میں اطاعت کرے جو ضابطہ خان کی معاونت
کے متعین ہوں اور چالیس لاکھ روپیہ چار قسطوں میں اس کام کے واسطے ادا کرے کہ مرہٹے رہیل کھنڈ سے
خارج کر دئے جائیں غرض یہ صلح جو مرہٹوں کے حق میں زہر ہوئی ۔ الا جولائی ۱۷۷۲ء کو لکھی گئی
پھر ان افغانوں میں آپسمیں ایسی تلوار چلی کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا بیٹا باپ کے لئے
تلوار سونتے پھرتا تھا۔ باپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے ڈھونڈتا تھا شجاع الدولہ کی تحریک سے
ضابطہ خان نے مرہٹون سے سازش کی ۔ مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرے قصور
معاف کرا دئے جاینگے ۔ اور باپ کا عہدہ امیرالامرائی دلا دینگے +

دلی کی طرف مرہٹون کا آنا اور مرزا نجف خان کا امیرالامرا ہونا + مرہٹون نے رنجیت سنگہ کو اوکسایا کہ وہ اپنے کسی بھائی سے ریاست بلب گڈہ کی چھین لے جب اسکے
ارادہ کی خبر رئیس بلب گڈہ کو ہوئی تو اوسنے بادشاہ سے استعانت چاہی ۱۷۷۲ء کے آخر میں مرزا
نجف خان نے جسکا اب خطاب ذوالفقارالدولہ ہو گیا تھا ایک لشکر اوسکی استعانت کے واسطے ایک بیج
سردار کے ماتحت بھیجا مرہٹون نے اپنا لشکر بھرت پور جاٹون کی کمک کے لئے بھیجا۔ اوس نے بھرت پور
کے لشکر کے ساتھ ملکر بادشاہی لشکر کو دلی کی طرف پسپا کیا۔ سیندھیا نے اس لڑائی کو اسلئے نہیں پسند
کیا کہ اوسمیں ضابطہ خان کا بیچ پیچ تھا۔ اوسکو بہیلون سے نفرت تھی اسلئے وہ تو جیپور لوٹ گیا
تو کاجی ہلکر اور مرہٹے آگے دلی کی طرف بڑھے ۔ بدر پور پر مرزا نجف خان نے اوس کا مقابلہ کیا ۔
اگرچہ سپاہ اچھی تھی اور اونکے ساتھ سمرو بہت خوب لڑا مگر تعداد اوسکی قلیل تھی ۔ دشمنون کے کثیر
لشکر کے سامنے نہ ٹھیر سکی اور پسپا ہو کر ہمایون کے مقبرے کے پاس آ گئے چار روز یہان بھی لڑائی
کا ہنگامہ برپا رہا اور مرزا کا بھانجا مرزا حسن لڑائی میں مارا گیا ۔ مرزا بھی پسپا ہوکر دریا کے بیچ کی راہ

کوٹ بن مین چلے گئے - یہان دو ہفتہ تک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ رہی - پہر وہ ڈیگ مین چلے گئے
اب مرزا نے یہ دیکہہ کر کہ جاٹونکے حملے موقوف ہوئے - وہ اونکے لشکر کو اپنے پیچھے چھوڑ کر برسانہ مین
چلا گیا - یہان بڑی لڑائی ہوئی - بادشاہی فوج کا ہراول نجف قلی خان تھا قلب سپاہ مین
مرزا خود تنہا تھا اوسکے بازوؤن مین پلٹنین سپاہیون کی تھین جنکے افسرون نے بنگال مین
انگریزی قواعد سیکھی تھی پشت سپاہ پر مغلون کے سوار تھے دشمنون کی سپاہ مین پانچہزار
پیادے قواعد دان تھے سمرو اونکا سپاہ سالار تھا اوسنے حملہ کیا اور اپنی توپ بندوق کی آتشبازی
شروع کی اوسکا جواب دوسری طرف سے بھی توپون سے دیا گیا - مگر اوسمین مرزا کی سپاہ کے عمدہ عمدہ
افسر مارے گئے اور خود اوسکے بازو مین زخم آیا جسکو اوسنے ایک کپڑے پر بیٹھکر باندھا - پہر اوسنے
تکبیر کا نعرہ مارکر اپنے مغل سوارون سے دشمنون پر حملہ کیا - اور نجف قلی خان پیادونکی پلٹنون سے جاٹونپر
گرا - سمرو نے اپنی پلٹنون سے اوسکا سخت مقابلہ کیا - مگر تہوڑی دیر بعد وہ پسپا ہوا اور صحیح
صحیح ڈیگ کی طرف چلا گیا - فتح پانیوالون کے ہاتہہ مین بہت غنیمت آئی - اور اونہون نے جاکر
قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کرلیا - برس روز کے بعد محاصرہ مین وہ ۱۷۷۶ء مین ہاتہہ آیا - چھہ لاکہہ روپیہ نقد سوا
اسباب کے ملا - جاٹ ہاتھیون پر بیٹھکر اپنا ہلکا اسباب لیکر کمبہیر قلعہ مین چلے گئے - جب مرزا یہ فتوحات
عظیم حاصل کرکے ملک کا انتظام کررہا تہا تو اوسکو دربار شاہی سے یہ خبر آئی کہ عبدالاحد خان
مجد الدولہ دیوان کی شرارت سے ضابطہ خان نے بہت سے سکہونکی فوج بہرتی کرلی ہے اور اوسکا
ارادہ شاہجہان آباد مین آنیکا ہے - یہ خبر سنکر مرزا دہلی مین فوراً چلا آیا - یہان لوگون نے
اوسکی بڑی تعظیم کی - برسانہ کی لڑائی مین سمرو بہی اوسکے ساتھہ ہوگیا تھا - اوسکا یہ قاعدہ تھا
کہ جسکو زبردست اور چلتا ہوا دیکہتا اوسکے ساتہہ ہی پلٹنون سمیت ہولیتا - اب مرزا کے
سبب سے مرد سلطنت مین دم آتا جاتا تھا - اسطرف ہندوستانمین سوا انگریزونکے بنگال مین کوئی
صاحب اقتدار اور حشم مرزا سے زیادہ نہ تہا - جاٹونکے پاس صرف تین قلعے رہگئے تہے آگرہ مین جو
صوبہ مقرر کیا تھا اوسکے پاس سوا ایرانی اور مغلون کے سوا دو بریگیڈ پیادونکے تہے جنکے افسر سمرو اور
مینڈک تہے مرزا کے دلی رفیق ہندوستانیون مین نجف قلی اور محمد بیگ ہمدانی تہے - پہر مرزا شفیع بہی ایک

اوسکو اپنا نائب مقرر کرکے بادشاہ پاس بھیجا اور انگریزون نے اوسکے بہت سفارش بادشاہ سے کی کیونکہ وہ ایک ایسا سردار تھا جو انگریزون کے دشمنون کا یعنے مرہٹون اور رہیلیون دونون کا دشمن تھا اسلئے وہ بھی اوسکا بادشاہ پاس رہنا چاہتے تھے۔ غرض ان سفارشون کے زور اور کچھہ اپنی سپاہ اور جوانمردی کے بل سے وہ اپنے عہدہ پر بحال ہوا ضابطہ خان جاٹون پاس چلا گیا حسام الدولہ قید ہوا۔ اور سارا روپیہ جو ناجائز طور سے کہا گیا تھا وہ پندرہ لاکھہ روپیہ کے قریب اگلوایا گیا۔ اسی شاہ عالم کا انتظام سمجھہ لینا چاہیئے کہ ایک نوکر جو دو برس سے نوکر تھا پندرہ لاکھہ کہا گیا۔ اوسکی جگہ عبد الاحد خان مدار المہام مقرر ہوا منظور علی خان ناظر ہوا عبد الاحد خان کشمیری کا حال پہلے لکھہ چکے ہین منظور علیخان بھی سنگدل دغاباز نمک حرام تھا +

جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائی اور اوسکا بیان +

مرزا کا مدت سے ارادہ جاٹون سے لڑنیکا تھا۔ مگر وہ ۱۷۷۳ء اپنے رہیل کھنڈ کی مہمات میں مصروف رہا اوسنے اکبر آباد کا قلعہ جاٹون سے لیکر محمد بیگ ہمدانی کے سپرد کردیا جاٹون کے راجہ نجبت سنگہ کو اس کا بڑا داغ تھا۔ اوسنے دار السلطنت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اور دس ہزار سوار لیکر سکندر آباد مین پہونچا دلی مین اوسوقت سپاہ پانچہزار سوار اور دو پلٹنین سپاہیون کی تھین وہ ان جاٹون کے نکال دینے کے واسطے کافی ہوئین۔ مگر پھر نجبت سنگہ شمرو کو ساتھہ لیکر آیا۔ اسوقت مرزا روہیل کھنڈ سے آگیا تہا ۱۷۷۴ء کے برسات بعد وہ اونسے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ ہریانہ سے ایک سردار نجف قلی خان دس ہزار سپاہ لیکر آگیا تھا۔ یہ سردار بڑا عمدہ سپاہی تھا۔ اور وہ بڑا وفادار اور خیر خواہ اپنے آقا کا تھا وہ ذات کا راٹہور رجپوت بیکانیر کا رہنے والا تھا۔ پہلے محمد قلی خان کے باپ کے پاس رہتا تھا مرزا کے کہنے سے مسلمان ہوگیا تھا اب اس زمانہ میں سیف الدولہ خطاب ہوگیا تھا۔ اور جو بیس لاکھہ روپیہ کے ملک سب صوبہ تہا۔ جب مرزا اس بڑی لڑائی کے لئے روانہ ہوا تو عبد الاحد خان مجد الدولہ کی بن آئی جہانتک ہوسکا مرزا کی طرف سے شاہ کے کان بہرے۔ اور بہت سے منصوبے اوسکے بگاڑنے کے سوچے اور یقینی وہ بڑا فساد کھڑا کرتا۔ مگر اسوقت آصف الدولہ نیا وزیر اپنے باپ کی جگہ ہوا تھا۔ اسکا عمیل لطافت خان پانچہزار سپاہ سے بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے حاضر تھا۔ اس لشکر نے عبد الاحد خان کی بدعیانتی سے دلی کو بچا لیا۔ ابھی جاٹ میوڈل مین تھے۔ یہان سے اونکو مرزا نے نکال دیا تو وہ

تنخواہ مین دیا گیا۔ اس بدمعاش کو بھی اپنی بد کاریون کا پورا انعام مل گیا۔ وعدہ اوسکی امداد سے
ہوگئی جو اوسکے ملک کے اچھے اچھے امیرون کی نہ تھی۔

اسی مرزا نجف خان کو پھر دلی مین لڑائیان لڑنیکے لیے آنا پڑا۔ سکھون نے سہرند کے فوجدار
احمد داد خان کو ۱۱۸۶ھ مین شکست دیکر مار ڈالا جب یہ خبر بادشاہ پاس آئی تو عبدالاحد خان نے یہ سمجھکر
کہ مین سکھونکو شکست دیکر اور پھر اونکو ملا کر مرزا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاؤنگا اس مہم کا بیڑا اوٹھایا
اور مرزا جوان بخت ولیعہد کو یا مرزا فرخندہ بخت کو یا مرزا اکبر کو ان بیٹون مین سے کسی شاہزادہ کو ساتھ لیکر
خیمہ باہر کھڑا کیا لوٹ صلاح عام خلائق کے ازدحام نوکر رکھنے کے لیے کی چونکہ اوسمین شاہزادہ کا بھی حکم
تھا اسلیے اوسکے ساتھ لشکر کا ہجوم ہو گیا اور بہت سے سپاہی اور افسر بھی جمع ہو گئے ایسے زمانہ مین نوکری
کہان ملتی تھی اور مرزا نجف خان کے لشکر کا بھی ایک حصہ اوسکے ہمراہ گیا۔ غرض جب عبدالاحد خان
پاس بیس ہزار آدمیونکا لشکر ہو گیا اور ایک توپخانہ ساتھ تھا۔ کرنال مین سکھون کے قریب پہنچا لڑائی سے
پہلے صلح چاہی اور سکھون سے کہا کہ تم ہمین لاکھ روپیہ بالفعل دو اور آیندہ سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرو
غرض سکھون کے لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر وہ شمال کی طرف چلا مگر امیر سنگھ جاٹ نے پٹیالہ مین اوسے
روکا عبدالاحد خان نے پھر صلح کا پیغام دیا اب کیا تو وہ اس پیغام سے اس کشمیری کی جرات اور ہمت
کو سمجھ گیا۔ یا وہ کشمیریون کے قول و فعل کو معتبر نہ سمجھتا تھا کیونکہ اس بیوفا ملک مین بھی کشمیری بیوفا مشہور
ہین مگر ہندی کشمیری دوغلے بیوفائی و محبت مین لاجواب نہین رکھتے جب کشمیری پیچ نہ چلا تو لڑائی
کی تیاریان ہوئین سکھونکا لشکر جو بادشاہی لشکر سے ملا تھا وہ بھاگ گیا۔ امیر سنگھ کے پاس لاہور سے
ایک اور لشکر امداد کو آگیا غرض بادشاہ کے لشکر کا سردار عبدالاحد خان نامرد تھا شاہزادہ ناتجربہ کار
تھا خفیف سی لڑائی ہوئی تھی کہ عبدالاحد خان تو ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر بھی نہین دیکھا بیچارے
لشکری مارے گئے اور تباہ ہوئے غرض بادشاہی لشکر پر بڑی آفت آئی بہت راہ مین مارے
گئے۔ یہ واقعہ ۱۱۹۳ھ کے موسم برسات کا ہے۔ اب یہ فتح پا کر پنجابیونکا یہ حوصلہ ہوا کہ دوآبہ مین
لوٹ مار کرنے لگے۔ اور عبدالاحد خان کے درخت امید مین کوئی پہل نہیں لگا ساری
کلیان جھڑ گئین +

عبدالاحد خان کی [illegible] سکھون سے لڑائی +

رتبہ میں اوسکا بڑا رفیق تھا۔ بادشاہ اسوقت قلعہ معلی مین عیش و عشرت مین مصروف تھا نجف خان
کے اقتدار پر اگر کسی کو حسد تھا تو عبدالاحد خان کشمیری اور اور نامرد امیرون کو تھا۔ قاعدہ ہے مرد اور نامرد
مین محبت نہین ہوسکتی۔ رہیلون کی ریاستین برباد ہوگئی تھین اسلئے مرزا کے گرد رہیلونکا بھی
جمگھٹ کا جمگھٹ رہتا تھا مگر عبدالاحد خان نے مخفی مخفی ضابطہ خان کو بہکا کر باغی کردیا مرزا نے
بھی اوسکی گوشمالی واجب جانی اور اوسکے لشکر کو تباہ کردیا ضابطہ خان کو کچھہ مرہٹون اور جاٹون سے
اعانت کی امید ہی نہ تھی اسلئے ایکی دفعہ اوسنے سکہونکا دامن پکڑا۔ ان دنون مین سرہند کے اندر
پٹیالہ اور جیند مین سکہونکا بڑا زور شور ہو رہا تہا۔ ضابطہ خان سکہون سے ایسا مل جل گیا کہ او
سکہہ ہونیکا شہرہ ہوگیا۔ یہ سارے سکہ اوسنے غوث گڈہ کے قلعہ مین جمع کئے۔ نجف خان امیرالامرا
نے جاکر خود قلعہ کا محاصرہ کیا سکھون نے بھی مورچے باندھے غرض ایک مہینہ تک بڑی بڑی لڑائیان
رہین۔ ایک دفعہ ضابطہ خان خود پیغام صلح لیکر مرزا پاس آیا مگر صلح اپنی مرضی کی موافق نہین دیکھی
اسلئے اولٹا چلا گیا۔ پہر سکہون اور رہیلون کو ساتہہ لیکر سخت گرم کی لڑائی ابدالی اور مرہٹونکی لڑائی
جو پانی پت مین ہوئی تھی اوسکے بعد ایسی سخت لڑائی ہوئی سارے دن ہنگامہ کارزار گرم رہا دونو طرف کے
مردون نے مردانگی اور مردی دکھائی۔ جب شام ہوئی تو سکہہ اپنے گھرونکو چلے گئے۔ ضابطہ خان اپنے
قلعہ غوث گڈہ مین چلا آیا دوسرے روز صلح کا امیدوار اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا۔ مرزا نے قصور
معاف کردئے۔ تہوڑے دنون وہ اونکی خدمت مین رہا۔ اور قرابتمندی اونمین ایسی ہوگئی کہ
ضابطہ خان کی بہن خود امیرالامرا سے اور اوسکی بیٹی نجف قلی خان سے بیاہی گئین اور اوس وسیلہ سے
سہارنپور کی فوجداری پہر اوسکو مل گئی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہوگیا۔ امیرالامرا
دوبارہ آگرہ مین گیا اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوس سے عہد و پیمان کرنے چاہے
مگر اوسنے شمرو کے حوالہ کرنیسے انکار کیا۔ اسلئے عہد و پیمان نہوئے۔ اسوقت اودہ مین آصف الدولہ
بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا۔ سرہند مین ملا احمد داد فوجدار مقرر ہوا۔ نجف قلی خان بھی اوس ملک کا
صوبہ تھا جو سرہند کی سرحد سے راجپوتانہ تک پھیلتا تھا۔ شمرو کو وہ ملک ملا گیا جو ضابطہ خان کے
ملک کے پاس تہا اسلئے اوسکا مسند مقام سردہنہ مقرر ہوا۔ یہ ملک چھ لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا اوسکو لشکر کی

سپاہ بہت تھی - ان دونو سببون سے اوسکا دعوی قوی معلوم ہوتا تھا مگر مرزا نجف خان کی بہن کی
ہمت نے آخر امیر الامرائی کا خلعت افراسیاب خان کو بادشاہ سے بوساطت مرزا جوان بخت کے دلا دیا مگر اوسکے
ساتھہ ہی ایک یہ چٹھی مرزا شفیع کو بھی بھیجا گیا کہ جلدی آؤ - نواب افراسیاب خان نے اول کام یہ کیا کہ
نواب عبد الاحد خان کو قید خانہ سے رہا کرایا پھر وہ بادشاہ کے منہ چڑھا - اب مرزا شفیع دہلی مین آیا - اور
نجف خان کے گھر مین اترا - اوسکی بہن نے اپنی بیٹی کی شادی کرنیکا وعدہ اوسکے ساتھ کیا غرض کچھہ معاملہ ایسا ہوا
کہ افراسیاب خان استعفا دیکر باہر چلا گیا - اور اپنے معاملہ کا فیصلہ عبد الاحد خان اور نجف قلی خان کو
سونپ گیا مرزا محمد شفیع ان دونون کے گھرونکے گرد پھرا - اور عبد الاحد خان کو قید کیا اور نجف قلی خان
کو اپنی خالہ کے گھر مین گھیر کر اپنی آنکھونکے سامنے رکھا شاہزادہ جوان بخت پاس بادشاہ کا حکم آیا کہ مرزا
سے عہد و پیمان کرلو غرض وہ امیر الامرا مقرر ہو گیا - اس عہدہ کی تمنا مدت سے تھی مگر حریف اوس کا
اسوقت یہاں سے غائب تھا - مسٹر پولی جو شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا - دوسرا لطیف خان جو
نواب وزیر کا نائب لشکر کے ساتھہ دلی مین بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے رہتا تھا - دونو اوسکی
حمایت کے لئے کھڑے ہوئے چند روز مین مرزا شفیع کے پاس سے لشکر بھاگ گیا - بادشاہ خود لشکر لیکر جامع مسجد تک
گیا کہ مرزا شفیع کوسی ضلع متھرا مین بھاگ گیا - پھر عبد الاحد خان قید خانہ سے رہا ہوا - جب وقت یہ سارے
سانگ سلطنت کے بگڑنے کے دلی مین ہو رہے تھے مرہٹے بھی چیل کی طرح تاک لگائے بیٹھے تھے جب
انگریزون کو یہ معلوم ہوا تو انھون نے بھی اس خوف سے کہ کہیں مرہٹے بازی نہ لیجائیں بادشاہ کے پاس
اپنے دو افسر ایلچی بنا کر بھیجے - پہلے اس سے کہ یہ ایلچی دار السلطنت مین پہنچے وہان اور ہی گل کھلے
مرزا شفیع مرزا محمد ہمدانی کو جو آگرہ مین صوبہ تھا ساتھہ لیکر آیا - اور اوس نے بادشاہ کی خدمت مین یہہ
درخواست بھیجی کہ ہمارے پیارے نے متوسل لطف خان اور مسٹر پولی کو ہمارے پاس صلح کی تمام شرائط ٹھہرانے
کا اختیار دیکر بھیجدو - یہ درخواست منظور ہوئی اور یہ دونو گئے ہرچند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ
کمبختون کیا کرتے ہو یہان سرکشون پر لشکر کشی کرنی چاہئے مگر اسوقت سبکی عقل کے کان بہرے
ہوگئے تھے یہ دونو ایلچی بنکر وہان گئے اور دونو مارے گئے پھر محمد بیگ اور مرزا شفیع مین آپسمین جھگڑا شروع ہوا
اب اسوقت بادشاہ بھی گھبرا دق تھا مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلا کر اوسکو بھی راضی کر دیا

۱۷۷۹ء میں نجف خان آگرہ میں آیا کچھ لڑائیاں اون رجپوتوں سے ہوتی رہیں جنہوں نے عبدالاحد خان کے
بہکانے سے سرکشی اختیار کی تھی لیکن بادشاہ نے اوسکو تاکید کرکے بلایا۔ وہ وہان سے آیا جب شاہجہان آباد
کے قریب عبدالاحد خان اور شاہزادہ اوس سے ملا تو اوسنے فوراً اوس کشمیری کو پکڑ لیا اوسکی فرودگاہ میں قید کردیا
اور دہلی میں جاکر اوسکا سارا گھر بار ضبط کرلیا بیس لاکھہ روپیہ کا مال یہ کل نکلا سو وہ خزانہ شاہی میں داخل ہوا
یہ اوس مرزا کی ایمانداری تھی کہ اوسکے اسباب منضبطہ میں سے سوا چند کتابوں اور دواؤں کے صندوق
کے کچھہ اپنے پاس نہیں رکھا عبدالاحد خان کی حرکات بھی عجیب وغریب تھیں اوسکو کھانیکا اور دواؤنکا
بڑا شوق تھا ہمیشہ وہ کشمیر کے جانور کھاتا تھا اور جانور کو دیکھہ کر بتا دیتا تھا کہ وہ کشمیر کے ہین یا نہین
مرزا نے اس کام کو تمام کرکے مرزا شفیع کے ماتحت لشکر سکھوں کی تنبیہ کیواسطے روانہ کیا میرٹھہ کے
قریب ایک لڑائی ہوئی مغلونکی بہادری اور قواعد کے سامنے سکھونکی کچھہ نہ چلی۔ اونکا سردار
مارا گیا پانچ ہزار سکھہ قتل ہوئے اور اس ملک سے بالکل نکل گئے +

۴ مئی ۱۷۷۸ء کو آگرہ میں شمرو مرگیا اوسکی قبر پر انگریزی میں یہی تاریخ لکھی ہے یہ بڑا سفاک
بے رحم بے وفا بے ایمان تھا جو لشکر اوسکا تھا اوسکی سردار اوسکی بیگم ہوئی۔ یہ بیگم ایک عرب کی
بیٹی کسی کنچنی کے پیٹ سے تھی وہ کتھانہ میں رہتی تھی ۱۷۵۳ء میں پیدا ہوئی تھی۔ جب باپ مرگیا تو سوتیلے
بھائی کے ہاتھہ سے عاجز ہوکر وہ اور اوسکی ماں ۱۷۶۰ء میں دلی میں جا رہی کچھہ دنوں اوسکی شمرو سے
آشنائی رہی۔ پھر اوسنے شادی ہوگئی شمرو کے بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا مگر مرزا
نجف نے شمرو کی بیگم ہی کو لائق سمجھہ کے ریاست عنایت کی ۱۷۸۱ء میں اس بیگم نے معلوم نہیں
کس سبب سے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ جوہانا اوسکا عیسائی نام رکھا گیا۔

۲۶ اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف نے بھی انتقال کیا بیالیس برس وہ ہندوستان میں رہا۔ اٹھارہ برس
کی عمر میں یہان آیا تھا۔ ساٹھہ برس کے قریب اوسکی عمر تھی۔ ماں کی طرف سے سید تھا باپ کی طرف سے صفوی
تھا۔ جہانتک بن سکا اوسنے اپنی نیک نیتی اور ایمانداری سے سلطنت کے بحال کرنے میں کوشش کی جو اسکا نتیجہ
ہوا وہ تم نے پڑھہ ہی لیا ہے۔ اب اوسکے جاہ ومنصب کے دو مدعی کھڑے ہوئے۔ ایک افراسیاب خان جسکو
اوسنے اور اوسکی بہن نے بیٹے کی طرح پالا پوسا تھا۔ دوسرا مرزا شفیع اوسکا قریب کا رشتہ دار تھا اوسکو بالا

نجف خان کا دہلی میں آنا اور عبدالاحد خان کو شکست دینا +

شمرو کا مرنا اور اوسکی بیگم کو ریاست ملنا +

مرزا نجف کی وفات اور مرزا شفیع کا ... +

اور جو کام کیا اوسے عاقل ہونا اوسکا ظاہر ہوا +

اب محمد بیگ نے وزیر افراسیاب خان کو بھی تکلیف پہنچانی شروع کی اسلیے وزیر نے بھی مادھوجی سیندھیا کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ بھی ایسا اپنے اہلکارون کے ہاتھون سے تنگ آگیا تھا کہ اوسنے بھی یہ چاہا کہ مین اپنے تئین بالکل سیندھیا کی حوالہ کرون چنانچہ بادشاہ دلی سے آگرہ کی طرف چلا اور سیندھیا آگرہ کی طرف اس نظر سے آیا کہ دونو ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین مجد الدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانیسے منع کیا۔ اوسپر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکا گھر بار ضبط ہوگیا اور قیدخانہ مین بھیجا گیا جہان ۱۷۸۴ء مین وہ مرگیا۔ اب سیندھیا کی افراسیاب خان سے ملاقات ہوئی۔ دونو نے ملکر ارادہ کیا کہ محمد بیگ پر حملہ کرین مگر تیسرے روز ۲ نومبر ۱۷۸۴ء کو مرزا محمد شفیع کے بھائی زین العابدین نے افراسیاب خان کو مار ڈالا۔ لوگ کہتے ہین کہ یہ قتل سیندھیا کی شرارت سے ہوا اسلیے کہ قاتل مارتے ہی اوس پاس چلا گیا۔ کوئی کہتا ہی کہ اوسنے اپنے بھائی کے قتل کا عوض لیا۔ راجہ ہمت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سیندھیا کے خیمہ مین لیگئے۔ وہان باہم سازگاری ہوگئی۔ اب الی اوودہ تو وزیر تھا پیشوا امیرالامرا مقرر ہوا اور مادھوجی سیندھیا نائب امیرالامرا آگرہ اور دلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوئے اور ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا۔ پینسٹھہ ہزار روپیہ ماہوار بادشاہ کی خاص اخراجات کیواسطے اوسنے مقرر کر دیا۔ انگریزونے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کر دیا۔ ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا۔ محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بھاگ گئی۔ وہ بھی سیندھیا کے پاس چلا آیا۔ آگرہ کا قلعہ ۲۷ مارچ ۱۷۸۵ء کو سیندھیا کے حوالہ کیا گیا۔ اب مغلون کے پاس سوا علیگڈھ کے قلعہ کے کچھہ نہ رہا۔ افراسیاب خان کی بی بی بال بچون پاس وہ تھا جب سیندھیا نے اونکو بندوق توپ کا خوف دکھایا تو اونھون نے خوف کے مارے قلعہ اور مال اسباب سب اوسکے حوالہ کیا۔ سیندھیا نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کا مقرر کرکے قلعہ بھی لے لیا اور اوسکا اسباب بھی کروڑ روپیہ کا ضبط کر لیا۔ ترکون کی ترکی تمام ہوئی۔ سب سردار سیندھیا کے مطیع تھے اور بادشاہ لال قلعہ مین ایک معزز قیدی تھا۔ معلوم نہین کہ ان لڑائی جھگڑون سے رعایا پر کیا گذری ہوگی اوسکو تو کسی مورخ نے لکھا نہین مگر سب مصیبت مین جا لیا قحط غضب تھا

مادھوجی سیندھیا کا دلی پر قابض ہونا +

اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلا دیا اور عبد الاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا۔ اسوقت شاہ عالم پر غم الم کی گھٹا چھائی ہوئی تہی کچھ نہ سوجھتا تھا کہ کیا کرے۔ اوسکے سارے نمک حلال نوکر بہی نہایت حیران اور پریشان تہے کہ دیکھئے آگے کیا ہوتا ہی۔ شاہ عالم کو اس نازک حالت مین انگریزون کے سوا اور کوئی دستگیر نظر نہ آتا تھا۔ سب خیر خواہ اوسکے کہتی تہی کہ ہماری ان مصیبتون کو خدا ٹالے یا انگریز۔ اب ۲۲ ستمبر ۱۷۸۲ء کو مرزا شفیع جو آگرہ سے آیا تو اوسکو قلعہ کے اندر جانیکی ممانعت ہو گئی۔ شاید افراسیاب خان کو بھی تمنا امیر الامرا کی ہوئی ہوگی اوسنے یہ تحریک کی ہوگی۔ اسوقت پھر مرزا محمد بیگ جاسوس کے طور پر اوس پاس صلح کے لئے بھیجا۔ ملاقات کی کھلے میدان مین ٹھہری جب دونون ہاتھیون پر سوار برابر آ گئے تو مرزا نے بغل گیر ہونیکے لئے ہاتھ بڑہائے کہ محمد بیگ نے تمنچہ اوسپر چلا کر موت کا ہم آغوش کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اوسکے بھتیجے اسمعیل بیگ نے جو آگے ہاتھی پر بیٹھا تھا یہ کام کیا۔ گو یہ کام افراسیاب کی تحریک سے ہوا۔ اور وہ اب امیر الامرا ہو گیا۔ مگر مرزا جوان بخت کا دل دلی سے بیزار ہو گیا انگریزونکے پاس جانیکا ارادہ کیا۔ جب اوسنے سنا کہ ۲۷ مارچ ۱۷۸۴ء کو انگریزی گورنر لکھنؤ مین آ گیا ہی تو یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح سے مین دلی سے بھاگ کر اس گورنر کے پاس جاؤن اور سارا حال دلی کا سناؤن +

شاہزادہ نے اپنے بھاگنے کے ارادہ کو سوا اپنی حقیقی ماہون کے کسی اور کے آگے نہ بیان کیا۔ ماہونے اوسکے لئے اوڑنے کیواسطے جمنا کی کنارہ پر گھوڑے بٹھائے۔ ۱۴ اپریل بھاگنے کی تاریخ ٹھہری جب یہ دن آیا تو اوسنے کہدیا کہ آج مین بیمار ہون کوئی میرے پاس نہ آئے۔ اپنے مکان مین جا کر بھیس بدلا اگرچہ رات کو آندہی چل رہی تہی اور اوسکو بخار چڑہا ہوا تھا مگر وہ ارادہ کا ایسا پکا تھا کہ اپنے محل سے چھتونکو کودتا پھلانگتا فیض نہر کے اندر ہوتا ہوا اوسکی کسی موکھے سے سلیم گڈہ کی فصیل پر پہنچا اور فصیل پر سے رسی پر اوترا جس شخص نے اوسکو رستہ دریا مین پایاب بتایا وہان وہ پاؤن پانی نکلا اسپر شاہزادہ کو غصہ تو ایسا آیا تھا کہ گولی سے اُسے اُڑا دیتا۔ مگر اس خاندان کی رحم دلی ایسی مشہور ہے وہ غصہ پی کر چپکا ہو رہا اور اپنے تئین خدا کے حوالہ کیا۔ مگر وہ آدمی اس غصہ کی نگاہ کو پہچان گیا۔ فوراً پہرہ والے سے جا کر اوسکا حال کہدیا پہرہ والے اوسکے پیچھے آئے مگر وہ اونکے ہاتھ کب آتا تھا یہ قصہ دریا کے نکلتے ہی ہوا ہوا۔ اور لکھنؤ مین پہنچا سب بڑے تپاک اور اخلاق سے ملا

مرزا جوان بخت کا دلی سے بھاگ کر انگریزوں کے پاس جانا +

جاگیر کا طلب ہے انواد سنے علانیہ سرکشی اختیار کی +

جب محمد بیگ راگھوگڈہ کو فتح نہ کرسکا تو راجپوتونکو حوصلہ ہوا اور ان سب نے آپسمین اتفاق کیا جسکے سبب سے سیندھیا کے دولت اور قوت دونوں میں فرق آگیا۔ اور پونہ کی خط و کتابت کی آمد و رفت بند ہوگئی جیپور کے راجہ نے جودھپور کے راجہ بجے سنگہ کو بلایا۔ اور پھر ان دونو نے رانا اودیپور سے اتفاق کیا اور چھوٹے چھوٹے رجپوت راجاؤنکو جمع کیا۔ یون ایک لاکھ فوج اور چار سو توپین لال سوت مین جمع ہوئیں جو جےپور سے ۴۳ میل مشرق کو ہے اور یہان وہ منتظر تھے کہ بادشاہی فوج اونپر حملہ کرے گی اور یہ بھی جانتے تھے کہ مرہٹون سے مغل سردار ناراض ہین ضرور اونسے کچھہ کام نکلے گا۔ اب یہان مئی ۱۷۸۷ کے آخر مین سیندھیا خود سپاہ کو لیکر گیا۔ امباجی انگلیا۔ اپو کھانڈے راو۔ مسٹر ڈی بوائن اور بعض اور مرہٹے سردار ہمراہ تھے۔ محمد بیگ کا بھتیجا مرزا اسمعیل بیگ ہراول چلا تھا اول اوسی نے تین سو سواروں سے راجپوتون پر حملہ کیا۔ بہت رجپوت اوسکے آگے سے بھاگ گئے مرہٹون نے اوسکی استعانت نکی اسلئے اوسکے آدھے سوار مارے گئے۔ وہ الٹا پھر کر چلا آیا دوسرے روز چچا بھی ہاتھی پر چڑھکر بھتیجے کے ساتھہ لڑائی مین گیا۔ اور رجپوتون سے خوب لڑائی ہوئی۔ اونھون نے مرہٹون پر خوب تلوار چلائی۔ اتنے مین آندھی چلنے لگی رات بھی قریب آئی توپ کی لڑائی شروع ہوئی۔ اتفاق سے ایک گولہ مرزا محمد بیگ کے دائین بازو مین آنکر لگا۔ وہ ہاتھی پر سے گرا۔ ہاتھی کے آگے چارہ کے واسطے درختون کی ٹہنیان پڑی تھین اونکے اوپر گرنے سے اوسکی کنپٹی مین ایسی ضرب آئی کہ فوراً مر گیا۔ اوسوقت اسمعیل بیگ نے پکار کر کہا کہ اب چچا کی جگہ مین سپاہ کا سردار ہون۔ اول جون کو تیسری مرتبہ لڑائی شروع ہوئی اور شام تک جاری رہی کہ اتنے مین چودہ ہزار مغلون کی سپاہ نے سیندھیا کے خیمہ کو گھیر لیا کہ تنخواہ عنایت کیجئے۔ اور راجہ جےپور پاس پیغام بھیجدیا کہ اگر دو لاکھہ روپیہ دیدو تو ہم تمھارے ساتھہ ہین۔ اس راجہ نے روپیہ کا وعدہ کرلیا۔ یہ سپاہ اوسی جا ملی۔ اور اپنے خیمہ کے تلے روپیہ لے لیا۔ اسوقت امن ہوگا۔ نہ ملک مین مرہٹونکے لشکر مین بڑی مصیبت پڑی گیہون روپیہ کے چار سیر بکتے تھے۔ روز بروز قحط زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ رجپوت چارون طرف سے رسدونکو لوٹ لیتے تھے۔ ہاتھیون اور مویشیون کو چرا کر لیجاتے تھے غرض اسوقت سیندھیا نے یہان سے خیمہ اٹھایا اور الور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ ہزار سوار اور چار پلٹنین اور

رجپوتون کا اتفاق اور لال سوت کی لڑائی۔

روپیہ کا آٹھہ سیر اناج بکا ــ وہ سمنت ۱۸۴۰ مین یعنے ۱۷۸۳ء مین واقع ہوا تہا +

جب ضابطہ خان کا انتقال ہوا تو باؤن محال مین اوسکا بیٹا غلام قادر باپ کا جانشین ہوا اور اوسکو نجیب الدولہ ہوشیار جنگ کا خطاب ملا ــ یہ افغانون مین اور مغلون مین محمد بیگ ہمدانی بڑے تھے محمد بیگ کو سیندھیا نے راگھو گڈھ کے فتح کرنیکے لئے مالوہ مین بھیجدیا تھا یہہ قلعہ نہایت مضبوط کچھواہہ راجپوتون کے پاس تہا +

سارے دوآبہ مین سیندھیا کا عمل دخل ہوگیا تہا اب اوسنے مرزا جوان بخت سے پیغام سلام شروع کئے اور اوسکو دلی مین بلایا ــ مگر نواب اودہ نے انگریزون کی صلاح سے اوسے جانے نہ دیا کیونکہ اگر شاہزادہ وہان چلا جاتا تو مرہٹونکا بہر پورا جم جاتا اور وہ نواب اودہ اور سرکار کمپنی کے حق مین اچھا نہ ہوتا ۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاونی قائم کی ــ ۸ مارچ ۱۷۸۴ء مین کلکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ مسلمانونکی سلطنت تو نہایت حقیر اور ذلیل ہوگئی ہی ہندؤن سے ہمکو کچھہ خوف نہین ہے ــ اگرچہ بہت آدمیون نے یہ صلاح دی کہ مسلمانونکو تقویت دیکر ہندؤنکی قوت کو مغلوب کرنا چاہئی ــ مگر یہ تدبیر و انتظام اچھا نہین ہی کچھہ ضرور نہین ہے کہ ہم ایسے کام کرین جو ہندوستانکو ناگوار خاطر ہون اور سلطنت جو کہ بر سر زوال ہی اور وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن اور رقیب ہے اوسکے حامی مددگار ہون گورنر نے سیندھیا کو یون بھی دہمکا دیا کہ ایک اپنا وکیل پیشوا کی دربار مین بھجوادیا ــ

اب سیندھیا نے اپنی استقلال حکومت کیلئی اول یہ کام کیا کہ سپاہ کو قواعد دان بنایا اور خوب آراستہ کیا ــ اوسکی سپاہ کا نہایت عمدہ فرنگستانی افسر ڈی بواین تہا ــ وسیہ سالار اوسکا اوسکو کھانا دیکر تھا انتظام ملکی میں یہ کیا کہ مسلمان امیرزادون کو جاگیرین سپاہ کی عوض مین دی گئی تہین ــ جب سپاہ کی ضرورت نہ رہی تو پہران جاگیرونکا ضبط ہی ہونا چاہئے تھا ــ اب اوسنی محمد بیگ ہمدانی کو بھی راگھو گڈہ سے بلالیا اور اوسے کہا کہ اپنی سپاہ کو موقوف کردی ــ یہ باتین سیندھیا کی عام پسند نہ تہین ــ اور ایک اور حرکت بیہودہ یہ کی کہ راجہ نراین داس کو جو بلکل خراج کی آمدنی کا حساب رکھتا تھا موقوف کیا اور اوسکی جگہہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا اور راجہ بہت بہادر جو بہت سے محال اوسکی

غلام قادر کا باپ کی جگہ بیٹھنا + مرزا جوان بخت کا لکھنو چھوڑنا اور انگریزونکا اپنا اختیار جتلانا + سیندھیا کی ملکی اور جنگی انتظام +

غلام قادر اس خیر خواہ بیگم اور اوسکے فرنگستانی افسرون کی سپاہ سے ڈرا. اور کوئی امداد مغل افسروں کے ساتھہ بھی نہ ہوا۔ اسلئے وہ حیران و پریشان ہوکر پھر شاہدرہ مین اپنی سپاہ پاس چلا گیا۔ لوانا باسی کرڈھی مین اوبال آیا۔ بادشاہ کو بھی حرارت شاہانہ آگئی۔ اوسنے نجف قلی خان کو رواڑی سے حمایت کیلئے بلایا۔ اور چھہ ہزار سپاہ اپنی ذات خاص کے نوکر رکھے اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلا کر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردیے نجف قلیخان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اور وہ ۲۷ نومبر ۱۷۸۸ء کو قلعہ کے بڑے دروازہ کے سامنے شمروکی بیگم پاس خیمہ زن ہوا۔ ان دونو کے لشکرون کا سپہ سالار مرزا اکبر مقرر ہوا جب سے جوان بخت چلا گیا تھا یہی شاہزادہ ولیعہد گنا جاتا تھا۔ اوسکو سات پارچہ کا خلعت ملا۔ اور راجہ رتن سودی اوسکا نائب مقرر ہوا۔ اور غلام قادر کے لشکر پر گولہ زنی شروع ہوئی۔ اب اسوقت سیندھیا کا منصوبہ سمجھہ مین نہین آتا کہ کیا تھا۔ وہ خود گوالیار مین تھا۔ اوسکا ایک سردار لکھوا دادا آگرہ مین اسمعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا۔ امباجی کچھہ سپاہ لیکر جلدی مین آیا جو توسب مخالفون مین مصالحت ہوگئی اور غلام قادر امیرالامرا ہوگیا۔ اور اوسکے سر پر جو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے گوشوارہ باندھا اس خلعت کے پانیکے بعد اوسنے علی گڈہ کے قلعہ پر جو سیندھیا نے چھین لیا تہا حملہ کیا اور لے لیا۔ اور اب وہ آگے اسمعیل بیگ کے لشکر سے جا ملا۔ اور کئی مہینہ تک قلعہ کا محاصرہ کرتا رہا۔ مگر جب مرہٹون پاس دکھن اور جاٹون کی کمک پہنچ گئی تو دونون نے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھایا۔ فتحپور سیکری مین ۲۴ اپریل ۱۷۸۸ء کو لڑائی ہوئی مرہٹون کا سردار رانا خان وہ پانی پت کی لڑائی مین تو پانی بھرتا تہا مگر یہانتک سیندھیا کو بچا کر لے گیا تھا۔ اسلئے وہ اس درجہ پر پہنچ گیا تھا غرض مسلمان اسوقت خوب لڑے۔ رانا خان رات کو بھرتپور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ نے پھر آگرہ کا محاصرہ شروع کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر میں یون دوڑ آیا کہ سکھون نے اوسپر حملہ کردیا تھا +

۱۷۸۸ء کے آخر مین والی جودہپور کا ایک ایلچی آیا۔ اور ایک معقول نذرانہ اور سونے کی کنجی لایا اور اوسنے یہ عرض حال کیا کہ بجے سنگہ نے یہ کنجی بھیجی ہے کہ حضور سپاہ لیکر تشریف لائین اور اجمیر کے ملک پر قابض ہوجائین پرتاب سنگہ راجہ جیپور کی بھی یہی تمنا تھی۔ بادشاہ نے برخلاف

جتھہ توپین لیکر آگرہ کو روانہ ہوا۔ اب جب سیندھیانے یہ حال دیکھا تو اوسنے رنجیت سنگھ جاٹ سے بہت سی خوشامد
کر کے استعانت چاہی اور اوسنے کمک لیکر پھر لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور قلعہ آگرہ مین سپاہ کو متعین کیا اور
لکھوا دادا کو قلعہ دار بنایا۔ اور پونہ کو بھی کمک کے لئے بتاکید لکھا اسمعیل بیگ بھی خالی نہ بیٹھا۔ اول اوسنے
راجپوتون کو ملانا چاہا۔ اگرچہ ان دونون کا اتفاق ہوجاتا تو مرہٹون کا عمل پھر اوٹھہ جاتا۔ اور نجف خان کا سا
زمانہ اقبال آجاتا۔ مگر اس مغرور قوم نے اپنی کاہلی سے اوسکا ساتھہ نہ دیا۔ اب یہ کچھہ نصیب ہو ہی رہا تھا کہ ایک
تازہ گل یہ کھلا کہ غلام قادر غوث گڈہ سے آیا۔ اور اوسنے مسلمانون کے معاملات مین تازہ جان ڈالنے کا
اور آپ فائدہ اوٹھانیکا قصد کیا۔ شاہ عالم کے پیغام سلام راجپوتون سے چپکے چپکے ہو رہے تھے اونہون نے
ایک اور شکست اسماجی کو دیدی تھی۔ سیندھیانے آخر لاچار ہو کر اس لڑائی سے ہاتھہ اوٹھایا اور
گوالیار چلا گیا۔ اور اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے شروع کیا۔
۱۷۸۸ء مین جب برسات ختم ہونیکو آئی تو غلام قادر نے دلی کے قریب شاہدرہ مین خیمے اس سبب سے ڈالے کہ دادا
باپ کا جاہ و منصب حاصل کرے۔ اوسکا بڑا رفیق شفیق مددگار صلاح کار منظور علیخان ناظر تھا۔ اس ناظر کو
یہ منظور نظر تھا کہ نوجوان پٹھان کو دربار مین داخل کر کے انتظام ملکی مین ایسا دخل دلادے کہ کچھہ مسلمان ابھرین
کچھہ ہندو دبین۔ سیندھیا کا داماد اسوقت دیس مکھہ دلی کا تھا۔ اور شاہ نظام الدین یعنی شاہ جی ناظم تھے
ان دونو سرداروں نے دریا کی طرف غلام قادر کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی۔ اوسنے بھی
گولون کو چھینٹے مارنے شروع کئے۔ اور کئی مکان قلعہ کے گولون سے توڑ ڈالے۔ پھر یہ سپاہیانہ پیچ کھیلا
کہ شہر کے مغلونکی سپاہ سے سازش کی اور اونکے وسیلہ شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور بادشاہی فوج اور افسر
بھاگ کر بلبھ گڈہ کے قلعہ مین چلے گئے۔ اپنا سارا گھر بار مال اسباب دشمن کے بس مین چھوڑ گئے۔ اب
منظور علیخان کی صلاح سے دیوان خاص مین جاکر اوسنے پانچ اشرفیان بادشاہ کی نذر کین اور
اپنے باپ دادا کی حسن خدمات کا اظہار کر کے امیر الامرائی کی درخواست کی۔ اور آئندہ جان نثاری اور
خدمت گزاری کا وعدہ کیا۔ جب دو تین روز اس گفتگو مین گذر گئے تو ایسا مضطر و بیتاب ہوا کہ وہ
بادشاہ کے حکم کا منتظر نہ رہا۔ کچھہ سوارون کو ساتھ لیکے قلعہ کے اندر وہان مقیم ہوا جہان امیر الامرا رہا کرتے تھے
اس اثنا مین شمرو کی بیگم جو سکھون سے لڑنے گئی ہوئی تھی پانی پت سے جلدی کر کے قلعہ مین آگئی سات

ہماری شاہانہ حکومت موروثی کو بحال کرین۔ اس اثنا مین دور دور اطراف سے فتور بڑہتا گیا مرہٹہ سیندھیا پٹیل جو شریرون کا سرغنہ ہے اوسنے سرکشون کو بادشاہ سے دس گنا زیادہ سرکش کر دیا ہے۔ ہرچند بادشاہ نے نصایح ہوش افزا اوسکو ارشاد کین کہ وہ کافۂ برایا کی تالیف قلوب مین اور عامۂ رعایا کی حفاظت مین اور ممالک محروسہ کی آبادی مین ساعی ہو مگر اوسنے کچھہ نہین سنا۔ اور ہر شخص سے اوسنے مخاصمت کی یہان تک کہ جی پور کے راجہ پرتاپ سنگہ سوائی اور جودھپور کے مہا راجہ بجے سنگہ نے جو قدیم سے دولت عظمی کے ارکین مین سے ہین اور خاندان شاہی سے رشتہ مواصلت رکھتے ہین اوسکو شکست دی اور امیر الامرائی کے درجہ سے گرا کر ذلیل کیا۔ ان انقلابات تازہ مین سرکشون کی بغاوت اندازہ سے زیادہ بڑہ گئی۔ ضابطہ خان کے بیٹے غلام قادر خان نے جسکی ساری زندگی سلطنت کے استیصال کی تدبیرون مین گذری علم بغاوت بلند کیا۔ اسکی دیکھا دیکھی اورون کو بھی بغاوت پر جرأت ہوئی اور محل شاہی تک اس بغاوت نے سرایت کی۔ میرے باپ نے اس آگ کے بجھانے کے لئے اپنے خاص شفیق بھیجے اور برادر عزیز نواب وزیر و صاحبان انگریز اور گورنر جنرل کورن والس کو بھیجے کہ آن کر میری مدد کرین۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی درخواست پر گورنر جنرل کو یا وزیر سلطنت کو آپ نے حکم نہین بھیجا کہ وہ ہماری امداد کرین اسلئے وہ امداد مطلوبہ کرنے سے باز رہے اگر اسوقت وہ اورنگ آرائے جہان و کشور کشائے دوران ہمارے اولیائے دولت کے لشکر کے لئے گورنر جنرل کو حکم محکم بھیجے تو مردمی اور مروت سے بعید نہین ہوگا کہ خاندان تیمور کی اعانت کرنیسے اور اوسکو اپنی اصلی حالت پر لانیسے سرکشون اور متمردون کو خاک مین ملائے گا اور اسطرح خلق خدا کو آرام ملے گا۔ رفاہ عباد اور امن امان بلاد سے آپکی روزگار مین نیک نامی پہیلے گی۔

یہ خط اسسے پہلے کہ شاہزادہ لکھنؤ سے دہلی کو روانہ ہوا تھا ۱۷۸۸ء کی شروع مین لکھا گیا تھا مگر تحقیق کرنے سے یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ انگلستان روانہ ہوا۔ اس شاہزادہ نے اسمعیل بیگ کی استعانت سے ہرچند چاہا کہ قلعہ آگرہ کو فتح کرے مگر اس کام مین کامیاب نہوا۔ اسلئے پھر

عقل کے یہ کام کیا کہ وہ ۵ جنوری ۱۷۸۸ء کو بہت سے شاہزادے اور شاہزادیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ بادشاہ نے سیندھیا سے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لین اور اوسکی خدمات کا کچھ خیال نہ کیا اسوقت جو بادشاہ کے ساتھ لشکر تھا اوسکی تفصیل یہ ہے چھ پلٹنیون کی پلٹن و لال کرتی قواعد فرنگستانی جاننے والی مغلون کے دستے سوارون کے دو سو فرنگستانی گولہ انداز تین پلٹنین شمرو کی قواعد سکھائی ہوئی اس سپاہ کے افسر شمرو کی بیگم تھی۔ ابتداء مین مٹ بھیڑ نجف قلی خان سے ہوئی جو باغی اس سبب سے ہو گیا کہ اوسکے علاقہ مین مراد بیگ کو کسی خدمت پر مقرر کیا تھا وہ اس سے ناراض ہوا اور اوسکو ریواڑی مین قید کر لیا غرض وہ اسوقت گوکل گڈہ مین محصور کیا گیا۔ ابریل ۱۷۸۸ء کو اوس سخت مقابلہ کیا اور بادشاہ کے خیمون تک حملہ کرتا ہوا آیا مگر یہان شمرو کی بیگم اور طامس صاحب نے ایسی سرگرمی سے اوسپر حملہ کیا کہ لشکر شاہی کی عزت رہ گئی۔ پھر منظور علیخان کی سفارش اور شمرو کی بیگم کی شفاعت سے اوسکے قصور معاف ہو گئے غرض یہین یہ مہم ختم ہوئی۔ سیندھیا کے خوف سے اور راجپوتون کے قول فعل نا معتبر ہونیکے سبب سے ۱۵ ابریل ۱۷۸۸ء کو بادشاہ اوستا دلی مین چلا آیا شمرو کی بیگم سردھنہ گئی۔ اوسکو بادشاہ نے زیب النسا کا خطاب دیا +

مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور بنارس مین مرنا +

اس شہزادہ کے چلے جانیکے بعد اکبر شاہ ولیعہد شمار ہوتا تھا۔ اب پھر جوان بخت نے ولیعہدی کے واسطے یہ آخر کوشش کی کہ کچھ سپاہ نواب اودہ سے لیکر دلی مین آیا۔ اوسنے ایک خط جارج سوم شاہ انگلستان کو جسکی پیشانی اور خلاصہ مضمون ذیل کی طرح ہے خط لکھا جسکی پیشانی یہ تھی

نامۂ جناب معلے رکاب صاحب عالم مرزا جہاندار شاہ بہادر برائے گیتی آرا ممالک فرنگ

اول حمد و نعت لکھی ہے پھر لمبا چوڑا القاب ہے۔ اسکے بعد یہ لکھا ہی کہ شاہ انگلینڈ پر واضح ہو کہ اس نیاز مند نے اس سے پہلے تفصیل مشروحًا ممالک ہندوستان کے ارکین کی اختلاف آرائی اور امرا کے درشتی معاندانہ کامون کو اپنے باپ کے ارشاد سے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہستنگس کی خدمت مین لکھ کر درخواست کی ہے کہ وہ خاندان شاہی کی امداد کرین اس امداد کی توقع مین چار سال تک مہاجان انگریز اور برادر عزیز نواب وزیر کے ساتھ مین متوقف رہا اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے امداد کی استدعا مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا کہ وہ

اسمعیل بیگ و غلام قادر کو خلعت دئے۔ الحاصل غلام قادر امیر الامرا ہوا۔ مادہوجی سیندہیا اپنے عہدے سے
موقوف ہوا۔ اسمعیل بیگ ساری سپاہ کا سپہ سالار ہوا۔ غلام قادر نے بادشاہ سے ملکر عرض کیا کہ
اب سپاہ کا ارادہ ہے کہ متھرا میں جاکر مرہٹوں سے لڑیں اور اوسکا نام و نشان ہندوستان سے مٹا دیں
اور اہلکاران شاہی نے بھی اس قصد کی تائید کی۔ مگر سیتل داس خزانچی نے کہا کہ بادشاہی خزانہ
میں روپیہ اس خرچ کے لئے نہیں ہے +

خزانچی کی یہ بات سنکر غلام قادر غصے کے مارے آگ ہو گیا۔ اور منہ سے جھاگ نکلنے لگے۔ کہیں بادشاہ نے
ایک خط سیندہیا کو لکھا تھا کہ امداد کے واسطے آؤ۔ وہ غلام قادر کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اسوقت اوسنے یہ خط بادشاہ
کے آگے ڈالا۔ اور اوسکو اور اوسکے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہتھیار ڈالدو۔ اونہوں نے حکم کی اطاعت کی۔ اس کمبخت
موذی نے بادشاہ کو قید میں ڈالدیا۔ اور سلیم گڈہ میں سے کسی مرزا کو بلاکر بادشاہ کے تخت پر
بٹھا دیا اور بیدار بخت اوسکا لقب رکھا۔ اور سب امیروں سے اوسکو بادشاہ منوایا۔ تین روز بادشاہ پر
بے دانہ و آب گذرے۔ اب غلام قادر نے انتظام کے ساتھ قلعہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ برابر کا دعویدار اوسکا
مرزا اسمعیل بیگ تھا اوسے یہ کہکر ٹال دیا کہ اپنے لشکر میں چلے جاؤ۔ وہ چلا تو گیا مگر بہت جلد اوسکو
اپنی حماقت یہ معلوم ہوئی کہ بغیر لئے دئے چلا آیا۔ ایک آدمی غلام قادر پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یار ہمارا
حصہ یاد رہے۔ سارے شہر کے دولتمند اور معزز اہلکاروں کو بلاکر کہہ دیا کہ ہوشیار رہو اور اپنی
حفاظت کا بندوبست کرو اور اپنے سپاہیوں اور نائبوں کو حکم دیدیا کہ اگر یہ پہلے لوٹیں تو
تم بھی لوٹو۔ غلام قادر نے اول اپنے نئے بادشاہ سے کہا کہ تمام بیگمات سے جواہرات لے لو۔ اونسے
لے لیے۔ جب اوس سے بھی پیٹ نہ بھرا تو شاہ عالم پر دولت بتانے کے لئے غضب توڑنا شروع کیا
اوسے یقین تھا کہ اس بوڑھے کو سارے خزانے دفینے معلوم ہونگے۔ اب کوئی ظلم و ستم باقی نہ رہا
جو اس ظالم نے اس ضعیف پیرانہ سال بادشاہ اور اوسکی اولاد پر نہیں کیا۔ اوسکو بیدار بخت کے
ہاتھوں سے پٹوایا۔ اور طرح طرح کی جسمانی تکلیفیں دیں ۔ ۳۰ جولائی کو سنگینوں سے بدن پر مار مار کر
نیل ڈالدیئے۔ اونکے گلابی گال تھپیڑوں سے لال کر دیئے۔ افسوس درد ناک آہ و نالہ سے
سارا محل تھراتا تھا۔ مگر اس کمبخت سنگدل کو ذرا رحم نہ آتا تھا۔ اسمعیل بیگ سے ذرا کنی دبتی تھی اوسکے پاس

غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھیں نکالنی۔

انگریزون پاس بنارس مین چلا گیا اور نہین ۱۷۸۸ء مین مرگیا۔ اس شاہزادہ کا نام
جہاندارشاہ مشہور ہے +

رجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین۔ پھر لکھوا اوا کی حمایت کے واسطے سیندھیا
آگرہ کے قلعہ مین گیا۔ یہان اسمعیل بیگ نے مقابلہ کیا اور غلام قادر بھی اپنی جاگیر سے اوس کی کمک کے
واسطے آیا۔ مگر اوس سے نہ مل سکا لڑائی مین اسمعیل بیگ زخمی ہوا۔ پھر فیروزآباد مین ٹھوکنسی ایک لڑائی
ہوئی جسمین آگرہ کا قلعہ مسلمانون کے ہاتھ لگ گیا۔ اب غلام قادر پھر دلی مین آیا اور شاہدرہ مین اترا۔ اور
منظور علیخان کی معرفت اپنی خیرخواہی کا اظہار شروع کیا۔ اوسکا اور اسمعیل بیگ کا یہ مطلب تہا کہ کسیطرح سے
سلطنت کو ہندؤنکے ہاتھ سے بچائین۔ اسلیئے مسلمانون نے آپسمین اتفاق کرنا شروع کیا۔ اور یہان لشکر کا
جماؤ ہوا مگر جولائی کا مہینہ تھا۔ کھانے پینے کی تنگی کچھ ایسی ہوئی کہ یہ مسلمان کی جمعیت پریشان ہوگئی
سیندھیا کا لشکر قلعہ مین بدستور جاری رہا۔ اب شاہدرہ سے غلام قادر کے لشکر نے قلعہ پر گولہ زنی شروع
کی شاہ عالم نے سیندھیا کو اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ اسوقت اس نائب امیرالامرا کا کام تھا کہ بادشاہ کی
اعانت کرتا وہ متہرا مین موجود تہا جہان سے ایک دودن مین دلی مین پہنچ سکتا تہا مگر وہ بادشاہ کی تلون مزاجی
سے کچھ خفا تہا۔ دوسرے وہ مسلمانونکی لڑائیونکے مزے بھی بہت کچھ چکھ چکا تھا اسلیئے وہ خود تو نہین آیا
مگر سمرو کی بیگم کو لکھا کہ آپ بادشاہ کی امداد کو جائے یہ ہوشیار بیگم سمجھ گئی کہ دال مین کچھ کالا
ہے جو سیندھیا خود اس مہم مین شریک نہیں ہوا۔ سیندھیا جی نے امباجی کو دو ہزار سوارون
کے ساتھ بادشاہ کی امداد کے لئے بھیجدیا۔ بلب گڈھ کے جاٹ بھی کمک کو آ گئے۔

جب غلام قادر نے یہ سامان دیکھا تو اوسنے اپنی سب فوجونکو غوث گڈھ سے بلا لیا۔ اسمعیل بیگ
نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کی طرف سے توڑ لیا۔ اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہ حال
دیکھکر ہندو بھی حلیتی بنے صرف ہمت بہادر گسائین بادشاہ کے ساتھ رہ گیا۔ اوسکو بھی مسلمانون نے
دہمکیان دیکر علیحدہ کردیا۔ اب بادشاہ کو بڑا فکر و تردد ہوا۔ اوسنے منظور علیخان سے کہا کہ غلام قادر اور اسمعیل بیگ
کو میرے پاس لاؤ مین اونسے زبانی سب باتونکا فیصلہ کرونگا۔ یہ دونو بادشاہ کے روبرو گئے اور ہاتھ
جوڑ کر عرض کیا کہ ہم جو کام کرتے ہین وہ صرف حضور کی خیرخواہی کے لئے کرتے ہین۔ بادشاہ نے

رانا خان اور اسمعیل بیگ کی لڑائی +

+ [illegible]

برنہ تھی۔ کوئی دل نہ تھا جو اس غم سے خالی تھا۔ ۲۔ ارکو اسمعیل بیگ پاس بہت سار و پیہ دینے بھیجا۔ شہر والونکو اول خبر نہ ہوئی کہ ان لال دیوارون کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ جب معلوم ہوا تو اونہون نے شہر چھوڑکر بہاگنا شروع کیا۔ اکثر استے مین بہا۔ کو مرنے لگے۔ اونہون نے کچھہ شہر والون کو تشفی کی اور ہمنا کو جمنا کے بائین کنارے پر بہت فوج مرہٹونکی آگئی اور انہون نے غوث گڈہ کی راہ بند کر دی اور کتنے رہیلون کو مار ڈالا۔ اسمعیل بیگ پہلے ہی سے غلام قادر کے مزاج سے واقف تھا۔ وہ بھی مرہٹون کے سردار رانا خان سے مل گیا۔ اب قلعہ مین سامان رسد کی قلت شروع ہوئی۔ اور سپاہ نے لوٹ کا حصہ نہ مانگا یون ماہ اگست دلی پر گذرا۔ ستمبر پر ستم کرو۔ اب غلام قادر گھبرایا۔ اوسنے سلیم گڈہ مین بارود کے میگزین کو اوڑایا۔ اور بھاگ کر میرٹھہ کے قلعہ مین چلا گیا +

اب پونہ کے دربار نے سیندہیا کی حمایت کر نہیں فائدہ سمجھا۔ اسلیئے ٹوکاجی ہلکر کو بہت سی سپاہ ساتھہ روانہ کیا۔ جب یہ لشکر آیا تو شہر والون اور رانا خان کو بڑی تقویت ہوئی۔ اس لشکر نے میرٹھہ کے قلعہ مین غلام قادر خان کو گھیرا۔ ۲۱۔ دسمبر ۱۷۸۸ء کو رانا خان اور مسٹر ڈمی بوائن نے سخت حملہ اوس پر کیا۔ ونکو اوسنے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ اوسکے نوکر تھک گئے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ اس ذات شریف اب پوری کمبختی آگئی ہے۔ اسلیئے رات کو چھوڑکر وہ بھاگ گئے۔ جب اوسنے یہ دیکھا تو وہ خود بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنے ساتھہ وہ سارے جواہرات بیش بہا لیکر چلا گیا جو قلعہ سے ہاتھ آئے تھے۔ اور ہر دم اونکو کسی وقت کی ضرورت کے لئے ساتھہ رکھتا تھا۔ اس جاڑے کی رات مین بارہ میل وہ چلا۔ اور اوسکا ارادہ تھا کہ جمنا پار ہو کر سکھون سے جا ملون۔ مگر صبح کو کہر پڑ رہی تھی گھوڑا ایک کنوئیے کے نیچے مین جا پڑا۔ چاہ کن را چاہ در پیش کا مضمون پیش آیا۔ گھوڑا تو اوتھہ کھڑا ہوا۔ اور پھر ڈہلان پر چڑہ کر باہر نکل آیا مگر سوار نہ اوٹھہ سکا۔ اور وہین پڑا رہا۔ جب صبح ہوئی نکلی تو برہمن اپنے بیلون کی جوڑی لے کنوئیے پر چرس کھینچنے کے لئے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت آدمی مکلف لباس پہنے پڑا ہے۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی حضرت ہین جنکے پاس مین یہ فریاد لیکر گیا تہا کہ ٹھانون نے مجھے لوٹ لیا ہے اور اونہون نے کچھہ نہ سنا تھا۔ اس برہمن نے کہا کہ نواب صاحب سلام۔ غلام قادر نے جواب دیا

۳۱ جولائی کو پانچ لاکھ روپیہ بھیجدیا اور پھر کئی روز بعد سات لاکھ روپیہ بھیجا مہاجنون سے
بھی اناہنیت کے ساتھ روپیہ لیا پہلی اگست کو پھر بادشاہ کو خزانہ بتانیکے لئے آڑے ہاتھون لیا اسپر
بوڑھا بادشاہ چلایا کہ ارے کمبخت خزانہ کہان دھرا ہے میرے پیٹ مین رکھا ہے او چیر کر نکال لے اب بوڑھی
بوڑھی بیگمون کی کمبختی آئی۔ اب تک اونکی تعظیم و تکریم ہو رہی تھی کہ اونسے ساری دولت کا پتا لگ جائیگا
جب اونسے کام نہ چلا تو اونپر غضب ڈھایا۔ ان سب میں بڑھی ہوئی ممتاز محل سب سے زیادہ ممتاز تھیں اونکی
سب سے زیادہ فضیحتی کی سب مال اسباب چھین بیچاری کو قلعہ سے باہر نکالدیا جسکو بادشاہ بنایا تھا اوسکی
تعظیم و تکریم کو بھی اوسنے سلام کیا حقّے کے دم اوسکے سامنے اوڑائے۔ دیوان خاص مین تخت پر بادشاہ
کی برابر جا بیٹھا۔ تاریخ تخت کو بھی آگ لگا کر سارا چاندی سونا اوسمین سے نکال لیا تین روز کے اندر
سارا فرش اوکھیڑ ڈالا کہ کہین اوسکے نیچے سے دفینہ ہاتھ لگے۔ اب ۱۰ اگست ۱۷۸۸ع آئی یہ وہ تاریخ ہے
کہ جسکو ہمیشہ خاندان تیموریہ کی تاریخ مین یاد رکھنا چاہیئے۔ غلام قادر نے یعقوب علی اور تین چار پٹھانون کو ساتھ
لیا اور شاہ عالم کو دیوان خاص مین بلایا۔ اور پھر خزانہ کو پوچھا۔ اوسنے کہا کہ اگر خزانہ مجھے معلوم ہوتا
تو مین کیون اپنے ظروف نقرہ و طلائی کو بیچکر اپنے نوکرون کی تنخواہ تقسیم کرتا۔ اگر کوئی دفینہ گڑا دبا ہوا
ہوگا تو مجھے کیا اوسکا علم ہے۔ اوسپر غلام قادر نے کہا کہ اب تو کسی کام کا نہین تیرا دنیا مین رہنا بیکار ہے
آنکھین تیری نکال لینی چاہیئین۔ اسپر آہ سرد بھر کر بادشاہ نے کہا کہ یہ وہ آنکھین ہین جو ساٹھ برس تک کلام اللہ
پڑھتی رہی ہین اونپر رحم کر یہ سنکر ظالم نے بادشاہ کے بیٹے پوتون کو جو اس عالم مین بھی اوسکے ہمراہ تھے بے تحاشا
مارنا دھاڑنا شروع کیا۔ اوسپر بادشاہ نے کہا کہ ان آنکھون کے رکھنے کے لئے مین نے اس عذاب و مصیبت کے
دیکھنے کیواسطے نہین کہا تو ابھی انھین نکال لے۔ غرض وہ سفاک تخت پر سے کودا۔ اور بادشاہ کو
نیچے لٹا چھاتی پر چڑھ ایک آنکھ اپنے خنجر سے نکال لی دوسری آنکھ نکالنے کو یعقوب علی سے کہا
اوسنے انکار کیا تو فوراً اوسکا تلوار سے سر اوڑا دیا۔ اس خوف سے اور پٹھانون نے دوسری آنکھ
نکال لی۔ اور پھر بادشاہ کو سلیم گڑھ مین لیچلے۔ اوسوقت جو قلعہ کی کیفیت تھی قلم سے بیان نہین
ہو سکتی۔ کوئی شاہزادہ بے بس بیکس غم کی تصویر بنا کھڑا تھا کوئی شاہزادی سکتہ کے عالم مین
بیہوش تھی کوئی ہائے شاہ عالم ہائے شاہ عالم کہکر سر پیٹ رہی تھی کوئی آنکھ نہ تھی جو آنسوؤن سے

پینتالیس برس تک تخت نشین رہا۔ اور ۱۸۰۶ء میں مر گیا شاہ عالم نے اندھے ہونیکے بعد اپنا مرثیہ لکھا ہے

چه حادثه برخاست پئے خواری ما
داد برباد سر و برگ جهانداری ما

آفتاب فلک رفعت شاهی بودم
برد در شام زوال آه سیه کاری ما

چشم من کنده شد از جور فلک بهتر شد
که نه بینیم که کند غیر جهانداری ما

داد افغان بچه شوکت شاهی برباد
کیست جز ذات خدائے که کند یاری ما

کرده بودیم گناهے که سزایش این بود
چیست امید که بخشد گنه گاری ما

کرده سی سال نظارت که مرا داد برباد
زود تریاقت تلافی ستمگاری ما

نازنینان پری چهره که همبزم بودند
کیست جز محل مبارک به پرستاری ما

حق طفلان که ز سی سال فراهم کردند
کرده تاراج نمودند سبکساری ما

عهد و پیمان عیان داده نمودند دغا
محلیان خوب نمودند وفاداری ما

شیر دادیم به افعی بچه پروردیم
عاقبت گشت بجور پئے خونخواری ما

قوم افغان و مغلیه همه بازی دادند
بسکه گشتند محبوز گرفتاری ما

آن گدازاده همدان که بدوزخ برود
بانی جور و ستم شد بدل افگاری ما

گل محمد که ز مردان لشبرارت کم نیست
چه قدر کرد وکالت به گرفتاری ما

هم الہ یار و سلیمان و بدل بیگ لعین
هر سه بستند کمر بهر دل آزاری ما

شاه تیمور که دارد سر نسبت با من
زود باشد که بیاید به مددگاری ما

مادهوجی سیندهیه فرزند جگربند من
هست مصروف تلافی ستمگاری ما

راجه و راؤ و زمیندار امیر و چه فقیر
حیف باشد که نسازند غمخواری ما

حال ما گشته بتر هم چو ماهان زیزید
کرد تقدیر ازل روزی ما خواری ما

بود جانکاه زر و مال جهان هیچ و مرض
رفع از فضل الهی شده بیماری ما

آصف الدوله و انگریز که دلسوز من اند
چه عجب گر بنمایند مددگاری ما

آفتاب از فلک امروز تباهی دید
باز فردا دهد ایزد سر سرواری ما

بجہے نواب کیون کہتے ہو مین غریب سپاہی ہون زخمی ہوگیا ہون گھرا بنا ڈھونڈھتا ہون جو کچھہ
میرے پاس تھا وہ سب کچھہ لُٹ گیا - اب گلے کا ہار باقی ہے یہ مین تجھے دیتا ہون تو مجھے غوث گڈھ
کا رستہ بتا دے - اوسنے کہا بہت اچھا میرے ساتھہ چلئے - اوس کو اپنے گھر مین لے آیا اور
بند کردیا اور رانا خان پاس دوڑا گیا - وہ یہان لڑائی کے سبب قریب ہی فروکش تھا -
اوسنے یہ سنتے ہی آدمی دوڑائے وہ آنکر غلام قادر کو اپنے لشکر مین پکڑ لے گئے اور سیندھیا
کے پاس اوس کو متھرا مین بھیجدیا - میرٹھہ کے قلعہ کو بچھاتون نے خالی کردیا ادھر اودھر
چلے گئے - بیدار بخت پکڑکر دلی بھیجا گیا وہان وہ قتل ہوا اور منظور علی خان بھی ہاتھی کے پیر سے
باندھے گئے - اور شہر کے بازارون مین گھسٹ گھسٹ کر مرگئے جب غلام قادر متھرا مین پہنچا
تو سیندھیانے اوسکی بڑی فضیحتی کی - ایک گدھے پر اولٹا سوار کیا - اور ایک پہر ساتھہ کیا
اور پہر ایک کان سے ایک ایک کوڑی نواب وزن محال کے نام سے منگوائی - پہر اوسکی زبان
کاٹ لی - پہر اوسکی آنکھین پھوڑ ڈالین - پہر ناک کان ہاتھہ پیر کاٹ لئے - اسطرح لوتھڑا بناکر پادشاہ
کی خدمت مین دلی بھیجا - مگر راہ مین موت نے بڑی رفاقت کی - کہتے ہین - سوماہ مارچ ۱۷۸۹ع
ایک درخت مین اوسکو لٹکا کے پھانسی دیدی - یہ لاش قیمہ قیمہ اندھے بادشاہ کے روبرو
دیوان خاص مین پیش ہوئی - لوگ شاہ عالم کے استقلال وصبر و تحمل کی بڑی تعریف
کرتے ہین کہ جس وقت آنکھین اوس کی نکالی گئیں تو اوسنے اُف نہ کی اور خدا کو یاد کرتا رہا
اور اس صدمہ کے بعد بھی اتنے دنون تک زندہ رہا - کاش اس استقلال اور عالی ہمتی کا سوان حصہ
وہ میدان جنگ مین دکھلاتا تو اس دفعہ اپنی سلطنت کو بحال کرلیتا - اب سیندھیانے شاہ عالم
کو تخت پر بٹھایا - اگرچہ اب تک کوئی اندھا بادشاہ تخت پر نہیں بیٹھا تھا - اور یہ بھی مشہور رہا ہے
کہ بادشاہ اندھا نہ ہونا چاہئے - نولاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ اخراجات کے لئے مرہٹون نے
مقرر کردیا - اور بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے بعد ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک صاحب اپنی
انگریزی فوج لیکر دلی مین داخل ہوئے اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا اور بادشاہ کی پنشن بارہ
لاکھہ روپیہ سال مقرر کردئے - اسکا مفصل حال انگریزی زمانہ کی تاریخ مین لکھا ہے - یہہ بادشاہ

سازش شروع کی۔ایک ہندو اور ایک مسلمان دو بدمعاش جمع ہوئے ایک نے تو یقیناً اونکے معاون ہوئے چیف جسٹس رسل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔اور عرض کیا کہ ہم کلکتے جاتے ہین اور مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کراتے ہین۔

بادشاہ سلامت راضی ہو گئے دونو کو وکیل مقرر کر کے کلکتہ بھیدیا۔ مولوی صاحب یہین بادشاہ پاس سمجھانے کیلئے رہے غرض مدت تک اس بھولے بادشاہ کو بہلاتے رہے خطوط بادشاہ کے نام بھیجتے رہے ایک خط مین لکھا کہ جب ہمنے حضور کی پریشانیونکا حال لارڈ رسل صاحب کے سامنے بیان کیا تو افسوس کر کے ہاتھ ملنے لگے۔اور جب حضور کا خط پڑھا تو رنج کے مارے ہونٹھ چبانے لگے۔اونھونے وعدہ فرمایا ہے کہ نظام الملک یعنے مٹکاف صاحب رزیڈنٹ دہلی کو گورنر جنرل کیطرف سے حکم بھجواتے ہیں کہ ہم نے تمکو بادشاہ کی آرام اور آسایش اور اعزاز و اکرام کے لئے مقرر کیا تھا یا تکلیف و رنج پہنچانیکے واسطے اگر آیندہ کوئی ایسی حرکت سُننے مین آئیگی تو موقوف کر دئے جاوگے۔اسکے بعد پھر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ اب ہم مسٹر سیٹن صاحب اور گورنر جنرل کے ساتھ لندن جاتے ہیں خرچ بھجوا دیجے اور ہمارا دو ماہہ ماہ بماہ گھر بھجواتے رہئے۔غرض یون ہی بدمعاش روپیہ مارتے رہے جبتک کہ انگریزونکو اس ساری سازش کا حال معلوم ہوا۔بعد اوسکے لارڈ مٹکاف صاحب نے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ایسے دہوکہ بازونکے فریب مین آیندہ نہ آئیے مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لولو کہکر طنچہ میں گولی ماری وہ اونکی ٹوپی پر لگی۔اس سبب سے یہ شاہزادہ الہ آباد مین عزت کے ساتھ قید کیا گیا۔یہان بھی نچلا نہ بیٹھا شادی کی تقریب سے نواب وزیر پاس لکھنؤ میں گیا۔وہان بھی اوسنے انگریزونکے خلاف سازش کرنی چاہی مگر یہ راز کھل گیا قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تھا۔وہان انگریزی حکومت کو مداخلت نہ تھی اسلئے اوسکی عجیب کیفیت تھی۔سارے شہر کے بدمعاش و ہمین گھسے رہتے تھے شہر سے مال چراکر لیجاتے تھے قلعہ میں کھلی بازار بکا کرتا تھا جاتے لاوارث لڑکون اور لڑکیون کو پکڑ لیجاتے اور وہان دام کھرے کر لیتے۔ گرپڑا رہے مارے پھرتے تھے قصہ دار و وہان سے مرزا و لڑتے شہزادی عجیب عجیب حرکتین کرتے کبھی مال چراتے کبھی کسی کو قتل کرتے کسی کو مارتے کسی کو پیٹتے آپس مین لڑتے

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت جب مر گیا تو یہی شاہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد ہوا ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء مین پیدا ہوا - اور بعد شاہ عالم کے مرنے کے ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء مین تخت نشین ہوا - اکتیس برس تک تخت پر بیٹھا ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء مین اسی برس کی عمر مین مر گیا - شاہ عالم جب بوڑھا ہو گیا تھا تو اوس کے خرچ بھی بوڑھے ہو گئے تھے - کچھہ اوسکے مزاج مین خست بھی آگئی تھی غرض کئی لاکھہ روپیہ اوسکے خزانہ مین جمع ہو گیا جب وہ مر گیا تو اکبر شاہ بادشاہ ہوا - نہ وہ آنکھون سے اندھا تھا نہ ہاتھون کا تنگ تھا - اوسنے یہ فریاد کرنی شروع کی - کہ ایک لاکھہ روپیہ مہینہ اوسکے خرچ کے لئے کافی نہین ہے پہلے بادشاہونکی اولاد اور بہت سے شاہزادے جنکی پرورش بادشاہ کے ذمہ تھی ایک لشکر تھا - شاہ عالم کی اولاد کے بڑے بڑے وظیفے ہے تھے غرض بادشاہ کی اس درخواست پر لارڈ منٹو نے التفات کیا - پہلے انگریزی گورنمنٹ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ جب انتظام مالی ہماری گورنمنٹ کا درست ہو جائیگا تو اضافہ بادشاہ کی پنشن مین کیا جائے گا - ۱۸۰۹ء مین گورنر جنرل نے اضافہ کا ارادہ کیا - جبتک شاہ عالم کا روپیہ جمع کیا ہوا باقی رہا اکبر شاہ چپکا بیٹھا رہا جب یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو وہ اپنے اضافہ پنشن کے لئے جسکو وہ اپنے ملک کا خراج جانتا تھا بیقرار ہوا - اور اوسنے اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس تھا اس مضمون کا خط لکھا کہ - نور چشم راحت جان طول عمرہ

بعد دعا درازی عمر معلوم ہو کہ جو روپیہ خزانہ مین شاہ عالم کا جمع کیا ہوا تھا وہ سب خرچ ہو گیا - انگریزی گورنمنٹ نے جو خراج ملک کا مقرر کیا ہے وہ اخراجات کے واسطے کافی نہین ہے حسب تم ایسی تدبیر کرو کہ نواب وزیر سے میرے مدعا حاصل کرنے مین کوشش کرے - اتفاق سے یہ خط سلی[illegible] ریزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھہ پڑ گیا غرض اسپر شاہزادہ کو مطلق العنانی سے روکا - اور بادشاہ کو بھی ریذیڈنٹ دہلی نے سمجھایا کہ آپ کو ایسی حرکات سے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہوگا بلکہ اولٹا نقصان ہوگا - دلی کے آدمی مدت سے بادشاہ اور شاہزادونکو کاٹھہ کا الو سمجھتے تھے - کسی ایک بدمعاشون نے ایک او[illegible]

اوٹھتی ہے جب وہ مرنیکو ہوتا ہے تو سنبھالا لیتا ہے اسیطرح جب سلطنت تیموریہ کا چراغ گل ہونیکو ہوا اور آخر وقت آیا تو اوسنے اپنی وہ روشنی چمکائی او زالیسا سنبھالا لیا کہ اوسکی نظیر کہین مشکل سے تاریخ مین ملیگی ۱۸۵۷ع مین مئی کا مہینہ آیا اور ہنگامہ بغاوت بنگالے کی انگریزی سپاہ کا برپا ہوا - کیا قدرت الہی اور شان کبریائی ہے کہ آن کی آن مین کیاسے کیا ہو گیا کہ اوس بادشاہ پاس جسکے خزانہ میں پھوٹا بادام نہ ہو پندرہ بیس روز کے عرصہ مین بے طلب لاکھون روپیہ جمع کرادے اوس بادشاہ پاس جسکے ہان چار سپاہی ایسے نہوں کہ بندوق کو بھر سکین ہزارون وہ سپاہی بلائے اکھٹی کر دی کہ جسکے ہاتھو نپر سارا ہندوستان فتح ہوا ہو - اور جسکے گلے مین لڑائیون کے فتح کرنے کے تمغون کے ہار پڑے ہوئے ہون - اوس بادشاہ کے پاس جسکے ہان ٹوٹی پھوٹی ایک توپ ہو گھوڑونکے توبخانے اور ہزارہا قلعہ شکن توپین بہم پہنچادین اوس بادشاہ پاس جسکے میگزین مین سیر بھر بارود اور ایک پٹاخہ نہوا وسکے قبضہ مین دلی جیسے میگزین کا لال پٹارہ آگیا ہو جس فقیر بادشاہ کی نذر مین کوئی پھوٹی کوڑی پیشکش نہ کرتا ہوا وسکے سامنے آج شاہ اودہ کی اور کل والی رامپور کی پیشکش رکھی گئی ہو جس ساقط الاختیار اور بے اعتبار بادشاہ کو کوئی رئیس خط بھی نہ لکھتا ہو اوس پاس چارون طرف سے عمائد ملک کی عرضیان آئی ہون ہندوستان مین کوئی بڑا راجہ نواب ہو گا جسکا کوئی وکیل یا کوئی آدمی شہر کے گلی کوچون میں چھپا ہوا نہ پڑا ہو گا - اور اوسنے اگلی پچھلی کتابون کو دیکھ بھال کر خاندان تیموریہ سے اپنے پرانے ناتے رشتے اور واسطونکا مسودہ نہ گھڑا ہوا اور وقت کا منتظر نہ بیٹھا ہو - اسوقت دلی کے دیکھنے سے یہ حقیقت کھلتی تھی کہ اس دم سلطنت تیموریہ کے نام کے بادشاہ کو کتنے ہندوستانی دل مین مانے ہوئے اور اس شہر کو اپنا ملک کا دارالسلطنت جانے ہوئے بیٹھے تھے -

مئی ۱۸۵۷ع سے ستمبر سنہ الیہ تک ہنگامہ کارزار برپا رہا - بہتر بہتر لڑائیاں ہوئین - سب مین باغیونکو شکست ہوئی - آخر سرکار انگریزی ہی نے دلی کو فتح کیا - باغیون کے جدھر سینگ سمائے اودھر چلے گئے - بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے تئین انگریزون

اوسکے زمانہ مین سوا خفیف خفیف بدمعاشونکی سازشون کے کوئی اور بات نہین واقع ہوئی۔ تعظیم تکریم اوسکی اور نام بادشاہت کا اور قلعہ کی حکومت قائم رہی +

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

یہ بادشاہ ۱۱۸۹ھ مین پیدا ہوا تاریخ تولد اوسکی ابوظفر ہے۔ تعلیم اچھی ہوئی تھی خوشنویس تھا طغرا خوب لکھتا تھا شعر خوب کہتا تھا۔ اوسکی غزلونکا شور سارے شہر مین گیا اور دور رہتا تھا چار مجلد دیوان اوسکے یادگار ہین مرزا اسد اللہ خان غالب جو فارسی زبان مین دوسرے امیر خسرو تھے اوسکے ہان متعلق تھے۔ ابراہیم ذوق طوطی ہند جو ریختہ گوئی مین دوسرے میر تھے وہ اوسکے اُستاد تھے۔ بادشاہ علم تصوف مین ماہر تھا۔ ساری گلستان کی شرح علم تصوف مین لکھی ہے وہ خاندان چشتیہ مین مرید تھا اور خود بھی پیر و مرشد تھا اور اورون کو مرید کرتا تھا خاص مریدونکو دو دو روپیہ مہینہ بھی دیتا تھا۔ کثیر الازدواج اور کثیر الاولاد تھا۔ دو ولیعہد اوس کے سامنے مر چکے تھے سب سے بڑا زندہ بیٹا مرزا قویاش مستحق ولیعہدی تھا۔ بادشاہ چھوٹے بیٹے مرزا جوان بخت کے لئے ولیعہدی چاہتا تھا غریب پروری کی صفت اوسکی قابل یاد رکھنے کے ہے لنگڑے لولے اندھے بہرے اپاہج جتنے اوسکے ملازم تھے سب کی تنخواہ گھر بیٹھے پہنچتی تھی فقط انکی مہر قلعہ مین جاتی تھی۔ وہی تنخواہ لے آتی تھی ساری عمر مین شاید کسی نوکر کو موقوف کیا ہو ہمیشہ نوکرونسے محبت کی باتین کرتا اور کبھی سخت کلامی نہ کرتا سوا ایک دفعہ کے کہ اونسے دو ایک بدکار لونڈیونکا سر منڈوا دیا اور ایک لونڈی کی ناک کاٹنے کا ارادہ کیا۔ روز بروز بادشاہ کی قدر کم ہوتی جاتی تھی۔ قلعہ کی لال حویلی کا ایسا ہی لحاظ رہا تھا جیسا کہ اور دولتمند شریفون کے مکان کا ہوتا تھا۔ نذر بھی لارڈ ڈلہوسی نے بند کر دی تھی۔ قلعہ اب شہر کے اوباشون اور بدمعاشون کی کمین گاہ اور امن گاہ نہ رہا تھا نہ اوسمین بردہ فروشی ہو سکتی تھی۔ نہ کوئی مجرم سنگین بغیر تحقیقات کے رہا ہو سکتا تھا۔ نہ چوری کا مال غائب ہو سکتا تھا۔ نہ کوئی قرضدار عدالت کی ڈگری کی گرفتاری سے محفوظ ہو سکتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ جب چراغ بجھنے کو ہوتا ہے تو لو

ایکطرف ہین تاتاری ترک بہت بیٹھے ہین جو نہایت صابر حلیم سخت جفاکش نفس کش مگر ابتک اپنی حالت پر ایسے مستقل جمے ہوے ہین کہ عقل و فہم کے اندر آگے ترقی کرنیکی قابلیت جاتی رہی ہے - ایکطرف اہل چین ہین کہ نہایت ذہین اور کاروبار روزگار مین ہنرمند و سلیقہ شعار مگر قوم شکل قومی خوبیون کے دکھانے کی قابلیت نہین رکھتے - ایکطرف اہل عرب ہین کہ خدا پرست مستقل مزاج بڑے گنبھیر اپنی تنہائی مین آزاد - ایک جانب ایرانی ہین خوبصورت نفیس مزاج زبان مین طلاقت رکھنے والے مگر کسی کام مین استقلال نہین رکھتے - بڑے ملون - ترکمان اسلام کے غلام - ناحق پیرون کے اعتقاد کی زنجیرون مین جکڑے ہوے کہ کسی طرف حرکت نہین کر سکتے - افغان جنگجو - کینہ خو - بہادر غرض یہ قومین ایشیا کو جیسے عرب - الجزیرہ - ایران افغانستان - بلوچستان مین اپنی شائستگی و تہذیب مختلف درجون کی دکھا رہی ہین آپس کے نفاق و عناد سے اور باہر کے حملون اور فساد سے کوئی خالی نہین ہان اہل عرب بے صحرا اور ریگستان و کوہستان مین بڑے شادمان اور آزاد ہین +

اب ہم ایشیا کے چار حصے باعتبار سلطنت کے کرتے ہین - اول مسلمانی ایشیا وہ ایشیا کا مغربی حصہ ہے - دوم انگریزی ایشیا وہ جنوبی حصہ ہے - سوم روسی ایشیا وہ شمالی حصہ ہے چہارم بدھ مذہب والون کا ایشیا وہ مشرقی حصہ ہے - یون چارون سمتون مین ہر سمت کی الگ الگ کیفیت ہے اور دو مین عیسائی اور ایک مین مسلمان - ایک مین بدھ مذہب والے سلطنت کر رہے ہین ایشیا گو مہد بنی آدم تھا - اور ساری قومون کو اسنے تہذیب اور شائستگی کا سبق پڑھایا تھا اور ساری قومین اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئین تھین مگر اس زمانہ مین وہ پیر خستہ حال ہے کہ اس مین ایسی سکت نہین ہے کہ جبتک اسکی بغل مین اہل یورپ اپنے دونو ہاتھون کو نہ دین وہ کھڑا ہو سکے یا آگے قدم بڑھا سکے جبتک اہل یورپ اس پیر نابالغ کو بچہ بنا کے اپنی تہذیب علم و ہنر کے مدرسہ مین بٹھا کے تعلیم نہ دین تو وہ خود ایسی ترقی - شائستگی و تہذیب نہین کر سکتا جس سے انسان انسان کہلاتا ہے - اب جہان کہین اس مین ترقی کے آثار نمایان ہوتے ہین وہ اہل یورپ ہی کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے غرض روز بروز اہل ایشیا

حوالہ کیا۔ رنگون کو جلاوطن ہوا۔ اپنے جوان بیٹون اور پوتون کو اپنی آنکھون کے سامنے قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس بادشاہ پر خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اسلئے میری تاریخ کا بھی خاتمہ بالخیر ہوا+

خاتمہ

مسلمانون کے ہاتھہ سے ہندوستان کی سلطنت کیا گئی اُن کے عروج اقبال کا زمانہ ہی گیا۔ اور اون کے زوال کا زمانہ ساری دنیا مین آگیا۔ ہم نیچے ایک مضمون لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہوگا کہ اب بھی اون کی سلطنتین ایشیا میں کہان کہان ہیں+

مسلمانون کی سلطنتین ایشیا میں کہان کہان ہیں اور بالفعل ونکا کیا حال ہے

اگرچہ مسلمانون کے عروج واقبال کا زمانہ وہ نہین رہا کہ اُنکی سلطنت وسطوت کا آفتاب ربع مسکون پر اپنی روشنی پھیلاتا تھا اور انکی مملکت کو وہ وسعت تھی کہ جسکے اندر ایک ہی وقت مین کہین سحر ہوتی تھی کہین دوپہر کہین شام کہین آفتاب بہ لب بام کہین افق پر مقام مگر اس تنزل کے زمانہ مین بھی تینون براعظم ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ مین انکی چھوٹی بڑی سلطنتیں اور بُری بھلی ریاستیں موجود ہین ہم انکا نہایت مختصر حال جو فی الحال ہے بیان کرتے ہیں کہ اونکی وسعت کیا ہے نظم ونسق کیسا ہے رعایا کی مرفع الحالی کی کیا حالت ہے+

اول ایشیا سے شروع کرتے ہین کیونکہ وہی انکی سلطنت کا سرچشمہ تھا۔ اسی مین ابتک اُنکی بہت سی رنگ برنگ کی قومین اپنی خصائل و عادات و قابلیت واستعداد مختلف درجے کی رکھتی ہین

حکومت کرتا ہے ستر ہ لاکھ تینتیس ہزار میل اور آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ ہے سب کل رقبہ ایک کروڑ بہتر لاکھ تینتیس ہزار مربع میل اور آبادی ایک ارب دو کروڑ +

تمام ایشیا مین برٹش انڈیا اور سیلون میں نظم و نسق خوب ہے سیبیریا مین وہی عملداری مین اچھا بندوبست ہے - وسط ایشیا مین قوقند - بخارا خیوا مین روسیون کے اہتمام سے انتظام ہوتا جاتا ہے - کیمبوڈیا کے جزیرہ نما مین فرانسیسی بھی عمل دخل کرتے جاتے ہیں چین کی عملداری مین گو بعض بڑی خوبیان ہیں مگر بحیثیت مجموعی وہ نیم وحشی ہی ہے - جاپان نے تمام اپنے آئین قوانین تعلیم و تہذیب مین اہل یورپ کا چربہ اُوتارا ہے - مگر ابھی یہ امر تحقیق کے درجہ پر نہین پہنچا ہے کہ وہ اپنے سارے کامون مین اس تقلید کے اندر کامیاب ہو دونو ایران اور ٹرکی ایشیا مین کسی قدیمی قوانین آئین کی ترمیم نہین ہوئی عرب مین سب سے نرالا انتظام ہے وہ اپنے قدیمی انتظام جو قبیلوں کا ہے رکھتے ہین +

سلطان روم کی فرمان روائی ایشیا میں

عرب مین اور اس حصہ میں جو جنوب مغرب مین دریائے دجلہ کے واقع ہے ان سب مین سلطان روم فرمانروا ہے - اسکی سرحد پر روس اور ایران کی عملداری ہے ان سلطنتوں سے اسکا ڈانڈا ایک کوہ ارارات کے قریب ملتا ہے - اسکے تینون طرف پانی ہے مصر کی طرف خشکی - اوسکے چار حصے ہیں ایک عرب دوم ایشیا مائی نر سوم شام چہارم فلسطین (پیلسٹائن) ایشیا کو چک جسکا یہ نام اسی سے چھوٹے ہونے کے سبب سے رکھا گیا ہے اسکو اہل یونان انٹی اولیا کہتے تھے اسکی سرحدین ہمیشہ متغیر ہوتی رہی ہیں +

اب ٹرکی نظم و نسق کی کیفیت ایشیا مین یہ ہے کہ وہ شخصی سلطنت ہے مگر شرع اسلام کی پابندی رسم و رواج کا پاس و آداب سلطنت کو مطلق العنان نہیں ہونے دیتا سوا اسکے سلطان کے بیجا ارادون کا مزاحم وزیر اعظم سلطنت اور دیوان بھی ہوتا ہے گو دیوان کے تمام ارکین کو سلطان خود مقرر کرتا ہے - ان ارکان سلطنت کے لئے کوئی مدت ملازمت پہلے سے نہین متعین ہوتی اس لئے

اہل یورپ کی ہر بات میں دست نگر ہوتے جاتے ہیں اہل یورپ کے ہاتھہ مین سارا ایشیا ہے اگر انھون نے سارے ایشیا کو مہذب و شائستہ نہ بنایا تو سمجھو نبی آدم ہی شائستہ و مہذب ہوا اسلئے کہ ساری دنیا مین جتنے آدمی رہتے ہین انمین دو تہائی کے قریب ایشیا مین آباد ہین انکی ترقی کا معدوم ہونا اور تہذیب سے محروم ہونا گویا دو تہائی آدمیونکا انسانیت سے محروم ہونا ہے۔ کوئی ایشیا کا ایسا حصہ نہین کہ جہان اہل یوروپ کا کسی نکسی پیرایہ مین پاؤں درمیان مین نہ ہو۔ زمین پر ایشیا کے تمام ملکون کا یورپ کی نسبت ایسا حال ہی جیسا کہ آسمان پر ستارونکا ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی آفتاب کے گرد طواف کرین ایسی ہی ہر ایشیائی سلطنت ضروری ہی کہ کسی یورپ کی سلطنت کے گرد صدقے ہو یعنی کوئی سلطنت یورپ کی رعب اور اثر سے خالی نہین۔ شمالی حصہ جو روسیون کے عمل دخل مین ہے وہ کل ایشیا کی ایک تہائی کے قریب ہی۔ سارے ہندوستان کی مالک جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند ہین اور اسکے ساتھہ برہما سیام لنکا۔ بحر ہند کے جزائر بھی زیر فرمان ہین بلوچستان اور افغانستان مین برٹش گورمنٹ کا رعب و اثر کرتا ہے مغرب مین شمالی ایشیا مین سلطان روم کی سلطنت مین ایشیاء کوچک شام عرب ہین جنکی حفاظت مین سلطان روم کی صلاح کار برٹش گورمنٹ اور اور سلطنتیں ہیں اور ایران مین شاہ ایران کی حکومت ہی جسپر روس اور انگلستان دونون کا رعب و اثر کرتا ہے مشرقی سلطنت کے چار حصے ہین چین۔ جاپان۔ سیام۔ برہما۔ آخر کے دو حصہ انگریزون کی عملداری مین آگئے۔ باقی چین نے اپنے بندرگاہ تمام اہل یورپ کے ساتھہ تجارت کھولنے کے لئے کھول رکھے ہین جاپان نے اہل یورپ کی ساری شائستگی اور تہذیب کو اختیار کرلیا ہی۔ ایک چھوٹی سی ریاست مسلمانون کی ملاکا ہے جسکو کشش ثقل خود بھاری سلطنت انگریزی کی طرف کھینچے لئے جاتی ہے +

اب باعتبار آبادی اور وسعت ان چارون حصونکی کیفیت یہ ہی کہ جو مسلمانون کی سلطنت مغربی ایشیا مین ہی جسکا رقبہ اکیس لاکھہ میل ہے اور آبادی تین کروڑ بیس لاکھہ جنوبی ایشیا جسمین انگریزی سلطنت ہی اوسکا رقبہ ستائیس لاکھہ میل اور آبادی سینتالیس کروڑ مغربی ایشیا مین بدھ مذہب کی عملداری ہی رقبہ پچپن لاکھہ میل اور آبادی پچاس کروڑ شمالی ایشیا جسمین روس

تمام قوانین اور آئین سلطنت کی بنا قرآن شریف پر رکھی جاتی ہے۔ اور ساری ضرورتوں میں اسی کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہے مسلمانوں کا مذہب تمام اور مذہبوں سے مستثنی اس باب مین ہے کہ اس مے کوئی تخصیص کسی فریق کے ساتھہ مرشد وہادی دین ہونے کے نہین مقرر کی۔ ہر مسلمان مولوی ہوسکتا ہے۔ اور وہ قرآن شریف کے احکام اور مسائل کو مسلمانون میں بیان کرسکتا ہے۔ قرآن مین فقط احکام دین ہی نہین ہیں بلکہ اس مین دنیا کے معاملات باب مین بھی احکام ہین اس لئے اُن مولویون اور عالمون کو دنیا کے معاملات و مقدمات مین فیصلے کرنے مین بھی مداخلت ہوتی ہے پس اس سبب سے شیخ الاسلام جو تمام عالمون اور مولویون کا امام و پیشوا ہے سلطان کے بعد دنیا کے معاملات مین اختیار رکھتا ہے اور دین کے معاملات مین اوسکا اقتدار سلطان سے بھی بڑھا ہوا ہے تعلیم جو اس زمانہ کے موافق ہونی چاہئے اسکے بڑے حارج اور مزاحم یہہ مولوی ہیں ۱۸۴۵ء مین تعلیم کی ترمیم ہوکر دنیاوی تعلیم کی تجویز ہوئی اور اوسکے واسطے ایک نئی یونی ورسٹی قسطنطنیہ مین قایم ہوئی۔ اور ابتدائے تعلیم کے واسطے احکام جاری ہوئے کہ سب کو بالجبر دی جائے۔ مگر ان عالمون کا اثر عوام کے دلون پر ایسا تھا کہ اونھون نے اس انتظام تعلیم کو چلنے نہین دیا۔ اور صرف تعلیم عوام کو قرآن شریف کے پڑھنے اور حساب کے چند قوانین سیکھنے پر محصور کردیا غرض مسجدون اور مدرسون مین ہزارون طالب علم پڑھتے ہین۔ مگر کوئی گروہ ایسا کہ جن مین اصل تعلیم کے جوہر نمودار ہون وہ نہین دکھائی دیتا۔ پس یہی صورت تعلیم کی ٹرکی ایشیا مین ہے عرب اس سے بھی مستثنے ہی جو کچھہ تعلیم اسمین ہو وہ دینی ہے اور کچھہ نہین۔

ایشیائے ٹرکی مین غیر مذہب والون کے ساتھہ رعایتین اور حسن سلوک مسلمانون کا بڑھتا جاتا ہے +

ٹرکی ایشیا اور عرب کی آبادی اور رقبہ کی یہ کیفیت ہے +

نام	رقبہ	آبادی
انٹی اولیا ایشیا مائی نر	۲۲۰۰۰۰	۱۰۸۵۹۱۲۴

اس مین طمع وحرص ایسی دست درازیان کرتی ہین کہ اونکا روکنا مشکل ہوتا ہی ۱۸۶۴؁ع مین انتظام ملکی اور مالی کے لئے ملک کی تقسیم ولایتون مین اور سنجکون مین ہوئی - ولایت کو ایسا سمجھو جیسی یہان کمشنری کی قسمت ہوتی ہی اور سنجک ایسا جیسے کہ ضلع ولایت کا نام جو بڑا شہر اس مین ہوتا ہی اوسپر رکھا گیا - اسمین والی حکمران مقرر ہوا انمین جو اعلی درجہ کا والی ہوتا اوسکو مشیر یا پاشا کہتے ہین سنجک (یعنے ضلع) مین جو حاکم مقرر ہوتا اوسکو قیماقان کہتے ہین - ان اول درجہ کے حاکم کو متصرف یا درجہ دوم کا پاشا کہتے پھر اونکے ماتحت قضائین ہین یعنے ضلعے کے حصے انمین جو حاکم مقرر ہوتا اوسکو مدیر کہتے - اگرچہ برائے نام رعایا اُسکو اپنی طرف سے مقرر کرتی تھی - مگر درحقیقت وہ والی ولایت کی طرف سے مقرر ہوتا تھا - ایک قاضی کا بھی عہدہ ہوتا ہی جو ذی اختیار اور صاحب اعتبار آدمیون کی طرف سے ایک سال کے لئے مقرر ہوتا ہے - اسکے تقرر مین مدبّر کو بڑا دخل ہوتا ہے - اور بہت سے عہدے ہین مگر کسی عہدہ کے واسطے امتحان اور لیاقت کی شرط نہین ہی بلکہ عہدونکا پانا سفارش اور رشوت پر موقوف ہی +

قاضی وہان بمنزلہ مجسٹریٹ اور پولس افسر کے اور محتسب وہان بمنزلہ پریسٹ افسر کے ہوتے ہین خراج وہان وہ ۔یکی کے قدیمی انتظام کے مواقق لیا جاتا ہی مگر جتنا روپیہ رعایا سے وصول ہوتا اوتنا خزانہ مین نہین جاتا بہت اہلکارون مین اُڑجاتا ہی - عدالت فوجداری اور دیوانی کے قوانین نہایت انصاف پر مبنی ہین - مگر انکی تعمیل ایسے ملازمون کے ہاتھہ مین دی جاتی ہی کہ انصاف و عدالت مین بڑی خرابیان پیدا ہوتی ہین عدالتون کا بڑا جز اعظم رشوت ہی - گو ترک اپنی ذات سے بڑے دیانت دار سچے ایماندار منصف ہوتے ہین مگر کچھہ انتظام عدالتون کا ایسا ہوتا ہی کہ اگر کوئی فرشتہ بھی اسمین حاکم بنے تو شیطان ہو جاتا ہی - بالجبر اسکو بداخلاقی اپنے مین پیدا کرنی پڑتی ہے عیسائی جو وہان رہتے ہین انکی شہادت تمام عدالتون کی کچہریون مین لیجاتی ہی مگر اسکی وقعت ایسی نہین سمجھی جاتی جیسے کہ مسلمان کی شہادت کی - اسی کی بڑی شکایت اونکو ہے - اگر یہ دور ہو جائے تو شاید پھر کوئی اور شکایت نہین ہے سلطان فقط معاملات دنیا کے انتظام کے واسطے بادشاہ نہین سمجھا جاتا - بلکہ وہ معاملات دین کے واسطے بھی خلیفہ گنا جاتا ہے - اسلئے

سلطنت ایران

۱۸۷۲ء مین جو سیستان اور افغانستان کا سرحدی کمیشن مقرر ہوا تھا اُسنے اور روس اور ٹرکی کے ساتھ صلحنامون نے بالفعل ایران کی یہ سرحدین مقرر کی ہین شمال مین روس کی عملداری ہے۔ روس و ایران کا سرحدی کمیشن ۱۸۸۱ء مین مقرر ہوا تھا اوسنے ابھی اسطرف کی سرحد کا فیصلہ نہین کیا۔ اور مغرب کی طرف سرحد ٹرکی ایشیا کی عملداری سے ملی ہوئی ہے جنوب بمغرب اور جنوب مین خلیج فارس و بحر عرب ہے۔ مشرق کی سرحد افغانستان اور بلوچستان سے ملی ہوئی ہے غرض ایران کی سرحدین مشرق و مغرب و شمال مین ایسی عملداریون سے ملی ہوئی ہین کہ ہر وقت وہان معرکہ جنگ برپا ہو سکتا ہے۔ وزیر کرمان نے اپنا لقب امیر بلوچستان لکھا ہے اور اوسنے اپنے علاقہ مین دو بڑے ضلعے بام بیرا اور مغربی مکران شامل کر لئے ہین جو حقیقت مین ایران کی سلطنت سے متعلق ہین ان اضلاع کی علٰحدگی نے ایران کی سلطنت کو ایک منحرف کی شکل سے مثلث کی شکل بنا دیا ہے۔ تمام پہاڑ اور میدان سلطنت ایران کی ملکر ایسی شکل اپنی بناتے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑھی یہ بلی بیٹھی ہوئی ہے یہ مشابہت اس سبب سے بھی خوب مناسبت رکھتی ہے کہ ایران کی بلیان بڑی مشہور ہین کل رقبہ اسکا چھ لاکھ دس ہزار مربع میل ہے۔ اور پچاس لاکھ اور کروڑ کے درمیان آبادی ہے باوجودیکہ ایران کی سلطنت مین نوسو میل ساحل بحر واقع ہے مگر اس مین جزیرے نہین ہین صرف ایک جزیرہ ہے اور جزائر کشم جو ہین وہ سلطان عمان کے پاس ہین اشر دہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا وہ روسیون نے لے لیا ہے +

ایران مین ہمیشہ سے سلطنت شخصی چلی آتی ہے وہان بادشاہ کا لقب شہنشاہ ہے آج کل ناصر الدین شاہ جو ترک قوم کا قاچاہی شاہ ہے قریب سوا دو کروڑ روپیہ تمام ملک کی آمدنی ہے۔ یہ آمدنی سلطنت کے خرچ کو کافی ہوتی ہے۔ آب ہوا و زمین کی برائی سے رعایا کی برائیان اور رعایا کی برائیون سے انتظام کی برائیان پیدا ہوتی ہین یہ بڑی دِقّت

نام	رقبہ	آبادی
آرمینیا } ٹرکی	۳۰۰۰۰	۶۷۴۶۰۸
کردستان } ٹرکی	۵۰۰۰۰	۴۵۰۵۸۷
میسوپوطانیہ (الجزیرہ)	۲۲۰۰۰۰	۹۳۴۳۳۳
شام یعنے سریا	۱۰۸۰۰۰	۲۳۰۹۸۳۷
فلسطین یا پیلسٹائن	۱۲۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
ٹرکی عرب	۳۰۰۰۰۰	۱۶۱۴۸۵۰
آزاد عرب	۵۰۰۰۰۰	۳۹۰۰۰۰۰
میزان	۱۴۴۰۰۰۰	۲۷۰۵۵۳۴۶

ان صوبون مین ترک ـ عرب ـ شامی ـ کرد ـ سرکیشین ـ یورک ترکمان لینزی متولی مسلمان رہتے ہین اور ۳۴۱۰۰۰ عیسائی بھی آباد ہین بعض اور قومین یہودی اور سندری یصری بھی جنکی تعداد ۲۶۰۰۰۰ ہے آباد ہیں تمام ملک ۲۶ ولائیتون اور ۸۷ سنجک مین تقسیم ہین ـ اونمین یہ ولائیتین مشہور ہین سقوترہ ـ قلنیہ ـ ارض روم بغداد ـ دمشق مین ۱۸۷۸ء مین روس و روم کی لڑائی کے سبب سے بطوم وغیرہ روسیون کے پاس اور جزیرہ سائی پرس انگریزون کے پاس اور قطور شاہ ایران کے پاس ترکون کی عملداری سے نکل کر آگئے ہین قصبے و شہر جنمین چار ہزار آدمیون سے زیادہ آباد ہیں ساٹھ تعداد مین ہین انمین سے یہ مشہور ہیں سمرنا ـ اسمین ڈیڑھ لاکھ آدمی رہتے ہیں ـ دمشق اسمین ایک لاکھ تیس ہزار قیصریہ ساٹھ ہزار مسقط مین ساٹھ ہزار ـ ارض روم مین پچپن ہزار ـ مکہ معظمہ مین پینتالیس ہزار ـ دیار بکر مین پینتالیس ہزار ـ عرفہ چالیس ہزار ـ جدہ تیس ہزار ـ عدن مین تیس ہزار ـ اور شلیم مین اٹھائیس ہزار ـ قلنیہ مین پچیس ہزار ـ جدیدہ مین پچیس ہزار ـ مدینہ منورہ مین بیس ہزار طائف مین آٹھ ہزار ـ مخا مین سات ہزار ـ ینبوع مین چھ ہزار بصرہ مین چھ ہزار بایزید مین پانچ ہزار +

جوانمرد وسپاہی ہین مل سکتے - اگر یہ قومین اہل یورپ کی قواعد سیکہین اور اسلحہ جنگ فرنگستانی
انکے ہاتہہ مین ہون تو ایک سپاہ بے مثل ونظیر تیار ہو سلطنت ایران مین پہلے زیادہ تر
تعلیم فقط مذہبی ہوتی تہی - مگر اسکی اب ترقی ہوئی ہے کہ ۱۸۵۱ء مین اصفہان مین
بڑے بڑے مدرسے قائم ہوئے ہین جس مین مشرقی ومغربی زبانین اور علوم وفنون وہنر
سکہائے جاتے ہین - ایران کا پہلے اصفہان اور اب طہران دار السلطنت ہے سارا ملک
بتفصیل ذیل ان اضلاع مین جنکو مملکت وہان کہتے ہین تقسیم ہوا ہے -

	نام	رقبہ	آبادی
شمال مین	استرآباد	۱۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰
	مازندران	۸۰۰۰	۲۵۰۰۰۰
	گیلان	۶۰۰۰	۴۰۰۰۰۰
	آذربائیجان	۳۵۰۰۰	۱۳۰۰۰۰۰
جنوب مین	عراق عجم	۱۱۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
	اردلان	۶۰۰۰	۵۰۰۰۰
	خوزستان	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰۰
	لورستان	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰
	فارستان	۶۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰
	لارستان	۲۰۰۰	۸۸۰۰۰
جنوب	کرمان مع کوہستان	۱۵۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
	مکران مع سیستان	۱۴۰۰۰	۸۶۰۰۰۰
		۶۱۰۰۰۰	۶۹۹۸۰۰۰

ایران مین اکثر مسلمان شیعہ مذہب کے رہتے ہین اونکی تعداد کا تخمینہ سڑسٹھہ لاکھہ ستر ہزار ہوا ہے
اسکے سوا ایک لاکھہ چھتیس ہزار عیسائی رہتے ہین ۵۲ ہزار اور مذہب کے یہودی وغیرہ رہتے ہین علی الٰہی ملا

ایک دور چلا جاتا ہے - ملک مین ریگستان و کوہستان بہت ہین - قاعدہ ہے کہ جب ریت اوڑکر
دیوار سنے ٹکراتی ہے تو وہ اونچی ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ وہ دیوار کے اوپر اوڑنے لگتی ہے
اور پھر اوسکے تودے میدان مین لگنے شروع ہوتے ہین اور وہ بلندی مین بڑھتے چلے
جاتے ہین یہانتک کہ اوس دیوار کے نشان باقی نہین رہتے ہین میدان مین فقط ریگستان
ہی ریگستان نظر آتا ہے - اس طرح شہر کے شہر ریت کے تلے دب جاتے ہین - پس جب ملک
کی یہ صورت ہو کہ ریت یون اوڑتی ہو اور پہاڑ اس سے اٹھتے ہون سلو پھر آئے دان آپس مین
فساد رہین چارون طرف سے دشمنون کے حملے ہوتے رہین تو سلطنت کا کیون نہ زوال ہو آخر
صدی مین ان سببون سے یہ سلطنت وسعت مین بہت کم ہو گئی ہے - اور قوت مین ضعیف -
نادرشاہ کے زمانہ سے اس ملک پر زوال آنا شروع ہوا ہے جس شان و شکوہ کی یہ سلطنت
دنیا مین تھی اسکے سارے نشان لڑائیون نے مٹا دئے ہین - بادشاہان سلف کی عمارات
عالیشان کا نام و نشان باقی نہین رہا نہ انکے وہ بڑے بڑے شہر ہین - نہ میوہ دار باغ ہین
غرض سارے ملک پر ایک ویرانی برستی ہے شاہ ایران جو آج کل ہے وہ نہایت مدبر دانا ہے اوس نے
اپنی سلطنت کی صورت بنا رکھی ہے - ایک لاکھ سپاہی جسمین سے ایک تہائی مسلح رہتی ہے
باقی مسلح نہین رہتی کھیتی کا کام کرتی ہے مگر وہ ایک ساعت کے اندر ضرورت کی حالت مین
جمع ہو سکتی ہے - اونکے ہتیار بندوق و تپنچے پرانی وضع کے فرانسیسی انگریزی ہین ۱۸۱۶ع
مین سو توپین بھی انہین ملکون کی بنی ہوئی آگئی ہین - افسر مطلق جاہل ہین اور نہ قواعددان
ہین - سپاہیون کی وردی اکثر دریدہ اور بوسیدہ ایسی رہتی ہے کہ وہ محافظ ملک نہین معلوم
ہوتے بلکہ مفلسون کی سی صورت ہوتی ہے - مگر اسمین کچھہ نہ کچھہ خرابی ہوتی ہے کبھی کبھی
تنخواہ چڑہ جاتی ہے - گو انکے لباس اور ہتیارون کی حالت اچھی نہ ہو مگر سپاہیون کی
صورت پر بہادری اور بشرہ پر دلاوری برستی ہے وہ اس دریدہ بوسیدہ وردی مین بھی بہانہ
شان دکھا دیتے ہین سخت جفاکش ترکمان کرد - آذربائیجان کی لودی قومین ہین کردستان
اور بختیار کے کوہستانی آدمی اکثر سپاہی ہوتے ہین - ایران کے برابر دنیا مین کہین اوا

کرتے ہین کہ وہ اپنے خیل کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں انہیں پوئندہ کے خیل ایسے بھی ہیں کہ وہ دنگہ و فساد نہین پسند کرتے زراعت تجارت کرتے ہین باوجودیکہ انکو اور ہمسایگی قوم ستاتی ہین۔ موسم گرما میں وہ اپنے خیمے قلات غلزی اور غزنین کے میدانون مین لگاتے ہین اور امیر کو کچھہ خراج دیکر وہان مویشی کے چرانے کا استحقاق حاصل کرتے ہین۔ اور عورتون اور بچون کی بڑی حفاظت کرکے خود ثمرقند۔ بخارا۔ ہرات۔ کابل مین تجارت کرنے چلے جاتے ہین جاڑے مین وہ ہندوستان مین ملتان۔ لاہور۔ بنارس وغیرہ مین جاتے ہیں۔ وہ اپنی اونی ریشمی کپڑے گھوڑے۔ زعفران مشک میوے اور اور چیزین بیچتے ہین۔ پھر اپریل مین قندھار اور غزنین کو چلے جاتے ہین +

بلوچستان مین فرمان روا بلوچی نہیں ہیں بلکہ براہو قوم کے آدمی سلطنت کرتے ہیں وہی اس ملک کے اصلی باشندے ہین۔ وہان یہ نام بلوچستان کا کوئی نہیں جانتا۔ یہ نام انکے ملک کا باہر والے آدمیون نے رکھہ لیا ہے۔ براہو سنت جماعت ہین۔ بلوچ شیعہ اکثر وہ کھیتی کرتے ہین۔ امیر دوست محمد خان کا جب سے انتقال ہوا ہے آپسکے عناد و فساد کے سبب سے امیر کابل ملک کا انتظام سوا اسکے کہ زمین کا خراج وصول کرلے اور کچھہ نہیں کرسکتا۔ وہان اپنی جان و مال کی حفاظت ہر آدمی خود کرسکتا ہے کوئی گورمنٹ کی طرف سے اسکا انتظام نہین ہے۔ امیر شیر علی خان نے جو انتظام کیا تھا سو وہ بھی اب جاتا رہا امیر عبدالرحمن خان جو بالفعل امیر ہے وہ انتظام کرتا ہے مگر اسکو لڑائیوں سے فرصت نہیں ہوتی۔

بلوچستان مین ایک امیر ہوتا ہے اسکے ماتحت بہت سے جاگیردار رئیس ہین مگر ان میں ایسے تعلقات رہتے ہیں کہ جن سے ملک کے امن و امان پر اطمینان نہین ہوسکتا۔ افغانستان اور بلوچستان مین یہ بڑے بڑے صوبے ہیں۔ واخان۔ بدخشان۔ قندز۔ بلخ۔ اندخوئی۔ شبرغان آقچہ۔ سرپل میمنہ غزنین۔ کافرستان چترال سوات +

مشہور شہر کابل جسمین پچھتر ہزار آدمی رہتے ہین قندھار جسمین ساٹھہ ہزار آدمی ہرات میں پچاس ہزار آدمی۔ مزار شریف مین پچیس ہزار آدمی بستے ہیں +

نصیری بھی بعض جگہہ ہین وہ مسلمان نہین سمجھے جاتے نہیت عرب یہان بسکر شیعہ ہوگئے
اصل باشندی یہان کے آتش پرست بہت تھوڑے چالیس پچاس ہزار ہتے ہونگے
خاکستری رنگ کی کلاہ انکی علامت ہے سات ہزار باشندونسے زیادہ جن شہرون و قصبون مین
آدمی رہتے ہین ان مین سے مشہور یہ ہین تبریز آبادی ایک لاکھ بیس ہزار۔ طہران آبادی
ایک لاکھ۔ اصفہان آبادی ساٹھہ ہزار۔ مشہد آبادی ساٹھہ ہزار۔ کرمان شاہ تیس ہزار۔ شیراز
تیس ہزار۔ قزوین بتیس ہزار۔ شوستر پچیس ہزار۔ رشت پچیس ہزار۔ بوشہر پچیس ہزار۔ کرمان پچیس ہزار
استرآباد بیس ہزار۔ کاشان بیس ہزار۔ قم بیس ہزار۔ بندر عباس ہزار۔ نیشاپور آٹھہ ہزار۔ کل آمدنی
ملک سوا دو کروڑ روپیہ اور خرچ دو کروڑ قرض کچھہ نہین ۱۸۷۸ء مین ڈاکخانون کا انتظام ہوا
ہے۔ ۹۰ ڈاکخانے ہین جنمین تین لاکھ اسّی ہزار خط سالانہ روانہ ہوتے ہین۔ چالیس ہزار روپیہ
سالانہ کی آمدنی ان ڈاکخانون کی ہے۔ ۷۶ دفتر تار برقی کے ہین۔ اسکی لین ۴۱۰۰ میل
طول مین ہے۔ ۵۵۰۰ میل تار لگا ہوا ہے۔ اور پچاس ہزار پیغام اس تار پر آتے جاتے ہین +

افغانستان اور بلوچستان

بلوچستان کا رقبہ ایک لاکھہ ستر ہزار میل کا ہے۔ ان کو خانات قلات کہتے ہین اور افغانستان
کا رقبہ دو لاکھہ بتیس ہزار ہے ۱۸۸۳ء مین امیر کابل کو ایک لاکھہ رقبہ ستر ہزار مربع میل کا سلطنت
ایران مین سے مل گیا ہے اسکو افغانی ترکستان کہتے ہین غرض اب افغانستان کی سلطنت کا
رقبہ تین لاکھہ مربع میل ہے اور اوسکی آبادی کا تخمینہ پچاس ساٹھہ لاکھہ آدمیونکے درمیان کیا
جاتا ہے۔ کابل اور قلات کے درمیان جو سرحد ہے وہ اچھی طرح مقرر نہین۔ مگر ان دو سلطنتون
کی حدود جو برٹش گورنمنٹ کی سلطنت سے ملحق ہین وہ بہت اچھی طرح مقرر ہیں۔ غرض ان دو
سلطنتونکا رقبہ ملکر چار لاکھہ ستر ہزار میل کا ہوگا جسکی آبادی تقریباً پینسٹھہ لاکھہ آدمیونکی ہوگی +
افغانستان مین جو قومین رہتی ہین جنگجوئی ان کی طبیعت مین ہے۔ وہ نہایت مضبوط
اور توانا زندہ دل ہوتے ہین ہمیشہ اپنے ہمسایہ سے لڑتے رہتے ہین اور زیادہ تر خونریزی اسلئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد دہم

اگرچہ میرا ارادہ تھا کہ جلد دہم کو پہلے نو جلدون کا ضمیمہ بنا کے بہت سے مفید مضامین لکھون مگر تاریخ اس قدر بڑھ گئی کہ ان سب مضامین لکھنے کی گنجایش نہین ہی چند ضروری مضامین تحریر کرتا ہون

(۱) ہندوستان اور ہندوؤن کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا ـ

یہ مقدمہ ایسا ہی کہ اسکو کوئی مسلمان یا ہندو انصاف سے بے تعصب فیصلہ کرے تو نہایت مشکل ہے اسلئے ہم اُس فیصلہ کو لکھتے ہین جو اس مقدمہ کا مسٹر مل صاحب نے اپنی بیمثل تاریخ برٹش انڈیا کے باب پنجم مین لکھا ہے ـ ظاہر ہے کہ یہ مورخ نہ ہندو ہے نہ مسلمان ہے کہ مسلمانون کا یا ہندوؤن کا طرفدار ہوگا ـ بلکہ وہ عیسائی ہی اور عالی دماغ ایسا ہے کہ اسکی برابر مشکل ہے کہ کوئی ہندو یا مسلمان فیصلہ کر سکے ـ وہ لکھتے ہین کہ مسلمانون کی تہذیب و شائستگی کا تحقیق کرنا تاریخ کا واقعہ عظیم ہے اسکا تحقیق کرنا اسلئے ضروری ہی کہ جس سے معلوم ہو کہ مسلمانون کی سلطنت و غلبہ سے ہندوؤن کا تنزل ہوا یا ترقی ہوئی ـ یہ تحقیق ثابت ہو گیا ہے کہ ایشیا کے مغربی حصہ مین جو قومین آباد تھین یعنی ایرانی اور عرب اور نیز ترک بہ نسبت ان قومون کے جو انسے پرے مشرق مین رہتی تھین (ہندو) دماغی قابلیتون مین بڑھی ہوئی تھین ـ کیونکہ یہ جاہل سوسائٹی کی پابندیون اور مزخرفات مین کم مبتلا تھین اور شائستگی کے بلند تر درجہ کو پہنچ چکی تھین ـ

یہ بات ثابت ہو چکی ہی اور غالباً آیندہ اسکی تردید بھی زیادہ نہ کیجاویگی ـ اس تحقیق سے بڑا مقصد اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ قومین جنہون نے ہندوستان پر حقیقت مین

جبکہ مغلوں نے مغربی ملکوں کی طرف بڑھنا شروع کیا تو وہ کوئی وحشی قوم نہ تھے۔ یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ ان میں تحریر کا رواج تھا۔ ان کے حروف ہجی آ۔ ب۔ ت۔ الگ تھے۔ جیسے حروف کی طرح وہ مشکل نہ تھے۔ بلکہ وہ حروف کی طرح نہایت سہل اور عمدہ تھی مغل ملکر کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے فتوحات کیں اور چین ایران اور بعد ازاں ماوراء النہر پر انہوں نے نہایت ہی ذہانت اور عقلمندی سے باقاعدہ حکومت کی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کس حد تک اپنی دانش کے لحاظ سے مغلوں نے اپنے آپ کو ایشیا کی نہایت مہذب اور روشن ضمیر قوموں کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ ان ملکوں پر چنگیز خان کے جانشینوں نے جس دانائی اور لیاقت سے حکومت کی شاید پھر کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی ہو گی۔ اپنے فتوحات کے زمانہ میں تہذیب کے میدان میں قدم بڑھانے کے لیے مغل ایسے آمادہ رہتے تھے کہ جب وہ چین اور ایران کے تہذیب یافتہ لوگوں میں پہنچے تو انہوں نے حیرت انگیز عجلت سے اپنے آپ کو ان کی مثل کر لیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ وہاں سے اصلی باشندوں سے کچھ کم تہذیب یافتہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے آداب اخلاق اور خصائص کی وجہ ممیز ہو گئے۔ ایران اور ماوراء النہر میں علوم کے سیکھنے میں انکی مستعدی مشہور تھی۔ خاص کر انہوں نے علم نجوم۔ علم جغرافیہ اور علم ہندسہ کو بہت ترقی دی۔ خاص سمرقند میں جو چنگیز خان کے بیٹے اور اس کے جانشینوں کا پایہ تخت تھا ایک بڑا مشہور درسگاہ تھا جسکی نسبت ایک یونیورسل ہسٹری کے مورخ نے لکھا ہے کہ یہ دار العلوم مسلمانوں کی درسگاہوں میں سب پر تفوق رکھتا ہے اور جہاں قریب کے ملکوں سے مسلمان پڑھنے آتے ہیں ابو الفدا مسلمانوں کے اعلےٰ تہذیب کے دو ثبوت دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اسکی زندگی میں پختہ سڑکیں بنی ہوئی تھیں دوسرے شہروں میں پانی سیسے کے نلوں کے ذریعہ سے لایا جاتا تھا۔ سمرقند کا کاغذ جو ریشم سے بنایا جاتا تھا ایشیا بھر میں نہایت نفیس کاغذ خیال کیا جاتا تھا۔ اور ایشیا کے تمام ملکوں میں اسکی بڑی مانگ رہتی تھی۔

سلطان محمود غزنوی جسنے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی بنیاد ڈالی

حملہ کیا اور جو ہندوستان کے اتنے بڑے حصہ ملک کے باشندون پر حکمران رہے وہ باعتبار شائستگی کے اس درجہ تک پہنچ چکی تھین جہان ایرانی اور عرب بھی تہذیب کے معراج کے زمانہ مین پہنچ چکے تھے۔

مسلمان جنہون نے ہندوستان مین اپنی حکومت قائم کی وہ زیادہ تر اس بڑے ملک کے مغربی حصہ سے آئے تھے۔ جو کہ وسیع سلطنت ایران کی حدود مین واقع تھا۔

اس زمانہ مین جبکہ مسلمانون کی حکومت کو ہندوستان مین قائم کرنے والے مسلمان پیدا ہوئے۔ ایران کے مشرقی صوبجات بلخ اور ماوراءالنہر اور اسکے مضافات تہذیب یافتہ ہونے کے اعتبار سے ایران کے سب شہرون پر فضیلت رکھتے تھے بلخ کی فارسی زبان نہایت ہی فصیح اور پاکیزہ زبان سمجھی جاتی تھی اور مسلمانون کے عقیدہ کے موافق خدا تعالی اپنے عرش کے کروبی فرشتون سے اسی بلخ کی زبان مین نرم اور دھیمی آواز سے باتین کرتا ہے۔ فارسی کے علم ادب مین جو نامور گذرے ہین وہ اکثر بلخ ہی کے رہنے والے تھے ان مین صرف تین شخصون کا ذکر کرنا ہم کافی سمجھتے ہین محمد ابن عمر خاوندشاہ جسکو اہل یوروپ خوند کے نام سے زیادہ جانتے ہین۔ اس شخص نے ایک مکمل تاریخ لکھی ہے۔ اہل یوروپ کو ایران کی تاریخ زیادہ تر اسی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے۔ رشید یہ ایک نامور شاعر گذرا ہے۔ انوری ایک نامی شاعر اور علم نجوم کا بڑا ماہر ہوا ہے چنگیز خان کے جانشینون کے عہد حکومت مین بلخ ایسی ترقی پر تھا کہ قبۃ الاسلام کہلاتا تھا۔

بخارا مشرق مین بہت بڑا دارالعلوم تھا۔ یہان کے مشہور معروف دارالعلوم مین تحصیل علم کی غرض سے دور دراز ملکون سے طالب العلم آتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مغلون کی زبان مین لفظ بخارا کے معنی ایک عالم آدمی کے ہین۔ ان نامور فاضلون مین سے جنکی وجہ سے بخارا کی دور دور کے ملکون کی شہرت تھی ایک شخص تھا جو اس وقت دنیا کے بڑے فاضلون مین شمار کیا جاتا تھا یہ شخص شیخ بو علی سینا تھا۔ اسکی تصانیف سو سے زیادہ ہین ۱۰۳۶ء مین ۵۸ سال کی عمر مین اس نے وفات پائی کچھ بڑی عمر نہ پائی۔

غیر تھے۔ یا یہ کہ انکا مذہب اسلام ہے۔ حکومت کی اور خوبیوں کو نظر انداز کرنا محض
تعصب کی بات ہے اور عقل کے خلاف ہے۔ مغلوں نے ہندوستان پر اس طرح حکومت
نہیں کی کہ ہندوستان کو کوئی غیر ملک خیال کیا ہو اور اسکو اپنے ملک یا وطن کی ترقی
اور بہبودی کا ذریعہ قرار دیا ہو۔ بلکہ انھوں نے ہندوستان کو اپنا وطن و اپنا ملک سمجھا۔
جسکی وجہ سے مغلیہ حکومت کا ہندوستان سے اتنا قریب تعلق ہو گیا جتنا کہ شخصی حکومت
میں بادشاہ کا اپنی رعایا کے ساتھ ہونا ممکن ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ مغلوں کا برتاؤ
ایسا نہ تھا جیسا کہ غیر قوموں سے ہوتا ہے بلکہ ایسا جیسا کہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ ہوتا ہے
جسوقت کوئی محقق ان سب باتوں پر غور کریگا تو اُس کو اسباب میں بحث کرنے کی
گنجایش نہیں رہیگی کہ ہندوؤں کے ہاتھ سے مسلمانوں کے ہاتھ میں عنان حکومت
جانے سے ہندوستان کو فائدہ ہوا اور بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ اس بات کا کافی
ثبوت بغیر تفصیلی حالات کے لکھنے کے ہمکو یہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ جیسی ہندوؤں کی حکومت
خرابیوں اور برائیوں سے بھری ہوئی تھی ایسی مسلمانوں کی حکومت میں انکی برابر
برائیاں نہ تھیں۔

ہندوؤں کی تہذیب کا حال زیادہ تر نامعلوم اور پوشیدہ ہے۔ برخلاف اسکے
ایران کی تہذیب کا علم اہل یورپ کے تعلیم یافتوں پر بخوبی ظاہر ہے۔
مسلمانوں اور ہندوؤں کا مقابلہ ان
چند عنوانوں سے معلوم ہوگا۔

(۱) رعایا کی تقسیم اور تفریق۔

اس اہم کام کو مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا وہ بیان سے
باہر ہے مسلمانوں میں ذات کے جھگڑے نہ تھے۔ جتنی رسوم کہ تلون مزاجی
اور خود غرضی کی وجہ سے جاری کی گئی ہیں۔ ان سب سے زیادہ انسان کی
ترقی کے مانع ذاتوں کی تفریق ہے جمہوری سلطنتوں کی مانند مسلمانوں کی

ایشیا میں سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اسکے دربار میں فاضلوں کا ہجوم رہتا تھا ایشیا کے ملک الشعرا فردوسی نے اسکی دار الحکومت میں اپنی کتابیں تصنیف کیں اور سلطان کے سایۂ عاطفت میں پلا۔ سلطان محمود اور اسکے ارکین نے غزنی میں وہ عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں کہ ایشیا میں غزنی اول درجہ کا خوبصورت شہر ہوگیا۔ سلطان نے اسمیں ایک یونیورسٹی بھی قائم کی جسکے لئے رقم کثیر وقف کی اور غزنی کو ایشیا میں علوم و فنون کا مرکز بنا دیا۔۔

محمود غزنوی نے اپنے تخت کے گرد بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کو جو کہ اسوقت کی تہذیب پیدا کر سکتے تھے جمع کیا تھا یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ہندو اسکے عہد حکومت میں ایسے لوگوں کے ماتحت تھے جو شائستگی میں ہندوؤں سے کم ہوں اور یہ بات محمود کے جانشینوں کی نسبت کہی جا سکتی ہے۔ اگرچہ ذاتی لیاقتوں میں تو وہ محمود کے ہم پلہ نہ تھے تاہم انہوں نے اور انکے تمام ارکین نے ایران کے علوم و فنون میں تعلیم پائی تھی چنانچہ ایسا ہی حال خاندان غوری کے بادشاہوں کا تھا وہ اور سردار جو انکی خدمت میں رہتے تھے علم و تربیت کے لحاظ سے حقیقت میں ایرانی ہی تھے۔ اس بات کا کوئی انکار نہیں کریگا کہ خاندان مغلیہ جو کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا آخر حکمران خاندان تھا ہندوستان کے فتح کرنے سے پہلے ایران اور ماوراء النہر میں کافی عرصہ تک رہ چکا تھا اور اسنے وہاں کی تہذیب اسنے سیکھ لی تھی۔ ان کی زبان ایران کی زبان تھی انکا قانون اور مذہب ایران کا قانون

اور مذہب تھا وہ ایران ہی کا لٹریچر پڑھتے تھے اور جبکہ وہ ہندوستان پر قابض ہوئے تو وہ ایران کے علوم و فنون سے بخوبی فائدہ اٹھا چکے تھے۔۔۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ایسی طرز و حکومت کی جگہہ جسکا نظم و نسق ہندوؤں کے طریقہ تمدن کے موافق ہوتا تھا وہ طریقہ سلطنت قائم ہوا جسکا انتظام ایران کے اعلیٰ تہذیب اور اصولوں کے مطابق ہوتا ہو تو ہندوؤں کو فائدہ پہنچا یا نقصان؟ صرف اسوجہ سے مسلمانوں کی حکومت سے نفرت کرنا کہ مسلمان ہندوؤں سے

بادشاہ کی مخالفت کر رہے ہین۔ کیونکہ جسطرح ملکی تدبیرین بغیر مدبران سلطنت کے چل
نہین سکتین اسی طرح مذہب بھی بغیر پیشوایان مذہب کے کچھ کام نہین کرسکتا۔ مذہب
کے پیشوا صرف اس حالت مین راجہ کی مخالفت کرسکتے ہین جس صورت مین لوگون مین
انکا رسوخ ہوا ور انکے اختیارات اتنے بڑھے ہوئے ہون کہ بادشاہ انکو
ناراض کرنے سے ڈرتا ہو۔ راجاؤن کی سختیون سے رعایا کو پیشوایان مذہب اسوقت
بچا سکتے ہین جبکہ بادشاہ ملکی اختیارات مین انکو اپنا صلاح کار بنائین جس صورت مین
کہ راجہ پیشوایان دین کو اپنا صلاح کار بنا لیتے ہین اور انکے ظلم کرنے سے پیشوایان دین کو
بھی فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان راجاؤن کو ناجائز حرکتون سے روکتے نہین بلکہ انکو
اور ترغیب دیتے ہین۔ ہندوؤن کے طرز سلطنت مین پیشوایان دین اور راجاؤن کے
اختیارات ایک دوسرے سے وابستہ تھے۔ کہ راجہ تو برائے نام ہوتے تھے۔
حقیقت مین پیشوایان دین راج کرتے تھے۔ جب کہ راجاؤن کی سختیون سے انکو
فائدہ پہنچتا تھا تو انکو کیا غرض تھی کہ وہ راجاؤن کو برائیون سے روکتے۔
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہندو راجاؤن کو بدظلمیون سے مذہب نے کبھی نہین روکا
مسلمانون کی طرز حکومت مین مذہب و سلطنت مین ایسا قریب کا تعلق نہین
تھا۔ یہ بالکل درست ہے کہ ایک زمانہ مین خلیفہ ملک اور دین دونون کے بادشاہ
ہوتے تھے لیکن اکثر حالتون مین مسلمان بادشاہون کے عہد مین سوائے چند باتون
کے جو رواج پر منحصر تھین علماء دین کو بہت کم ملکی اختیارات حاصل تھے۔ لیکن وہ
رعایا کی حالت کو بہتر نہین کرسکتی تھی۔ مسلمانون کی حکومت مین پیشوایان مذہب کو
کبھی کافی رسوخ پیدا نہین ہوا۔ اور نہ ظاہر مین انہون نے اپنا میلان خاطر اس
طرف ظاہر کیا کہ بادشاہ کی طرف سے جو سختیان رعایا پر ہوتی ہین انکا انسداد
ہو اس بات مین مسلمان ہندوؤن کی مذہبی جماعت سے اختلاف رکھتے ہین اور
یہ بہت بڑا فرق ہے کہ مسلمانون کی پیشوایان مذہب ان لوگون سے الگ ہو

خود مختار شخصی حکومت مین کل انسانون کے ساتھ یکسان برتاؤ کیا جاتا تھا - امراء و شرفاء
کی کوئی خاص جماعت نہ تھی - بلکہ صرف منصب اور سرکاری عہدہ کے موافق لوگون کی عزت
ہوتی تھی - عہدے کسی خاندان کے لئے مخصوص نہ تھے بلکہ ہر روز ادنی درجہ کے لوگ ترقی
کرکے اعلی عہدون پر پہنچتے تھے ہر ایک کی قدر و منزلت اسکی ذاتی لیاقت اور قابلیت
کی وجہ سے ہوتی تھی - نہ کہ صرف اسکے باپ کی ثروت و امارت کی وجہ سے

(۲) طرز سلطنت مسلمانون کی طرز سلطنت کی خوبیان جو ہندون کے
طریقہ حکمرانی سے ممتاز ہین وہ یہ ہین -

مسلمان بادشاہ انتظام سلطنت کے واسطے عہدہ دار مقرر کرتے تھے مثلاً
بخشی وزیر - امیرالامراء وغیرہ وغیرہ - ہندو راجاؤن کے وقت مین عجب بے ترتیبی
اور ابتری تھی - راجہ برہمنون کی جماعت کے وسیلہ سے حکومت کرتا تھا - جو راج
کے اختیارات کو مجوزہ قانون کے مطابق عمل مین نہین لاتے تھے - بلکہ جو شخص سازش
کرکے یا شہرت کی وجہ سے عروج پا جاتا تھا سو کرتا تھا اس زمانہ مین یہ دستور
تھا کہ بعض لوگ قوت حاصل کر لیتے تھے اور اور لوگ ہر بات مین انکی فرمانبرداری
کرتے تھے ایسے لوگ وزارت یا پیشواؤن کا رتبہ جیسے کہ مرہٹون مین ہوئے
حاصل کر لیتے تھے - جس صورت مین یہ برہمنون کی جماعت باضابطہ مقرر نہین
کیجاتی راجہ ایک وزیر منتخب کر لیتا ہے جسکو راج سے کل اختیارات حاصل
ہوتے ہین اور وہ اختیارات کو ضرورت کے موافق عمل مین لاتا ہے اور رسم و رواج
یا کسی خاص قاعدہ کا پابند نہین ہوتا -

اگر بادشاہ مطلق العنان ہو اور سلطنت کا انتظام اچھی طرح نہ کرے تو جو
بدنظمیان پیدا ہوتی ہین انکے انسداد کے لئے صرف تین چیزین ہین - اول مذہب
دوسرے بغاوت کا اندیشہ - تیسرے اخلاقی حالت - اول جب یہ کہین کہ بادشاہ
کی مرضی کا مخالف مذہب ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ پیشوایان دین

پادشاہ سختیوں سے باز رہیں جسقدر انسان لوگوں کی تعریف سے خوش ہوتا ہے اور انکے برا کہنے سے برا رنجیدہ دل ہوتا ہے اسی قدر اخلاق اسکے بیجا اختیارات کو روکتا ہے۔ چنانچہ ہندو اور مسلمان پادشاہوں پر اخلاق کا عمدہ اثر نہیں ہوا تھا۔ اگر کچھ اثر پایا بھی تھا تو مسلمانوں میں تھا۔ مسلمان فاتحان ہند کے اوضاع و اطوار میں ایسی انسانیت اور دلیری اور عملی قابلیت پائی جاتی تھی کہ مسلمانوں میں خود مختار حکومت اس قابل نفرت اور وحشیانہ عیاشی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی تھی جیسے کہ ہندوؤں کی سلطنت کا اس درجہ کو پہنچنا آسان تھا۔

اگرچہ وحشت کے آثار مسلمان قوموں میں بھی پائے جاتے تھے جیسا کہ ایشیا کے تمام باشندوں میں لیکن ساتھ ہی مسلمان فاتحین میں فہم اور فراست تھی برخلاف اسکے ہندوستان کے اصلی باشندوں میں وحشی قوموں کے علاوہ کام کرنے کی عقل سب قوموں سے کم ہے جس قوم میں کام کرنے کی قابلیت ہوتی ہے اسکا اثر طرز حکومت پر اور پادشاہوں کے دماغ پر ضرور ہوتا ہے چنانچہ ذیل میں تیمور کے آئین سے یہ بات ثابت ہے کہ مغلوں نے ہندوستان میں آنے سے پہلے حکمرانی کی عمدہ عمدہ طریقے ایجاد کئے تھے وہ لکھتا ہے کہ

میں نے ایک قاضی مقرر کیا جو کہ نہایت عالی خاندان اور مقدس آدمی تھا۔ تاکہ وہ دیندار آدمیوں کے چال چلن کو دیکھتا رہے اور اس وقت کے آداب اور اخلاق کو درست کرے اور مذہبی امور کے واسطے لوگ معین کرے اور ہر ایک شہر اور قریہ میں تیز فہم اور زیرک قاضی اور مفتی مقرر کرے اور محتسب مقرر ہوں جو تجارت اور اوزان وغیرہ اور پیمانوں کے نگران رہیں" ایک قاضی فوج کے واسطے اور دوسرا قاضی رعیت کے واسطے میں نے مقرر کیا اور ہر ایک صوبہ اور شہر میں میں نے شارع بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو برائیوں سے باز رکھے اور انکو راہ راست پر لائے میں نے حکم دیا کہ ہر ایک شہر اور قصبہ میں ایک مسجد۔ درسگاہ۔ خانقاہ۔ غربا اور محتاجوں کے لئے خیرات خانہ اور مریضوں کے لئے شفاخانہ بنایا جائے اور طبیب نوکر رکھا جائے جو شفاخانہ میں ہر دم موجود رہے ہر ایک میں سرکاری مکان اور عمارتیں بنائی جائیں۔ اور نگران مقرر کئے جائیں تاکہ وہ مزروعہ زمینوں اور زمینداروں کی خبرگیری کریں۔

نہین ہوتے جو اختیارات کے بل پر رعایا پر ظلم کرتے ہین مسلمانون کے پیشوایان
مذہب کو خود ان لوگون سے پناہ نہین ہوتی۔
(۳) ایشیائی طرز حکومت مین بغاوت کا اصول رعایا کے حق مین اکثر مفید ثابت
ہوا ہے اگر رعیت کو ہر قسم کی خوشی اور آسایش میسر ہو سکتی ہے تو صرف اسی ذریعہ
سے ہو سکتی ہے جس صورت مین بادشاہون اور انکے ارکین کی آرزؤن خواہشون
اور تلون مزاجی کی کوئی حد نہ ہو تو حکام بالا دست کی بیشمار خواہشون آرزؤن اور
تلون مزاجی کی وجہ سے رعیت پر جو تباہی اور مصیبت آتی ہے۔ رعایا کو اس سے
پناہ دینے والی کوئی چیز ایسی نہین ہے جیسا کہ انکے باغی ہونے کا ڈر۔ لیکن جس صورت
مین آدمیون کے پاس کوئی چیز نہو جسکے جاتے رہنے کا انکو اندیشہ ہو تو رعیت کو
بغاوت پر آمادہ کر دینا کوئی دشوار بات نہین ہے۔ ایشیائی بادشاہون کو
اسبات کا تجربہ ہے کہ اگر رعیت پر ایک خاص حد سے زیادہ ظلم کیا جائے تو وہ
غدر کر دیتی ہے اور ظلم کرنے والون کو پائمال کر ڈالتی ہے اور ایسی حالت مین انکو
سرگروہ کی بھی ضرورت نہین ہوتی۔ یہ خیال ہمیشہ حاکمون کے پیش نظر رہتا ہے
اور انکو اعتدال کے ساتھ حکومت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایشیائی خود مختار
حکومت مین کچھ خوبیان پائی جاتی ہین تو صرف اسی وجہ سے ہین لیکن ہندوستان
مین بغاوت کا خوف بالکل جاتا رہا تھا۔ کیونکہ ہندؤن کو لڑائی کی طرف سے نفرت تھی
اور مصیبت کے وقت مین انکا صبر اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ دنیا کی سب قومون سے
بڑھی ہوئی تھی۔ البتہ ہندوستان کی مسلمان رعایا کی جرأت اور دلیری اور بہادری
نے ہندوستان کے بادشاہون کو لیاقت اور دانائی سے حکومت کرنے کی
تحریک کی تھی۔
سوم جو تہذیب ہندؤن اور مسلمانون مین پائی جاتی ہے اس سے کہین بڑھ کر
تہذیب اسبات کے لئے درکار ہے کہ محض نیکی اور اخلاق کی وجہ سے

اور جنکو مینے اس لائق سمجھا کہ سلطنت کے کاموں میں اُن سے صلاح لیجاوے اور ان سے میں سلطنت کے
راز کہہ سکوں انکو مینے اپنا راز دار بنایا۔ درست اور اہم اور پوشیدہ کام مینے اُن پر ظاہر کیے
وزیروں اور منشیوں اور محرروں کے ذریعہ سے مینے دربار عام کا انتظام اور انصرام کیا۔ مینے
اونکو اپنی سلطنت کا آئینہ بنا دیا کیونکہ انہوں نے سلطنت کے تمام کاروبار دکھائے۔ اور
رعیت اور لشکر کی ضرورتوں سے مجھے آگاہ کیا۔ انہوں نے شاہی خزانہ کو زر سے مالا مال
رکھا اور رعیت کی بہبودی میں اور ہر چیز اُن کے واسطے افراط سے مہیا کی۔ جہاں جہاں
ملک میں بدنظمی تھی نہایت مناسب اور بہترین طریقہ سے انہوں نے اسکا انسداد کیا۔ سلطنت کی
آمدنی اور خرچ کو انہوں نے درست رکھا اور ملک کی آبادی بڑھانے میں انہوں نے سعی کی۔
حاذق طبیبوں اور تجربہ کار معالجوں اور نجومیوں اور مہندسوں کو جو سلطنت کی زینت کے
واسطے ضروری ہیں مینے اپنے گرد جمع کیا۔ طبیبوں اور جراحوں سے مینے بیماروں کو تندرست
کرایا۔ نجومیوں کی مدد سے ستاروں کا ملک پر نیک و بد اثر اور سیاروں کی رفتار اور
گردش ۔ مینے دریافت کی۔ مہندسوں اور معماروں کی مدد سے مینے باغ لگوائے۔
اور عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں۔

علم تاریخ کے جاننے والے اور واقف کار لوگ میری پاس موجود رہتے تھے۔ وہ انبیا
و پیغمبروں اور شاہان سلف کا حال سنایا کرتے تھے اور میں ان واقعات کو غور سے سنا
کرتا تھا جنکی وجہ سے لوگ پادشاہی کے رتبہ تک پہنچے یا جو اُن کی سلطنت کی تباہی کا باعث
ہوئے۔ زمانہ قدیم کے بادشاہوں کے تاریخی حالات سے اور روایتوں اور انکے اخلاق اور
چال و چلن سے میرا تجربہ بڑھا اور میری علم کی توسیع ہوئی۔ ان لوگوں کی زبانی مینے
روئے زمین کے مختلف مقامات کی کیفیت اور وہاں کی روایتیں سنیں اور مینے معلوم کیا
کہ سلطنتیں کہاں واقع ہیں۔

ہر ایک ملک کے مسافروں اور سیاحوں کو مینے تحریک دی تاکہ وہ تمام قوموں کی فراست
اور کاروبار سے مجھکو اطلاع دیں۔ سوداگروں اور کاروان سرایے کے سرداروں کو مینے

میںنے حکم دیا کہ معابد اور خانقاہیں تعمیر کی جائیں اور شاہراہ پر مسافروں کے ٹھیرنے کے واسطے
سرائیں بنائی جائیں اور دریاؤں پر پل تعمیر کرائے جائیں۔
میںنے حکم دیا کہ شکستہ پلوں کی مرمت کی جائے اور دریا ندی نالوں پر پل بنائے جائیں اور
سڑکوں پر ایک ایک منزل کے فاصلہ پر کاروان سرائے تعمیر کرائیں۔ اور محافظ اور چوکیدار سڑکوں
پر تعینات ہوں۔ ہر ایک کاروان سرائے میں آدمی رہیں اور سڑکوں کی حفاظت اُن کے سپرد کی جائے
اور اگر سڑک پر غافل مسافروں کی کوئی چیز چوری جائے تو ان چوکیداروں سے باز پرس ہو۔
میںنے حکم دیا کہ صدر اور مفتی وقتاً فوقتاً میرے مملکت کے دینی امور میرے سامنے پیش کریں اور
میںنے ایک قاضی مقرر کیا تاکہ تمام ملکی نزاع کے مقدمات جو کہ میری سپاہ اور رعایا کے درمیان ہوں
وہ میری باتیں سمجھتا رہے۔
حکومت کے نہایت ضروری مقاصد میں سے چار منتخب مقصد تھے جنکے پورا کرنے میں شاہان
مغل نے بہت کوشش کی۔ اول عدل گستری کی۔ دوم انہوں نے لوگوں کو تعلیم اور تربیت دی
تیسرے سفر کرنے میں آسانی کر دی۔ چوتھے جو کچھ انکے ملک میں واقع ہوتا تھا اس سے وہ باخبر
رہتے تھے۔ اس بات کا ہمارے پاس کافی ثبوت ہے کہ ان مقصدوں کو خاطر خواہ تو وہ
پورا نہیں کر سکے لیکن جس وقت سے یہ مقصد ضروری ثابت ہو گئے اس وقت سے طرز
حکومت کے علم و فن میں بہت کچھ ترقی ہو گئی اور جب سے انکے حاصل کرنے میں سرگرمی سے
کوشش کی گئی تو اور بھی زیادہ کامیابی ہوئی۔
تیمور کی طرز حکومت کے بارہ اصولوں کا انتخاب حسب ذیل ہے
نہایت ذی عقل۔ فہمیدہ۔ ہوشیار۔ محتاط۔ تجربہ کار۔ دور اندیش لوگوں
کو اپنا مشیر و صلاح کار بنایا۔
سپاہ اور رعیت کو ایک نظر سے دیکھا اور ان دونوں میں ایسا بندوبست کیا کہ ایک
دوسرے پر ظلم تعدی نہیں کر سکتا تھا۔
دور اندیش اور عاقل لوگوں میں سے چند آدمی منتخب کیے۔ جو کہ مجھے معتبر معلوم ہوئے

سینے حکم دیا کہ اگر ضرورت پڑے تو رعایا کو دھمکا کر محصول جمع کرین لیکن ان پر ظلم و جبر نہ کرین ورنہ زمانے نہ لگایئن - وہ حاکم جسکا رعب لوگ اتنا بھی نہ مانین جتنا کہ کوڑے سے ڈرتے ہین حکومت کرنے کے لائق نہین ہے -

سینے حکم دیا کہ مالگذاری اور محصول اس طرح جمع کیا جاوے کہ رعایا کی تباہی کا باعث نہ ہووے اور ملک غیر آباد نہ ہو جاوے -

زرخیز اور شاداب مینون کی پیداوار کا ایک ثلث سرکار مین داخل کیا جاتا تھا اور یہی آمدنی کا ذریعہ تھا -

سینے حکم دیا کہ جو شخص ویران زمین مین کاشت کاری کرے یا نہر لاوے یا باغ لگاوے یا غیر مزروعہ زمین پر زراعت کرے اس سے پہلے سال کچھ نہ لیا جائے دوسرے سال جو وہ خوشی سے دیوے لیلو تیسرے سال سے قانون کے مطابق اس پر جمع مقرر کرو -

سینے حکم دیا کہ اگر غریبون پر امیر ظلم کرین اور انکے مال و متاع کو نقصان پہنچایئن تو ظالم امیرون سے نقصان کے برابر رقم لیکر مظلوم غریبون کو دو تاکہ انکی پھر پہلی سی حالت ہو جاوے

سینے حکم دیا کہ ہر ایک ملک مین ۳ وزیر مقرر ہون ایک وزیر رعایا کے واسطے ہو اس کو یہ خدمت سپرد کی جائے - کہ وہ مالگذاری اور راہ داری کا باقاعدہ حساب رکھے کہ رعیت نے کیا اور کتنی رقمین کس مد مین اور کس بات کی دین وہ ان سب کا نقشہ تیار رکھے - دوسرا وزیر خرچ مین مقرر ہو جو حساب رکھے کہ سپاہ کو کتنا روپیہ دیا گیا ہے اور ان کو کتنا روپیہ اور دینا باقی ہے - تیسرے وزیر کو متفرق کام دئے ہین جنکے بیان کرنے کی یہان گنجایش نہین ہے -

یہ سب باتین بتاتی ہین کہ مغل جب کہ وہ پہلی ہی دفعہ ہندوستان مین آئے علم سیاست مدن خوب جانتے تھے اور انکے آنے سے ہندوستان کو بڑا فائدہ پہنچا - خاندان مغلیہ کے جتنے بادشاہ ہوئے انکے عہد مین مثلاً اکبر کے زمانہ مین سلطنت کے اختیارات بٹے ہوئے تھے اور ایسی لیاقت سے حکومت کی جاتی تھی جو علم اور تہذیب کے اعتبار سے اس مشہور زمانہ

ہر ایک ملک اور مملکت کی طرف روانہ کیا تاکہ ختن چین ماچین ہندوستان عرب کے شہروں سے مصر شام روم اور عیسائیون کے ملکون سے ہر قسم کے قیمتی اسباب تجارت اور نادر روزگار اشیاء لاوین اور ہر ملک کی حالت اور وہان کے باشندون کی عادات اور اخلاق سے مطلع کرین اور غور سے دیکھین کہ ہر ملک کے بادشاہ کا برتاؤ اسکی رعیت کے ساتھ کیسا ہے اور مجھ سے آکر کہین۔

یہ باتین جو حکومت کے قابل غور اور ضروری مقاصد مین لکھی ہوئی تھین صاف بتلاتی ہین کہ تیمور کے وقت مین لوگ عقل و دانش مین وحشی قومون سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔

ناقص طریقۂ حکمرانی مین رعیت کی خوشی زیادہ تر مالگذاری کے جمع کرنے کے طریقہ پر منحصر ہوتی ہے اسکے واسطے حسب ذیل قانون جاری کیا۔ یہ قوانین انتظام کرنے کے اعلے درجہ کی قابلیت ظاہر کرتے ہین۔

میننے حکم دیا کہ مقررہ محصول اور راہداری سے زیادہ لوگون سے ہرگز امیر نہ لینے پاوین۔

میننے حکم دیا کہ ہر ایک صوبہ مین جو بادشاہ کی طرف سے بطور جاگیر کے امراء کو دیا گیا ہو دو عہدہ دار نگران مقرر ہون۔ ان مین سے ایک تو مالگذاری کا معائنہ کرے۔ اور رعایا کے حقوق کی نگہبانی کرے تاکہ کہین ایسا نہ ہو کہ رعیت تباہ ہو جاوے یا جاگیردار اسپر ظلم کرین اور تمام رقوم جو صوبہ سے جمع کی جائین انکا حساب رکھے۔ دوسرا عام اخراجات کا رجسٹر اپنے پاس رکھے اور مالگذاری کے روپیہ کو سپاہیون پر صرف کرے۔

میننے حکم دیا کہ ہر ایک جاگیردار کے پاس جاگیر تین سال تک رہے اس کے بعد صوبہ کا معائنہ کیا جاوے۔ اگر وہان کے باشندے جاگیردار سے خوش ہون اور ملک مین ترقی ہو اور آبادی بڑھ گئی ہو تو پھر اسی کو جاگیر واپس دیدی جائے۔ لیکن اگر صوبہ کی حالت اسکے خلاف پائین تو جاگیر سرکار کو واپس کردی جائے اور تین سال تک جاگیردار کو جاگیر کی آمدنی نہ دی جائے۔

کئے ہین۔

سب سے عمدہ اور بہتر ذریعہ جسکے بغیر لوگون کے حقوق کی حفاظت ناممکن ہی یہ ہے کہ لفظ حق کی صحیح اور درست تعریف کی جائے۔ حقوق کی درست اور ٹھیک تعریف کرنے کے اعتبار سے رومی اور انگریزی اور مسلمانون کے قانون ایکسے ہین۔ تعریفات کا درست ہونا گویا قانون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دینا ہے اور یہ بات اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ قوم تہذیب کے اعلے درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ تعریفات کے واسطے اول تو تمام مختلف واقعات کے تجربہ پر عبور ضرور ہے۔ دوسرے انسان کا دماغ اتنا مشاق نہین ہے کہ تمام واقعات کو ترتیب دے سکے اور بغیر عمدہ ترتیب کے صحیح تعریف کرنا ناممکن ہی۔ تیسرے رسوم کا منسوخ کرنا بہت دشوار ہے مقنن رسوم کی ناپائداری سے خوش ہوتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ کہین رسوم ترقی نہ پکڑ جائے اور اختیارات کی وجہ سے وہ اپنی کوششون مین کامیاب ہوتا زمانہ حال تک یورپ کے کسی ملک مین بھی قانون مال قلمبند نہین کیا جاتا تھا یعنی لوگون کے حقوق کی کیفیت مقررہ الفاظ مین نہین بتائی جاتی تھی۔ تمام قانون زبانی تھا۔ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہین جانتے تھے کہ لفظ حق کیا چیز ہے جج کے پاس اسکی رہبری کے لئے کوئی مقررہ تعریف نہین ہوتی تھی وہ ہر موقع پر حسب ضرورت نت نئی تعریف گھڑ لیتا تھا۔ یہ بیشمار تعریفات جو مختلف ججون نے بے شمار موقعون پر کی تھین۔ ایک دوسرے سے کم و بیش مختلف تھین اگر تعریفات مین کچھ صحت و درستی تھی تو صرف اس وجہ سے کہ فیصل شدہ مقدمات سے ایک احاطہ کھینچ لیا تھا اور جج ہر موقع پر تغیر و تبدل ان فیصلون کی حد کے اندر کرتا تھا۔ کیونکہ جو شخص بے انصافی کرنے کی غرض سے مقررہ حد سے تجاوز کرتا تھا اسکو لوگ برا سمجھتے تھے۔ چند سال ہوئے کہ جرمن کی بعض ریاستون نے کوشش کی تھی کہ ضابطہ قوانین بنا ئین اور خاص عبارت مین لکھ کر قانون کو مستقل کردین۔ یہ کوشش صرف تھوڑے ہی لوگون کی

شایان تھی۔
اگرچہ شخصی حکومت مین بہت سی چیزون کا انحصار بادشاہ کی صفات پر ہوتا ہے لیکن اگر حکمرانی کا عمدہ طریقہ ایکمرتبہ بخوبی رواج پا جاتا تھا تو تھوڑے عرصہ تک تو اسکا اثر ضروری رہتا تھا اور اکثر وہ قاعدہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو جاتا تھا۔

(۳) **قانون**۔ ہندوؤن کا قانون ایسے لوگون نے بنایا تھا جنکی دماغی قوت ایسی ضعیف تھی کہ اسسے زیادہ اور ضعیف نہین ہو سکتی۔ قانون کا بڑا نتیجہ عظیم یہ ہے کہ ملک کو فائدہ پہنچین۔ لیکن دنیا مین جتنے قوانین آجتک بنائے گئے ہین۔ ان سب مین بدتر ہندوؤن کا قانون ہے جسسے بہت ہی کم ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور قانون کی علت غائی ملک کی نفع رسانی کی مفقود ہے اگر مفروضہ بہترین قانون سے مسلمانون کے ان قوانین کا مقابلہ کیا جائے جنکو انہون نے ہندوستان مین جاری کیا تو بہت سے نقص ملینگے۔ لیکن اسکا کسی ملک کے موجودہ نظم قوانین سے مقابلہ کرو مثلاً قوانین روم یا قوانین انگلستان سے تو وہ خوبیون مین ایسا کمتر نہین ہوگا جیسا کہ اُن قوانین کی نظمون سے جاننے والے جاہل آدمیون کی تعریف پر غش ہونے والے یقین کرتے ہین۔ مسلمانون کے قوانین لکھنے مین ہم انگریزی قوانین کا بھی ذکر کرینگے۔ تاکہ لوگ دونون قومون کے قانون سے واقف ہو جائین اور یہ اس وجہ کے اور بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین مسلمانون کا قانون منسوخ ہو کر انگریزی قانون جاری ہوا ہے خاص ہدایتین ہو گئین۔

اول تو قوانین دیوانی ہین جنمین فوجداری کا قانون شامل نہین ہے۔ وہ حقوق شامل ہین جو قوم کے ہر فرد کو قوم کی بہبودی کے واسطے حاصل ہونے چاہئین۔ یا یون کہو کہ قانون دیوانی ان اختیارات پر مشتمل ہے جو قوم کی ترقی کے واسطے ہر شخص کو آدمیون اور اشیاء پر حاصل ہونے چاہئین یہ اختیارات حقوق کے قائم کرنے کے لئے ضرور ہین اور عام تجربہ سے خوب معلوم ہوا ہے کہ اس باب مین مہذب قومین ایک دوسرے سے اتفاق کرتی چلی آئی ہین۔ البتہ حقوق کے استحکام کے واسطے انہون نے مختلف طریقے اختیار

مالگذاری کے مفصل حالات سے آگاہ ہونا دشوار اور مشکل تھا اور اسکے واسطے رعایا کے اخلاق
اور زبان سے واقف ہونا ضروری تھا اور یہ واقفیت صرف ہندوؤن ہی کو ہوسکتی تھی۔
ہندو اس کام مین مدد دینے کے تو قابل تھے لیکن انمین اتنی قابلیت نہ تھی کہ خود کرسکین۔
مالگذاری جمع کرنیکا وہ طریقہ جو اکبر کے وقت مین اختیار کیا گیا تھا تاکہ مالگذاری کی بدانتظامیون
کا انسداد کیا جاے اور رعایا پر ظلم ہونے نپاے اور تحصیل مین غبن نہو جسوقت تک کہ مغلیہ
حکومت مین کچھ بھی قوت رہی بے کم و کاست۔ وہی طریقہ چلا آتا تھا لیکن جب ملک کئی
حصون مین تقسیم ہو گیا اور ہر ایک صوبہ خود مختار بن بیٹھا اور وہان کے حاکم صوبہ کی بدنظمیون کا
انسداد نہ کرسکے تو وہ طریقہ ٹوٹ گیا

(۵) **مذہب**۔ اسپر ہم بحث نہین کرتے۔

(۶) **اخلاق و اوضاع مسلمانون کے**۔ اخلاق و اوضاع ہندوؤن کے
اخلاق سے بہتر تھے۔ ہندوؤن کا اخلاق زیادہ تر ذات کی ظالمانہ زبون پابندی پر
مبنی تھا لیکن جو اخلاق مسلمانون کے اخلاق کی طرح نوع انسان کی مساوات و اخوت
پر مبنی تھا وہ اس اخلاق سے جو سرتاپا بادشاہ کی بھلائی پر مبنی ہو ایسا فرق رکھتا ہے
جسکی شکل سے کوئی قیمت مقرر ہوسکتی ہے۔ ہندوؤن کا اخلاق مذہبی رسوم کے ادا
کرنے پر مشتمل تھا۔ یہ رسمین آزار رسان و بیہودہ تھین۔ ہر ایک ہندو کی زندگانی کا بڑا حصہ
بیہودہ رسمون کے ادا کرنے مین صرف ہوتا ہے یا ہونا چاہیے مسلمانون کا مذہب نیم مہذب قومون
مین سب سے زیادہ رسمون سے مبرا اور منزہ ہے۔
انسان کی زندگی کا بڑا حصہ لطیف اور لذیذ پکوانے اور کھانے مین صرف ہوتا ہے
ہندو و مسلمانون کی خوراک مین فرق تھا مسلمان گوشت خوار تھے۔ ہندو گوشت نخور تھے
ان کی غذا نباتات تھی۔ ان غذاؤن کے فرق سے بھی انکے درمیان فرق تھا شراب و
ہندو و مسلمانون مین ممنوع تھی۔
مسلمانون کی طرز گفتگو بہ نسبت ہندوؤن کے ملائم و دلاویز کم ہوتی ہے انگریزی

طرف سے تھی اور اسمین زیادہ کامیابی حاصل نہین ہوئی۔ شہنشاہ نپولین پہلا شخص تھا جسنے
قانون کی تدوین کرکے رعیت کو بیحد فائدہ پہنچایا۔ اگر ہم نکتہ چینی کرین تو نپولین کے
ضابطۂ قانون مین بہت سے نقص نکال سکتے ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے
فرانسیسیون کو بہ اعتبار قانون کے سب قومون پر تفوق حاصل تھا۔ انگلینڈ کا کامن لا
(رسم ورواج) عام قانون جسمین دیوانی اور فوجداری دونون شامل ہین صرف
زبانی تھا۔ قانون جو سٹےٹیوٹ لا (آئین پارلیمنٹ) کے نام سے مشہور تھا
وہ فضول لفظون سے مملو تھا۔ آئین عجیب بے ترتیب فقرے ایسے مہمل ذومعنی ہین
کہ مقنن کہتے ہین کہ عام قانون جسمین تغیر و تبدل ہمیشہ رہتا ہے اس سے زیادہ
قابل اعتبار ہے۔ صاحب ممدوح نے بہت کچھ اس قانون کے بابت لکھا ہے اور
یورپ، مسلمان، ہندؤن کے قوانین کے مقابلہ کرکے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ مسلمانون
کے قوانین عیسائیون کے قوانین سے تہذیب مین بعض برابر بعض کم تھے مگر مسلمانون کے
قوانین دیوانی اور فوجداری ہندؤن کے قوانین سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۴) ٹیکس محصول لگانے مین مسلمانون نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہندؤن کے عہد حکومت
مین تھا۔ پیداوار کا ایک خاص حصہ بادشاہ کو دیا جاتا تھا اور یہی سلطنت کی
آمدنی کا ذریعہ تھا۔ اکبر بادشاہ نے مالگذاری جمع کرنے کے عمدہ طریقے مقرر کئے۔ مالگذاری
و بندوبست کے قانون کو ایسی ترقی دی جو دوسرے بادشاہ کے عہد مین کبھی نصیب
نہین ہوئی تھی۔ جو کچھ کہ ہمکو ہندؤن کی طرز حکومت کی بابت معلوم ہی اور جس لیاقت
سے مسلمانون نے سلطنت کے کام کو انجام دیا اس سے ہم یہ نتیجہ بخوبی نکال سکتے
ہین کہ مغلون کے آنے سے ہندوستان مین بہت ترقی ہوئی۔ یہ بات کہ مسلمانون نے
مالگذاری کے کام مین اکثر ہندؤن سے کام لیا اور ہندؤن کی مدد سے انہون نے
اصلاحیں کین اس خیال سے متناقض نہین ہی کہ مسلمانون کے عہد مین مالگذاری کا کام
ہندؤن کے زمانہ سے بہتر کیا گیا تھا۔ چونکہ پیداوار کا ایک خاص حصہ لیا جاتا تھا علاوہ

ان چیزون کا شوق تھا۔

علم موسیقی اور نقاشی اور سنگ تراشی مین مسلمان چینی اور ہندو ترقی کے میدان مین برابر تھے۔ نقاشی کے واسطے ان تمام قومون کا مذاق اور قابلیت ایک دوسرے سے ایسی ملتی جلتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی۔ علم موسیقی مین ہندو ایسے ہی گھسے ہوئے ہین جیسے سنگتراشی مین فارس کے لوگ ہندو اور چینیون سے بڑھے ہوئے ہین۔

فن جنگ خواہ ان فنون مین شامل ہو سکے یا نہ ہو سکے اور انسانی قابلیتون مین سے کتنی ہی قابلیتین اسکے لئے درکار ہون مسلمان جیسا کہ امید کیجاسکتی ہے بوجہ ذہین اور عقلمند ہونے کے بنسبت ہندوؤن کے لڑائی کے فن سے بہتر واقف تھے جبکہ کوئی قوم جو تعداد مین قلیل ہو اپنے سے بڑی جماعت پر غالب آجائے اور انکو اپنا تابع رکھے تو اس صورت مین یہ نتیجہ نکالنا بالکل درست ہے (بشرطیکہ قلیل التعداد فریق کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہو) کہ بمقابلہ مفتوح کے فاتحین فن جنگ کو بہتر جانتے ہین جو باتین ہم ان دونو قومون کی بابت جانتے ہین وہ ہمارے اس نتیجہ کی تصدیق کرتی ہین۔

(۲) **علم ادب** ۔ یہ بات ثابت کرنی ناممکن ہے کہ ہندو علم مین مسلمانون سے بڑھے ہوئے تھے۔ غالباً اس بات مین کوئی بحث نہین کریگا کہ ہر قسم کا علم مسلمان حملہ آورون مین ہندوؤن سے زیادہ تھا۔ علوم ہندسہ اور شاعری مین ہندوؤن کی بہت تعریف کیجاتی ہے علوم ہندسہ مین زیادہ تر تعجب اسکی فرضی قدامت پر کیا جاتا ہے نہ کہ اسکی ترقی پر وہ خواہ کتنا ہی قدیم ہو۔ یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ مسلمانون مین بھی یورپ کا علم ریاضی اتنا موجود تھا جتنا کہ ہندو جانتے تھے اس موقعہ پر صرف اتنا ہی ثابت کردینا کافی ہے۔

جو لوگ ہندوؤن کی نظم کی بہت تعریف کرتے ہین اور تعریف کرانی چاہتے ہین یہ بات تسلیم کرتے ہین کہ فارسی نظم ہندو نظم سے بہتر ہے۔ ہندوؤن کی مشہور نظم مہابھارت کا شاہنامہ سے مقابلہ کرلو۔ شاہنامہ مین غیر حقیقی اور ناممکن باتین اس کثرت سے نہین پائی جاتین جیسی کہ مہابھارت مین آتی ہین واقعات بعید از عقل نہین ہین اور افسانے صنعتون سے مملو ہین۔

حکام انکو پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ انکو محض اپنا تابعدار بناکر رکھنا چاہتے ہین۔ اصل بات یہ ہے کہ ہندو خواجہ سراؤن کی طرح غلامانہ صفات مین بڑھے ہوئے ہین۔ انگریزی حکام سرکاری کام اور خانگی امور مین دیکھتے ہین کہ انکے عیش و حفاظت اور خود بینی مین ہندو سب قومون سے کم مخل اور مانع ہوتے ہین ۔ اگرچہ مسلمان ہندو جیسے نرم نہین ہین مگر اسکے ساتھ ہی وہ مردانہ وار اور طاقتور ہین وہ زیادہ تر ہمارے نیم مہذب بزرگون سے ملتے جلتے ہین جو کہ برتاؤ مین تو ایسے نرم نہ تھے لیکن ہندؤن کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کی تہذیب سیکھنے کی قابلیت رکھتے تھے ۔

ہم دیکھ چکے ہین کہ ہندؤن کا چال وچلن بہت خراب ہوتا ہے مسلمان ان سے کسی قدر بہتر ہین۔ ظاہرداری۔ دروغگوئی۔ بیوفائی۔ اور دوسرون کی دلآزاری کی طرف سے بے پروائی اور زرپرستی مین ہندو اور مسلمان دونون کی ایک سی حالت ہے مسلمانون کے پاس جب دولت آتی ہے تو وہ فضول خرچ اور عیاش ہو جاتے ہین۔ ہندو ہمیشہ کنجوس اور محتاط ہوتے ہین۔

(۷) **ارٹ صناعی وغیرہ**۔ یہ بات سب لوگ بخوبی جانتے ہین کہ مسلمان فاتحین ایران کے فنون کو اپنے ساتھ ہندوستان مین لائے۔

عمارت اور زیور اور کپڑے کے بنانے مین ہندؤن کی بہت تعریف کی جاتی ہے پہلے دونو چیزون مین مسلمانون سے ہندو بہت کم لیاقت رکھتے تھے۔ مسلمانون کی بعض عمارتین تو یورپ کے بہترین عمارتون کے نمونہ کی برابری کرتی ہین۔ محراب بنانے کی ترکیب سے ہندو بالکل ناواقف تھے اگر ہندؤن سے مسلمان کسی چیز مین کمی ہوئے تھے تو کپڑا بنانا تھا یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ آیا فارس کے ریشمی کپڑے اور مخمل بھی صناعی کے ایسے حیرت انگیز نمونے تھے جیسے ہندؤن کی ململ ڈھاکون اور بلوچی بنانے مین جسمین کہ سخت محنت اور ہنرور کار ہے مسلمانون کے حملہ سے پہلے ہندو وحشی قومون سے کچھ یونہی سے بہتر تھے۔ تیمور کے قوانین کے انتخاب مین جس کا اوپر ذکر آیا ہے ہم دیکھ چکے ہین کہ مغلون کو ہندوستان فتح کرنے سے پہلے ہی یہ

اندر نے یہان پرستھ کیا تھا۔ اسلیئے یہ نام رکھا گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ پرستھ کے معنے کھلے
میدان کے ہین اسلیئے اس شہر کا نام اندرپرستھ یعنی اندر کا کھلا میدان رکھا گیا۔ اسکو اندر کھیڑا
بھی کہتے ہین۔ اس شہر کی بنیاد ۱۴۵۰ برس پہلے حضرت عیسیٰ سے بتائی جاتی ہے یہ صحیح
نہین معلوم ہوتا کہ شمالی ہندوستان مین گنگا کے کنارہ پر ہستناپور دوسرا دارالسلطنت
پانڈو کا بنا۔ یدھشٹر کے خاندان مین بیس پیڑھی تک راج نسلاً بعد نسل چلا آیا اور حضرت عیسیٰ
سے پیشتر پندرہ صدی سے ساتوین صدی تک اندرپرست پانڈو کی راجدھانی رہا۔
جب اس خاندان کی سیناپت ولیسار دلمنے یہ راج چھین لیا تو اسکے خاندان کے چودہ راجاؤن کا
یہ شہر راجدھانی پانچسو برس تک رہا۔ بعد اسکے گپتا کے خاندان مین راج آیا جسنے اپنی
راجدھانی پالی پوتھرا کو مقرر کیا اسلیئے اندرپرستھ شمالی ہندوستان کا دارالسلطنت نہ رہا۔
میرے دلی دوست بڑے عالم پنڈت لشیشر ناتھ سرگ باشی نے نہایت تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے
کہ یہ شہر موضع دکھلے سے موضع براری تک پھیلتا تھا۔ ابتک اس شہر کی دو یادگارین موجود ہین
ایک جمنا کا گھاٹ نگم بودھ دوسری نیلی چھتری جہان یدھشٹر نے ہوم کرکے ایک مندر
بنایا تھا جسکی وہ یادگار ہے۔ اندرپرست کی جگہ دہلی قائم ہوئی بکرماجیت راجہ اجین نے اندرپرستھ
کو فتح کرکے اپنے راج مین ملایا اس شہر کو کہتے ہین کہ تواریخ مین سے کسی نے حضرت عیسیٰ سے
۹۱۶ برس پیشتر آباد کیا اور اسکا نام دہلی اسلیئے رکھا کہ اسکی زمین ڈھیلی ہے۔ یہان کی زمین
ایسی پولی ہے کہ اسمین میخین نہین گڑ سکتین بعض یہ کہتے ہین کہ قنوج کے راجہ دیلو کا نائب السلطنت
سروپ دت تھا جسنے اندرپرستھ کی جگہ جو ویران ہوگیا اس شہر کو آباد کیا اور اپنے راجہ
نام پر اسکا نام دہلی رکھا مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راجہ دیلو ۲۲۸ برس حضرت
عیسیٰ سے ہوا ہے جسکو راجہ پورس نے مغلوب کیا ہے اور اس وقت دلی راجہ کمایون پاس تھی
اس سے بہت پہلے دلی آباد ہو چکی تھی غرض کسی راجہ نے جسکا نام دیلو تھا اس شہر کو آباد
کیا ہے گو تمام کے راجہ دھرم راج یا دھرنی دھر نے اپنا راج دلی مین جمایا اس کی
آخری راجہ کو قنوج کے راجہ نے مغلوب کیا اور بعد اسکے کئی خاندانون کے راج بدلے

لیکن جس علم مین کہ مسلمان ہندوؤن سے بہت بڑھے ہوئے ہین وہ علم تاریخ ہی ہمارا تمام علم تجربہ پر مبنی ہی اور تاریخ کی خوبی اس بات مین ہی کہ زمانہ ماضی کے واقعات کو اس طرح قلمبند کیا جائے۔ کہ لوگ آنیوالے زمانے مین اس سی سبق سیکھین۔ علم تاریخ سے ہندو بالکل بے بہرہ تھے ہندوستان کے مسلمانون نے ایشیا کے سب ملکون سے زیادہ علم تاریخ کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا تھا تاریخ فرشتہ اور غلام حسین کے تذکرہ سیر المتاخرین ایسی سلیس عبارت مین ہین اور ایسے معنی خیز ہین کہ فارسی زبان مین وہ اپنی نظیر آپ ہی ہین۔ یہ بات بھی قابل غور ہی کہ تاریخ کے علاوہ فارسی کی بہترین نظم شاہنامہ بھی ہندوستان کے مسلمان فاتحین کے عہد مین لکھی گئی

(۲۲) دہلی مین مسلمان بادشاہون کے پایہ تخت کا بدلنا اور انکی عمارات کا بننا۔

جمنا کے بائین کنارہ اور رہات تغلق آباد و مہرولی و چندراوان کے درمیان ایک قطعہ زمین ۴۵ مربع میل ہے جس سے زیادہ دلچسپ کوئی اور قطعہ زمین کہین روئے زمین پر مورخون کے مطالعہ کے لئے انقلابات و عمارات کے مشاہدہ کرنے کے واسطے موجود نہین ہے۔ اسی مین تیرہ شہر ہندو راجاؤن اور مسلمان بادشاہون کے دار السلطنت بنے اور بگڑے انمین سے ایک تو اب بھی سلامت ہی۔ باقی سب کے سب اپنے کھنڈرون یا حکایتون سے یاد دلاتے ہین بعض کے کھنڈر اپنی خاموش زبان سے پکار رہے ہین

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ　　　آثار پدید است صنادید عجم را

بعض کے کھنڈر بھی نہین ہین جو اپنی گونگی زبان سے انگلیون کے اشارون سے کچھ بتلائین۔ صرف انکی روایتین اور حکایتین باقی ہین۔ فرنگستانی محققین کی یہ رائے ہی کہ حضرت عیسی سے پندرہ سو برس پہلے راجہ یدھشٹر نے پانڈو کی سلطنت عظیم قائم کی اور جمنا کے بائین کنارہ پر شہر اندرپرست یا اندرپت آباد کیا جو بعض اوقات اسکا پایہ تخت رہا۔ یہ شمالی ہندوستان کا دوسرا دار السلطنت تھا۔

اندرپرستھ کی تاریخ اگر کچھ صحیح مل سکتی ہی تو وہ اندرپت مہابھاتا یا مہابھارت مین ہی۔ اندرپرستھ نام ظاہرا اندر کے نام پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی اسکی وجہ تسمیہ یہ کہتا ہے کہ

بادشاہ کیقباد نے جو نامور بلبن کا پوتا تھا موضع کیلوکھیری مین قلعہ بنانا شروع کیا۔ اسنے جمنا کے کنارہ پہ باغ لگایا غرض اس گاؤن کو جو پہلے سے بھی مشہور تھا ایک خوبصورت شہر بنا دیا۔ ۶۸۶ھ مین کیقباد نے جو قلعہ بنانا شروع کیا تھا سلطان جلال الدین خلجی نے اسکی تعمیر کو پورا کیا۔ تھوڑے دنون بعد اس کیلوکھیری کو نیا شہر اور قلعہ رای پتھورا کو پرانا شہر کہنے لگے۔

جلال الدین خلجی نے کوشک لال بنوایا جسکا اب کچھ نشان نہین ہے۔ جلال الدین کے بعد اسکا بھتیجا علاء الدین جانشین ہوا۔ وہ کچھ دنون قلعہ رای پتھورا مین رہا۔ بعد اسکے اسنے موضع سیری مین ایک قلعہ بنایا جو دہلی کی سلطنت کا پایہ تخت بنا۔

علاء الدین خلجی کے پسر خورد مبارک شاہ کا اور اسکے قاتل خسرو خان کا دار السلطنت سیری رہا۔ اس قلعہ کی قصر ہزار ستون بڑی عمدہ عمارت تھی۔ بعد اسکے خسرو خان کو غیاث الدین تغلق شاہ مار کر بادشاہ ہوا۔ اسنے سیری سے تغلق آباد مین دار السلطنت کو منتقل کیا۔ ۷۲۱ھ مین اس شہر اور قلعہ کی تعمیر شروع ہوی اور ۷۲۳ھ مین ختم ہوی۔ اب تک اس قلعہ کو شکستہ حالی کی صورت مین جو باہر سے دیکھتا ہے تو اسکی شوکت ہیبت دل مین ہیبت پیدا کرتی ہے اور اندر جا کر اسکی ویرانی دیکھنے سے عجب عبرت ہوتی ہے اب گوجر اسمین بستے ہین مثل مشہور ہے کہ یا بسے گوجر یا رہے اوجڑ۔ سلطان غیاث الدین تغلق کے بیٹے محمد شاہ عادل نے عادل آباد یا محمد آباد بسایا۔ جو تغلق آباد سے تھوڑے فاصلہ پر تھا۔ اس مین دو قلعے ہین جو قلعہ تغلق آباد کے نمونے پر بنائے گئے ہین۔ کچھ تھوڑے دنون کے بعد اسنے قلعہ رای پتھورا اور سیری دونو کو ملا کر ایک حصار اسکے گرد بنایا اور اسکا نام جہان پناہ رکھا اسکے جانشین فیروز شاہ تغلق نے اس دار السلطنت کو چھوڑ کر شہر فیروز آباد بسایا۔ یہ شہر ۷۵۵ھ مین بسایا گیا ہے۔ پرانی دہلی کی عمارات کو مسمار کر کے انکا مصالح اس شہر کی عمارت مین لگایا گیا ہے اور اس عمارت کا مفصل حال تاریخ جلد دوم مین لکھا گیا ہے۔ امیر تیمور کے حملے نے پٹھانون کی

تونوار بنس کا راج قائم ہوا ۱۰۵۲ سنہ میں اننگ پال نے دلی کو سنہ ۷۳۶ میں اور اسکے جانشینون
مین سے اننگ پال دوم نے اس شہر کو دوبارہ بسایا۔ ان خاندانون کی انقلابات مین ۳۱۲
برس تک دلی کو دار السلطنت ہونے کا شرف نہ حاصل رہا۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اجین کے راجہ کے
فتح کرلنے اور اننگ پال کے دلی دوبارہ آباد کرلنے کے درمیان گذرا ہے۔
سنہ ۱۱۵۱ مین چوہانون نے تونوار کے راجاؤن کو شکست دیکر اپنا راج قائم کیا اور
انکا آخری راجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا شمال ہندوستان مین سب راجاؤن کا
راجہ بنا اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اب رائے پتھورا کا قلعہ لیا جاتا ہے۔ یہ قلعہ
سنہ ۱۱۸۰ یا سنہ ۱۱۸۶ مین اس غرض سے بنایا گیا تھا کہ شہر کو شمالی ہندوستان کے
مسلمانون کی حملہ آوری سے بچائے اس قلعہ کے بعض حصے اب بھی موجود ہین۔
سنہ ۱۱۹۱ مین مسلمانون نے دلی کو فتح کرلیا اور انکا پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک یہان
تخت نشین ہوا۔ شمالی ہندوستان سے ہندوؤن کا راج کالعدم ہوا۔
قطب الدین کے بعد جو آٹھ بادشاہ (۱) آرام شاہ (۲) شمس الدین التمش (۳) رکن الدین
فیروز شاہ (۴) سلطان رضیہ بیگم (۵) معز الدین بہرام شاہ (۶) علاء الدین مسعود شاہ
(۷) ناصر الدین محمود (۸) غیاث الدین بلبن ہوئے انہون نے قلعہ رائے پتھورا ہی مین اپنا
دار السلطنت قائم رکھا اور اسمین عمارات ذیل بنوائین۔
(۱) قصر سفید سنہ ۱۲۰۵ع مین رائے پتھورا کی وفات سے سولہ برس بعد قطب الدین ایبک نے
بنوایا اسکا ذکر تاریخ کی جلد اول مین ہے۔ اب اس قصر کا کوئی نشان باقی نہین رہا۔
(۲) کوشک فیروزی اسکو شمس الدین التمش نے بنایا۔
(۳) قصر سبز یہ ناصر الدین محمود کے زمانہ مین بنایا گیا۔
(۴) چبوترہ ناصرہ۔ ناصر الدین محمود نے بنایا۔
(۵) مسجد قوت الاسلام۔ قطب الدین ایبک نے رای پتھورا کے مندر کی جگہ بنوائی ان
سب عمارات کا ذکر اپنے محل پر مین نے جلد اول مین بیان کیا ہے ۱۲۸۶ سنہ ۶۸۵ مین سوین

سلطنت کا خاتمہ کیا اور سیدون کی سلطنت کا عہد آیا ۸۱۷ھ ۱۴۱۴ء مین اول سیدون کے اول بادشاہ
خضر خان نے خضر آباد جمنا کے کنارہ پر بسایا۔ خضر خان کی قبر ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ء مین بیٹے سید
مبارک شاہ نے بنوائی۔ جسکو خضر کی گمٹی کہتے ہین اسی بادشاہ نے ۸۳۷ھ ۱۴۳۴ء مین جمنا کے
کنارہ پر ایک شہر مبارک آباد بنانا چاہا مگر وہ پورا نہ ہوا تھا کہ اسکے اندر وہ شہید ہوا اور شہر
مبارک آباد سے نامبارک آباد ہوا۔ سیدون کے بعد لودیون کے خاندان کی سلطنت
شروع ہوئی۔ بہلول لودی نے آگرہ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا اور دہلی کو چھوڑا۔
ہمایون نے اسکے بیٹے کو شکست دی اور ہندوستان سے نکالے جانے سے پہلے شہر
دین پناہ کی عمارات کو شروع کیا اسکے پاس ایک گاؤن اندرپت ابتک اندرپستھ
کو یاد دلارہا ہے یہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جسکا نام پرانا قلعہ مشہور ہے
ہمایون نے اس قلعہ کی مرمت کی اور اسکا نام دین پناہ رکھا۔ یہان کے دہاتی
اس قلعہ کے بعض حصہ کو پانڈو کے عہد کا بتاتے ہین۔ اس دین پناہ کا حال تذکرۂ ہمایون
جلد سوم مین بیان ہوا۔ جب شیر شاہ نے ہمایون کو ہندوستان سے نکالا اور دہلی پر اسکا
قبضہ ہوا تو اسنے بھی شیر گڈھ آباد کیا جسکو دہلی شیرشاہی کہتے ہین شیرشاہ نے دین پناہ کے
حصار کو پورا کیا اور اسی کا نام شیر گڈھ رکھا جسکا بیان اپنی مجلس رزم نامۂ شیرشاہی مین
ہمنے لکھا ہے۔ شیرشاہ کے بیٹے سلیم شاہ نے قلعہ سلیم گڈھ جمنا کے اندر بنایا پھر ہمایون نے
خاندان سور سے سلطنت چھین لی اور دین پناہ مین وہ مرگیا۔ اسکا بیٹا اکبر اور پوتا
جہانگیر اکبر آباد مین رہے اسکے پڑپوتے شاہجہان نے شاہجہان آباد کیا۔ جسکا حال ظفرنامۂ
شاہجہان مین ہمنے مفصل لکھا ہے۔ یہ شہر ۱۸۵۷ء تک دارالسلطنت رہا۔ پھر اس کو
انگریزون نے فتح کرلیا۔ جب سے وہ دارالسلطنت نہین رہا۔ مگر اب بھی وہ ہندوستان
کے اعلے درجہ کے شہرون مین شمار ہوتا ہے مسلمان بادشاہون مین سے اکثر بادشاہون
کو اپنے نام و نمود کے لئے ایک نیا دارالسلطنت بنانے کا خیال رہا اسلئے پایہ تخت نے
اپنے مقامات بدلے۔

(۱۵) شہاب الدین عمر۔ مخلوط سکے ۵۵ و ۴۵ گرین۔

(۱۶) مبارک شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹ر۵۰ گرین و مخلوط ۵۵ گرین۔

(۱۷) خسرو خان مخلوط ۷، ۵۵۔

(۱۸) غیاث الدین تغلق سونے کا سکہ ۱۷۲ر۱۴ چاندی کا سکہ ۱۷۰ر۱۲ و تانبے کا سکہ ۵۲ و ۱۳۲ و ۱۰۳ و ۵۴۔ (۱۹) محمد بن تغلق سونے کے سکے ۱۹۸ر۵ و ۱۷۴ر۱۳ و ۱۷۰ و ۱۹۹ و ۲۵۵ و ۱۶۹ چاندی کے سکے ۱۴۰ و ۱۶۸ر۵ و ۵۶ و ۵۲ و تانبے کے سکے ۵۲ و ۱۳۶ و ۱۳ و ۱۰ و ۸۶ پیتل کے سکے ۱۳۲ و ۱۲۱ و ۷۲ و ۵۵ و مخلوط ۱۴۰ و ۲۵۔

(۲۰) فیروز شاہ تغلق سونے کا سکہ ۱۷۰ گرین۔ مخلوط ۱۴۱ گرین و ۵۴ گرین و ۸۴ گرین ۱۲ و ۱۷۴ گرین تانبے کا سکہ ۵۵ گرین و ۱۰۶ گرین اس بادشاہ کے حال میں سکوں کی بڑی تفصیل لکھی ہی بعض سکے ایسے بھی ہیں کہ انمین دو نام فیروز شاہ و فتح خان کے لکھی ہین سونے کا سکہ ۱۶۹ گرین مخلوط ۱۳۸ گرین اور ایسے سکے بھی ہین جنمین دو نام فیروز اور بیٹے ظفر کا نام لکھا ہے سونے کا سکہ ۱۶۸ر۴ گرین چاندی کا سکہ ۱۴۰ گرین مخلوط ۱۳۶ گرین ۱۸۷ گرین تانبے کا ۸۷ گرین۔

(۲۱) غیاث الدین تغلق شاہ دوم مخلوط ۱۳۶ گرین ۱۶۴ گرین و ۸۰ گرین و ۵۰ گرین ۶ گرین

(۲۲) ابو بکر شاہ بن ظفر خان مخلوط ۱۴۶ گرین۔ ۷۴ گرین و تانبے کا ۱۴۴ گرین و ۱۵۵ گرین و ۱۴۰ گرین و ۵۸ گرین۔

(۲۳) محمد شاہ فیروز شاہ۔ سیم قلب ۱۶۲ گرین و تانبے کا ۶۷ گرین۔ سونے کا سکہ ۱۷۰ مخلوط ۱۴۰ گرین و تانبے کا ۶۸ر۶ گرین ۳۰ گرین و ۵۲ گرین۔

(۲۴) ناصر الدین محمد۔ مخلوط ۱۴۲ گرین تانبے کا ۱۴۳ گرین و ۶۷ و ۳۰ گرین۔

(۲۵) محمود بن محمد۔ سیم قلب ۱۴۱ گرین تانبا ۱۴۰ گرین و ۶۵ گرین و ۳۲ گرین۔

(۲۶) نصرت شاہ تانبا۔ ۱۴۳ گرین و ۷۵ گرین و ۶۷ گرین۔

(۲۷) دولت خان لودہی۔ اور

فہرست سے سمجھ سکتے ہین

(۱) معزالدین بن سام اول خاندان سلاطین کا بانی ہے اسکے سونے کے سکون کا وزن یہ تھا ۹۶ و ۱۲۱ و ۲۳ گرین چاندی کے سکے ۸ و ۴۶ و ۴۷ و ۳۳ و ۱۳۳ و ۶۴ و ۱۰۸ ½ گرین و چاندی و تانبے کے مخلوط سکے ۹ و ۴ و ۴۸ و ۳۲ و ۵۵ گرین مخلوط سکے سب جگہ یہ سمجھو کہ وہ چاندی اور تانبے کے مرکب کرنے سے بنائین ہین۔

(۲) قطب الدین ایبک کے عہد مین اوپر کے سکے جاری رہے۔

(۳) آرام شاہ کے عہد مین سونے و چاندی و مخلوط پہلے سکے جاری رہے اور تانبے کا سکہ ۴۵ گرین کا اس پادشاہ کے نام جاری ہوا۔

(۴) شمس الدین التمش سونے کا سکہ ۱۶۰ گرین چاندی کے سکے ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۸ و ۱۷۲ گرین تانبے کے سکے ۴۵ و ۴۴ و ۴۸ و ۴۰ گرین و مخلوط سکے ۴۶ و ۵۳ و ۵۶ و ۹ و ۳۸ گرین۔

(۵) رکن الدین شاہ کے مخلوط سکے ۵۱ گرین (۶) سلطان رضیہ بیگم چاندی کے سکے ۱۶۵ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۴۹

(۷) معزالدین بہرام شاہ۔ چاندی کا سکہ ۱۶۷ گرین مخلوط سکے ۵۶ گرین۔

(۸) علاء الدین مسعود شاہ چاندی کے سکے ۱۶۷ و ۱۶۵ گرین۔ و تانبے کے سکے ۵۶ و ۴۹ ½ مخلوط سکے ۲۵ و ۵۱۔

(۹) ناصرالدین محمود۔ تانبے کے سکے ۴۵ و مخلوط سکے ۵۱ و ۱۲۹۔

(۱۰) غیاث الدین بلبن تغلق سونے کا سکہ ۱۶۲ و چاندی کا سکہ ۱۶۷ و ۱۶۵ و تانبے کا سکہ ۴۷ ½ و ۴۷ گرین و مخلوط ۳۶ گرین۔

(۱۱) معزالدین کیقباد۔ چاندی کا سکہ ۱۶۸ گرین مخلوط سکہ ۵۲ گرین و ۶۹ گرین۔

(۱۲) جلال الدین فیروز خلجی چاندی کا سکہ ۱۶۸ و مخلوط سکے ۵۶ و ۶۹ گرین۔

(۱۳) رکن الدین ابراہیم۔ چاندی کا سکہ ۱۶۸ و تانبے کا سکہ ۵۹ و ۸۳ و مخلوط ۵۲

(۱۴) علاء الدین محمد شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹ و ۱۶۹ گرین و چاندی کا ۱۶۸ گرین و تانبے کا سکہ ۶۴ و ۵۵ و ۵۵ و مخلوط ۵۵ و ۵۷۔

مستحقات کو ہم نے اقبال نامہ اکبری مین لکھا ہے - تمغہ اور حبیبی وغیرہ سکون کا بیان یا ہونشان ہون
کی تاریخ معین ہوا ہے + فقط

اشتباہ

اول کل کتاب مین چار قسم کے سنون کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) ہجری (۲)
عیسوی (۳) جلوس (۴) سمبت - زیادہ تر سنہ کے اوپر ہجری اور نیچے عیسوی لکھے گئے
ہین سن ہجری سے سنہ عیسوی چہہ سو برس کے قریب بڑا ہے اسلئے اونکے ساتہہ ھ و ع
کا اشارہ نہین کیا گیا - بغیر ان کے فقط سنون کے چھوٹے بڑے ہونے سے پڑھنے والے انکو
سمجھہ سکتے ہین - سن جلوسی اکثر چالیس پچاس برس سے زیادہ نہین ہوتا - وہ سن ہجری سے بہت ہی
چھوٹا ہوتا ہے اسلئے بغیر اسکے کہ جلوس کا لفظ اوسکے ساتہہ لکھا جائے وہ خود بخود سمجھا جائیگا
دوم خطوط قوسی ( ) کے درمیان جو نام یا الفاظ یا عبارت لکھی گئی ہے اوسکی
یہ صورتین ہین (۱) ایک مورخ کے بیان مین دوسرے مورخ کا بیان ان خطون کے اندر زیادہ
کیا گیا ہے (۲) فارسی کتابون مین نامون کی املا مین بہت اختلاف ہوتا ہے پس ان
اختلافون کو ان خطوط مین لکھہ دیا ہے (۳) کسی لفظ کے معنی بھی لکھے ہین +
سوم ہندوستان کے مختلف حصون مین بعض الفاظ کی املا مین اختلاف ہے اور سررشتۂ تعلیم نے
اون کے کچھہ قواعد مقرر کئے ہین مثلاً پورب مین یائے معروف کے اوپر ہمزہ نہین لکھتے وہ
اس سے کو ہی بجائے ہمزہ سمجھتے ہین مثلاً ہوئے وکئے کو ہوے وکے لکھینگے ایسا ہی
نون غنہ کا بعض الفاظ مین حال ہے کوئی ہنسنا لکھتا ہے کوئی ہسنا - ایسی ہی حقہ سے جو الفاظ
کے آخر مین ہوتی ہے اوسکی جگہ الف بھی لکھتے ہین جیسے بنگالہ کی جگہ بنگالا لکھینگے اور
ان ہی کی جگہ انہین اور جون ہی کی جگہ جو ہیں اور بعض اور الفاظ اسی قسم کے ہین -
میرے قلم کو ان الفاظ مین نون لکھنے کی عادت پڑ گئی ہے خواہ وہ غلط ہو یا
صحیح تلفظ پر زیادہ خیال رہتا ہے +

(۲۸) خضر خان نے کوئی سکہ اپنے نام کا نہین جاری کیا۔
(۲۹) مبارک شاہ دوم چاندی کا سکہ ۱۷۵ گرین مخلوط ۱۷۲ گرین ۵٫۳۸ گرین ۵٫۴۸ گرین
(۳۰) محمد شاہ مخلوط ۲۰۱۴ گرین تانبا ۱۳۶ گرین و ۳۴۳ ۱/۲ گرین۔
(۳۱) عالم شاہ۔ تانبا ۱۳۵ گرین و ۶۶ گرین و ۶۴ گرین۔
(۳۲) بہلول شاہ۔ تانبا ۱۴۷ گرین اوسط وزن ۱۴۰ گرین چاندی ۱۳۹ و ۱۴۵۔
(۳۳) سکندر شاہ لودی۔ تانبا ۔ ۱۳۹ گرین و ۵٫۵ گرین۔
(۳۴) ابراہیم سکندر شاہ۔ تانبا ۱۷۸ گرین و ۲۴ و ۱۱۰ گرین و ۱۲۰ گرین۔
(۳۵) ہمایون ۔ سونا ۸ و ۱۰ و ۱۳ گرین چاندی ۱۷ گرین۔
(۳۶) شیر شاہ۔ سونا۔ ۱۶۵٫۵ چاندی ۱۷۶ گرین۔ تانبا ۳۲۹ گرین۔
(۳۷) اسلام شاہ۔ چاندی ۱۶۸ گرین تانبا ۱۷۸ و ۲۷ گرین و ۳۱۵ گرین۔
(۳۸) محمد عادل شاہ۔ چاندی۔ ۱۷۴ گرین۔
(۳۹) ابراہیم سور۔ چاندی ۱۷۵ گرین۔
(۴۰) سکندر شاہ کے بعد ہمایون پھر فرمان روا ہوا تانبا ۱۷۵ گرین۔
اکبر کے سکون کا مفصل حال اقبال نامہ اکبری مین پڑھو۔ سکون کی اصلاح و درستی سب طرح سے شیر شاہ کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اُسنے سکون مین جو پہلے سے عیب و نقص چلے آتے تھے دور کیے۔ اول سب سے بڑی بُرائی سکون کی یہ دور کی کہ سب ٹکسالون مین مخلوط دھاتون کا سکہ بننا بالکل موقوف کردیا۔ ظاہر ہے کہ جب سکے مین دو دھات جنمین سے ایک بیش قیمت دوسرا کم قیمت ہو۔ کیسی بیچ بیوپار مین دشواریان پیدا کرتا ہے اور ٹکسالون کے اہلکارون کے ہاتھ مین دغا بازی کا کیسا اوزار دیتا ہے۔ یہ تحقیق نہین معلوم کہ شیر شاہ کے زمانہ مین سونے چاندی کے سکون مین میاد کیا کیا نسبت رکھتا تھا مگر تخمینًا یہ تحقیق ہوا ہے کہ ۱۵۲۵ء مین انکی قیمتون مین ۷ یا ۸ اور ا کی نسبت تھی سونے کے سکے کو چاندی کے سکے سے نسبت ۹۴ اور آ کی تھی۔ آئین اکبری سے سکون کی

چہارم۔ مین نے ہر جلد کے ساتھ غلط نامہ لکھ دیا ہے مگر اکثر لفظون کی غلطیون کو یہ سمجھ کر چھوڑ دیا ہے کہ ؎ عاقلان پیروی نقط نکنند + یا نخوانند یا غلط نکنند + بہتر ہوگا کہ پڑھنے سے پہلے غلط نامہ کے موافق کتاب کو صحیح کرلین۔

پنجم۔ نام خواہ مقامون کے ہون یا آدمیون کے اون کی املا مین فارسی کتابون مین بڑا اختلاف ہے۔ مین نے اونکو اسلیئے مختلف طرح لکھا ہے۔ حروف ثقیلہ کا تلفظ مسلمانون کے زبان سے پہلے زمانہ مین نہین ہوتا تھا اسلیئے وہ ڈ کی جگہ د اور ڑ کی ر اور علیٰ ہذا القیاس لکھتے تھے۔ مین نے اس بات پر خیال رکھا ہے۔

زمانۂ سابق و حال کے مسلمانون کے تلفظ مین بڑا فرق ہو گیا ہے۔ مین اس تلفظ کا بھی نامون کے لکھنے مین پابند رہا ہون فقط

اشتہار

تاریخ ہندوستان

قیمت ۱۲ ہندوؤن کا عہد محصول ۲

صفحے ۱۱۰

اس تاریخ مین معتبر کتابون سے حالات لکھے گئے ہین۔ قدیم جغرافیہ و نقشہ ہند۔ ہندوستان کی
قومین اور اونکی زبانین۔ آریا قومون کا حملہ اور ویدون کا بیان۔ ہندوستان کو آریا کا فتح کرنا
مہابھارت ورامائن کا حال اور اون سے جو تاریخی حالات معلوم ہوتے۔ برہمنون کا اختیار برہما
اور منو کے قوانین۔ ہنود کی حکمت نظری۔ بدھ مذہب کا حال۔ اور اوسکی ترقی کا حال فارسیون
اور سکندر کا حملہ باختر و تاتاریون کا حال۔ ہندوستانیون کا حال جو یونانیون نے لکھا
بدھ کے زمانہ کا حال اور موریا بنس مگدھ کا اور اوسکے جانشینون کا۔ بدھ مذہب والون کا زوال
مذہب برہمنون کا بحال ہونا۔ دکھن کی قدیمی تاریخ۔ سنسکرت کا علم ادب +

محمد عطاء اللہ مالک شمس المطابع
دہلی چیلون کی کوچہ